حقوق

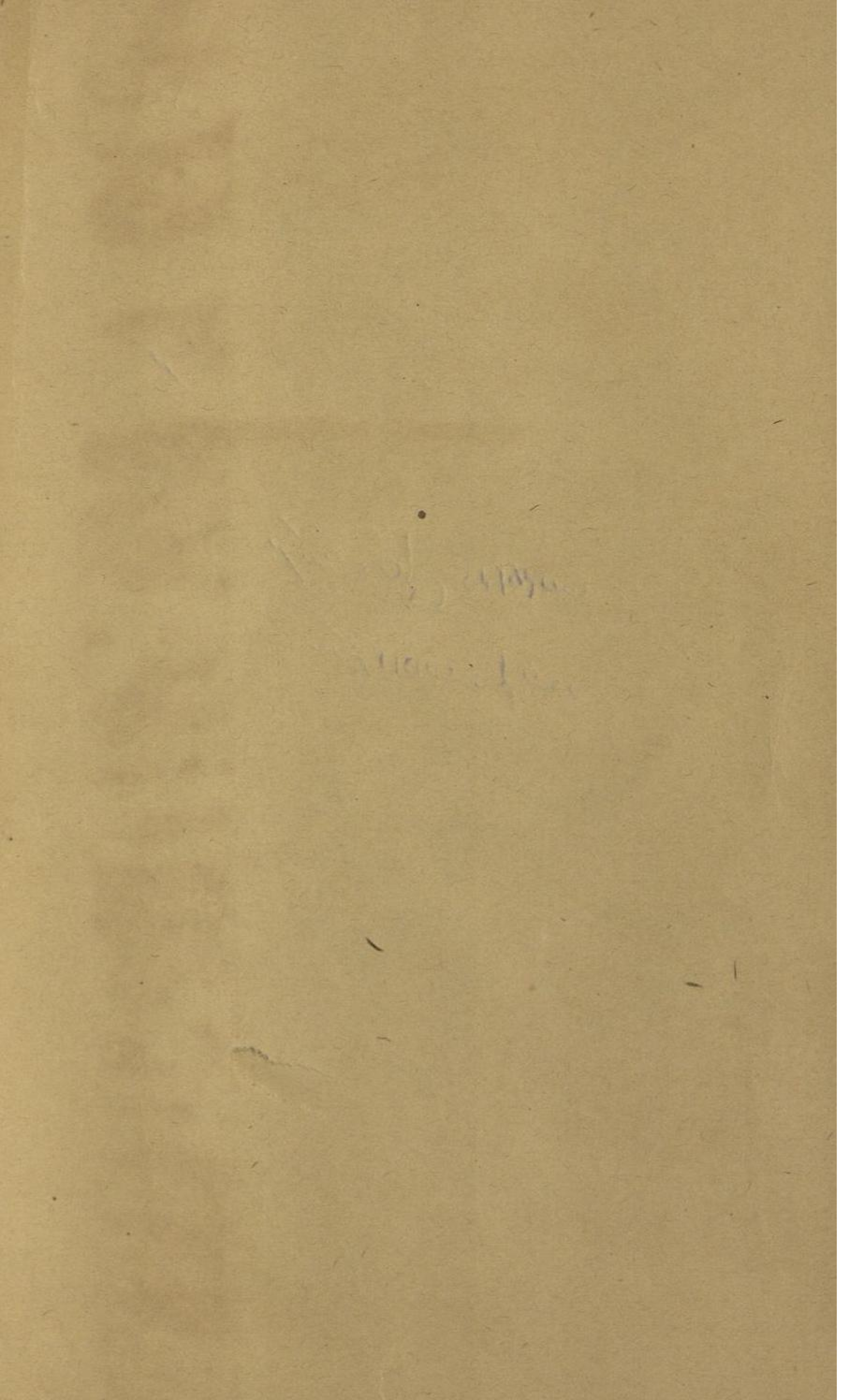
فرائض

م

قیمت مجلد

Rs. 7.50

ملک دین محمد اینڈ سنز پبلشرز۔ لاہور



حُقوق و فرائضِ اسلام

جس میں

پیدائش سے موت تک ہر قسم کے اعتقادی اور عملی حقُوق و فرائض
جو ایک مسلمان کے ذمہ واجب الادا ہیں۔ بحوالہ آیات و احادیث
واضح اور ثابت کئے گئے ہیں



ناشران

ملک دین محمد اینڈ سنز اشاعت منزل بُل روڈ لاہور



نقشِ ششم

قیمت مجلد سات روپے پچاس پیسے



ملک محمد عارف پرنٹر پبلشر نے اپنے دین محمدی پریس لاہور میں چھپوا کر اشاعت منزل بل روڈ لاہور سے شائع کیا۔

دیباچہ

عہدِ حاضر میں کہ مادی ترقی زوروں پر ہے۔ اور مذہب کی طرف سے نہ صرف غفلت برتی جا رہی ہے، بلکہ جہالت و کوتاہ نظری کے باعث احکامِ دینی کو ترقی کی راہ میں رکاوٹ خیال کیا جا رہا ہے۔ اِس بات کی سخت ضرورت تھی۔ کہ مسلمانوں کو اُن کے مذہبی حقوق و فرائض یاد دلا کر دینی اور دنیوی ترقی کی حقیقی شاہراہ پر گامزن کیا جائے۔ چنانچہ اِسی مقصد کو پیشِ نظر رکھ کر یہ کتاب تالیف کی گئی ہے۔ یوں تو قرآنِ کریم اور احادیث میں احکامِ شرعی نہایت شرح و بسط سے بیان کئے گئے ہیں۔ لیکن ان سے پورا پورا فائدہ وہی لوگ اُٹھا سکتے ہیں جنہیں عربی و فارسی پر زبردست قدرت حاصل ہو۔ اور جو نہایت محنت و کاوش سے ان کا استنباط کر کے انہیں یکجا کر سکیں۔ عوام میں اوّل تو اِس قدر قابلیّت ہی نہیں کہ وُہ عربی و فارسی کو سمجھ سکیں۔ دُوسرے زمانے کی ہوا سے بجید متاثر ہونے کے باعث ان کے مذہبی احساسات اِس قدر مُردہ ہو گئے ہیں کہ اُنہیں کسی عالمِ دین کے پاس جا کر مسائلِ مذہبی کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کا خیال بھی نہیں۔ بنا بریں یہ کتاب جس میں اسلام کے تمام حقوق و فرائض نہایت وضاحت کے ساتھ سلیس و شستہ اُردو زبان میں

بیان کیے گئے ہیں۔ عامۃ المسلمین کے لئے یقیناً چراغِ ہدایت ثابت ہوگی۔
اِس کتاب میں قرآن مجید اور کتبِ احادیثِ معتبر کی ورق گردانی کر کے نہایت تلاش و تحقیق سے وُہ تمام اسلامی فرائض یکجا کر دیئے گئے ہیں جن کا ادا کرنا ہر مسلمان کے لئے مذہباً فرض ہے۔ اور جن کی بجا آوری کے بغیر مسلمان صحیح معنی میں مسلمان نہیں بن سکتا۔ ارکانِ اسلام یعنی توحید۔ نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ اور حج کے علاوہ مذہبی رسُوم اور دیگر مسائل مثلاً تعلیم و ادب۔ شفقت و مہربانی۔ حقوقِ والدین۔ حقوق الزوجین۔ میراث۔ حقوقِ ہمسایہ۔ حقوقِ مہمان۔ حقوق السائل۔ حقوقِ یتامیٰ۔ حقوقِ احباب۔ حقوقِ اعدا۔ حقوقِ اہلِ کتاب۔ حقوقِ اہلِ معاملہ۔ حقوقِ تجارت۔ حقوقِ عامہ عباد وغیرہ مناسب ترتیب و تدوین کے ساتھ نہایت واضح اور دلکش پیرائے میں بیان کئے گئے ہیں۔
یقینِ واثق ہے کہ اِس کتاب کا مطالعہ مسلمانوں کے لئے مفید ثابت ہوگا۔ اور مندرجہ فرائضِ دینی پر عمل پیرا ہونے سے ان کا دل بے دینی کی کدورت و آلائش سے پاک و صاف ہو کر اِسلام کے عالم افروز نور سے منور ہو جائے گا۔ جس کی روشنی میں وُہ فلاحِ دارین حاصل کر کے شاہدِ مقصُود سے ہم آغوش ہو جائیں گے۔

خاکسار

فیروز الدین غفرلہٗ

فہرست مضامین کتاب حقوق و فرائض اسلام

تمّت بالخیر

حقوق اللہ

(ایمان)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ؕ (النساء ع ۲۰ - پارہ ۵)

قُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَاۤ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَاۤ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ

اے مسلمانو! اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر اتاری۔ اور اُن کتابوں پر جو (قرآن سے) پہلے اتاریں اور جو شخص اللہ اور اُس کے فرشتوں اور اُس کی کتابوں اور اُس کے رسولوں اور روزِ آخرت کا منکر ہوا تو وہ راہِ ہدایت سے بڑی دُور بھٹک گیا۔

مسلمانو! (اہلِ کتاب سے) کہدو، کہ ہم تو اللہ پر ایمان لائے ہیں، اور اس قرآن پر جو ہم پر اُترا، اور اُن صحیفوں پر جو ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور اولادِ یعقوبؑ پر اُترے، اور اس (کتاب) پر جو موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو ملی، اور اس پر بھی جو دوسرے پیغمبروں کو اُن کے پروردگار سے ملا، ان پیغمبروں میں سے

(بقرہ ۔ ع ۔ ۱۶ ۔ پارہ الم)

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ
اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ
وَالْمُؤْمِنُوْنَ ط كُلٌّ اٰمَنَ
بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ
وَرُسُلِهٖ وَقَالُوْا
سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ
رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ
(بقرہ ۔ ع ۔ ۴۰ پارہ ۳)

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رض
قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ
عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ
طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ
بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيْدُ سَوَادِ
الشَّعْرِ لَا يُرٰى عَلَيْهِ اَثَرُ
السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهٗ
مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰى جَلَسَ
اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

کسی ایک میں بھی کسی طرح کی جدائی نہیں سمجھتے۔ اور ہم اسی اک ایک خدا کے فرمانبردار ہیں۔ یہ پیغمبر (محمد صلعم) اس کتاب کو مانتے ہیں جو ان کے خدا کی طرف سے ان پر اتری ہے اور ان کے ساتھ دوسرے مسلمان بھی (اس کتاب کو مانتے ہیں) یہ سب کے سب اللہ اور اسکے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے۔ اور کہا ہم خدا کے پیغمبروں میں سے کسی کو بھی جدا نہیں سمجھتے اور یہ بھی کہا کہ اے خدا ہم نے تیرا ارشاد سُنا۔ اور تسلیم کیا۔ اے ہمارے پروردگار۔ بس تیری مغفرت درکار ہے۔ اور تیری طرف لوٹ کر جانا ہے۔

حضرت عمر رض بن الخطاب سے روایت ہے کہ ہم ایک دن نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ دفعتہً ایک شخص جس کے کپڑے نہایت سفید اور سر کے بال سخت سیاہ تھے۔ نمودار ہوا۔ اس پر نہ تو سفر کا ہی کچھ اثر دکھائی دیتا تھا۔ اور نہ ہم سے کوئی اُسے پہچان ہی سکتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آ بیٹھا اور اپنے زانو آنحضرت صلعم کے زانوئے مبارک سے

وَسَلَّمَ فَاَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ
اِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَ وَضَعَ
كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَقَالَ
يَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِيْ عَنِ
الْاِسْلَامِ فَقَالَ الْاِسْلَامُ
اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَتُقِيْمَ
الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ
وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ
الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ
اِلَيْهِ سَبِيْلًا قَالَ
صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا لَهٗ
يَسْئَلُهٗ وَيُصَدِّقُهٗ
قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ
الْاِيْمَانِ قَالَ اَنْ
تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ
وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَ
تُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ
وَشَرِّهٖ قَالَ صَدَقْتَ الخ
(بخاری - مسلم)

عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ
طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

ملا دیئے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لیے۔ اور عرض کیا، اے محمد صلعم! مجھے یہ بتایئے، کہ اسلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، اسلام یہ ہے کہ تو خدا کے ایک معبود ہونے کی شہادت دے۔ اور اس بات کی بھی شہادت دے کہ محمد صلعم اُس کا بندہ اور رسول ہے۔ اور نماز پڑھا کرے اور زکوٰۃ دیتا رہے۔ رمضان کے روزے رکھے۔ اور مقدور ہو، تو کعبہ کا حج کرے۔ اُس نے کہا آپ درست فرماتے ہیں۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں اس کی بات سے تعجب ہوا، کہ خود ہی سوال کرتا ہے اور خود ہی تصدیق کرتا ہے۔ پھر اُس نے کہا۔ مجھے یہ بھی بتایئے کہ ایمان کسے کہتے ہیں۔ فرمایا خدا اور اُس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے پیغمبروں پر اور روزِ آخرت پر یقین لانا اور اس بات پر ایمان لانا، کہ خدا تعالیٰ نے تمام چیزوں کی بھلائی اور برائی ازل میں معلوم کر لی ہے۔ اور اس کا اندازہ کر لیا ہے۔ اُس نے عرض کیا، آپ نے سچ فرمایا۔

حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ سے روایت ہے۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے

لله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُؤْمِنَ بِاَرْبَعٍ ۔ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنِّيْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ بَعَثَنِيْ بِالْحَقِّ وَيُؤْمِنُ بِالْمَوْتِ وَيُؤْمِنُ بِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَيُؤْمِنُ بِالْقَدْرِ رواہ

(ترمذی)

نے فرمایا، کوئی بندہ مومن نہیں ہو سکتا جب تک چار باتوں پر ایمان نہ لائے ایک اس بات کی شہادت دے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں محمد صلعم رسولِ خدا ہوں، خدا نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے، دوسرے مرنے پر ایمان لائے۔ تیسرے مرنے پیچھے اٹھائے جانے پر ایمان لائے، چوتھے تقدیر کا یقین کرے۔

اصطلاح شرع میں ایمان اُن تمام چیزوں کا دل سے یقین کرنے اور زبان سے اقرار کرنے کا نام ہے، جن کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خدا کی طرف سے بندوں کے پاس لائے ہیں، یہ ایمان اجمالی ہے۔ اور اس میں کلمۂ شہادت صدق دل سے کہنا کافی ہے، ایمان تفصیلی یہ ہے، کہ جس قدر دین کی چیزیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے یقیناً ثابت ہیں، تفصیل سے ایک ایک کو سچ جانے، اور اُن کے سچ ہونے کا اقرار کرے، یہ چیزیں ہیں تو بہت سی، مگر اہم چھ ہیں، چنانچہ مذکورہ بالا آیات و احادیث ہیں (۱) اللہ (۲) انبیاء و مرسلین (۳) قرآن و دیگر کتب سماوی (۴) ملائکہ (۵) روز آخرت اور (۶) تقدیر الٰہی پر ایمان لانے کا حکم ہے، جن احادیث میں ان چیزوں کا بیان ہے، حدِ تواتر کو پہنچ چکی ہیں، اس لئے ان میں سے کسی ایک کے انکار سے بھی کفر لازم آتا ہے۔

یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اعمالِ صالح ایمان کا جزو نہیں، بلکہ اُن سے ایمان کو روشنی اور رونق حاصل ہوتی ہے ایسا ہی اعمال بد سے ایمان جاتا نہیں رہتا، البتہ اُس کی رونق اور روشنی جاتی رہتی ہے، ایمان تفصیلی میں جو چھ چیزیں مذکور ہیں، اُن میں سے ہر ایک پر ایمان لانے کی شان جداگانہ ہے، اس لئے ہر ایک کو کسی قدر

تفصیل سے بیان کر دیا جاتا ہے۔

ایمان باللہ۔ خدا پر ایمان لانے کے یہ معنے ہیں کہ نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ کوئی اس سے پیدا ہوا۔ اور وہ ہمیشہ سے ہے۔ اور ہمیشہ ہی رہے گا۔ اس کی ذات میں تمام صفات بدرجۂ کمال موجود ہیں۔ جس طرح اس کی ذات ازلی و ابدی ہے اسی طرح اس کی صفات بھی ازلی و ابدی ہیں۔ اور زمین و آسمان میں جو چھوٹے بڑے تغیّرات ہوتے ہیں، وہ اسی کے علم اور ارادے اور قدرت سے ہوتے ہیں۔ ظاہر اور پوشیدہ غرضیکہ سب کچھ جانتا ہے۔ اس کی کوئی شکل و صورت نہیں۔ نہ اس کا جسم ہے۔ اور نہ مقدار نہ حدود و اطراف سے گھیرا جا سکتا ہے۔ اور نہ کسی خاص جگہ میں ہے۔ اور چیزوں کی طرح ایک جگہ سے دوسری جگہ آتا جاتا نہیں۔ اس کو عرش نے اٹھایا ہوا نہیں۔ بلکہ عرش اور اس کے اٹھانے والوں کو اس نے اپنی قدرت سے اٹھا رکھا ہے۔ زمین و آسمان اور عرش کی جتنی چیزیں ہیں، وہ اُن سب سے اوپر ہے لیکن اس بلندی کے باعث نہ عرش سے نزدیک ہے۔ نہ زمین سے دُور اور باوجود سب چیزوں سے بلند ہونے کے شاہرگ سے بھی زیادہ نزدیک ہے۔ اپنی ذات و صفات میں بالکل یکتا ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں۔ وہ نیکی سے خوش اور بدی سے ناخوش ہوتا ہے۔ اس نے انسان کو بھلے بُرے کی تمیز کا احساس بخشا ہے۔ اور اس احساس کے علاوہ وقتاً فوقتاً پیغمبر بھی بھیجتا رہا ہے کہ بندوں کو نیک و بد کی تمیز سکھائیں۔

ایمان بالانبیاء۔ تمام پیغمبر خدا کے نیک اور مقبول بندے ہیں۔ اور وہ تمام گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔ خدا انہیں لوگوں کو راہ راست بتانے کے لیے مبعوث فرماتا ہے۔ ان کی صحیح تعداد معلوم نہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔ مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ (اُن میں سے بعض پیغمبر ایسے ہیں۔ جن کے حالات ہم نے تم کو سنائے۔ اور بعض ایسے ہیں جن کے حالات نہیں سنائے) بہر کیف پیغمبروں پر ایمان لانے کی یہ شکل ہے۔ کہ جو معلوم ہیں وہ۔ اور جو معلوم نہیں، وہ سب خدا کے بھیجے ہوئے ہیں۔ اور دعوئے رسالت میں سچے ہیں۔ اِن

ہیں سے پہلے حضرت **آدم** علیہ السلام تھے، اور سب سے آخر ہمارے پیغمبر حضرت **محمد**ؐ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ ان کے بعد حسب ارشاد خداوندی قیامت تک کوئی نبی نہیں آسکتا۔ نہ صاحب شریعت مستقلہ نہ تابع شریعت محمدیہ نہ بروزی نہ غیر بروزی۔ غرضیکہ حضور کے بعد باب نبوت مطلقاً مسدود ہی رہے گا، نہ کہ نبوت کا کوئی قسم خاص۔ پیغمبروں کے مدارج مختلف ہیں۔ بعض کا رتبہ بڑا ہے اور بعض کا کم، سب سے اعلیٰ مرتبہ ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ آپ **خاتم النبیّین** ہیں۔ قیامت تک جس قدر آدمی اور جن ہوں گے، آپ اُن سب کے پیغمبر ہیں۔ اس ایمان بالانبیاء کے متعلق ایک مسئلہ شفاعت کا ہے، اور وہ یہ کہ سب پیغمبر قیامت کے دن اپنی اپنی اُمّت کے گنہگاروں کی سفارش کریں گے، اور خدا سے عرض معروض کرکے اُن کے گناہ بخشوائیں گے۔ مگر یہ شفاعت اِذن الٰہی کے بغیر نہیں ہوسکے گی۔

ایمان بالکتب۔ تیسری چیز جس پر ایمان لانے کا حکم ہے، وہ کتابیں ہیں، جو خداتعالیٰ نے پیغمبروں پر نازل فرمائیں۔ بڑی کو **کتاب** اور چھوٹی کو **صحیفہ** کہتے ہیں۔ پیغمبروں کی طرح ان کتابوں کی بھی صحیح تعداد معلوم نہیں۔ البتہ چار کتابیں بہت مشہور ہیں۔ **زبور** جو حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی۔ **توراۃ** حضرت موسیٰ علیہ السلام پر۔ **انجیل** حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر، اور **قرآن مجید** ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ جس طرح ہمارے پیغمبر خاتم النبیّین ہیں، اسی طرح قرآن مجید خاتم الکتب ہے، جس کے بعد قیامت تک کسی اور کتاب کی ضرورت نہیں، ہمیشہ کے لئے تمام دینی و دنیاوی ضرورتوں کے لئے یہی کفایت کرتا ہے پہلے انبیاء علیہم السلام پر جس قدر کتابیں نازل ہوئیں، قرآن مجید ان سب کا ناسخ ہے۔ ان کے احکام اب قابلِ عمل نہیں، مگر وہ احکام جن کی کلام مجید تصدیق فرمادے، اُنکی تعمیل حسب مقتضائے نص ضروری ہے۔ ان احکام مصدقۂ قرآن کریم کے علاوہ ..... امور میں باوجود دلیل تصدیق یا تکذیب سکوت بہتر ہے۔ علاوہ ازیں ان کتابوں میں

تحریف بھی پائی گئی ہے۔ بلکہ توراۃ وانجیل میں تغیر کلی آگیا ہے۔ کیونکہ بخت نصر بادشاہ نے جب بیت المقدس پر چڑھائی کی۔ اور ہزاروں کو تہ تیغ کیا۔ اس وقت بیت المقدس میں صرف ایک نسخہ توراۃ و زبور کے اور جس قدر نسخے تھے۔ سب تلاش کر کے جلا دیئے بعدازاں لوگوں نے کچھ کچھ اپنی یاد سے لکھا۔ اور ان قصوں کو بھی اس میں داخل کر دیا۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد واقع ہوئے تھے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جب یہود نے گرفتار کیا۔ اس وقت انجیل کا صرف ایک نسخہ تھا۔ جسے انہوں نے جلا دیا۔ بعدازاں ان کے حواریوں نے کچھ حال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اور کچھ مضامین انجیل کے اپنی یاد پر لکھے۔ مگر بعدازاں اس میں بھی رد و بدل ہوتا رہا۔ لہٰذا ان کی صحت پر کسی طرح اعتماد نہیں کیا جا سکتا

ایمان بالملائکہ ۔ فرشتے جن پر ایمان لانے کا حکم ہے۔ انکی نسبت اسلامی عقیدہ یہ ہے۔ کہ نور سے ان کی پیدائش ہے۔ یعنی علائق جسمانی سے بالکل پاک ہیں۔ نہ مرد ہیں نہ عورت۔ جس جس کام پر خدا نے انہیں مقرر کر رکھا ہے۔ اس کی بجا آوری میں ذرا پہلو تہی نہیں کرتے۔ مختلف صورتیں اختیار کر سکتے ہیں۔ قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دو دو، تین تین، چار چار اور زیادہ بھی پر ہوتے ہیں۔ اسلام سے پہلے عرب کے ایک گروہ کا یہ عقیدہ تھا۔ کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں۔ قرآن مجید میں اس عقیدے کی نہایت سختی سے تردید کی گئی۔ فرشتوں کی تعداد بھی معلوم نہیں۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سارے آسمان میں جتبہ بھر جگہ بھی ایسی نہیں جہاں فرشتہ سجدے میں پڑا ہوا خدا کی تسبیح و تقدیس نہ کرتا ہو۔ ان میں سے بہتیروں کو انتظام دنیا کی خدمتیں سپرد ہیں۔ کچھ ایسے بھی ہیں۔ جو ہمہ وقت مصروف عبادت رہتے ہیں۔ بلکہ نیک بندوں کے لیے طلب مغفرت کرتے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید یہ ہے۔ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ۔ اور ایسے بھی فرشتے ہیں۔ جو اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ اس کی تسبیح و تقدیس میں لگے ہیں اور جو لوگ زمین میں رہتے ہیں۔ ان کے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔ چار فرشتے

نہایت ہی مقرب بارگاہ الٰہی ہیں۔ اوّل حضرت جبرائیلؑ امین۔ جو حامل وحی ہیں۔ یعنی پیغمبروں کے پاس احکام خداوندی لاتے رہے ہیں۔ دوسرے حضرت میکائیلؑ۔ یہ بندوں کے رزق پر مسلط ہیں۔ تقسیم ارزاق ان کے سپرد ہے۔ تیسرے حضرت عزرائیلؑ۔ جو بندوں کی جان قبض کرنے پر مامور ہیں۔ چوتھے حضرت اسرافیلؑ۔ جو قیامت کے دن صور پھونکیں گے ان کے علاوہ ایک داروغہ جہنم ہیں۔ جن کا نام مالک ہے۔ علاوہ ازیں ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے دن کے وقت رہتے ہیں۔ اور دو رات کے وقت جو اس کے نیک و بد اعمال لکھتے ہیں۔ انہیں کراماً کاتبین کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔ وَاِنَّ عَلَیْکُمْ لَحٰفِظِیْنَ کِرَامًا کَاتِبِیْنَ یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ (اور تم پر ہمارے چوکیدار یعنی کراماً کاتبین فرشتے مقرر ہیں۔ جو کچھ بھی تم کرتے ہو ان کو معلوم رہتا ہے)۔ قرآن مجید میں یہ بھی ثابت ہے، کہ ہر شخص کے ساتھ چند فرشتے محافظ بھی رہتے ہیں۔ احادیث سے یہ بھی ثابت ہے۔ کہ کچھ فرشتے دن میں زمین پر رہتے ہیں۔ پھر عصر کے وقت اُن کی تبدیلی ہو جاتی ہے، اور رات کے لئے دوسرے فرشتے آتے ہیں۔ الغرض فرشتوں کا شمار اور ان کی خدمات یہ سب اسرار الٰہی ہیں۔ اس بارے میں زیادہ کدوکاوش کرنا بے سود ہے۔ مجملاً یہ ایمان لانا چاہیئے۔ کہ فرشتوں کا وجود ہے، اور بارگاہ خداوندی سے جو خدمات اُن کے سپرد ہیں، وہ بے کم و کاست اُن کی تعمیل کرتے رہتے ہیں۔

فرشتوں کے علاوہ ایک اور قسم کی مخلوق بھی ہے۔ جسے جنّات کہتے ہیں۔ قرآن مجید سے ان کا وجود بھی ثابت ہے۔ ان میں نیک و بد سب طرح کے جن ہوتے ہیں۔ ان میں سلسلہ توالد و تناسل بھی جاری ہے۔ جیسی شکل چاہیں اختیار کر سکتے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ شریر شیطان ہے۔ جو انسان کے دل میں طرح طرح کے وسوسے ڈالتا رہتا ہے۔

ایمان بالیوم الآخرہ۔ قیامت کا یقین مذہب کے لئے ایک بنیادی پتھر ہے ساری ایمانی عمارت اسی کے سہارے پر کھڑی ہے۔ اس کا خیال اگر دل سے نکال دیا جائے تو ساری عمارت دھم سے گر پڑتی ہے۔ اس لئے قرآن مجید میں نہایت پُرزور الفاظ میں اسے ثابت کیا گیا ہے۔ ایک جگہ منکرین قیامت کا مقولہ یوں نقل فرمایا ہے۔

ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ط (کیا درحقیقت جب ہم مرجائیں گے۔ اور مٹی اور ہڈیاں ہو کر رہ جائیں گے۔ تو قیامت کو پھر اٹھا کر کھڑے کر دیئے جائیں گے) اور پھر اس کا جواب اِن پر زور الفاظ میں پاتے ہیں اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ (کیا ہم اوّل بار پیدا کرنے میں تھک گئے (کہ دوبارہ پیدا نہیں کرسکیں گے۔ نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ یہ لوگ از سرِنو پیدا کرنے کی طرف سے شک میں پڑے ہیں۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے۔ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ط (پھر اس کے بعد تم سب مرجاؤ گے اور پھر قیامت کے روز سب اُٹھا کر کھڑے کر دیئے جاؤ گے) دوسری جگہ فرمایا ہے وَاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ (قیامت ضرور آنے والی ہے۔ اس میں ذرا شک نہیں۔ اور خدا ضرور اُن لوگوں کو اٹھا کر کھڑا کرے گا۔ جو قبروں میں ہیں) اس مضمون کی اور بہت سی آیات ہیں۔ جن میں قیامت کے ہونے کا یقین دلایا گیا ہے۔ اس لئے جو شخص خدا اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہے۔ اس کے دل میں قیامت کی نسبت ذرا بھی شک پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی ہونا چاہیئے ؛

ایمان بالقدر۔ تقدیر کا مسئلہ چونکہ عوام تو کیا اکثر خواص کی عقول سے بھی بالاتر ہے۔ اس لئے حدیث میں اس میں زیادہ غور و خوض کرنے کی ممانعت آئی ہے چنانچہ ایک دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دو شخصوں کو اس مسئلہ میں گفتگو کرتے سُنا۔ تو آپ بحالتِ غضب باہر تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ پہلی امتوں کے اکثر لوگ اسی قیل و قال سے گمراہ ہوئے تھے۔ میں تاکید سے کہتا ہوں کہ پھر اس مسئلہ میں گفتگو نہ کرنا۔ مجمل طور پر اس مسئلہ کی نسبت یہ جان لینا کافی ہے۔ کہ خدا تعالےٰ چونکہ عالم الغیب ہے اس نے دنیا کی پیدائش سے پہلے ہر ایک چیز کا اندازہ کر رکھا ہے۔ اور ہر چیز کے جزو کُل حالات سے واقف ہے۔ مثلاً وہ جانتا ہے۔ کہ زید فلاں جگہ فلاں خاندان میں فلاں وقت پیدا ہوگا۔ اتنے دن جئے گا۔ یہ یہ کام کرے گا۔ اور فلاں جگہ فلاں وقت فلاں

بیماری سے فوت ہوگا۔ اس اندازہ کا نام تقدیر ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا، کہ شجر و حجر کی طرح انسان مجبور محض ہے۔ ہاں اس میں کوئی شک نہیں، کہ جو کچھ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا خالق ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے۔ اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ (اللہ تعالے ہی ہر ایک چیز کا پیدا کرنے والا ہے) اور اَللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ (اللہ تعالے نے تمہیں پیدا کیا، اور اس کو بھی جو تم کرتے ہو) مگر خدا تعالے نے اُن کے کرنے نہ کرنے میں انسان کو اختیار دیا ہے، اگر بندہ کسی نیک کام کا ارادہ کرتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ اُس کو اُس کام کی قدرت عطا کرتا ہے، اور اگر بد کام کا قصد کرتا ہے۔ تو اُس کی بھی قدرت دیتا ہے، پس جب چور نے چوری کا ارادہ کیا۔ اور اللہ نے حسب عادت اس کو قدرت دے دی۔ تو گویا اُس چور نے نیک کام کی قدرت کو زائل کر دیا، کیونکہ اگر وہ چوری کا ارادہ نہ کرتا۔ بلکہ مثلاً نماز کا قصد کرتا، تو حسب عادت اس کو نماز کی قدرت بھی عطا ہوتی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ انسان افعالِ بد میں مستحق عذاب ہے۔ اور افعالِ خیر میں مستحق ثواب ؀

توحید

وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ (البقر ع ۱۹ پارہ ۲)

اور تمہارا معبود خدائے واحد اس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں، وہ بڑا رحم کرنے والا مہربان ہے۔

اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ (طٰہٰ۔ ع ۲۔ پارہ ۱۶)

میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس لئے میری ہی عبادت کیا کرو ؀

لَوْ کَانَ فِیْھِمَآ اٰلِھَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا (انبیاء ع ۲ پارہ ۱۷)

اگر زمین و آسمان میں خدا کے سوا اور معبود بھی ہوتے، تو یہ دونوں کبھی کے برباد ہوگئے ہوتے ؀

وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا (نساء ع پارہ ۵)

اور اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی شے کو شریک مت ٹھہراؤ ؀

وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا آخَرَ
فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا

(بنی اسرائیل۔ ع ۲۔ پارہ ۱۵)

اور خدا کے ساتھ کوئی اور معبود نہ بناؤ کیونکہ اس صورت میں تو مذمت کیا گیا، اور بے یار و مددگار رہ جائے گا۔

وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْكَ
وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ
لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَیَحْبَطَنَّ
عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ

(الزمر۔ ع ۷۔ پارہ ۲۴)

اے پیغمبر (صلعم) تمہاری طرف اور اُن پیغمبروں کی طرف جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں وحی بھیجی گئی ہے۔ کہ اگر تم نے شرک کیا۔ تو ضرور تمہارے عمل ضائع ہو جائینگے اور ضرور تم گھاٹے میں آجاؤ گے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ
وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ
وَمَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ
ضَلٰلًا بَعِیْدًا۔

(النساء۔ ع ۱۸۔ پارہ ۵)

اللہ اس گناہ کو کبھی معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنایا جائے مگر اس کے سوا اور گناہ جس کو چاہے گا۔ معاف کردے گا۔ اور جس نے اللہ کے ساتھ شریک ٹھیرایا، وہ بڑی دور بھٹک گیا۔

کارخانۂ عالم میں غور کرنے سے خدا کی ہستی میں تو ذرہ بھر بھی شک نہیں رہتا، کیونکہ اس عظیم الشان کارخانہ کا ذرہ ذرہ، سمندروں کا قطرہ قطرہ، درختوں کا پتا پتا اس کی ہستی کا شاہد ہے۔ اسی طرح عقلِ سلیم اس کی توحید میں بھی شک نہیں کرسکتی۔ مگر بہت سے ایسے بھی لوگ ہیں۔ جو توحید خداوندی کی نسبت عجیب عجیب خیال رکھتے ہیں، کوئی تو اسکی ذات پر حملہ کرتا ہے۔ کہ ایک نہیں دو خدا ہیں۔ ایک پیدا کرتا ہے، اور دوسرا مارتا ہے، ایک خالق خیر ہے، اور دوسرا خالق شر۔ کوئی کہتا ہے۔ کہ تین خدا ہیں، اور پھر وہ ایک بھی ہے۔ کوئی مانتا ہے۔ کہ ہر چیز بجائے خود خدا ہے۔ کسی کا خیال ہے کہ خدا تو ہے۔ مگر وہ اسباب کا سلسلہ قائم کرکے آپ انتظام دنیا سے دست کش ہو بیٹھا ہے۔ اسلام اسی قسم کے عقائدِ باطلہ کی تردید کے لئے دُنیا میں آیا۔ اسی لئے قرآن مجید نازل ہوا۔ بلکہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی غرض اوّلین بھی یہی تھی۔ اِس

میں شک نہیں۔ کہ جس قدر پیغمبر دُنیا میں آئے۔ اور جتنے نبی مبعوث ہوئے۔ اُن کے مذہب کا اصل اصول بس توحید ہی رہا ہے۔ مگر امتدادِ زمانہ سے دین کے اس رُکن میں ایسا ضعف آگیا تھا۔ کہ بُت پرست تو درکنار اہلِ کتاب بھی اس میں رخنہ اندازیاں کرنے لگے تھے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اثباتِ توحید اور ممانعتِ شرک کو قرآن مجید نہایت پُرزور الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ اثبات وحدانیت کی مشہور دلیل بُرہان تمانع ہے۔ آیت لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ الخ سے مستفاد ہوتی ہے۔ یعنی اگر دو خدا ہوتے۔ تو ان میں مخالفت بھی ممکن تھی۔ اور جو مخالفت میں دوسرے سے مغلوب ہو سکے۔ وہ خدائی کے قابل کب رہا۔ مثلاً ان میں سے ایک زید کو مارنا چاہیے۔ اور دوسرا اسی وقت اس کی زندگی چاہیے۔ تو ضرور ہے۔ کہ یا تو موت کا خدا غالب آئے یا زندگی کا۔ کیونکہ ایک وقت میں دونوں کا جمع ہونا محال ہے پس اگر زید مر گیا۔ تو زندگی چاہنے والا عاجز ٹھیرا۔ اور زید زندہ رہا۔ تو موت چاہنے والا عاجز ہو گیا بہر تقدیر دونوں میں سے ایک کو ضرور عاجز ہونا پڑے گا۔ حالانکہ یہ تو موٹی سے موٹی عقل والا بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ عاجز خدائی کے قابل نہیں ہو سکتا۔ اس دلیل کے علاوہ اثبات وحدانیت پر علماء نے اور بھی بہت سے دلائل قائم کئے ہیں۔ جن سے ثابت کر دیا گیا ہے۔ کہ خدا کے لئے ایک ہونا ضروری شرط ہے۔ اگر اس کی ذات یا صفات میں کوئی بھی اور شریک ہو۔ تو ایسا خدا خدا ہونے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا۔ کیونکہ شرکت جبھی ممکن ہوگی۔ کہ خود خدا میں بھی کسی طرح کا ضعف پایا جائے۔ جس کی تلافی شرک سے کی جائے۔ الغرض جس نے انسانیت کا جامہ پہنا ہے۔ وہ نہ وجود خدا کا منکر ہو سکتا ہے۔ اور نہ توحید میں شک کر سکتا ہے ؛

کارخانۂ عالم کے انتظام سے بھی صاف ظاہر ہے۔ کہ اس کا بنانے والا اور اس انتظام کا چلانے والا صفات کمالات سے متصف ہے۔ خدا تعالیٰ کی صفات کمال کو اسماءِ حُسنیٰ ظاہر کرتے ہیں۔ جو ننانوے ہیں۔ چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ لِلّٰہِ تِسْعَۃً وَّ تِسْعِیْنَ اِسْمًا مَنْ اَحْصَاھَا دَخَلَ الْجَنَّۃَ۔ یعنی اللہ تعالےٰ کے ننانوے نام ہیں۔ جو شخص انہیں بطور ذکر و دُعا شمار کرے گا۔ وہ جنت میں داخل ہوگا۔ ان اسماءِ حُسنیٰ میں سے اَللّٰہ اسم ذات ہے۔

اور باقی تمام نام صفاتی ہیں۔ ان اسمائے صفاتی کے بارے میں بھی ہم اتنا ہی کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ صفتیں خدا میں ہونی ضروری ہیں۔ بس اس سے زیادہ اس کے صفات کی توضیح نہیں ہو سکتی مثلاً یہ تو ہم جانتے ہیں۔ کہ خدا سَمِیْع ہے۔ یعنی سُنتا ہے۔ مگر اس کی کیفیت بیان نہیں کر سکتے کہ کس طرح سُنتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے۔ مگر دیکھنے کی کیفیت کا اظہار ہماری عقول سے بالا تر ہے۔ اسی پر دوسری صفات کو بھی قیاس کر لو۔ زیادہ توضیح کے لئے ذیل میں ہم اسمائے حسنیٰ کا نقشہ و تراجم اردو درج کرتے ہیں:۔

نمبر شمار	اسمائے حسنیٰ	اردو ترجمہ	کیفیت
۱	اَللّٰہُ	خدا۔ معبود	بعض لوگ اس کو مشتق مانتے ہیں۔ مگر مذہب مختار یہ ہے۔ کہ مشتق نہیں۔ چنانچہ امام ابو حنیفہؒ امام شافعیؒ امام غزالیؒ اور علمائے ادب میں سے خلیل سیبویہ اور مبرد کا یہی مذہب ہے۔ کیونکہ اس اسم کو موصوف قرار دیکر دیگر اسمائے صفاتی کو اس کی صفت میں ذکر کیا کرتے ہیں۔ اگر یہ بھی مشتق ہوتا تو اسم صفت ہوتا۔ پھر موصوف کیسے ہو سکتا۔ کیونکہ موصوف تو اسم ذات ہوا کرتا ہے۔
۲ ۳	اَلرَّحْمٰنُ اَلرَّحِیْمُ	نہایت رحم والا بہت۔ مہربان	رحمٰن اور رحیم دونوں اسم رحمت سے مشتق ہیں۔ مگر رحمٰن میں رحیم کی نسبت صفت رحمت کا مبالغہ ہے کیونکہ پہلا دنیا اور آخرت دونوں کی رحمت کو شامل ہے۔ اور صرف ذات خدا کے ساتھ مخصوص ہے اور دوسرا رحمت آخرت کے ساتھ خاص ہے۔
۴	اَلْمَلِکُ	بادشاہ	مالک کی نسبت مَلِک میں مبالغہ ہے۔ کیونکہ مَلِک مملوکاتِ کثیرہ کے مالک ہونے پر دلالت کرتا

نمبر شمار	اسمائے حسنیٰ	اردو ترجمہ	کیفیت
			یہی وجہ ہے۔ کہ کسی کو مالکُ الدّار (گھر کا مالک) یا مالکُ الفرس (گھوڑے کا مالک) تو کہہ لیتے ہیں مگر مَلِکُ الدّار یا مَلِکُ الفرس نہیں کہتے۔ نیز مَلِک باضافت اور بلا اضافت دونوں طرح مستعمل ہے اور مالک بجز اضافت مستعمل نہیں ہوتا؛
۵	اَلْقُدُّوْسُ	تمام عیوب سے پاک	یہ اسم قُدس سے مشتق ہے۔ جس کے معنے طہارت اور نزاہت کے ہیں۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ قدّوس وہ ذات ہے۔ جسکو ہم تصور اور خیال یا وہم سے ہرگز ادراک نہیں کر سکتے۔ وہ ہمارے تصوّر و وہم کی آلائش سے منزہ اور پاک ہے۔
۶	اَلسَّلَامُ	تمام نقائص سے محفوظ	یہ ہے تو مصدر مگر بطریقِ مبالغہ مصدر کو اسم فاعل کے معنے میں لیا گیا ہے۔ جیسے رَجُلٌ عَدْلٌ کہا کرتے ہیں۔ یعنی بہت اور ہر قسم کی سلامتی بخشنے والا
۷	اَلْمُؤْمِنُ	عذاب سے امن دینے والا یا اپنے وعدہ میں سچا	یہ اسم ایمان سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنے یا تو تصدیق کے ہیں۔ اور یا امن دینے کے یعنی خدا نے اپنے بندوں سے جو وعدے کئے ہیں اُن کی تصدیق کرے گا۔ اور اپنے بندوں کو دنیا کے مصائب اور آخرت کے عذاب سے امن دیگا۔
۸	اَلْمُهَيْمِنُ	نگہبان۔ گواہ	اہل کلام اس کے معنے شاہد کے بیان کرتے ہیں تو مہیمن اس ذات کو کہیں گے۔ جو تمام معلومات پر حاوی ہو۔ اور زمین و آسمان کی کوئی چیز اس کے احاطۂ علم سے خارج نہ ہو؛

نمبر شمار	اسمائے حسنیٰ	اُردو ترجمہ	کیفیت
۹	اَلْعَزِیْزُ	غالب، قوی	امام غزالیؒ فرماتے ہیں۔ کہ عزیز وہ ذات ہے جس کا مثل نایاب ہو۔ اور اس کی طرف نہایت احتیاج ہو۔ اور رسائی اس تک دشوار ہو۔ جب تک یہ تینوں صفات کسی میں موجود نہ ہوں۔ وہ عزیز نہیں کہلا سکتا۔
۱۰	اَلْجَبَّارُ	بڑے دباؤ والا بڑا اصلاح کرنیوالا	جَبّار دراصل ایسی چیز کو کہتے ہیں۔ جس تک رسائی ممکن نہ ہو۔ اس لحاظ سے جبّار کے یہ معنے ہوئے۔ کہ وہ ایسی ذات ہے جو عقول و افکار کی رسائی سے بالاتر ہے۔ جَبْر کے معنے اصلاح اور درستی کرنے کے بھی ہیں۔ اس لحاظ سے جبّار کے معنے ہوئے بڑا اصلاح کرنے والا۔ جَبْر کے معنے مجبور کرنے کے بھی آتے ہیں۔ تو جبّار کہینگے اس ذات کو جو اپنے ارادہ پر مخلوقات کو مجبور کرے۔
۱۱	اَلْمُتَکَبِّرُ	عظمت اور بزرگی والا	امام غزالیؒ فرماتے ہیں۔ کہ متکبّر وہ ہے۔ جو اپنی ذات کی نسبت دوسروں کو حقیر جانتا ہو۔ کیونکہ وہ عظمت اور بزرگی کو اپنا حق سمجھتا ہے۔ اور دوسروں کو اس نظر سے دیکھتا ہے۔ جس سے ملوک و سلاطین اپنے خدم کو دیکھا کرتے ہیں۔
۱۲	اَلْخَالِقُ	ہر چیز کا پیدا کرنے والا	یہ اسم خَلْق سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنے تقدیر یعنی اندازہ کرنے کے آتے ہیں۔ اور ایجاد کے معنے میں بھی استعمال ہوا ہے۔
۱۳	اَلْبَارِئُ	ہر چیز کا موجد	بَرْءٌ کے معنے ہیں ایجاد کرنا۔ عدم سے وجود

نمبر شمار	اسمائے حسنیٰ	اردو ترجمہ	کیفیت
			میں لانا۔ تو بَارِیُٔ اسکو کہینگے جو ہر چیز کو عدم سے وجود میں لائے ۔
۱۴	اَلْمُصَوِّرُ	مختلف صورتیں عطاکرنے والا	تَصْوِیْر کے معنے ہیں صورت بنانا۔ یہ اسی سے اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ یعنی مخلوقات کو مختلف صورتیں عطاکرنے والا ۔
۱۵	اَلْغَفَّارُ	بہت بخشنے والا	یہ مَغْفِرَتْ کے مصدر سے مبالغہ کا صیغہ ہے جس کے معنے ہیں بخشنا۔ مگر غَفْر کے معنے پوشیدہ کرنے کے بھی آتے ہیں، چنانچہ مِغْفَر اسی سے ماخوذ ہے۔ اس لحاظ سے غفار کے معنے ہوں گے۔ بندوں کے گناہوں کو چھپانے والا۔
۱۶	اَلْقَهَّارُ	غلبہ رکھنے والا زبردست	یہ اسم قَهْر سے مشتق ہے۔ جس کے معنے غلبہ کے ہیں، خدا اس لئے قہّار ہے۔ کہ اس کی صولت وحشمت کا ظہور نہیں ہوسکتا، بلکہ تمام مخلوق عاجز ہے۔ کسی کی اس کے سامنے پیش نہیں چلتی ۔
۱۷	اَلْوَهَّابُ	بہت بخشش عطا کرنے والا	یہ اسم هبہ سے مشتق ہے۔ اور ہِبَہ کے معنے ہیں کسی شخص کو کسی چیز کا بلامعاوضہ مالک کردینا۔ اور وَہّاب وہ ذات ہے۔ جس کے عطا وجود کی کوئی حد نہ ہو۔ اور جو بلاوسیلہ اور بلاحیلہ عطاکرے ۔
۱۸	اَلرَّزَّاقُ	رزق پہنچانے والا	یہ رازق کا مبالغہ اور رزق سے مشتق ہے۔ رزق کی دو قسمیں ہیں، رزق جسمانی اور رزق روحانی اس لحاظ سے رزاق وہ ذات ہے۔ جو بدنوں کو توفیق کی غذا اور روحوں کو تصدیق کی نعمت عطا فرماتا ہے ۔

نمبر شمار	اسمائے حسنیٰ	اُردو ترجمہ	کیفیت
۱۹	اَلْفَتَّاحُ	مشکل کشا۔ بندوں میں حکم کرنے والا	یہ اسم فتح سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنے کھولنے اور حکم کرنے کے ہیں۔ یعنی خدا تعالےٰ مخلوقات پر خیر و برکت کے دروازے کھولتا ہے۔ اور ان کی مشکلات کو آسان کرتا ہے۔ اور تمام خلائق کا وہی حاکم علی الاطلاق ہے ۔
۲۰	اَلْعَلِیْمُ	بہت جاننے والا	عِلْم سے مشتق اور مبالغہ کا صیغہ ہے۔ یعنی خدا پر ظاہر و پوشیدہ قریب و بعید بلکہ خطرات دل تک کوئی بات بھی مخفی نہیں۔ وہ سب کچھ جانتا ہے ۔
۲۱	اَلْقَابِضُ	بندوں کی روزی محدود کرنے والا	قبض کے معنے تنگی کے ہیں۔ یعنی خدا جس کی روزی چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے ۔
۲۲	اَلْبَاسِطُ	بندوں کی روزی فراخ کرنے والا	بَسْط کے معنے ہیں فراخ کرنا۔ کھولنا۔ یعنی خدا تعالےٰ جس کی روزی چاہتا ہے فراخ کر دیتا بعض مشائخ سے منقول ہے۔ کہ قابض وہ ذات ہے جو اپنے جلال کو قلبِ سالک پر متسلط کرے اور باسط وہ ذات ہے کہ جو اپنے جمال کو قلبِ سالک پر منکشف کرے ۔
۲۳	اَلْخَافِضُ	نافرمانوں کو پست کرنے والا	خَفْض کے معنے پست کرنے کے اور رفع کے معنے بلند کرنے کے ہیں۔ اور خدا کے خَافِضُ و رَافِعُ ہونے کے یہ معنے ہیں کہ وہ اپنے فرمانبرداروں کو اپنے قرب کے درجات عطا کرتا ہے۔ اور اُن کو بلند کرتا ہے۔ اور نافرمانوں کو اپنی بارگاہِ عالی کے قرب سے دور کرتا ہے اور اُنکے درجے پست کرتا ہے ۔
۲۴	اَلرَّافِعُ	فرمانبرداروں کو بلند کرنے والا	

نمبر شمار	اسمائے حسنیٰ	اردو ترجمہ	کیفیت
۲۵ ۲۶	اَلْمُعِزُّ اَلْمُذِلُّ	عزت دینے والا ذلت دینے والا	مُعِزّ مشتق ہے۔ اعزاز سے۔ جس کے معنے ہیں عزت دینا۔ اور مُذِلّ اِذلال سے مشتق ہے۔ جس کے معنے ہیں ذلت دینا۔ یعنی خدا جسے چاہتا ہے توفیقِ طاعت عطا کر کے (دنیا یا عقبےٰ میں) عزت دیتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے توفیق طاعت سلب کر کے ذلت دیتا ہے ؛
۲۷	اَلسَّمِیْعُ	بہت سُننے والا	بعض مشائخ کرام لکھتے ہیں۔ کہ سمیع ذات باری کو اس لئے کہتے ہیں۔ کہ وہ اپنے بندوں کی پکار کو سنتا ہے۔ اور اُن کی عاجزی و فروتنی پہ متوجہ ہوتا ہے ؛
۲۸	اَلْبَصِیْرُ	بہت دیکھنے والا	بعض مشائخ کرام فرماتے ہیں۔ کہ بَصِیر وہ ذات ہے۔ جو تحت الثریٰ سے عرش بریں تک تمام اشیاء کو دیکھتا ہو۔ قریب وبعید وہ حجاب و بے حجاب کو یکساں دیکھتا ہو ؛
۲۹	اَلْحَکَمُ	مخلوقات کا حاکم علی الاطلاق	حَکَم اس ذات کو کہتے ہیں۔ جس کا فیصلہ قطعی ہو۔ اور کوئی اسے رد نہ کر سکے ؛
۳۰	اَلْعَدْلُ	انصاف کرنے والا	عَدْل مصدر ہے اور بطور مبالغہ فی الوصف اس سے عادل مراد لیا کرتے ہیں۔ اور عدل کے معنے ہیں سیدھا کرنا۔ ایک چیز کو ایک چیز کے برابر کرنا مطلب یہ ہے کہ خداتعالےٰ تمام نقائص سے جو افراط و تفریط کا نتیجہ ہیں مبرا ہے اور جور و ظلم سے منزہ ہے ؛

نمبر شمار	اسمائے حسنیٰ	اردو ترجمہ	کیفیت
۳۱	اَللَّطِیْفُ	باریک بین	لطیف اس چیز کو کہتے ہیں۔ جو نہایت لطافت کے باعث محسوس نہ ہو سکے۔ خدا کی ذات چونکہ جسمیت اور جہت سے بالاتر ہے اور اس کا احساس ناممکن ہے اس لئے اسے لطیف کہتے ہیں۔ لطیف اُس شخص کو بھی کہتے ہیں، جو باریک سے باریک امور کا علم رکھتا ہو۔ لطیف اس ذات کو بھی کہتے ہیں، جو اپنے بندوں پر اس طرح مہربان ہو، کہ اُن کو نہ تو اس کے طریق لطف کا علم ہو۔ اور نہ ہی مصلحتوں سے آگاہی ہو جو اُن کی بہبودی کے لئے ملحوظ رکھی گئی ہے۔
۳۲	اَلْخَبِیْرُ	آگاہ - دانا	یہ اسم خُبْرَتْ سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنے آگاہی کے ہیں۔ یعنی خدا تمام اشیاء کی کُنہ و حقیقت پر مطلع ہے۔ اور ذرّہ ذرّہ کائنات کی ہر ایک کیفیت و ہر حالت کی پوری خبر رکھتا ہے ٭
۳۳	اَلْحَلِیْمُ	بردبار	یہ حِلم سے مشتق ہے۔ جس کے معنے سکونِ نفس کے ہیں۔ علماء لکھتے ہیں۔ کہ حلیم وہ ذات ہے۔ جو باوجود گناہ اور جرم دیکھنے اور انتقام کی قدرت رکھنے کے مؤاخذہ کرنے میں جلدی نہ کرے ٭
۳۴	اَلْعَظِیْمُ	بزرگ - بڑا	یہ عُظْمُتْ سے مشتق ہے۔ جس کے معنے بڑائی کے ہیں۔ خواہ وہ کسی اعتبار سے ہو۔ چونکہ ذاتِ باری اپنی ذات و صفات میں تمام موجودات سے بدرجہ لامتناہی برتر ہے۔ اس لئے وہی عظیم کہلانے کا مستحق ہے ٭

نمبر شمار	اسمائے حسنیٰ	اردو ترجمہ	کیفیت
۳۵	اَلْغَفُوْرُ	بہت بخشنے والا	غُفْرَانْ مصدر سے مشتق ہے، اور مبالغہ کا وزن ہے، یعنی خدا کے لئے ایسی بخشش ثابت ہے، جو اپنی خوبی و عمدگی میں بدرجۂ کمال پہنچ گئی ہے۔
۳۶	اَلشَّکُوْرُ	بڑا قدر شناس	شاکر کا مبالغہ ہے، امام غزالیؒ فرماتے ہیں، کہ شکور وہ ذات ہے، جو طاعت قلیل کے عوض اجر کثیر اور چند روزہ زندگی کے اعمال کے مقابلہ میں نعیم ابدی عطا فرماوے ۔
۳۷	اَلْعَلِیُّ	بہت بلند	عُلُوّ سے مشتق ہے، جس کے معنے بلندی کے ہیں۔ اور علی اس ذات کو کہتے ہیں، جس کے رتبہ کے مقابلہ میں تمام مراتب پست ہوں۔
۳۸	اَلْکَبِیْرُ	بڑا۔ بزرگ	خدا کا کبیر ہونا اس لئے ثابت ہے کہ وہ اپنی صفات ذاتی میں تمام موجودات سے اکمل و اشرف ہے اور مخلوقات کی مشابہت سے برتر ہے۔
۳۹	اَلْحَفِیْظُ	بڑا نگہبان	یہ حافظ کا مبالغہ ہے۔ حفظ کے معنے نگاہ رکھنا اور حفیظ کے معنے ہیں تمام مخلوقات کو آفت و بلا سے محفوظ رکھنے والا ۔
۴۰	اَلْمُقِیْتُ	مخلوق کو روزی پہنچانے والا	حضرت ابن عباسؓ مُقِیْت کے معنے پوری قدرت رکھنے والا بتلاتے ہیں، توانا اور گواہ اور حاضر اور نگاہ رکھنے والے کو بھی مقیت کہتے ہیں اور روزی پہنچانے والا بھی اس کے معنے آتے ہیں۔
۴۱	اَلْحَسِیْبُ	کافی	حَسِیْبٌ بمعنے مُحْسِبٌ ہے، یعنی کافی ہونیوالا اور بعض کہتے ہیں کہ حَسِیْبٌ بمعنے مُحَاسِبٌ ہے

نمبر شمار	اسمائے حسنیٰ	اردو ترجمہ	کیفیت
			یعنی حساب لینے والا۔ حسیب بمعنے شریف بھی استعمال ہوا ہے۔
۴۲	اَلجَلِیلُ	بزرگ قدر	یہ اسم قرآن مجید میں وارد نہیں ہوا۔ البتہ لفظ جلال آیا ہے۔ یا تو بہ بمعنے فاعل ہے۔ یعنی وہ ذات جو تمام صفاتِ جلال سے بہ وجہ کمال موصوف ہے۔ یا بمعنے مُجلّ ہے۔ یعنی وہ ذات جو اہل ایمان کو اعزاز و اکرام بخشتا ہے۔
۴۳	اَلکَرِیمُ	بزرگ	کرم کے معنے ہیں بزرگی۔ اور اہل عرب ہر ایک صفتِ محمود کو کرم سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور اس کے معنے عزیز کے بھی آتے ہیں۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں۔ کہ کریم وہ ذات ہے جو صاحبِ قدرت ہو کر عفو کرے۔ وعدہ کر کے وفا کرے۔ اور نااندازِ اُمید عطا کرے۔ اور دیتے وقت اسے بےپرواہ نہ ہو کہ کس قدر دیا ہے۔ اور کس کو دیا ہے۔ اور غیر کی طرف حاجت لے جانے سے ناراض ہو۔ اور حاجت روائی کے لئے کسی وسیلہ یا شفیع کو جائز نہ رکھے۔ اور کسی پناہ لینے والے کو محروم نہ کرے۔
۴۴	اَلرَّقِیبُ	نگہبان	رُقُوبٌ کے معنے ہیں کسی چیز کو ہمیشہ بطور حفاظت زیر نظر رکھنا۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ رقیب کا مفہوم علم و حفظ پر مشتمل ہے مگر بطریق دوام و لزوم۔

نمبر شمار	اسمائے حسنیٰ	اُردو ترجمہ	کیفیت
۴۵	اَلْمُجِیْبُ	دُعا قبول کرنے والا	اِجَابَۃ کہتے ہیں جواب دینے اور دُعا قبول کرنیکو۔ یعنی خدا کو جو کوئی بھی بلاتا ہے وہ اُسے جواب دیتا اور اُس کی دُعا قبول فرماتا ہے ؛
۴۶	اَلْوَاسِعُ	وسعت اور فراخی والا	یہ اسم سَعَۃٌ سے مشتق ہے۔ جس کے معنے فراخ ہونیکے ہیں۔ یعنی خدا میں علم و احسان اور رحمت وغیرہ کے اوصاف نہایت وسیع ہیں۔ ان کی کوئی حد و نہایت نہیں ؛
۴۷	اَلْحَکِیْمُ	صاحب حکمت	یہ اسم حکمت سے ماخوذ ہے۔ یا بمعنے مُحکِم ہے یعنی اشیاء کو حُسن تدبیر اور استحکام سے پیدا کرنیوالا اور بمعنے علیم بھی آتا ہے۔ یعنی حقائق اشیاء اور دقائق احوال کو خوب جاننے والا اور اُن کی تمام کیفیات نفس الامریہ سے کماہی واقف ؛
۴۸	اَلْوَدُوْدُ	نیک بندوں کو دوست رکھنے والا	وُدّ سے مشتق ہے۔ جس کے معنے محبت اور دوستی کے ہیں۔ اور وَدُوْدٌ مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی نیکوں کو بہت دوست رکھنے والا محبت کرنے والا ؛
۴۹	اَلْمَجِیْدُ	بزرگ۔ شریف	مَاجِدٌ کا مبالغہ ہے۔ جو مَجْد سے ماخوذ ہے جس کے معنے بزرگی اور شرف کے ہیں۔ یعنی خداتعالےٰ مجد و شرافت کے انتہائی درجہ پر پہنچا ہوا اور کثیر الاحسان و افضال ہے ؛
۵۰	اَلْبَاعِثُ	مُردوں کو مرنے کے بعد اُٹھا کھڑا کرنے والا	بَعْث کے معنے ہیں کسی چیز کو اٹھانا۔ اور ابھارنا یعنی خدا مُردوں کو زندہ کرنے والا ہے۔ اور کبھی

نمبر شمار	اسمائے حسنیٰ	اُردو ترجمہ	کیفیت
			اس کے معنے بھیجنے کے بھی آتے ہیں۔ یعنی خدا تعالےٰ نے انبیاء و رسل مبعوث فرمائے ۔
۵۱	اَلشَّهِيْدُ	حاضر۔ گواہ	شَاهِدٌ کا مبالغہ ہے شَهِيْدٌ۔ اگر یہ شہود سے مشتق ہے۔ تو اس کے معنے ہیں، حاضر و مطلع کے۔ اور اگر شہادت سے ماخوذ ہے۔ تو اس کے معنے ہیں، گواہی دینے والا۔ یعنی خدا ظاہر و باطن پر مطلع ہے۔ اور قیامت کے دن بندوں کے اعمال کی گواہی دے گا ۔
۵۲	اَلْحَقُّ	ثابت	حَقّ کے معنے ثابت اور موجود کے ہیں۔ یعنی ثابت و برقرار رہنے والی اور کبھی نہ فنا ہونے والی محض ذات خداوندی ہے ۔
۵۳	اَلْوَكِيْلُ	کارساز	وکالت کے معنے ہیں کام کسی کو سپرد کر دینا۔ اور وکیل بمعنے مُوکول الیہ ہے۔ یعنی وہ ذات جسے تمام مخلوق اپنے مصالح سپرد کر دے۔ اور تمام تصرفات کی باگ اس کے ہاتھ میں ہو ۔
۵۴ ۵۵	اَلْقَوِيُّ اَلْمَتِيْنُ	توانا، قوت والا استوار	قوت سے مراد قوّتِ کاملہ ہے۔ اور متانت سے شدّتِ قوت۔ یعنی خدا تعالیٰ قدرتِ کاملہ رکھنے والا۔ اور شدید القوّت ہے ۔
۵۶	اَلْوَلِيُّ	محب۔ مددگار	یہ یا تو ناصر و یاور کے معنے میں ہے کہ خدا پرہیزگاروں کا محب اور ناصر ہے اور بامعنے متولّی ہے۔ یعنی نیکوں کے امور کا متولّی ہے ۔
۵۷	اَلْحَمِيْدُ	مستحقِ حمد	یہ یا تو بمعنے حامد ہے۔ یعنی خدا ازل سے

نمبر شمار	اسمائے حسنیٰ	اردو ترجمہ	کیفیت
			اپنی حمد کا مالک ہے، اور تمام محاسن و محامد لبس اس کے شایانِ شان ہیں، اور یا بمعنے محمود ہے یعنی وہ خود بھی حمد کا مالک ہے، اور بندے بھی اس کی حمد کرتے ہیں، بعض نے لکھا ہے کہ حمید وہ ذات ہے، جو مستحقِ حمد و ثنا ہو ؛
۵۸	اَلْمُحْصِیْ	ہر شئے کو احاطہ علم میں نگاہ رکھنے والا	اِحْصَاءٌ کے معنے ہیں شمار کرنا اور احاطہ کر لینا یعنی خدا کا علم تمام اشیاء کی حقائق و دقائق کا احاطہ کئے ہوئے ہے
۵۹	اَلْمُبْدِیُٔ	ابتداءً پیدا کرنیوالا	مُبْدِیْ ماخوذ ہے ابداء سے اور مُعِید اعادہ سے۔ یعنی از سرِ نو وہی پیدا کرتا ہے، اور عدم میں لیجا کر وہی پیدا کرے گا ؛
۶۰	اَلْمُعِیْدُ	دوبارہ پیدا کرنیوالا	
۶۱	اَلْمُحْیِیْ	زندہ کرنے والا	یعنی خدا ہی جسم میں حیات پیدا کرتا ہے، اور وہی اُس سے حیات کو دُور کرتا ہے
۶۲	اَلْمُمِیْتُ	مارنے والا	
۶۳	اَلْحَیُّ	زندہ	یعنی حیّ لا یموت خدا ہی ہے، باقی سب قابلِ فناء ہیں
۶۴	اَلْقَیُّوْمُ	کارخانہ عالم کو سنبھالنے والا	قَیُّوْمٌ مبالغہ ہے، قیّم کا یعنی خدا مُصلحِ امور اور قائم بالذات ہے، دوسری تمام کائنات اُس کے سنبھالنے سے سنبھلی ہوئی ہیں، اور اپنے وجود و بقاء میں اُس کی محتاج ہیں
۶۵	اَلْوَاجِدُ	پانے والا، غنی	یہ یا تو جِدَۃٌ سے مشتق ہے، جس کے معنے ہونے کے ہیں، اور یا وجود سے مشتق ہے، جس کے معنے پانے اور جاننے کے ہیں، امام غزالیؒ لکھتے

کیفیت	اردو ترجمہ	اسمائے حسنیٰ	نمبر شمار
ہیں۔ کہ واجد ایسی ذات کو کہنا چاہیئے۔ جس کو ہر ایک چیز جو اسے چاہیئے ضروری ہو حاصل ہو			
مجد سے مشتق ہے۔ جس کے معنے بزرگی کے ہیں	بزرگی والا	اَلْمَاجِدُ	۶۶
وَاحِد اس ذات کو کہتے ہیں۔ جو سلسلۂ شمار میں نہ آسکے (یعنی عدد کے تعلق سے بری ہو) یہ وحدت حقیقیہ صرف اسی کی ذات سے مختص ہے جو ہر قسم کی دوئی سے منزہ ہے	تنہا۔ یگانہ	اَلْوَاحِدُ	۶۷
صمد اس کو کہتے ہیں۔ جس کی طرف لوگ اپنی حاجات لے جائیں۔ اور وہ کسی بات میں اُن کا محتاج نہ ہو	بے نیاز	اَلصَّمَدُ	۶۸
قَدَر اور قُدْرَت کے معنے توانائی کے ہیں۔ مقتدر میں قادر کی نسبت مبالغہ ہے	قدرت والا صاحب مقدرت	اَلْقَادِرُ اَلْمُقْتَدِرُ	۶۹ ۷۰
مقدّم ماخوذ ہے تقدیم سے اور مؤخر تاخیر سے۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں۔ کہ مقدم و مؤخر وہ ذات ہے۔ جو کسی کو اپنا قرب عطا کرے اور کسی کو اپنی بارگاہ سے دوری کر دے	اپنے دوستوں کو مقدّم کرنے والا اپنے دشمنوں کو مؤخر کرنے والا	اَلْمُقَدِّمُ اَلْمُؤَخِّرُ	۷۱ ۷۲
یعنی خدا کی ہستی اور وجود کا آغاز نہیں اور نہ ہی اُس کا آخر ہے۔ یعنی وہ ازلی و ابدی ہے۔ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا	سب سے اول سب سے آخر	اَلْاَوَّلُ اَلْاٰخِرُ	۷۳ ۷۴
بلحاظ دلائل و آیات خدا کا وجود ظاہر ہے۔ مگر اُس کی ذات حجاب جلال میں محجوب ہے	ظاہر بلحاظ قدرت پوشیدہ بلحاظ ذات	اَلظَّاهِرُ اَلْبَاطِنُ	۷۵ ۷۶
والی اُس ذات کو کہتے ہیں۔ جو اشیاء پر غالب ہو	تمام امور کا متولّی	اَلْوَالِيُ	۷۷

کیفیت	اُردو ترجمہ	اسمائے حسنیٰ	نمبر شمار
اور اُن میں اپنی مشیّت کے مطابق کامل تصرّف کر سکے ۔			
یہ اسم عُلوّ سے مشتق ہے اور علےّ کا ہم معنی ہے ۔ مگر اس میں اس سے زیادہ مبالغہ ہے ۔	صفاتِ مخلوقات سے منزہ و بالاتر	اَلْمُتَعَالِیْ	۷۸
یہ بِرّ سے ماخوذ ہے ۔ جس کے معنے نیکی اور احسان کے ہیں ، اور بَرّ کہتے ہیں احسان کرنے والے کو ۔	محسن	اَلْبَرُّ	۷۹
تائب کا مبالغہ ہے ۔ اور توبہ سے ماخوذ ہے اور توبہ کے معنے ہیں رجوع کرنا ، اور توّاب اُسے کہتے ہیں ، جو اپنے بندوں پر انواع و اقسام کے احسانات کے ساتھ رجوع کرے ۔	توبہ قبول کرنے والا	اَلتَّوَّابُ	۸۰
	نافرمانوں سے بدلہ لینے والا	اَلْمُنْتَقِمُ	۸۱
	گناہ مٹانے والا	اَلْعَفُوُّ	۸۲
یہ اسم رأفۃ سے مشتق ہے ، جس کے معنے شدتِ رحمت کے ہیں ۔	بہت شفقت کرنیوالا	اَلرَّؤُوْفُ	۸۳
	ملک کا مالک	مَالِكُ الْمُلْكِ	۸۴
	بزرگی وعزت والا	ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ	۸۵
قِسط کے معنے ہیں ، حکم میں عدل کرنا ، امام غزالیؒ فرماتے ہیں ، کہ مقسط وہ ذات ہے ، جو مظلوم کا ظالم سے انصاف ملے ، اور اس وصف کا کمال یہ ہے ۔ کہ مظلوم کی رضا مندی میں ظالم کی رضا مندی بھی شامل کر دے ۔	عادل ، منصف	اَلْمُقْسِطُ	۸۶

نمبر شمار	اسمائے حسنیٰ	اُردو ترجمہ	کیفیت
۸۷	اَلْجَامِعُ	تمام مخلوقات کو جمع کرنے والا	خداوند تعالیٰ جامع اس لئے ہے۔ کہ قیامت کے دن تمام لوگوں کو محشر میں جمع کرے گا۔
۸۸ ۸۹	اَلْغَنِیُّ اَلْمُغْنِیُّ	بے پروا و بے پرواہ کرنیوالا	غنی مشتق ہے۔ غنا سے۔ جس کے معنے ہیں بے پروا ہونا۔ اور مُغنی اغناء سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنے بے نیاز کرنا ہیں
۹۰ ۹۱	اَلْمُعْطِیُ اَلْمَانِعُ	عطا کرنے والا دوستوں سے تکلیف روکنے والا	یعنی خدا جسے چاہتا ہے۔ عطا کرتا ہے۔ اور جس سے چاہتا ہے۔ روک لیتا ہے
۹۲ ۹۳	اَلْضَّآرُ اَلنَّافِعُ	خالق ضرر خالق نفع	امام غزالیؒ فرماتے ہیں۔ کہ ضارّ و نافع وہ ذات ہے۔ جس سے خیر و شر اور نفع و ضرر صادر ہو اور اُن کا خالق
۹۴	اَلنُّوْرُ	روشن کرنے والا	یعنی زمین و آسمان کو روشنی بخشنے والا خدا ہی ہے۔
۹۵	اَلْبَدِیْعُ	مُوجِد	بدیع کے معنے ہیں بے مثل اور بے مانند اور مُبدِع یعنی مُوجِد کے معنے میں بھی آتا ہے۔ یعنی خدا بغیر مثال اور نمونہ کے پیدا کرنے والا ہے
۹۶	اَلْبَاقِیْ	باقی رہنے والا	باقی اُسے کہتے ہیں۔ جسکو کبھی فنا نہ ہو۔
۹۷	اَلْوَارِثُ	موجودات کے فنا ہونیکے بعد باقی رہنے والا	ظاہر ہے۔ کہ خدا تعالیٰ چونکہ قدیم اور ابدی ہے اس لئے فناء موجودات کے بعد صرف وہی باقی رہے گا
۹۸	اَلرَّشِیْدُ	صاحب رُشد	رَشید یا تو مشتق رُشد سے ہے یا بمعنے راشِد ہے۔ جس کے معنے حکیم کے ہیں۔ یعنی وہ ذات

کیفیت	اُردو ترجمہ	اسمائے حُسنیٰ	نمبر شمار
جس کے افعال میں عبث و باطل کو دخل نہیں اور اور یا بمعنے مرشد ہے، یعنی ہدایت کرنے والا راہ راست پر لانے والا ؛			
امام غزالیؒ فرماتے ہیں، کہ صبور وہ ذات ہے جو قبل از وقت کام کرنے میں جلدی نہ کرے ؛	بڑا صبر کرنے والا	اَلصَّبُوْرُ	۹۹

اسمائے حُسنیٰ جو اوپر مذکور ہوئے، اکثر تو بعینہٖ قرآن مجید میں موجود ہیں، اور جو بعینہٖ موجود نہیں، اُن کے مادے اور مشتقات قرآن مجید میں پائے جاتے ہیں ؛

ممانعت شرک

خدا کا وجود ماننا، اس کی توحید کا اقرار کرنا اور شرک سے بچنا تینوں ایسی باتیں ہیں، کہ ہر شخص کی طبیعت اور فطرت میں داخل ہیں، یعنی اگر بغور دیکھا جائے، تو اس عالم کی ہر ایک چیز زبان حال سے اُس کے ایک ہونے کی گواہی دے رہی ہے، اس لئے جس جگہ انبیاء علیہم السّلام نہیں آئے اور احکام شریعت وہاں نہیں پہنچے، وہاں کے لوگوں پر بھی صرف خدا کو واحد جاننا اور اسی کو قابل عبادت سمجھنا اور کسی کو اُس کے ساتھ شریک نہ کرنا فرض ہے، قیامت کے روز اُن سے صرف اسی امر کا سوال کیا جائے گا۔ کیونکہ اس موٹی بات کو تو ہر شخص معمولی عقل سے بھی معلوم کر سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ شرک اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسا جرم ہے کہ اس کا معتقد ہمیشہ جہنم میں جلایا جائے گا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدِ افْتَرٰٓی اِثْمًا عَظِیْمًا۔ یعنی خدا تعالیٰ اُس گناہ کو نہیں بخشے گا، کہ اُس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھیرایا جائے، اور سوائے اس کے جو گناہ ہیں وہ جسے چاہے گا بخش دے گا۔ اور جس نے کسی کو خدا کا شریک ٹھیرایا اُس نے ایک بڑے گناہ کا بہتان باندھا۔

شرک کی دو قسمیں ہیں، **شرک فی الذات اور شرک فی الصفات**

شرک فی الذات تو یہ ہے۔ کہ خدا کی ذات میں کسی کو اس کا شریک ٹھہرایا جائے۔ یعنی بجائے ایک خدا کے کئی خدا مانے جائیں۔ اور شرک فی الصفات یہ ہے۔ کہ خدا کے سوا کسی دوسرے کو ان صفات سے ویسا ہی متصف مانا جائے۔ جو خاصۂ خدا ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "حجۃ اللہ البالغہ" میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اگر کسی شخص کا کسی بزرگ، حاکم یا اور شخص کی نسبت یہ اعتقاد ہو۔ کہ وہ عجیب و غریب اثر اس سے اس لئے صادر ہوتے ہیں کہ اسے کوئی ایسی صفت کمال حاصل ہوگئی ہے۔ جو اُس کے ابنائے جنس میں کسی طرح نہیں ہوسکتی۔ بلکہ صرف اللہ تعالےٰ ہی میں پائی جاسکتی ہے۔ تو وہ شرک بالصفات ہے ۔

رجاء (اُمید)

يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝

(یوسف۔ ع۔ ۹ پارہ ۱۳)

اے میرے لڑکو، تم پھر مصر جاؤ اور یوسفؑ اور اس کے بھائی (بنیامین) کی تلاش کرو۔ اور خدا کی رحمت سے نااُمید نہ ہو جاؤ۔ کیونکہ اس کی رحمت سے وہی لوگ نااُمید ہوتے ہیں، جو کافر ہوں اور اُس کی رحمت کاملہ کے معتقد نہ ہوں۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ط اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (الزمر۔ ع۔ ٦۔ پارہ ۲۴)

اے پیغمبر (صلعم) ان لوگوں سے کہہ دو۔ کہ اے ہمارے بندو! جنہوں نے (گناہ کرکے) اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں، اللہ کی رحمت سے نااُمید نہ ہو جاؤ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف فرماتا ہے۔ اور وہ بیشک بڑا بخشنے والا مہربان ہے ۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ

جن لوگوں کی یہ کافر پرستش کرتے ہیں۔

يَبْتَغُوْنَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا (بنی اسرائیل۔ ع ۶ پارہ ۱۵)	وہ تو خود خدا کا قرب طلب کرتے ہیں۔ کہ ان میں سے کون سا زیادہ نزدیک ہے اور اس کی رحمت کی توقع رکھتے ہیں۔ اور اُسکے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بے شک تمہارے پروردگار کا عذاب بھی قابلِ خوف ہے ؂

رَجاء کے معنے اُمید کے ہیں۔ اور رجاء الٰہی سے مراد یہ ہے۔ کہ انسان اسکی رحمت سے نااُمید نہ ہوجائے۔ بلکہ ہر وقت اس کے فضل وکرم کا متمنّی رہے۔ کیونکہ اس کی رحمت سے نااُمید ہونا باعث کُفر ہے۔ کہ اس سے صفت رحمت کی نفی لازم آتی ہے جس کی نسبت ارشاد ہے۔ غَلَبَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ یعنی میری رحمت میرے غضب پر غالب آگئی ہے۔

خشیۃ۔ رہبۃ۔ تقویٰ (خوفِ خدا)

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهَارُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ۝ (انبیاء۔ ع۴۔ پارہ ۱۷)	اور ہم نے موسیٰؑ اور ہارون کو حق وباطل میں فرق کرنے والی کتاب عطا کی اور روشنی اور نصیحت نامہ مگر اُن پرہیزگاروں کے لئے جو بے دیکھے اپنے خدا سے ڈرتے ہیں۔ اور روزِ قیامت سے بھی خوف کھاتے ہیں ؂
وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ج اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ج فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ۝ (النحل ع ۷۔ پارہ ۱۴)	اے لوگو! خدا نے حکم دیا ہے۔ کہ دو معبود نہ ٹھیراؤ۔ بس قابلِ پرستش صرف وہی ایک خدا ہے۔ اس لئے صرف ہمارا ہی خوف رکھو۔ اور صرف مجھ ہی سے ڈرتے بھی رہو۔
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ	اے ایمان والو! بس اللہ سے ڈرو اور

وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ ٥
(توبہ - ۱۴ ع)

ہمیشہ سچوں کے ساتھ ہو جاؤ - اور انہی کا ساتھ دو جو کہ سچے ہیں ٭

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِيْنَ (احزاب ع - ۱)

اے نبی (صلعم) تم خدا سے ڈرو، اور کافروں کی تابعداری نہ کرو ٭

خشیة - رهبة اور تقویٰ - تینوں کا مفہوم تقریباً ایک ہے - یعنی خدا سے ڈرتے رہنا، اور اس کے متعلق قرآن مجید میں بہت سی آیات ہیں، بلکہ اگر بغور دیکھا جائے۔ تو قرآن مجید کی ہر ایک آیت سے یہی ظاہر ہے۔ قرآن مجید کو اس پر زیادہ زور دینے کی ضرورت اس لئے پیش آئی۔ کہ جب تک دل میں کسی کا خوف نہ ہو، فطرت انسانی نیکی کی طرف رجوع اور برائی سے پرہیز نہیں کرتی - یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں بار بار اس کی تاکید آئی ہے - کہیں ارشاد ہوا ہے، کہ صرف خدا ہی ایسی ذات ہے جس سے ڈرنا چاہیئے - کہیں فرمایا ہے - کیا تم لوگوں سے ڈرتے ہو، حالانکہ خدا اس بات کا سب سے زیادہ حقدار ہے - کہ اس سے ڈرو"۔ کہیں مومنین کی صفت بہ بیان فرمائی ہے کہ مومن وہ لوگ ہیں، کہ جب ذکر الٰہی ہو، تو اُن کے دل دہل جائیں"۔ مگر اسلام چونکہ اعتدال پسند مذہب ہے۔ اور درس اعتدال ہی کے لئے دنیا میں ظاہر ہوا ہے۔ اس لئے فرما دیا ہے کہ خدا سے ڈرو ضرور مگر ساتھ ہی ایک ساعت اس کی رحمت سے بھی نا اُمید نہ ہو جاؤ - اسی لئے کہا کرتے ہیں، کہ اَلْاِيْمَانُ بَيْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ - یعنی ایمان خوف اور رجا کے مابین ہے، اور قرآن مجید میں ہے کہ وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا (یعنی خداوند تعالیٰ کو اُس کے قہر و جلال کا دل میں خوف اور اُس کی رحمت کی اُمید و خواہش رکھتے ہوئے پکارا کرو) الغرض مسلمان کا یہ وطیرہ ہونا چاہیئے، کہ خدا سے ڈرتا بھی رہے، اور ساتھ ہی اُس کی رحمت کا اُمیدوار بھی رہے ٭

اطاعت (فرمانبرداری)

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ

اے پیغمبر (صلعم) لوگوں سے کہہ دو کہ اللہ

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ ٥ (آل عمران ع-۴-پارہ ۳-۵)	اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کریں۔ اور اگر یہ لوگ اس بات سے پھر جائیں، تو خوب سوچ رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نافرمانوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا ۔
یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ (الانفال-ع-۳-پارہ ۹-۵)	اے مسلمانو! اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اور اس کی اطاعت سے رُوگردانی نہ کرو۔ حالانکہ تم ہمارا ارشاد سُنتے ہو۔ اور اُن لوگوں کی مانند نہ ہو۔ جو دعوےٰ تو یہ کرتے ہیں کہ ہم نے سُن لیا۔ حالانکہ وہ سُنتے سُناتے کچھ بھی نہیں ۔
وَاِنْ تُطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا یَلِتْکُمْ مِّنْ اَعْمَالِکُمْ شَیْئًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (الحجرات-ع-۲-پارہ-۲۶)	اگر تم اللہ اور اُس کے رسول کا کہنا مان لو۔ تو اللہ تمہارے اعمال میں سے ذرا بھی کم نہ کرے گا۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۔

اطاعت الٰہی کے متعلق قرآن مجید میں اور بھی بہت سی آیات ہیں۔ اور ان سب سے یہی بات ظاہر ہوتی ہے۔ کہ تکمیل ایمان کا بھاری ذریعہ بلکہ اصلِ اصول طاعت الٰہی کو قرار دیا گیا ہے۔ اور کیوں نہ ہو۔ جو شخص خدا کے وجود کو تسلیم کرتا ہو۔ اور اُس کی توحید کا بھی قائل ہو۔ وہ اُس کے فرمودہ احکام کی تعمیل سے کیونکر رُوگردانی کر سکتا ہے۔ اگر کوئی ایسا کرے تو صرف نام کا مسلمان ہے۔ کیونکہ اطاعت تو اسلام کے مفہوم میں داخل ہے۔ اسلام کے معنے ہی اطاعت اور فرمانبرداری کرنے کے ہیں ۔

ایفائے عہد (قول و اقرار کی پابندی)

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ	اور جب تم آپس میں قول و اقرار کرو۔ تو اللہ

وَلَا تَنْقُضُوا الْاَیْمَانَ بَعْدَ تَوْکِیْدِھَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰہَ عَلَیْکُمْ کَفِیْلًا ط اِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ (النحل ع-۱۳-پارہ ۱۴)

اور قسموں کو پورا کرنے کے بعد نہ توڑو۔ کیونکہ تم اللہ کو ضامن ٹھہرا چکے ہو۔ بیشک اللہ تمہارے کاموں سے بخوبی واقف ہے۔

اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ الَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَھْدِ اللّٰہِ وَلَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ (الرعد-ع-۳-پارہ-۱۳)

نصیحت تو بس وہی لوگ اختیار کرتے ہیں۔ جو سمجھدار ہیں اور خدا کے ساتھ انہوں نے جو عہد کیا ہے اس کو پورا کرتے ہیں۔ اور اپنے اقرار کو توڑتے نہیں۔

لوگوں میں باہم جو قول و اقرار ہوتا ہے۔ عموماً اُس میں قسمیں کھائی جاتی ہیں۔ اسلئے آیات بالا میں اللہ کے عہد سے وہ قسم مراد ہے۔ جو قول و قرار کے وقت کھائی جائے۔ اور مطلب یہ ہے۔ کہ باہم عہد و پیمان کرتے وقت جب تم خدا کی قسم کھاؤ۔ تو اُسے ضرور پورا کرو۔ اکثر مفسرین نے عہد اللہ سے مراد عہد فطرت لیا ہے۔ یعنی فطرۃً ہر شخص خدا سے اُس کی اطاعت کا عہد کر آیا ہے۔ جسے پورا کرنا فرضِ انسانیت میں داخل ہے۔ کیونکہ ان حقوق الٰہی میں سے جو بندوں پر عائد ہوتے ہیں ایفائے عہد بھی ایک بڑی شے ہے۔ بہرحال چاہے۔ اس سے مراد عہد فطرت لیا جائے چاہے لوگوں کے باہمی معاہدات مگر اُن کے ایفا کی سخت تاکید ہے۔ اِن کی پختگی اور تاکید بھی خدا کی قسم سے کی جاتی ہے۔ اس لئے وہ بھی اللہ ہی کا عہد ہو جاتا ہے۔

انابت و رجوع

وَاَنِیْبُوْا اِلٰی رَبِّکُمْ وَاَسْلِمُوْا لَہٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ (الزمر ع ۶ پارہ ۲۴)

اور اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو۔ اور اس کی فرمانبرداری کرو۔ پیشتر اس کے کہ تم پر عذاب نازل ہو۔ کیونکہ اُس وقت تمہیں کسی طرف سے بھی مدد نہ پہنچے گی۔

اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ط وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ط عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ط (ہود - ع ۸ پارہ - ۱۲)

میں تو صرف اپنی طاقت کے موافق تمہاری اصطلاح چاہتا ہوں، اور میری کامیابی تو بس خدا ہی کی تائید سے ہو سکتی ہے میں تو اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں۔ اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں ؛

دُعا دینی ہو یا دُنیوی یا عبادت بدنی ہو یا مالی جب تک اس میں رجوع الی اللہ نہ ہو۔ نہ دل کو اطمینان ہوتا ہے، اور نہ فی الواقع وہ کوئی دعا دعبادت متصور ہو سکتی ہے اس لئے مومنین کو ہدایت کی گئی ہے۔ کہ ہر کام میں خدا کی طرف رجُوع کرنا سیکھیں، اس میں ظاہری وسائل سے کام لینا منع نہیں۔ لیکن مومن کی نشان یہی ہے کہ وہ ہر امر میں خدا کی طرف رجُوع کرے، اور اسی کو اپنا اصلی کارساز جانے ؛

تسلیم و رضا

بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ (البقرہ - ع ۱۳ - پارہ - ۱)

ہاں جو شخص خدا کے آگے سر تسلیم خم کر دے اور وہ نیکوکار اور با اخلاص بھی ہو، تو اس کے لئے اس کا اجر اس کے پروردگار کے ہاں موجود ہے، اور ایسے لوگوں پر قیامت کے دن نہ تو خوف طاری ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے ۔

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ ط وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝ (آل عمران - ع ۹ پارہ ۳)

کیا یہ لوگ اللہ کے دین کے سوا کوئی اور دین چاہتے ہیں، حالانکہ زمین و آسمان کی تمام کائنات لوگ اور فرشتے وغیرہ چار و ناچار اسی کے حکم بردار ہیں، اور اسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے ؛

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ۝

(سورۂ نساء رکوع ۱۸ پارہ ۵)

اور ایسے شخص سے زیادہ اچھا کس کا دین ہوسکتا ہے۔ جو کہ اپنا رُخ سمہ تن اللہ تعالیٰ کی طرف جھکا دے، اور وہ مخلص بھی ہو اور حضرت ابراہیم کا طریقہ جس میں کجی کا نام تک نہ تھا، اور وہ تھا ہی حق پرست اور ہر قسم کے باطل سے دُور رہنے والا تھا۔ اور اللہ تعالےٰ نے ابراہیم کو اپنا خالص دوست بنایا تھا

مسلمان کی شان یہ ہے۔ کہ وہ ہر حال میں خدا کا شکرگزار رہے۔ اور باوجود سعی و طلب کے بھی۔ اگر خدا نے اس کو بدحالی میں رکھا ہے، تو حرفِ شکایت زبان پہ نہ لائے بلکہ رضامندی اور خوش دلی کا اظہار کرے۔ اگرچہ یہ بات اتنی مشکل ہے کہ بہت کم لوگ اس امتحان میں پورے اُترتے ہیں، مگر منصب عبودیت یہ ہے کہ اپنی طرف سے پوری کوشش کی جائے اور شکر کی ہمت نہ ہو، تو کم سے کم دل میں خدا کی طرف سے کسی طرح کی شکایت کا خیال بھی نہ آنے پائے، احادیث صحیحہ سے ثابت ہے، کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں پر والدین سے بھی زیادہ مہربان ہے۔ پس اس شفقت اور مہربانی کے باوجود ہم کو مصیبت میں کیوں ڈالنے لگا ہے۔ اس لئے فرمایا ہے کہ مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ یعنی جو کچھ تجھے پہنچتا ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے پہنچتا ہے۔ اور جو نقصان پہنچتا ہے۔ وہ تیرے نفس کی طرف سے پہنچتا ہے یعنی تیری اپنی شامتِ اعمال سے ہے۔ مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ کیا خوب فرماتے ہیں ؎

ہرچہ بر تو آید از ظلمات وغم آں زبیبا کی وگستاخی است ہم

تسلیم و رضا کی صفت عورتوں میں قریباً مفقود ہے۔ ان پر جب کوئی مصیبت آتی ہے۔ مثلاً اگر گھر میں کوئی موت ہو جاتی ہے۔ تو ایسی بے صبری ظاہر کرتی ہیں۔ اور ایسی واہی تباہی باتیں بکنے لگتی ہیں۔ جن سے حدِ کفر تک جا پہنچتی ہیں۔ اس لئے حضور نے فرمایا

دیا ہے کہ دوزخ میں اکثر عورتیں ہوں گی بے صبری ظاہر کرنے اور واہی تباہی بکنے سے تقدیر الٰہی تو ٹل نہیں سکتی۔ البتہ آدمی اپنے دین کا نقصان کر لیتا ہے۔ اس لئے تسلیم و رضا پر کاربند رہنا ہر حال میں ضروری و مفید ہے۔

توکّل (خدا پر بھروسہ)

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝

جو شخص اللہ پر بھروسہ رکھے گا، تو بس خدا اُس کو کافی ہے، بے شک خدا اپنے حکم کو پورا کر کے رہتا ہے، اور اللہ نے ہر ایک چیز کا اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ (ہود ع ۸ پارہ ۱۲)

میری کامیابی تو بس خدا ہی کی تائید سے ہو سکتی ہے، اور میں اسی پہ بھروسہ رکھتا ہوں، اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ (آل عمران ع ۷ پارہ ۴)

جب تم کسی کام کا ارادہ کرو، تو خدا پہ بھروسہ کیا کرو۔

توکّل ایک نہایت ہی اعلیٰ صفت ہے۔ اور قرآن مجید کے مختلف مقامات میں اس کے متعلق بہت کچھ مذکور ہے۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ بعض لوگوں نے اس کے مفہوم کو نہیں سمجھا بلکہ کاہل اور دست و پاشکستہ ہو بیٹھنے کا نام توکل سمجھ رکھا ہے۔ حالانکہ یہ قرآن مجید اور احادیث نبوی اور اقوالِ آئمہؒ کے بالکل خلاف ہے۔ توکّل کی اصلی حقیقت یہ ہے۔ کہ انسان اپنا مقصود حاصل کرنے میں جہاں تک عالم امکان میں اس سے ہو سکے پوری کوشش کرے مگر باوصف کوشش کے بھی خدا پہ ہی بھروسہ رکھے کہ وہ ضرور اس کی مدد کرے گا۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں ؎

گفت پیغمبرؐ باآواز بلند | بر توکّل زانوئے اُشتر بہ بند

امام غزالیؒ فرماتے ہیں۔ کہ اگر کوئی شخص پہاڑ کی کسی ایسی چوٹی پہ جا بیٹھے جہاں نہ پانی

ہو۔ اور نہ کوئی کھانے پینے کی چیز اور نہ وہاں کوئی آتا جاتا ہو۔ اور یہ خیال کرے۔ کہ میں خدا پر توکل کئے بیٹھا ہوں۔ تو وہ شخص گنہگار ہے۔ اور اپنے آپ کو ہلاک کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ متوکل تو اسی شخص کو کہہ سکتے ہیں۔ جو مطلب برآری کے لئے اپنی پوری ہمت بھی صرف کر دیتا ہے۔ اور سعی و طلب کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھنے پر بھی کامیابی خدا کے سپرد کرتا ہے اور اپنی ہمت پر نہیں اتراتا ؎

استقامت (ثابت قدمی)

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ج وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ط اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ط لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ج اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ج وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ

(شوریٰ ع ۲ - پارہ ۲۵)

اے پیغمبر (صلعم) تم لوگوں کو اس دین کی طرف بلاتے رہو۔ اور خود بھی۔ جیسا تم سے فرما دیا گیا ہے۔ اور اس پر قائم رہو۔ اور ان کی خواہشوں پر نہ چلو۔ اور کہدو۔ کہ جو کتاب نے اتاری ہے۔ میرا سب پر ایمان ہے اور مجھے حکم ملا ہے کہ تمہارے درمیان عدل کروں۔ اللہ تعالیٰ ہمارا اور تمہارا سب کا پروردگار ہے۔ ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے ہم میں اور تم میں کچھ جھگڑا نہیں۔ اللہ ہمیں اور تمہیں ایک جگہ جمع کرنے گا۔ اور اس کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے ؎

استقامت کے معنے ہیں۔ قیام و ثبات۔ یعنی ایک بات پر قائم اور ثابت رہنا ایک حدیث شریف میں آیا ہے۔ اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللّٰهِ اَدْوَمُهَا یعنی خدا تعالیٰ کو سب عملوں سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ عمل وہ ہے۔ جس پر ہمیشگی اور مداومت کی جائے اور درحقیقت یہ بات بالکل درست ہے۔ کیونکہ تمام کاموں میں کامیابی خواہ دنیا وی ہوں

خواہ اُخروی اسی استقامت پر ہی موقوف ہے۔ اسی واسطے داناؤں کا مقولہ ہے۔ اَلِاسْتِقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ استقامت اور ثبات قدمی کرامت سے بھی بڑھ چڑھ کر ہے۔ دوام سعی و استمرار کوشش کو محنت و طلب کے کارگر ہونے اور حصولِ مقصود میں دخل تام ہے۔ کسی نیک یا بد عادت کے عادی ہونے یا کسی کسب کمال میں مہارت پیدا کرنے کا راز زیادہ تر اسی استقامت اور دوام سعی میں مضمر ہے۔ دنیا میں جب کوئی قوم معراج ترقی پر پہنچنا چاہتی ہے۔ تو وہ پہلے اپنے عزم کو مستحکم کر لیتی ہے۔ پھر اپنی کوشش لگاتار جاری رکھتی ہوئی قلۂ کمال مطلوب تک جا پہنچتی ہے پس اسی زرین اصولِ استقامت کی پابندی کا راز اسلام نے سلمانوں کے ذہن نشین کرایا

اعمالِ لسانی (وہ اعمال جو زبان سے تعلق رکھتے ہیں)

خدا کی عظمت

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْهُ تَکْبِیْرًا ۝ (بنی اسرائیل۔ ع ۱۲۔ پارہ ۱۵)

اور اے پیغمبر (صلعم) کہہ دو کہ ہر طرح کی تعریف خدا کو ہی سزاوار ہے۔ جو نہ تو اولاد رکھتا ہے اور نہ ہی دونوں جہان کی سلطنت میں اُس کا کوئی شریک ہے۔ اور نہ اس سبب سے کہ کمزور ہے، کوئی اس کا مددگار ہے۔ اور حتی الامکان تم اُس کی بڑائیاں ہر وقت بیان کرتے رہو؛

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ (نمل ع ۲۔ پارہ ۱۹)

اللہ ہی ایسا ہے، کہ اُس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے

فَتَعٰلَی اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ ۝

پس اللہ تعالےٰ ہی بہت بڑا عالیشان ہے۔ اور وہی بادشاہ حقیقی ہے۔ اس کے سوا کوئی بھی لائق عبادت نہیں ہے

(المومنون - ع - ۲ - پارہ ۱۸) | اور وہی عرش کریم کا مالک وہی ہے ؞

تسبیح و تقدیس

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ۝ (طٰہٰ ع ۸ پارہ - ۱۶)

پس ان کفار کی باتوں پر صبر کیجئے اور اپنے رب کی حمد و ثناء کے ساتھ تسبیح کرتے رہیں آفتاب نکلنے سے پہلے اور اس کے غروب سے پیشتر اور اوقات شب میں بھی تسبیح کیجئے اور دن کے اوّل و آخر میں بھی تاکہ آپ خوش رہیں ؞

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ط اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝ (النصر - ع ۱ - پارہ - ۳۰)

پس اپنے پروردگار کی حمد و ثناء کیساتھ اس کی تسبیح و تقدیس میں مشغول ہو جاؤ اور اس سے گناہوں کی معافی مانگو۔ بیشک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ۝ (الروم ع ۱ - پارہ ۲۱)

پس جس وقت تم لوگوں کو شام ہو، اور جس وقت تم کو صبح ہو۔ اللہ کی تسبیح و تقدیس کیا کرو۔ اور آسمان زمین میں وہی اللہ تعریف کے لائق ہے۔ اور نیز تیسرے پہر اور جب تم لوگوں کو دوپہر ہو، اللہ کی تسبیح اور تقدیس کیا کرو ؞

لہ تسبیح اور تقدیس کے یہ معنے ہیں، کہ خداوند تعالےٰ جیساکہ درحقیقت تمام عیوب سے بری اور نقصانات سے پاک ہے۔ ویسا ہی اعتقاد رکھا جائے، اور اس کی اس صفت تقدس اور تنزہ کو بیان کیا جائے ؞

حمد و ثناء

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۝ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۝ (فاتحہ)

ہر طرح کی تعریف اُس خدا کو سزاوار ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ نہایت رحم والا مہربان روزِ جزا کا حاکم ہے۔ اے خدا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں، ہم کو (دین) کا سیدھا راستہ دکھا۔ ایسے لوگوں کا راستہ جن پر تو نے فضل کیا۔ نہ اُن کا جن پر تیرا غضب نازل ہوا۔ اور نہ گمراہوں کا۔

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ط ءٰٓاللّٰہُ خَیْرٌ اَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۝

(النمل ع ۵ پارہ ۱۹)

اے پیغمبر (صلعم) کہہ دو کہ (نافرمانوں کے ہلاک ہونے پر) خدا کا شکر ہے، اور اُن بندگانِ خدا کو سلام ہے۔ جن کو اُس نے برگزیدہ کیا۔ کیا اللہ بہتر ہے۔ یا وہ چیزیں جن کو یہ لوگ شریکِ خدائی ٹھہراتے ہیں؟

ذکر اللہ (یادِ خدا)

فَاذْکُرُوْنِیْۤ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ ۝

(بقرہ ع ۱۸ - پارہ ۲)

اے لوگو! تم ہماری یاد میں لگے رہو۔ کہ ہمارے ہاں بھی تمہارا ذکرِ خیر ہوتا رہے۔ اور ہمارا شکر کرتے رہو۔ اور ناشکری نہ کرو۔

وَاذْکُرْ رَّبَّكَ فِیْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِیْفَةً وَّدُوْنَ الْجَھْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا

اور اے پیغمبر (صلعم) اپنے دل ہی میں گڑگڑا کر اور ڈر ڈر کر بہت زور کی آواز سے نہیں، بلکہ دھیمی آواز سے صبح و شام

تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ○ (اعراف ع ۲۴ پارہ ۹-)

اپنے پروردگار کی یاد کرتے رہو، اور غافل نہ ہو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ○

اے مسلمانو اکثرت سے اللہ کو یاد کیا کرو اور صبح و شام اُس کی تسبیح و تقدیس کرتے رہو۔

ذکرِ نعمت

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۭ (المائدہ ع ۲ - پارہ ۶)

اے مسلمانو! اللہ نے جو نعمت تمہیں عطا کی ہے۔ اُسے یاد کرو۔ جبکہ کچھ لوگوں نے تم پر دست درازی کرنے کا قصد کیا تو خدا نے تم سے اُن کے ہاتھوں کو روک دیا۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو، اور مسلمان کو چاہیئے کہ اللہ ہی پر بھروسہ رکھیں ؛

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ڮ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ○ (فاطر-ع ۱-پارہ ۲۲)

اے لوگو! خدا کے احسان جو تم پر ہیں، اُن کو یاد کرو۔ بھلا اللہ کے سوا کوئی اور بھی پیدا کرنیوالا ہے؟ جو آسمان و زمین سے تم کو روزی دے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، پس تم کہاں چلے جا رہے ہو۔

اوپر کے پانچوں عنوان یعنی خدا کی عظمت، تسبیح و تقدیس، حمد و ثنا، ذکر اللہ، ذکر نعمت ایک دوسرے سے اس قدر ملتے جلتے ہیں، کہ اِن میں محض اعتباری اور لفظی فرق ہے، ورنہ مفہوم اور حقیقت سب کی ایک ہے، سب سے پہلے خدا کی عظمت کا خیال دل میں آتا ہے۔ اس کے بعد باقی چاروں عنوانوں کے مضامین عمل میں آتے ہیں۔ جو سب کے سب قریباً ایک ہی قسم کے ہیں۔ تسبیح و تقدیس بھی ایک خاص قسم کی حمد و ثنا ہے۔ کیونکہ اس کے معنے یہ ہیں کہ خدا تمام عیوب سے بری اور تمام نقصانات سے پاک ہے، اور ذکر اللہ سے بھی خدا کی حمد و ثنا ہی

مقصود ہے۔ کیونکہ خدا کا ذکر تو حمد و ثنا اور تسبیح و تقدیس کے ساتھ ہی ہوگا۔ اور اس کے ضمن میں اس کی نعمتوں کا ذکر بھی ہوگا۔ جس سے اظہار احسان مندی مقصود ہوتا ہے۔

شکر

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ (البقرہ۔ ع۔۲۱ پارہ ۲۔)

اے مسلمانو! ہم نے جو تمہیں پاک رزق دے رکھا ہے۔ اس کو کھاؤ۔ اور اگر تم صرف خدا ہی کی عبادت کرتے ہو۔ تو اس کا شکر بھی کرو۔

مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمْ إِنْ شَكَرْتُمْ وَآمَنْتُمْ وَكَانَ اللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا (نساء ع ۲۔ پارہ ۵)

اگر تم خدا کا شکر کرتے رہو۔ اور اس پر ایمان لاؤ۔ تو خدا کو تمہیں عذاب دے کر کیا لینا ہے۔ بلکہ خدا تو شکر گزاروں کا قدر دان اور ان کے تمام حالات سے بخوبی واقف ہے۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنِ اشْكُرْ لِلَّهِ وَمَنْ يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ (لقمان۔ ع ۲۔ پارہ ۲۱)

اور بیشک ہم نے لقمان کو دانائی عنایت فرمائی۔ اور یہ بھی کہا کہ اللہ تعالے کا شکر کرتے رہو۔ اور جو شکر کرتا ہے۔ وہ اپنے ہی بھلے کے لئے شکر کرتا ہے۔ اور جو ناشکری کرتا ہے۔ تو اللہ تعالے بے نیاز اور سزاوار حمد و ثنا ہے۔

شکر کے معنے ہیں۔ اظہار احسان مندی۔ اور اکثر یہ زبان کے ذریعے ہوتا ہے۔ اور اس کی ادائیگی فطرت انسانی میں داخل ہے۔ دنیا میں کوئی کسی پر احسان کرتا ہے۔ تو وہ عموماً خدمت وغیرہ سے احسان کا معاوضہ کر دیتا ہے۔ مگر خدا بندوں کی خدمت سے بے نیاز ہے۔ اس کے احسانات کا معاوضہ اقرار نعمت کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ لیکن چونکہ اس کی نعمتیں بے شمار ہیں۔ اس لئے کوئی شخص بقدر واجب اس کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

از دست و زبان کہ بر آید | کز عہدۂ شکرش بدر آید

شکر گذاری اور اظہار احسان مندی شکر گذار کے حق میں زیادتی نعمت کا باعث ہوتی ہے۔ چنانچہ دنیا میں بھی یہی دیکھا جاتا ہے۔ کہ اگر کسی کے احسان کا شکریہ ادا کیا جائے تو محسن کو زیادتی احسان کی طرف ترغیب ہوتی ہے۔ اور کفرانِ نعمت کی صورت میں محسن کے دل میں ایک کدورت سی پیدا ہو جاتی ہے۔ خدا بھی بندوں کے ساتھ یہی معاملہ کرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ یعنی اگر تم ہمارا شکر کرو گے۔ تو ہم اور زیادہ نعمتیں دیں گے۔ اور اگر تم نے ناشکری کی تو یاد رکھو کہ ہمارا عذاب سخت ہے۔

اس سے پہلے جو یہ لکھا جا چکا ہے۔ کہ شکر گذاری فطرت انسانی میں داخل ہے۔ اس کا مدعا یہ ہے۔ کہ ایک سلیم الفطرت شخص خود بخود ادائے شکر کے لئے تیار ہے۔ مگر اکثر عام طبیعتیں جو مذہب سے چنداں لگاؤ نہیں رکھتیں۔ خدا کی نعمتوں کو بھول کر بھی یاد نہیں کرتیں۔ چنانچہ اللہ تعالٰے فرماتا ہے وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ میرے بندوں سے شاکر گزار بہت تھوڑے ہیں۔

نعم الٰہی کا شکریہ ادا کرنا اگرچہ انسانی طاقت سے باہر ہے۔ مگر حسب طاقت اس میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیئے۔ اور اس صفت کو ترقی دینے کی آسان ترکیب یہ ہے کہ انسان ہر وقت اپنے سے کمتر پر نظر شفقت رکھے اور حتی الامکان دوسروں سے نیک سلوک کرے۔ بلکہ بعض اوقات دوسری مخلوقات سے بھی اپنا مقابلہ کرتا رہے۔

دُعاء

وَاِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ○

اور جب ہمارے بندے آپ سے ہماری نسبت دریافت کریں۔ تو آپ اُن سے کہدیں کہ ہم اُن کے پاس ہیں۔ جب ہم سے کوئی دعا کرتا ہے۔ تو ہم دعا کرنے والے کی دُعا کو سُن لیتے ہیں۔ اور (مناسب ہو تو) قبول بھی کر لیتے ہیں۔ اس لئے اِن کو چاہیئے کہ ہمارا حکم مانیں

(البقرہ - ع - ۲۳
پارہ - ۲)
اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ
خُفْيَةً ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ
الْمُعْتَدِيْنَ ۝
وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ
بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا
وَّطَمَعًا ۭ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ
مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (اعراف ع ۷ - پارہ ۸)

اور ہم پر ایمان رکھیں - تاکہ وہ سیدھے راستے پر لگ جائیں ؛

اپنے پروردگار سے گڑگڑا کر اور چپکے چپکے دعا کیا کرو - کیونکہ وہ حد سے تجاوز کرنیوالوں کو دوست نہیں رکھتا - اور اچھا نہیں سمجھتا ؛

زمین کی اصلاح کے بعد اس میں فساد نہ پھیلاؤ - اور عذاب کے ڈر اور فضل کی اُمید پر خدا سے دعائیں مانگو - کیونکہ خدا کی رحمت خلوص رکھنے والوں سے بہت قریب ہے ؛

توبہ واستغفار (گناہوں سے معافی مانگنا)

وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (نور - ع ۴ - پارہ ۱۸)
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى
اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۭ عَسٰى رَبُّكُمْ
اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ
يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ
يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ
وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ
رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا
نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ

اور اے مسلمانو! تم سب اللہ کے سامنے توبہ کرو - تاکہ تم فلاح پاؤ ؛

اے مسلمانو! خدا کی جناب میں خالص توبہ کرو - عجب نہیں کہ تمہارا خدا تمہارے گناہ تم سے دُور کردے - اور تمہیں بہشت کے ایسے باغوں میں داخل کرے - جن کے نیچے نہریں بہتی رہتی ہیں - یہ وہ دن ہوگا - کہ جب اللہ پیغمبر کو اور ان لوگوں کو جو اُن کے ساتھ ایمان لائے ہیں رسوا نہیں کرے گا - اُن کے ایمان کی روشنی اُن کے آگے آگے اور اُن کی داہنی طرف چل رہی ہوگی - اور یہ دعائیں کرتے جاتے ہونگے کہ اے ہمارے پروردگار ہماری اِس روشنی

اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ٥ (تحریم ع - پارہ - ۲۸)

کو ہمارے لئے اخیر تک قائم رکھ۔ اور ہمیں بخش دے۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے ؞

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ۭ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَاۗىِٕنِيْنَ خَصِيْمًا ۝ وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ (النساء - ع - ۱۶ - پارہ ۵)

ہم نے تم پر کتاب برحق نازل کی، تاکہ جیسا کہ خدا نے تم کو بتا دیا ہے۔ اس کے مطابق لوگوں کے جھگڑے فیصلہ کر دو اور دغا بازوں کے طرفدار نہ ہو۔ اور اللہ سے معافی چاہو۔ کہ اللہ بڑا معاف بخشنے والا بہت مہربان ہے ؞

توبہ کے معنے ہیں واپس آجانا۔ یعنی اپنے کسی کردۂ ناسزا پہ شرمندگی کا اظہار کر کے اس سے باز آجانا۔ تکمیل توبہ کے لئے اِن اُمور کا پایا جانا ازبس ضروری ہے (۱) گناہ سرزدشدہ سے پوری قلبی ندامت اور نفرت کا اظہار (۲) آئندہ اُس کا کبھی مرتکب نہ ہونا، بلکہ ہمیشہ اُسے نفرت کی نگاہ سے دیکھنا (۳) اُس گناہ کی ضد پہ سختی سے قائم اور پابند رہنا۔ مثلاً اگر ترکِ نماز سے توبہ کی ہے تو آئندہ نماز کا پورا پابند رہنا، علامتِ تکمیل توبہ یہ ہے کہ اُس گناہ کی یاد و تصور سے اُسے لذت نہ آئے ؞

اِسْتِعَاذہ (شیطان اور اُس کے فریب وسوسہ سے خدا کی پناہ چاہنا)

وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ۝ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ۝ (المؤمنون ع - پارہ - ۱۸)

اور یہ بھی کہا کرو۔ کہ اے میرے پروردگار میں شیطانی وسوسوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اور اے میرے پروردگار میں اس سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ شیاطین میرے پاس آئیں اور بھڑکائیں ؞

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ (النحل - ع - ۱۳)

پس جب تم قرآن مجید پڑھو، تو شیطان راندۂ درگاہ سے خدا کی پناہ مانگا کرو ؞

وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ہ (اعراف ع ۲۴ - پارہ ۹)

اگر آپ کو کوئی وسوسہ شیطان کی طرف سے آنے لگے، تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجئے۔ بلاشبہ وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے ؟

استعانت (مدد مانگنا)

اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ (فاتحہ ع - ۱ پارہ - ۱)

اے خدا ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں ؟

قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہِ اسْتَعِیْنُوْا بِاللّٰہِ وَاصْبِرُوْا اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہِ یُوْرِثُھَا مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ہ (اعراف ع ۱۵ - پارہ ۹)

موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اللہ سے مدد مانگو، اور صبر کرو۔ بلاشبہ زمین تو اللہ تعالےٰ کی ملک ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے، اور اخیر کامیابی انہی کو ہوتی ہے جو خدا تعالےٰ سے ڈرتے ہیں ؟

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا غُلَامُ احْفَظِ اللّٰہَ یَحْفَظْكَ احْفَظِ اللّٰہَ تَجِدْہُ تُجَاھَكَ وَاِذَا سَاَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰہَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّۃَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰٓی اَنْ یَّنْفَعُوْكَ بِشَیْءٍ

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں ایک دن رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلّم کے پیچھے کھڑا تھا تو آپ نے فرمایا، اے لڑکے خدا کے حق کی حفاظت کر۔ تو اُسے اپنے سامنے موجود پائے گا۔ اور اگر کچھ مانگنا ہو۔ تو خدا ہی سے مانگ اور مدد کی ضرورت پڑے تو خدا ہی سے مدد چاہو۔ اور تُو اس بات کو خوب جان لے، کہ اگر سب لوگ جمع ہو کر تجھے کسی چیز سے نفع پہنچانا چاہیں۔ تو

لَمْ يَنْفَعُوْكَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ وَلَوِ اجْتَمَعُوْا عَلٰى اَنْ يَضُرُّوْكَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ

(ترمذی)

وہ نفع نہ پہنچا سکیں گے۔ مگر صرف اُسی چیز سے جو خدا تعالےٰ نے تیرے لئے فائدہ والی لکھ چکا ہے۔ اور اگر سب جمع ہو کر تجھے کسی چیز سے نقصان پہنچانا چاہیں، تو نہیں پہنچا سکیں گے۔ سوائے اس چیز کے جسے خدا نے تیرے حق میں مضر لکھ دی ہے۔ قلم کو جو لکھنا تھا لکھ چکا اور کاغذ خشک ہو گئے۔

خشوع وخضوع (عاجزی کرنا اور گڑگڑانا)

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۝

(البقرہ - ع ۵ - پارہ ۱)

اور صبر اور نماز کا سہارا پکڑو بیشک نماز دشوار ہے۔ سوائے اُن کے جو اللہ تعالےٰ سے ڈرتے ہیں، اور جو یہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ اپنے پروردگار سے ملنے والے اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ (کیونکہ وہ جانتے ہیں، کہ نماز کے متعلق ان سے جواب طلب ہوگا)۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ (المؤمنون ع ۱ پارہ ۱۸)

بے شک اُن مومنوں نے فلاح پائی ہے جو اپنی نماز میں خشوع وخضوع کرتے ہیں۔

وَزَكَرِيَّا اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ؕ اِنَّهُمْ

اور حضرت زکریا کی حالت یاد کرو، جب انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا۔ کہ اے میرے پروردگار! مجھ کو اکیلا (یعنی بے اولاد) نہ چھوڑیو، اور تو سب وارثوں سے بہترین وارث ہے، تو پس ہم نے انکی

كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا ط وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ ۞

(انبیاء ع ۶ پارہ ۵ - ۱۷)

فریاد سن لی ۔ اور اُن کو یحییٰؑ عنایت کیا، اور اُن کی بی بی کو اُن کے لئے درست کر دیا (جو پہلے بانجھ تھیں) کیونکہ یہ لوگ نیک کاموں میں سبقت کرتے تھے ۔ اور ہم کو ہمارے فضل کی توقع اور عذاب کے خوف سے پکارتے رہتے ۔ اور ہمارے سامنے عاجزی کیا کرتے تھے ۔

تضرّع و عجز

اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ط إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ج وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ط إِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ۞ (اعراف ع ۷ - پارہ ۸)

اپنے پروردگار سے گڑگڑا کر اور چپکے چپکے دعا کرتے رہو، کیونکہ وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ۔ اور انتظامِ ملک درست ہونے کے بعد اس میں فساد نہ پھیلاؤ اور عذاب کے ڈر اور فضل کی اُمید پر خدا سے دعائیں مانگتے رہو، کیونکہ خدا کی رحمت خلوص رکھنے والوں کے بہت ہی قریب ہے ۞

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيفَةً وَّدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغَافِلِينَ ۞ (اعراف ع ۲۴ - پارہ ۹)

اپنے دل میں گڑگڑا کر اور دھیمی آواز سے بہت زور کی آواز سے نہیں، صبح و شام اپنے پروردگار کو یاد کرتے رہو، اور اس کی یاد سے غافل نہ رہو ۞

دعا کے بعد جس قدر عنوان مذکور ہوئے ہیں ۔ یعنی توبہ و استغفار و استعاذہ و استعانت خشوع و خضوع ۔ تضرع و عجز یہ بھی سب کے سب دعا ہی میں داخل ہیں ۔ کیونکہ توبہ کے معنے ہیں ۔ رجوع کرنا ۔ یعنی کسی گناہ اور قصور کے بعد اس سے پشیمانی اور ندامت ظاہر کر کے درگاہِ خداوندی میں رجوع کرنا استغفار کے معنے ہیں ۔ کسی قصور سے معافی طلب کرنا ۔

استعاذہ کے معنے ہیں ہر ایک قسم کی برائی۔شیطانی وساوس اور دشمنوں کی ایذاء سے خدا کی پناہ مانگنا۔ استعانت کے معنے ہیں، ہر ایک نیک ارادے کو عمل میں لانے کے لئے توفیقِ الہٰی کی مدد مانگنا۔خشوع وخضوع کے معنے ہیں۔آواز اور جوارح سے سکنت اور عاجزی ظاہر کرنا۔ تضرع اور عجز کے معنے ہیں، درگاہ الہٰی میں عاجزی کرنا اور گڑگڑانا، اور یہ سب معانی دعا میں داخل ہیں ؛

دُعا کے اصلی معنے تو بلانے اور پکارنے کے ہیں۔ مگر اصطلاح دینی میں دعا خدا سے کسی چیز کے طلب کرنے کا نام ہے۔اور یہ ایک ایسا فعل ہے، جو انسان کی فطرت میں داخل ہے، یعنی بنی نوعِ انسان کی فطرت کا تقاضا ہے کہ جب کبھی اُسے کوئی ضرورت پیش آئے تو وہ کسی ایسی ہستی کی طرف رجوع کرے، جس کی نسبت اُس کا یہ خیال ہو، کہ وہ اس کی ضرورت رفع کرنے پر قادر ہے، اور یہ فطرت تمام بنی آدم میں خواہ شہری ہوں یا دیہاتی۔ عالم ہوں یا جاہل۔ بوڑھے ہوں یا جوان۔ مرد ہوں یا عورات خواندہ ہوں یا ناخواندہ۔ مشرق کے رہنے والے ہوں یا مغرب کے، مسلمان ہوں یا عیسائی اور یہودی، ہندو ہوں یا بدھ مذہب کے پیرو سب میں یکساں پائی جاتی ہے اور اس کے فطری ہونے کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ بہت کم دعائیں مقبول اور بہت زیادہ نا مقبول ہوتی ہیں۔ مگر با ایں ہمہ لوگ کبھی بھی دُعا سے بددل نہیں ہوتے، برابر مانگے چلے جاتے ہیں، اور سچ پوچھئے تو دُعا مانگنا بھی اپنی احتیاج اور خدا کے قادر و غنی ہونے کا ایک بیّن ثبوت ہے۔ دعا کا ادنیٰ مگر متیقن فائدہ یہ ہے، کہ اس سے دل کو تسلی ہو جاتی ہے۔ اور دعا مقبول نہ بھی ہو، تو بھی صبر آجاتا ہے۔

دُعا کے فطری ہونے کا ثبوت قرآن مجید سے بھی ملتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ٥ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَ تَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ٥ (انعام ع ۴۔ پارہ ۷)

یعنی اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اِن سے پوچھو، کہ بھلا دیکھو تو سہی کہ اگر عذاب خدا

تمہارے سامنے آموجود ہو، یا قیامت تمہارے سامنے آن کھڑی ہو۔ تو اگر تم اپنے دعوے شرک میں سچے ہو، تو کیا اس وقت بھی خدا کے سوا دوسرے معبودوں کو پکارنے لگو گے نہیں بلکہ اسی خدا کو پکارو گے۔ تو جس کے لئے اُسے پکارو گے۔ اگر اُس کی مرضی ہیں آئے گا، تو اُس کو دُور کر دے گا۔ اور اس وقت تم سب معبودوں کو بھول جاؤ گے جن کو تم شریک خدائی ٹھہراتے ہو۔ ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے۔ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ج فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ط كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ٥ (یونس ع ۲ - پارہ ۱۱)

یعنی جب انسان کو کسی قسم کی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ پڑا یا بیٹھا یا کھڑا ہر حال میں ہم کو پکارے چلا جاتا ہے۔ پھر جب ہم اُس کی تکلیف کو اس سے دُور کر دیتے ہیں۔ تو ایسا بے پروا بن کر چل دیتا ہے۔ کہ گویا اُس تکلیف کے لئے جو اس کو پہنچ رہی تھی۔ ہم کو کبھی پکارا ہی نہیں تھا۔

فطرت انسانی میں داخل ہونے کے علاوہ دُعا عمدہ ترین عبادت ہے۔ حدیث صحیح میں آیا ہے اَلدُّعَآءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ۔ یعنی دعا عبادت کا مغز ہے۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے لَيْسَ شَيْءٌ اَكْرَمَ عَلَى اللهِ مِنَ الدُّعَآءِ۔ یعنی اللہ کے نزدیک دُعا سے بڑھ کر عزت والی کوئی چیز نہیں۔

سلمان فارسیؓ سے روایت ہے۔ کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لَا يَرُدُّ الْقَضَآءَ اِلَّا الدُّعَآءُ وَلَا يَزِيْدُ فِي الْعُمُرِ اِلَّا الْبِرُّ ٥ یعنی قضا کو دُعا ہی پھیرتی ہے۔ اور عمر کو نیکی ہی بڑھاتی ہے۔ حضرت عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا۔ اِنَّ الدُّعَآءَ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللهِ بِالدُّعَآءِ۔ یعنی بے شک دُعا اُس بلا کے دُور کرنے میں کام آتی ہے، جو آتی ہی اور جو نہیں آتی ہی۔ پس اے بندگانِ خدا دُعا کو لازم پکڑو۔

دُعا کے لئے بہترین الفاظ وہ ہیں، جو قرآن مجید میں خدا نے تعلیم کئے یا حضور صلی اللہ

علیہ وسلم نے اپنی زبان فیض ترجمان سے تعلیم فرمائے۔ اس لئے ہم ذیل میں تمام وہ دُعائیں جمع کرتے ہیں، جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ہر عام و خاص موقع کے لئے منقول ہیں۔ اور جن کی مسلمانوں کو ہر وقت ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ اور ان سے یہ بھی معلوم ہو جائے گا۔ کہ آنحضرت صلعم اور صحابہ کرام نے اس طرح اپنی ہر حالت میں خدا کو پکارنے کا دستور باندھ لیا تھا۔ کہ گویا وہ اُسے اپنے سامنے دیکھ رہے ہیں ؟

نیند سے بیدار ہونے کے بعد کی دُعا

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب بیدار ہوتے تو یہ دُعا پڑھا کرتے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ (ہر طرح کی تعریف اس خدا کو سزاوار ہے جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کر دیا۔ اور اُسی کی طرف اُٹھ کر جانا ہے ؟

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ حضور صلعم جب رات کو تہجد پڑھنے کے لئے بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَیِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاءُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِیُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَیْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَاِلَیْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُكَ (بخاری و مسلم)

ترجمہ:-

(اے خدا تیرے ہی لئے تعریف ہے۔ تو ہی آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ اُن میں ہے برپا رکھنے والا ہے۔ (تیرے ہی لئے تعریف ہے۔ تو ہی آسمانوں اور زمین کا اور جتنی

چیزیں اِن میں ہیں۔ سب کا روشن کرنے والا ہے) اور تیرے ہی لئے تعریف ہے۔ تو سچا ہے۔ اور تیرا وعدہ سچا ہے۔ اور تجھ سے ملنا سچا ہے۔ اور تیری بات سچی ہے۔ اور جنت سچ ہے، اور دوزخ سچ ہے۔ سارے نبی سچے ہیں، اور محمد صلعم سچے نبی ہیں۔ اور قیامت سچ ہے۔ خداوندا میں نے تیرے آگے گردن جھکائی۔ اور تجھ پر ایمان لایا ہوں، اور تجھی پہ بھروسہ کرتا اور تیری ہی طرف رجوع ہوتا ہوں۔ اور میں تیری ہی طرف فیصلہ لاتا ہوں، تو میرے وہ گناہ بخشدے جو میں نے پہلے کئے اور جو پیچھے کئے اور جو میں نے پوشیدہ کئے اور جو ظاہر کئے اور وہ گناہ بخش دے جن کا تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ تو اپنے نیک بندوں کو آگے بڑھانے اور بدوں کو پیچھے ہٹانے والا ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود لائق عبادت نہیں)

گھر سے باہر نکلنے کی دُعا

حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر نکلتے وقت یہ دُعا پڑھا کرتے تھے۔ بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ نَّزِلَّ اَوْ نَضِلَّ اَوْ نَظْلِمَ اَوْ نُظْلَمَ اَوْ نَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلَ عَلَیْنَا

(میں خدا کے نام سے باہر نکلا ہوں، اور اُسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے، اے اللہ ہم تیری پناہ چاہتے ہیں، اس بات سے کہ ہم پھسل جائیں، یا گمراہ ہو جائیں، یا کسی پر ظلم کریں، یا کوئی ہم پر ظلم کرے یا غیر پہ جہالت کریں یا ہم پر کوئی جہالت کرے۔ (مشکوٰۃ)

گھر میں آنے کی دُعا

حضرت ابو مالک اشعری فرماتے ہیں، کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے گھر میں داخل ہو، تو یہ دُعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ الْمَوْلِجِ وَخَیْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰہِ وَلَجْنَا وَعَلَی اللّٰہِ رَبِّنَا تَوَکَّلْنَا

(اے اللہ میں تجھ سے گھر میں آنے کے وقت کی بھلائی اور گھر سے نکلنے کے وقت کی بھلائی

مانگتا ہوں، ہم اللہ کے نام سے داخل ہوئے۔ اور اُسی اپنے اللہ پر جو ہمارا رب ہے ہم نے بھروسہ کیا)

مسجد میں داخل ہونے کی دُعائیں

عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو فرماتے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِوَجْھِہِ الْکَرِیْمِ وَسُلْطَانِہِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ (میں شیطان مردود سے خدائے مکرم کی پناہ پکڑتا ہوں۔ اور اُس کی بزرگ ذات کی اور اس کی قدیم حکومت کی۔)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوتے تو فرماتے بِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ رَبِّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ (خدا کے نام سے شروع ہے۔ اور درود وسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہو۔ اے میرے خدا! میرے گناہ بخش دے۔ اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے)

مسجد سے باہر نکلنے کی دُعا

حضرت ابو اُسید رضؓ کہتے ہیں، کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی مسجد سے باہر نکلے تو یہ دُعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ بِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ رَبِّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِکَ (الٰہی میں تجھ سے تیرا فضل چاہتا ہوں اللہ کے نام سے شروع ہے۔ اور اللہ کے رسول پر درود وسلام ہو۔ اے میرے خدا میرے گناہ بخش دے اور اپنے فضل کے دروازے میرے لئے کھول دے)

فجر کی سنتوں کے بعد کی دُعا

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ حضور صلعم فجر کی سنتوں کے بعد یہ دُعا پڑھا کرتے

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَّفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّعَنْ یَّمِیْنِیْ نُوْرًا وَّعَنْ یَّسَارِیْ نُوْرًا وَّفَوْقِیْ نُوْرًا وَّتَحْتِیْ نُوْرًا وَّاَمَامِیْ نُوْرًا وَّخَلْفِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا وَّفِیْ لِسَانِیْ نُوْرًا وَّعَصَبِیْ نُوْرًا وَّلَحْمِیْ نُوْرًا وَّدَمِیْ نُوْرًا وَّشَعْرِیْ نُوْرًا وَّبَشَرِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِیْ نَفْسِیْ نُوْرًا وَّاَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا

(اے اللہ میرے دل میں نور ڈال دے، اور میری آنکھوں میں اور میرے کانوں میں نور بھر دے۔ نیز میری دائیں اور بائیں جانب منور کر دے، اور میرے نیچے اوپر نور کر دے اور میرے آگے پیچھے نور کر دے، اور میرے لئے نور پیدا کر۔ اور میری زبان میں اور میرے پٹھوں میں اور میرے گوشت میں اور میرے خون میں اور میرے بالوں میں اور میرے بدن میں اور میری جان میں نور ڈال دے، اور مجھے بہت بڑا نور عطا کر، اور مجھے نور عطا کر)

فجر اور مغرب کے بعد کی دعائیں

حضرت عبدالرحمٰن بن غنم سے روایت ہے، کہ حضور صلعم نے فرمایا، جو شخص کلمات ذیل کو نماز مغرب اور نماز فجر کے بعد قبلہ رُخ بیٹھے بیٹھے پڑھے، اُس کو ہر لفظ کے بدلے دس نیکیاں ملتی ہیں، دس برائیاں دور ہوتی ہیں، اور دس مرتبے اُس کے لئے بلند ہوتے ہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

(اللہ کے سوا کوئی معبود لائق عبادت نہیں، وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے سلطنت ہے، اور اسی کے لئے حمد ہے۔ اُسی کے ہاتھ میں ہر قسم کی بھلائی ہے۔ وہی زندہ کرتا اور وہی مارتا ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔)

نماز مغرب کے بعد اس دعا کے پڑھنے سے بہت ثواب ملتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ (سات دفعہ) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا وَّرِزْقًا طَیِّبًا (اے اللہ مجھے دوزخ سے پناہ دے (سات دفعہ)

(اے اللہ میں تجھ سے علم نافع اور عمل مقبول اور پاکیزہ روزی کا سوال کرتا ہوں)

صبح وشام کی دُعائیں

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ کہتے ہیں، کہ آنحضرت صلعم اس دُعا کو تین بار شام کے وقت پڑھا کرتے تھے

اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَدَنِيْ اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَصَرِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ (اے اللہ میرے بدن اور میرے کانوں اور میری آنکھوں میں عافیت عطا فرما، تیرے سوا کوئی معبود لائق عبادت نہیں)۔

حضرت انس سے روایت ہے، کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صبح وشام یہ دُعا پڑھا کرتے تھے۔ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا (ہم خدا سے از روئے پروردگار ہونے کے اور اسلام سے از روئے دین ہونے کے اور محمد صلعم سے از روئے پیغمبر ہونے کے راضی ہوئے) اور فرمایا کرتے تھے، کہ جو شخص یہ دعا پڑھے گا، خدا اس کو ضرور راضی کرے گا۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے، کہ جو شخص صبح وشام اس دُعا کو سات دفعہ پڑھے

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ٥

(میں اُن تمام چیزوں کی برائی سے جن کو خدا نے پیدا کیا، اللہ تعالےٰ کے کلمات تامہ کی پناہ پکڑتا ہوں، اللہ مجھ کو کافی ہے، اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، میں نے اسی پر بھروسہ کیا، اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے) اللہ تعالےٰ اُس کو دین و دنیا کے فکروں سے بچالے گا۔

نماز کے بعد کی دُعائیں

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ سلام پھیرنے کے بعد اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہا کرتے تھے

اور حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے، کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب سلام پھیرتے، تو تین دفعہ فرماتے اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ (میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں) اس کے بعد فرماتے

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ۔

(اے اللہ تو ہی سلامتی بخشنے والا ہے، اور تجھ سے ہی سلامتی ہے، اے صاحب بزرگی

اور عزت کے تو ہی بابرکت ہے)

حضرت مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ ۔ (خدا کے سوا کوئی معبود نہیں) وہی اکیلا ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کی سلطنت ہے۔ (اور اسی کے لئے حمد وثنا ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے خدا! جو کچھ تو نے دیا۔ اس کو کوئی روکنے والا نہیں۔ اور جو چیز تو نے روکی اس کو کوئی دینے والا نہیں۔ اور دولت مند کو دولت تیرے عذاب سے نفع نہیں دیتی ۔

حضرت سعد سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد یہ کلمات پڑھا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ (اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں بزدلی اور بخل سے اور نکمی عمر سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں دنیا اور عذاب قبر کے فتنہ سے ۔

ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھنے کا بھی ثواب بہت احادیث میں مذکور ہے۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے۔ کہ جو شخص ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے گا۔ وہ مرتے ہی جنت میں داخل ہوگا ۔

ہر فرض نماز کے بعد تینتیس (۳۳) دفعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ اور تینتیس (۳۳) دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور چونتیس (۳۴) دفعہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہنے کی نسبت حدیث میں مذکور ہے کہ ان کو پڑھنے والا ناامید نہیں ہوتا ۔

وضو سے پہلے اور بعد کی دعا

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ وضو سے پہلے بسم اللہ نہ پڑھنے سے وضو کامل نہیں ہوتا ۔

حضرت عمرؓ سے مروی ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص وضو سے پہلے پڑھے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ اُس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جائیں گے ؎

وضو کے بعد ذیل کی دعا بھی احادیث میں مذکور ہے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ (اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک ہونے والوں سے بنا۔)

کھانا کھانے کے بعد کی دُعا

حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے، کہ آنحضرت صلعم کھانا کھانے کے بعد یہ دُعا پڑھا کرتے تھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (ہر طرح کی تعریف اس خدا کے لئے ہے۔ جس نے ہم کو کھلایا اور پلایا اور مسلمان بنایا۔)

جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب کسی کے ہاں کھانا کھانے جاتے تو بعد از فراغت یہ دُعا پڑھتے اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِیْمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ (اے اللہ! جو رزق تو نے اِن کو دیا ہے، اس میں برکت دے اور اِن کو بخش دے، اور اُن پر رحم کر۔)

رنج وغم اور بیقراری کے وقت کی دُعائیں

حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے۔ کہ آنحضرت صلعم نے خندق کے دن ہمیں گھبراہٹ اور بیقراری دور کرنے کے لئے یہ دعا سکھائی۔ اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ رَوْعَاتِنَا (اے اللہ ہمارے عیبوں کو ڈھانپ لے اور گھبراہٹوں سے ہمیں امن دے) نیز آنحضرت صلعم سے مروی ہے کہ غمگین کے لئے یہ دُعا ہے۔ اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ اَرْجُوْ فَلَا تَكِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ وَاَصْلِحْ لِیْ شَاْنِیْ كُلَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ :- (اے اللہ! میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں پس مجھے میرے نفس کے ایک لحظہ کے لئے بھی حوالہ نہ کر، اور میرے سب کام سنوار دے۔

تیرے سوا کوئی معبود لائق عبادت نہیں ؂

حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا۔ جو شخص ذوالنون یعنی حضرت یونس علیہ السلام کی دعا پڑھے گا، جو انہوں نے مچھلی کے پیٹ میں پڑھی تھی، تو اس کی ہر مشکل آسان اور ہر دعا مقبول ہوگی۔ وہ دعا یہ ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ (تیرے سوا کوئی معبود لائق عبادت نہیں تو پاک ہے۔ بے شک میں ہی خطا کار ہوں) اس کے پڑھنے کے بزرگوں نے کئی طریقے مقرر کئے ہیں۔ عام طور پر کسی کار اہم کے لئے سوا لاکھ پڑھ کر دعا کی جاتی ہے۔ تو اللہ تعالےٰ عموماً اپنا فضل فرماتا ہے ؂

سفر کے وقت کی دعائیں

صحیح حدیث میں وارد ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں جانا چاہتے۔ تو یہ دعا پڑھتے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ فِیْ سَفَرِنَا ھٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیْنَا سَفَرَنَا ھٰذَا وَاطْوِلَنَا بُعْدَہٗ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَکَاٰبَۃِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَھْلِ۔ ترجمہ (اے اللہ! ہم اپنے اس سفر میں نیکی اور پرہیزگاری اور ایسے عمل کی درخواست کرتے ہیں۔ جسے تو پسند کرتا ہے۔ اے اللہ ہمارا یہ سفر ہم پر آسان کر دے۔ اور اس کی دوری ہمارے لئے لپیٹ دے۔ اے اللہ تو ہی سفر میں رفیق ہے۔ اور گھر والوں کا بھی نگران حال تو ہی ہے۔ اے اللہ! میں سفر کی سختی۔ اور بری حالت کے دیکھنے اور مال و اہل کی بد حالی دیکھنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کو سفر کے لئے وداع کرتے ا: ر فرماتے ۔

زَوَّدَکَ اللّٰہُ التَّقْوٰی وَغَفَرَ ذَنْبَکَ وَیَسَّرَ لَکَ الْخَیْرَ حَیْثُ مَا کُنْتَ (خدا تجھے پرہیزگاری کا توشہ عطا کرے اور تیرے گناہ بخش دے۔ اور تو جس جگہ ہو تیرے لئے نیکی آسان کرے) اور کبھی اس کو یہ دعا دیا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اطْوِلَہُ الْبُعْدَ وَھَوِّنْ عَلَیْہِ السَّفَرَ (اے اللہ اس کے لئے دوری کو لپیٹ دے۔ اور

(اس پر سفر آسان کر)

کفارۂ مجلس کی دُعاء

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے مروی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص کسی ایسی مجلس میں بیٹھے جہاں ناشائستہ باتیں ہو رہی ہوں، تو کھڑے ہونے سے پہلے ذیل کے کلمات پڑھ لے اس سے وہ تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے، جو اس مجلس میں ہوئے تھے۔ سُبْحٰنَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ (اے خدا تو پاک ہے، اور ہم تیری تعریف کرتے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تجھ سے بخشش چاہتا ہوں، اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں)

سونے کے وقت کی دُعائیں

حضرت حذیفہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے بستر پر لیٹتے تو اپنا ہاتھ اپنے رخسارِ مبارک کے نیچے رکھتے اور فرماتے۔ اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيٰى (اے خدا میں تیرے ہی نام سے مرتا ہوں، اور جیتا ہوں)

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے، کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی شخص سونے کا ارادہ کرے، تو پہلے اپنے بستر کو جھاڑے اور پھر یہ دعا پڑھے بِاسْمِكَ رَبِّىْ وَضَعْتُ جَنْبِىْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِىْ فَارْحَمْهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصّٰلِحِيْنَ (اے اللہ میں تیرے نام سے اپنا پہلو رکھتا ہوں، اور تیرے ہی نام سے اٹھاتا ہوں، اگر تو میری جان لے لے، تو اس پر رحم کر، اور اگر تو اسے چھوڑ دے تو اس کی اس طرح حفاظت کر جس طرح تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔

پاخانے میں آمد و رفت کرتے وقت کی دُعائیں

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے، کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قضائے حاجت کے لئے بیت الخلاء میں جاتے تو فرماتے اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ (اے خدا میں پلید نر اور مادہ جنات سے پناہ

چاہتا ہوں۔ اور جب بیت الخلاء سے باہر آتے تو فرماتے غُفْرَانَكَ (خداوندا ہم تجھ سے گناہوں کی مغفرت طلب کرتے ہیں)

بیمار پُرسی کے وقت کی دُعا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس وقت ہم میں سے کوئی بیمار ہوتا، تو حضور صلعم اس پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرتے اور فرماتے:۔ اِذْهَبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَ اشْفِ اَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا (اے آدمیوں کے پروردگار بیماری دور کر اور شفا دے، تو ہی شفا دینے والا ہے، اور شفا تیری ہی شفا ہے، جو کسی بیماری کو نہیں چھوڑتی)

چاند دیکھتے وقت کی دُعا

حضرت طلحہ رضؓ بن عبد اللہ رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم پہلی رات کے چاند کو دیکھ کر یہ دُعا پڑھا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ (اے اللہ! اس چاند کو ہم پر یُمن و برکت اور ایمان و سلامتی اور اسلام کے ساتھ نکال (اے چاند!) میرا پروردگار اور تیرا پروردگار خدا ہے)

حضرت قتادہ رضؓ سے روایت ہے، کہ حضور صلعم جب نیا چاند دیکھتے تو تین دفعہ فرماتے هِلَالُ خَيْرٍ وَّرُشْدٍ (خیر و بھلائی کا چاند ہے)، پھر تین دفعہ فرماتے۔ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَكَ (میں اُس خدا پر ایمان لایا ہوں جس نے تجھ (چاند) کو پیدا کیا، اذاں بعد فرماتے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ ذَهَبَ بِشَهْرِ كَذَا وَجَاءَ بِشَهْرِ كَذَا (سب تعریف خدا کو ہے۔ جو فلاں مہینہ لے گیا۔ اور فلاں مہینہ لایا۔ اس جانے اور آنے والے دونوں ماہ کا نام لے کر یوں فرماتے)

روزہ کھولنے کی دُعا

حضرت معاذ بن زہرہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب افطار کرتے تو یہ دُعا پڑھتے اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ (اے اللہ میں نے تیرے ہی لئے روزہ رکھا اور تیری ہی روزی سے افطار کیا)

لیلۃ القدر کی دُعا

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ اگر میں شب قدر کو پاؤں تو کیا دُعا مانگوں۔ حضور نے فرمایا یہ دُعا مانگو۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ ترجمہ (اے اللہ تو بڑا درگزر کو دوست رکھتا ہے۔ تو مجھ سے درگزر کر)

آئینہ دیکھنے کی دُعا

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب آئینہ دیکھتے تو یہ دُعا پڑھتے اَللّٰھُمَّ اَنْتَ حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ (اے اللہ تو نے میری صورت اچھی بنائی ہے۔ پس میری سیرت بھی اچھی بنا) ایک روایت میں ہے۔ کہ آپ یہ دُعا پڑھا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ کَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَاَحْسِنْ خُلُقِیْ وَحَرِّمْ وَجْھِیْ عَلَی النَّارِ (اے اللہ تو نے جیسا میری صورت کو اچھا بنایا ہے۔ اسی طرح میری سیرت بھی اچھی بنا۔ اور میری ذات پہ آگ حرام کر دے)

نیا کپڑا پہننے کے وقت کی دُعا

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب نیا کپڑا پہنتے تو یہ دُعا پڑھا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ کَسَوْتَنِیْ ھٰذَا اَسْئَلُکَ خَیْرَہٗ وَخَیْرَ مَا صُنِعَ لَہٗ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّہٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَہٗ (اے خدا تیرے ہی لئے تعریف ہے۔ تو نے ہی مجھے کپڑا پہنایا۔ میں تجھ سے اس کی بھلائی اور جس غرض کے لئے یہ بنایا گیا ہے۔ اس کی بھلائی مانگتا اور اس کی برائی اور جس غرض کے لئے یہ بنایا گیا ہے۔ اس کی بُرائی سے پناہ مانگتا ہوں)

ایک روایت میں ہے کہ نیا کپڑا پہننے کے وقت حضور صلعم نے یہ دُعا پڑھنے کے لئے فرمایا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِہٖ فِیْ حَیَاتِیْ (خدا ہی کے لئے سب تعریف ہے۔ جس نے مجھے وہ لباس پہنایا جس سے میں اپنا ستر ڈھانکتا۔ اور زندگی میں آراستگی حاصل کرتا ہوں)

بادل کی کڑک اور سخت ہوا کے وقت کی دُعائیں

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ بجلی کی آواز سُن کر

حضور صلعم فرمایا کرتے۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذَالِكَ (اے خدا ہمیں اپنے غضب سے کبھی قتل نہ کیجو اور اپنے عذاب سے قتل نہ کر۔ بلکہ ہمیں اس سے پہلے عافیت عطا فرما)

حضرت عائشہ فرماتی ہیں، کہ حضور آسمان کے کناروں سے ابر اٹھتا ہوا دیکھتے تو اپنا کام چھوڑ دیتے۔ اور فرماتے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِیْهِ اَللّٰهُمَّ سُقْیًا نَافِعًا (اے اللہ! میں اُس چیز کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں۔ جو اس میں ہے۔ اے اللہ! اس کو نفع دینے والا پانی بنا)

مُبتلائے مصیبت کو دیکھ کر ذیل کی دُعا پڑھے

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے مروی ہے، کہ جو شخص مبتلائے مصیبت کو دیکھ کر ذیل کی دُعا پڑھے وہ تا زندگی اس بلا میں گرفتار نہ ہوگا۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَ فَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا (خدا کا شکر ہے جس نے مجھے اس مصیبت اور تکلیف سے عافیت دی جس میں تجھے مبتلا کیا۔ اور مجھے اپنی بہت سی مخلوق پر فضیلت و بزرگی عنایت کی۔

صرف الفاظ عربی کا طوطے کی طرح یاد کر لینا چنداں مفید نہیں۔ کیونکہ جب تک انسان ان کی معانی نہ سمجھتا ہو۔ نہ اُسے کوئی لطف آتا ہے۔ نہ خشیت و تضرع ظاہر ہوتی ہے۔ اور نہ قبولیت کی امید پر اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ جو لوگ حصول برکت کے لئے انہی دونوں کو سمجھ کر اپنا ورد بنا لیتے ہیں، وہ تو عشق رسولؐ کی بہترین مثال قائم کرتے ہیں، لیکن سوائے ان الفاظ کے جو انہی کے ہم معنی ہوں ہر شخص اپنی اپنی زبان میں خدا سے دعا مانگ سکتا ہے، اور اسی طرح لاتعداد مخلوق مانگ رہی ہے۔ اور سوائے اس کے چارہ کار ہی نہیں کیونکہ ہر شخص کی ذاتی اغراض جُداگانہ ہیں۔ جو سب کی سب خدا ہی سے مانگنی چاہئیں۔ یہ دُعائیں اُن کا اسلوب سکھانے کے لئے ہیں، یعنی اس طرح دعا کیا کرتے ہیں ؛

اِفتراء علَی اللہ

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ط (انعام۔ ع ۱۱ پارہ ۷)

اُس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہے۔ جو اللہ پر جھوٹ بہتان باندھے یا یہ کہے کہ میری طرف وحی آتی ہے۔ حالانکہ اس کی طرف کچھ بھی وحی نہ آئی ہو۔ اور نیز یہ کہے کہ جیسا قرآن اللہ نے اتارا ہے۔ ایسا میں بھی اتار دوں گا۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ط (الانعام۔ ع ۳۔ پارہ ۷)

اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو خدا پر جھوٹ بہتان باندھے۔ یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے۔ بیشک ظالم فلاح نہیں پایا کرتے ؛

آیاتِ الٰہی سے استہزاء کرنے یا ایسی مجلسوں میں بیٹھنے کی ممانعت

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا (النساء۔ ع ۲۰۔ پارہ ۵)

حالانکہ اللہ تعالیٰ تم پر قرآن میں یہ حکم نازل کر چکا ہے کہ جب تم سن لو کہ اللہ کی آیتوں سے انکار کیا جا رہا ہے۔ اور اُن کی ہنسی اُڑائی جاتی ہے۔ پس ایسے لوگوں کے ساتھ مت بیٹھو۔ یہاں تک کہ وہ کسی دوسری بات میں لگ جائیں۔ ورنہ اس صورت میں تم بھی اُن ہی جیسے ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں سب کو دوزخ میں ایک جگہ جمع کرے گا ؛

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ط قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ٥

(التوبہ ع ۸ - پارہ ۱۰)

اگر تم اِن لوگوں سے پوچھو۔ کہ تم کس بات پر ہنس رہے تھے۔ تو وہ یہی جواب دینگے کہ ہم تو یونہی باتیں اور ہنسی مذاق کر رہے تھے۔ اُن سے کہہ دو۔ کہ کیا تم اللہ اور اُس کی آیتوں اور اُس کے رسول کے ساتھ ہنسی اور مذاق کرتے ہو؟

اگر بغور دیکھا جائے۔ تو افتراء علے اللہ اور استہزاء کا درجہ کفر اور شرک سے بھی بڑھا ہوا ہے۔ کیونکہ خدا پر جھوٹ بہتان باندھنا یا دل سے کوئی بات بنانا اور اُسے وحی آسمانی بتانا۔ یا خدا کے کسی حکم کی ہنسی اڑانا انتہا درجہ کی گستاخی اور بے باکی ہے۔ لیکن آج کل مسلمانوں کی حالت اتنی ردّی ہے کہ الامان۔ اس لئے کہ دن بدن یہ مرض بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اور اس کا ارتکاب کرنے والے عموماً وہ لوگ ہوتے ہیں۔ جو محض اس لئے مسلمان کہلواتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے گھر پیدا ہوئے۔ ورنہ اسلامی عقائد و اعمال کی اُن کو مطلق خبر نہیں ہوتی۔ اور نہ وہ یہ جانتے ہیں۔ کہ کونسا کلمہ اسلامی عقائد کے موافق ہے اور کونسا مخالف بس جو کچھ منہ میں آیا بکتے چلے گئے۔ اس قسم کے برائے نام مسلمانوں کا فرض اوّلین ہے۔ کہ وہ اپنے تمام دُنیوی اُمور پر اس دینی فرض کو ترجیح دیتے ہوئے اپنے عقائد اسلامیہ کو سیکھنے اور درست کرنے کی فکر کریں۔ ورنہ چندہی دنوں میں لامذہبوں کا شکار ہو جائیں گے۔

اعمال بدنی

صلوٰۃ (نماز)

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ (بقرہ - ع ۵ - پارہ ۱۰)

اور نماز پڑھا کرو۔ اور زکوٰۃ دیا کرو۔ اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ تم بھی رکوع کیا کرو۔

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ

اے مسلمانو! تمام نمازوں کی محافظت کرو۔

وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ ○ (بقرع ۳۱ - پارہ ۲)

خصوصاً درمیانی نماز کی - اور اللہ تعالےٰ کے آگے ادب سے کھڑے رہو ✤

اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ ط اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ط ذٰلِكَ ذِكْرٰی لِلذّٰكِرِیْنَ ○ (ہود پارہ ۱۲ - ع ۱۲)

اے پیغمبر صلعم صبح و شام اوائل شب میں نماز پڑھا کرو - بیشک نیکیاں گناہوں کو دُور کر دیتی ہیں - جو لوگ ذکر الہٰی کرنے والے ہیں - ان کے حق میں یہ ہمارا فرمانا ایک طرح کی یاد دہانی ہے ✤

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ط اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا (بنی اسرائیل - ع - ۹ - پارہ ۱۵)

اے پیغمبر صلعم! آفتاب کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک نمازیں پڑھو - اور نماز صبح بھی - کیونکہ نماز صبح تو ظہور کا وقت ہے ✤

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ ○ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْهِرُوْنَ ○ (الروم ع ۲ - پارہ - ۲۱)

پس جس وقت تم لوگوں کو شام ہو - اور جس وقت تم کو صبح ہو - اللہ کی تسبیح و تقدیس کرو - اور آسمانوں اور زمین میں وہی اللہ تعریف کے لائق ہے - اور نیز تیسرے پہر اور جب تم لوگوں کو دوپہر ہو ✤

نماز ایسی پسندیدہ عبادت ہے - جس سے کسی نبی کی شریعت بھی خالی نہیں یعنی یعنی حضرت آدم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آنحضرت صلعم تک جس قدر انبیاء گزرے ہیں - برابر سب کی امت پر نماز فرض ہو رہی ہے - البتہ اس کی کیفیت اور تعداد رکعات وغیرہ میں تغیر ہوتا رہا - ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تو پانچ وقتوں کی نماز فرض کی گئی ✤

نماز اسلام کا رکنِ اعظم ہے - بلکہ یوں کہنا چاہیئے - کہ اسلام کا رکنِ اعظم ہی نماز ہے جس کی تاکید اور فضائل سے قرآن مجید اور احادیث نبوی صلعم کے صفحات مالامال ہیں - اور

جس قدر سخت تاکید اس کی آئی ہے، اور کسی عبادت کی نہیں آئی۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابہ تارک صلوٰۃ کو کافر کہتے ہیں۔ حضرت فاروقِ اعظم کا بھی یہی قول ہے، امام احمد رحمۃ اللہ کا مسلک بھی یہی ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ اس کے قتل کا فتوےٰ دیتے ہیں، ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ تارک نماز کے کفر کے قائل تو نہیں، مگر اُن کے نزدیک بھی تارک صلوٰۃ کے لئے ایک سخت تعزیر ہے۔ اِن تمام حدیثوں میں غور کرنے سے جن سے نماز کی تاکید اور فضیلت ثابت ہے، نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ تارکِ صلوٰۃ خدا اور اُس کے رسول کے نزدیک سخت گنہگار، سرکش اور نافرمان ہے، اور نماز کا بلا عذر ترک کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، کہ اسلام کی بناء پانچ چیزوں پر ہے۔ توحید اور رسالت کا اقرار۔ نماز پڑھنا۔ زکوٰۃ دینا۔ رمضان کے روزے رکھنا، اور بشرطِ قدرت حج کرنا (بخاری ومسلم) ایک اور حدیث میں آیا ہے، کہ مومن اور کافر کے درمیان نماز ہی حدِ فاصل ہے (بخاری) ایک اور حدیث میں مذکور ہے، کہ جس نے نماز چھوڑ دی وہ کافر ہو گیا (مشکوٰۃ) جو لوگ تارکِ نماز کو کافر نہیں کہتے، اُن کے نزدیک کافر ہو جانے کا یہ مطلب ہے کہ کفر کے قریب ہو گیا، اور محاورے میں ایسا استعمال ہوتا رہتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص جنگل میں بے یار و مددگار رہ جائے اور اس کے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز نہ رہے تو سمجھتے ہیں کہ بس ختم ہو گیا، یعنی اس کے بچنے کی امید نہیں رہی۔ مسند امام احمد، دارمی اور بیہقی میں مذکور ہے۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص نماز پڑھتا رہے گا، قیامت کے دن اُس کے ساتھ ایک نور ہوگا، اور وہ نماز اس کے لئے باعث نجات ہوگی، اور جو شخص نماز سے غفلت کرے گا، وہ قیامت میں قارون، فرعون، ہامان، اُبی بن خلف جیسے دشمنانِ خدا کے ہمراہ ہوگا، اس کے علاوہ اور بہت سی احادیث ہیں، جن سے نماز کی تاکید اور فضیلت ثابت ہوتی ہے ⁂

طہارت

طہارت کے معنے پاکیزگی اور صفائی کے ہیں، اور چونکہ آدمی جسم اور روح دو چیزوں سے مرکب ہے، اس لئے طہارت کی بھی دو قسمیں ہیں، جسمانی اور روحانی، طہارت جسمانی تو یہ ہے کہ بدن کو گندگی اور میل کچیل سے پاک رکھا جائے، اور روحانی

طہارت یہ ہے، کہ انسان اپنے دل کو فاسد اعتقادات اور بیہودہ خیالات اور برے اخلاق کی کدورت سے پاک رکھے، یہاں طہارت سے مراد جسمانی طہارت ہے، اور یہ طہارت چونکہ پانی پر موقوف ہے۔ اس لئے پہلے پانی کے مسائل لکھے جاتے ہیں ؎

پانی کے مسائل

بارش، دریا، سمندر، نہر، تالاب، چشمہ اور کنوئیں کا پانی برف، اور اولہ کا پانی جو گرمی سے پگھل کر ٹپکے، یہ سب پانی پاک ہیں اور ان سے وضو اور غسل بلا کراہت درست ہے۔

گوبر یا لید وغیرہ سے جو پانی گرم کیا جاتا ہے، اس سے پانی کی پاکیزگی میں کچھ نقصان آتا۔ پانی کے زیادہ دیر ٹھیرے رہنے یا برتن میں بہت دن رکھنے سے رنگ بدل جائے یا بدمزہ ہو جائے۔ یا اس میں بو آنے لگے تو وہ پاک ہے۔ جنگل میں چھوٹے گڑھوں میں جو پانی بھرا رہتا ہے تا وقتیکہ قرائن سے اس کے ناپاک ہونے کا یقین یا ظن غالب نہ ہو اس وقت تک اس کو پاک ہی کہیں گے ؎

کافروں کے برتن کا پانی بھی پاک ہے۔ کیونکہ نجاست سے ہر مذہب کے لوگ بچتے ہیں ہاں جو کافر نجاست سے نہیں بچتے اور کسی طرح قرائن سے معلوم ہو جائے کہ ان کے برتن پاک نہیں۔ تو پھر ان کے برتن کا پانی پاک نہیں ہوگا ؎

درخت کے پتے گرنے کے باعث اگر پانی سے بو آنے لگے۔ یا اس کا مزہ یا رنگ بدل جائے۔ یا یہ تینوں وصف تبدیل ہو جائیں، تو پانی پاک ہے جس جانور میں بہنے[1] والا خون نہ ہو۔ یا کوئی دریائی[2] جانور پانی میں مرجائے یا پھول کر پھٹ جائے۔ تو پانی پاک ہی رہتا ہے۔ یعنی وضو اور غسل اس سے درست ہے ؎

کثیر[3] اور جاری[4] پانی میں اگر نجاست گرے یا کوئی جانور گر کر مرجائے اور پانی کا مزہ، رنگ، بو، ان تینوں میں سے ایک بھی نہ بدلے، اور پانی اصلی حالت پر رہے۔ تو اس سے بھی وضو اور

۱؎ یعنی یا تو اس میں بالکل خون نہ ہو۔ یا ایسا گاڑھا خون ہو جو بہ نہ سکے ۲؎ دریائی جانور ان کو کہتے ہیں، جن کی پیدائش اور زندگی پانی میں ہو۔ خواہ پانی سے جدا ہو کر زندہ رہ سکیں یا نہ رہ سکیں، جیسے گھڑیال اور مچھلی وغیرہ۔
۳؎ کثیر اس پانی کو کہتے ہیں، جس کی ایک طرف نجاست گرے تو دوسری طرف اس کا کچھ اثر نہ ہو، نجاست کا رنگ بو مزہ پانی کی اور طرفوں میں معلوم نہ ہو ۴؎ جاری وہ پانی ہے جسکو عام محاورہ میں بہتا پانی کہتے ہیں ؎

غسل درست ہے۔ ہاں ان تینوں میں سے اگر ایک بھی بدل جائے گا، تو درست نہیں ؛

جاری یا کثیر پانی میں مستعمل[1] یا ناپاک، پانی جو کہ جاری اور کثیر سے زیادہ نہ ہو، مل جائے تو اس سے جاری اور کثیر پانی ناپاک نہیں ہو سکتا ؛

قلیل[2] پانی تھوڑی سی نجاست سے ناپاک ہو جاتا ہے، مثلاً اس میں اگر ایک قطرہ شراب یا پیشاب یا خون یا نجس (پلید) پانی کا پڑ جائے یا ایک رتی پاخانہ گر پڑے، تو سب پانی نجس ہو جائے گا، اگرچہ نجاست سے پانی کے رنگ، بو اور مزہ میں کچھ فرق نہ آیا ہو ؛

آدمی کا جھوٹا پانی پاک ہے۔ خواہ مسلمان کا ہو یا کافر کا، چھوٹے کا ہو یا بڑے کا، مرد کا ہو یا عورت کا۔ یا ایسے شخص کا ہو جس کو نہانے کی ضرورت ہو، یا حیض و نفاس والی عورت کا ہو، بشرطیکہ کوئی ناپاک چیز مثل شراب یا سور کے کھا کر فوراً پانی نہ پیا ہو، گھوڑے کا جھوٹا، حلال جانوروں کا جھوٹا، چرند یا پرند، غیر موی جانوروں کا جھوٹا حرام ہوں یا حلال دریائی جانوروں کا جھوٹا حلال ہوں یا حرام پاک ہے، بشرطیکہ ان کا منہ اس وقت ناپاک نہ ہو یعنی نجاست کھا پی کر فوراً نہ پیا ہو، اور ایسے جانور نہ ہوں، کہ نجاست اکثر کھایا کرتے ہوں، جو جانور حرام ہیں، اور مکانوں میں رہتے ہیں، جیسے بلی، چوہا، سانپ اور حرام پرندے اور اسی طرح وہ حلال جانور جو اِدھر اُدھر پھرتے رہتے ہیں، اور جو چاہتے ہیں کھاتے ہیں، جس چیز میں چاہتے ہیں منہ ڈالتے ہیں۔ اُن کا جھوٹا مکروہ تنزیہی ہے۔ قریب پاک کے ہے۔ مگر پرہیز بہتر ہے۔ پرندوں کے سوا حرام جانور جو مکانوں میں نہیں رہتے، مگر کُتا اور جیسے شیر، بھیڑیا، چیتا گوہ، ہاتھی وغیرہ ان کا جھوٹا ناپاک ہے۔ جن جانوروں کا جھوٹا پاک ہے۔ وہ اگر ناپاک چیز کھا کر فوراً پانی پئیں۔ تو اُن کا جھوٹا ناپاک ہو گا، ہاں کچھ دیر توقف کر کے پئیں، تو پھر ناپاک نہ ہو گا، جس خچر کی پیدائش گدھی سے ہو، اُس کا جھوٹا اور گدھے کا جھوٹا ناپاک ہے ؛

---

[1] مستعمل پانی وہ ہے جس سے زندہ آدمی فرض ادا کرنے یا ثواب حاصل کرنے کے لئے وضو کرے یا نہائے، یا کسی عضو کو دھوئے۔ بشرطیکہ وہ پانی اس کے جسم سے ٹپک چکا ہو، اور جسم پر کوئی نجاست نہ لگی ہو۔ [2] قلیل وہ پانی ہے، جو کثیر نہ ہو۔ یعنی اگر اس کے ایک طرف نجاست گرے تو دوسری کسی طرف نجاست کا رنگ یا بو یا مزہ معلوم ہو ؛

کنوئیں کے مسائل

غیر دموی یا دریائی جانوروں کے کنوئیں میں گر کر مرجانے سے یا مر کر گر جانے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔ بشرطیکہ ان کے جسم پر نجاست نہ ہو۔ مثلاً مچھلی۔ گھڑیال۔ یا وہ سانپ جس میں خون نہ ہو۔ کنوئیں میں گر کر مرجائیں تو کنواں ناپاک نہ ہوگا۔ سور کے سوا کل جانوروں کی خشک، اور صاف ہڈی اور ناخن یا بال کے گر جانے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔ جن جانوروں کا جھوٹا پاک ہے۔ اگر وہ کنوئیں میں گر جائیں اور زندہ نکل آئیں۔ تو پانی ناپاک نہ ہوگا۔ تاوقتیکہ اُن کے جسم پر نجاست ہونے کا یقین غالب نہ ہو۔ اور یہی حکم اُن جانوروں کا ہے جن کا جھوٹا مکروہ تنزیہی ہے۔ ہاں احتیاطاً تیس تیس ڈول نکال ڈالے جائیں تو بہتر ہے۔ مرغی اور بطخ کے سوا کسی پرندے کے پاخانہ یا پیشاب سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔ اونٹ یا بکری کی تھوڑی سی مینگنی کنوئیں میں گر جائے۔ تو کنواں ناپاک نہ ہوگا۔ خواہ پانی میں گر کر ٹوٹ جائے یا نہ ٹوٹے۔ نجاست تھوڑی ہو یا بہت۔ خفیفہ ہو یا غلیظہ کنوئیں میں گر جائے۔ تو تمام پانی ناپاک ہو جائے گا۔ مثلاً ایک قطرہ خون یا شراب یا پیشاب یا پاخانے کا گر جائے یا کوئی ناپاک کپڑا یا برتن کنوئیں میں گر جائے۔ تو تمام پانی ناپاک ہو جائے گا۔ سور کے گرنے سے تمام پانی ناپاک ہو جائے گا۔ خواہ زندہ نکلے یا مرا ہوا۔ آدمی جوان ہو یا بچہ کنوئیں میں گر کر مر جائے۔ تو تمام پانی ناپاک ہو جائے گا۔ اسی طرح بکری یا بکری کا بچہ یا بکری سے بڑا جانور جیسے ہاتھی۔ گھوڑا۔ اونٹ۔ بیل یا ان کا بچہ اگر کنوئیں میں گر جائے تب بھی تمام پانی ناپاک ہوگا۔ دو بلّیاں یا دو سے زیادہ ایک بلّی اور تین چوہے یا چھ یا چھ سے زیادہ چوہے اگر کنوئیں میں گر کر مر جائیں، تو تمام پانی ناپاک ہو جائے گا۔ اگرچہ اُن میں کوئی پھولا پھٹا نہ ہو۔ مشکوک پانی جیسے گدھے۔ خچر کا جھوٹا پانی کنوئیں میں گر جائے۔ تو اُس کا تمام پانی ناپاک ہو جائے گا۔ چوہا یا اس کے برابر کوئی جانور یا اُس سے چھوٹا یا اُس سے بڑا۔ لیکن بلّی سے چھوٹا اگر کنوئیں میں گر کر مر جائے تو تمام پانی ناپاک نہ ہوگا۔ بلکہ تھوڑا پانی۔ اور یہی حکم ہے دو چوہوں کا۔ اور اس صورت میں بیس ڈول نکالنے سے کنواں پاک ہو جائے گا۔ بلّی یا کبوتر یا ان کے برابر کوئی دوسرا جانور کنوئیں میں گر کر مر جائے۔ یا مرا ہوا گر جائے۔ مگر پھولا پھٹا نہ ہو۔ تو تمام پانی ناپاک نہ ہوگا۔ بلکہ تھوڑا پانی اور اس صورت میں چالیس ڈول نکالنے سے پانی پاک ہو جائے گا۔

نجاست (پلیدی) کا بیان

نماز پڑھنے والے کے لئے ضروری ہے کہ اس کا جسم اور کپڑے اور نماز پڑھنے کی جگہ ہر ایک قسم کی نجاست سے پاک ہو۔ اس لئے نماز پڑھنے سے پیشتر نجاست کی ماہیت اور اس کے ازالہ کی کیفیت معلوم کرنا نہایت ضروری ہے۔ پس جاننا چاہیئے کہ نجاست کی دو قسمیں ہیں۔ حکمیہ اور حقیقیہ ؛

نجاست حکمیہ انسان کی وہ حالت ہے جس میں نماز اور قرآن مجید پڑھنا درست نہیں۔ اس کو حدث بھی کہتے ہیں۔ اور حدث کی دو قسمیں ہیں۔ حدث اکبر۔ اور حدث اصغر ؛

حدث اکبر انسان کی وہ حالت ہے جس میں بغیر نہائے یا تیمم کئے نماز اور قرآن مجید پڑھنا درست نہیں۔ اور حدث اصغر اس حالت کا نام ہے جس میں بغیر وضو یا تیمم کئے نماز پڑھنا درست نہیں۔ ہاں قرآن مجید پڑھنا درست ہے۔ مگر ہاتھ سے چھونا جائز نہیں ہے ؛

نجاست حقیقیہ وہ چیز ہے جس سے انسان نفرت کرتا ہے۔ اور اپنے بدن اور کپڑوں اور کھانے پینے کی چیزوں کو اس سے بچاتا ہے۔ اسی وجہ سے شریعت میں اس سے بچنے کا حکم ہے۔ پھر اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔ غلیظہ اور خفیفہ۔ نجاست غلیظہ وہ ہے جس کے ناپاک ہونے میں کسی قسم کا شبہ نہ ہو۔ تمام دلیلوں سے اس کا ناپاک ہونا ثابت ہو۔ جیسے آدمی کا پاخانہ یا شراب اور خفیفہ وہ نجاست ہے۔ جس کا نجس ہونا یقینی نہ ہو۔ کسی دلیل سے اُس کا ناپاک ہونا معلوم ہوتا ہو۔ اور کسی دلیل سے اُس کے پاک ہونے کا شبہ ہوتا ہو ؛

وہ اشیاء جن میں نجاست غلیظہ ہے

جاندار چیزوں میں سؤر نجس ہے۔ زندہ ہو یا مردہ۔ اس کے سوا جن جاندار چیزوں میں خون سائل ہے وہ مرنے کے بعد نجس ہو جاتی ہیں۔ بشرطیکہ دریائی نہ ہوں۔ خواہ انسان ہوں یا دوسرے حیوان۔ مگر وہ مسلمان جو شہید ہو ناپاک نہیں ہوتا۔ جن جانوروں کا جھوٹا ناپاک ہے اُن کا پسینہ اور لعاب دہن بھی ناپاک ہے۔ مردہ جانور یعنی جو جانور بلا ذبح کئے مر جائے۔ اس کی ہڈی سینگ۔ بال جو کاٹے گئے ہوں پَر۔ چونچ۔ کھر۔ پنجے اور دانتوں کے سوا تمام اعضا نجس ہیں مگر کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔ جو چیزیں اور اعضا مردہ جانور کے پاک ہیں۔ وہ حرام دموی جانور کے بھی پاک ہیں اور اس کے سوا باقی چیزیں ناپاک۔ اور جو چیزیں ناپاک ہیں

وہ شرعی طور سے ذبح کے بعد بھی پاک نہیں ہوتیں۔ البتہ حلال جانوروں کی وہی چیزیں ذبح کے بعد پاک ہو جاتی ہیں۔ اور کھال سب کی سوائے سور کے اور آدمی کے دباغت کے بعد پاک ہو جاتی ہے۔ خون خواہ انسان کا ہو، یا کسی اور حیوان کا نجس ہے۔ انسان کا پاخانہ۔ پیشاب۔ منی مذی[1]، ودی[2] نجس ہے۔ اور اسی طرح تمام جانوروں کی منی ؛

منہ بھر قے بڑے کی ہو یا بچہ کی اور حیض اور نفاس اور استحاضہ کا خون نجس ہے۔ انسان کے جسم سے خون یا پیپ یا کوئی اور رقیق یا غلیظ شے جو وضو کو توڑتی ہے۔ نکلے تو وہ نجس ہے حرام جانوروں کا پیشاب اور انڈا نجس ہے، پرند یا غیر پرند۔ چھوٹے ہوں یا بڑے۔ پرندوں کے سوا تمام جانوروں کا پاخانہ نجس ہے۔ مگر جو پرند اڑتے نہیں اُن کا پاخانہ نجس ہے۔ جیسے مرغی اور بطخ وغیرہ۔ شراب اور تمام ایسی رقیق وسیال اشیاء جو نشہ لاتی ہیں، نجس ہیں، مردہ انسان جس پانی سے نہلایا جائے۔ وہ پانی نجس ہے۔ سانپ کی کھال بھی نجس ہے، مگر اُس کی کینچلی نجس نہیں ؛

نجاستِ خفیفہ

حلال جانوروں کا پیشاب اور اسی طرح گھوڑے کا پیشاب بھی نجاست خفیفہ میں داخل ہے۔ علیٰ ہذا القیاس حرام پرند جو اُڑتے ہیں، اُن کی بیٹ بھی بشرطیکہ بدبودار نہ ہو ؛

نجاستِ غلیظہ مرئیہ (دکھنی) ہو۔ تو درہم کے برابر وزن معاف ہے، اور غیر مرئیہ ہو۔ تو درہم کے برابر پیمائش میں معاف ہے، یعنی کسی شخص کے جسم کے کپڑے پر اس قدر نجاست کا نشان لگا ہو۔ اور وہ بغیر اس کے ہوٹنے کے نماز پڑھ لے تو نماز ہو جائے گی۔ مگر دھونا بہتر ہے، بشرطیکہ دھونے پر قدرت ہو۔ اور باوجود قدرت کے نہ دھونا مکروہ ہے، اور یہی حکم ہے اس نجاستِ غلیظہ کا جو درہم سے کم ہو۔ درہم کا وزن تین ماشہ ایک رتی ہے۔ اور پیمائش قریباً قریباً مروجہ پیسہ کے برابر ہوتی ہے ؛

نجاست خفیفہ مرئیہ ہو یا غیر مرئیہ اگر جسم یا کپڑے پر لگ جائے تو بقدر چوتھے حصے کے

---

[1] مذی وہ سپید اور پتلا پانی ہے، جو انسان کی عین خواہش نفسانی اور خاص جنبش اور اضطراب کے وقت نکلتا ہے۔ [2] ودی وہ گاڑھا پانی جو اکثر پیشاب کے بعد نکلتا ہے ؛

معاف ہے۔ اگر کپڑے میں اجزاء نہ ہوں۔ جیسے دستار، دری، رومال وغیرہ تو کُل کا چوتھا حصّہ معتبر ہوگا۔ اور اگر کپڑے میں اجزاء ہوں، جیسے کرتہ۔ پاجامہ وغیرہ تو اس صورت میں اُس حصّے کا چوتھا حصّہ معتبر ہوگا جس میں نجاست لگی ہے۔

راستوں کی کیچڑ اور ناپاک پانی معاف ہے۔ بشرطیکہ اس میں نجاست کا اثر معلوم نہ ہو کھلیان کے وقت جانور جو غلّہ پر پیشاب کرتے ہیں، وہ بھی معاف ہے۔ کسی نجاست کی چھینٹیں اگر کپڑے یا بدن پر پڑ جائیں۔ اور اس قدر باریک باریک ہوں، جیسے سوئی کی نوک تو وہ معاف ہیں۔ اگرچہ اُن کا مجموعہ اس مقدار سے زیادہ ہو۔ جو شریعت میں معاف ہے ؂

ناپاک اشیاء کی پاکیزگی کا طریق

زمین اگر ناپاک ہو جائے۔ خواہ نجاست مرئیہ سے یا غیر مرئیہ سے تو خشک ہونے سے پاک ہو جائے گی، خواہ دھوپ سے خشک ہو۔ یا ہوا سے یا آگ سے اور خشک ہونے کا مطلب یہ ہے، کہ اس کی تری اور نمی جاتی رہے، نہ یہ کہ سوکھ جائے۔ ناپاک زمین اگر خشک ہونے سے پہلے دھو ڈالی جائے۔ تب بھی پاک ہو جائے گی۔ اور دھونے کا طریقہ یہ ہے، کہ اس پر اتنا پانی چھوڑ دیا جائے کہ ایک دفعہ پانی بہ جائے۔ مٹی کے ڈھیلے۔ ریت۔ کنکر بھی خشک ہو جانے سے پاک ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح وہ پتھر جو پانی کو جذب کر لیتا ہے، اور درخت گھاس وغیرہ چیزیں جو زمین سے اُگی ہوں، اور وہ چیزیں جو زمین پر قائم ہوں۔ جیسے دیواریں اور لکڑی کے ستون وغیرہ اور وہ چیزیں جو زمین سے چسپاں ہوں، جیسے اینٹ، پتھر، چوکھٹ کی لکڑی وغیرہ تو یہ سب چیزیں بھی خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہیں ؂

ناپاک مٹی سے جو برتن بنایا جائے وہ پکانے سے پاک ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ پکانے کے بعد نجاست کا اثر معلوم نہ ہو ؂

آئینہ، تلوار، چھری، چاقو اور تمام وہ چیزیں جو لوہے تانبے یا سونے چاندی وغیرہ دھاتوں سے بنتی ہیں، جن میں مسام نہیں ہوتے۔ یا چکنا پتھر جو رطوبت کو جذب نہیں کرتا، یا وہ مٹی کے برتن جن پر روغن لگ گیا ہو۔ اور ان میں پانی جذب نہ ہو سکتا ہو یا پرانے

استعمال کئے ہوئے برتن جو پانی جذب نہ کریں، یہ سب اشیاء اگر نجاست مرئیہ یا غیر مرئیہ سے نجس ہو جائیں۔ تو زمین پر رگڑنے یا ترکپڑے سے پونچھنے سے پاک ہو جائیں گی۔ بشرطیکہ نجاست تر ہو، اور اس قدر رگڑی اور پونچھی جائے۔ کہ اُس کا اثر بالکل جاتا رہے۔ اگر نجاست خشک ہو، تو مرئیہ رگڑنے اور پونچھنے دونوں سے اور غیر مرئیہ صرف پونچھنے یا دھونے سے پاک ہوگی۔ مگر ان تمام صورتوں میں شرط ہے کہ یہ وہ چیزیں منقش نہ ہوں، کیونکہ اگر منقش ہونگی تو بغیر دھوئے پاک نہ ہوں گی۔ اگر ان میں نجاست مرئیہ لگ جائے تو اس قدر دھوئی جائیں کہ وہ نجاست دور ہو جائے، اور اگر غیر مرئیہ لگ جائے تو تین مرتبہ دھو ڈالی جائیں۔

نجاست غیر مرئیہ تین بار دھونے سے بھی پاک ہو جائے گی، اور اس میں یہ شرط نہیں کہ ہر مرتبہ دھونے کے بعد خشک کر لیا جائے۔ بلکہ بلا وقفہ دھونے سے بھی پاک ہو جائے گی اور نجاست مرئیہ اس قدر دھونے سے پاک ہو جائے گی کہ اس کا اثر جاتا رہے۔ چٹائی اگر نجس ہو جائے، تو نجاست غیر مرئیہ تین بار دھونے سے اور مرئیہ ترکپڑے کے ساتھ پونچھنے سے پاک ہو جائے گی۔ بشرطیکہ پلیدی کا اثر بالکل ہی جاتا رہے۔ ہاں اگر پختہ رنگدار پلیدی ہو، تو اُس کی رنگت کا ازالہ ضروری نہیں۔

موزہ، جوتا یا اور کوئی ایسی چیز جو چمڑے سے بنائی گئی ہو۔ یا رنگی ہوئی کھال نجاست مرئیہ سے ناپاک ہو جائے۔ تو نجاست چھیل کر یا مل کر دور کر دینے سے پاک ہو جائے گی۔ خواہ نجاست خشک ہو یا تر۔ اور اگر یہ اشیاء نجاست غیر مرئیہ سے ناپاک ہو جائیں، تو بغیر دھوئے پاک نہ ہوگی۔ جن کے دھونے کا طریقہ یہ ہے۔ کہ تین مرتبہ دھوئی جائیں، اور ہر مرتبہ اتنا توقف کیا جائے کہ خشک ہو جائیں۔ یعنی ٹپکنا بند ہو جائے۔

مٹی کے نئے برتن یا ایسے پتھر کے برتن جو نجاست کو جذب کرتے ہوں۔ یا ایسی لکڑی کے برتن جو نجاست کو جذب کرتے ہوں۔ تین مرتبہ اس طرح دھونے سے پاک ہو جائیں گے۔ کہ ہر مرتبہ خشک کر لئے جائیں۔ یعنی ان سے پانی ٹپکنا بند ہو جائے۔ اور اگر کوئی چیز اس پر دی جائے، تو اس میں نمی نہ آئے۔

غلہ ناپاک ہو جائے۔ تو تین مرتبہ دھو ڈالا جائے۔ اور ہر مرتبہ خشک کر لیا جائے۔

بشرطیکہ نجاست غیر مرئیہ ہو۔ تو نجاست دُور کر دی جائے۔ خواہ دھونے سے یا کسی اور طریق سے ؛

کپڑے میں اگر منی لگ جائے۔ اور خشک ہو جائے تو اُس کو ملنے اور کھرچنے سے کپڑا پاک ہو جائے گا۔ خواہ کپڑا کسی قسم کا ہو۔ بشرطیکہ منی گاڑھی ہو۔ اُس کے لگنے سے کپڑا خشک ہو کر اکڑ جائے۔ ورنہ اُس کا حکم پیشاب کا سا ہے۔ سوائے دھوئے پاک نہ ہو گا۔ اگر منی کے سوا کوئی دوسری نجاست لگ جائے، تو بغیر دھوئے پاک نہ ہو گا، نجاست مرئیہ سے پاک کرنے کا طریق یہ ہے، کہ اُس نجاست کو پاک پانی سے اس قدر دھویا جائے۔ کہ اُس نجاست کا اثر زائل ہو جائے، اگر نجاست کا دھبہ جس کا دُور کرنا دشوار ہو۔ باقی رہ جائے تو کچھ حرج نہیں، نجاست غیر مرئیہ کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے، کہ اُس کو تین مرتبہ دھوئیں اور ہر مرتبہ اپنی طاقت کے موافق خوب نچوڑیں، باریک یا پرانے کپڑے میں اگر نجاست غیر مرئیہ لگ جائے، اور زور سے نچوڑنے میں کپڑے کے پھٹ جانے کا اندیشہ ہو، تو صرف تین بار دھو ڈالنا اور معمولی نچوڑنا ہی کافی ہے۔ زور سے نچوڑنے کی ضرورت نہیں ؛

نجاست غیر مرئیہ اگر ایسی چیز میں لگ جائے، جس کو نچوڑنا دشوار ہے۔ جیسے بڑی دری تو وہ تین بار دھونے سے پاک ہو جاتی ہے ؛

تیل یا گھی ناپاک ہو جائے۔ تو اس میں پانی ڈالا جائے۔ جب یہ تیل یا گھی پانی کے اوپر آ جائے۔ تو وہ اتار لیا جائے۔ اسی طرح تین مرتبہ کرنے سے پاک ہو جائے گا ؛

شہد یا شربت اگر ناپاک ہو جائے، تو اس میں پانی ڈال کر جوش دیا جائے۔ جب تمام پانی خشک ہو جائے، اور وہ اپنی اصلی حالت پر آ جائے، تو پھر پانی ڈال کر جوش دیا جائے اسی طرح تین مرتبہ کرنے سے پاک ہو جائے گا ؛

اگر کوئی گاڑھی اور جمی ہوئی چیز ناپاک ہو جائے، تو جس قدر ناپاک ہے اسی قدر علیحدہ کر دینے سے باقی پاک ہو جائے گی، اور جو ناپاک حصّہ الگ کر دیا گیا ہے، اگر وہ کسی طرح پگھل سکتا ہے، تو اس میں پانی ڈال کر بدستور سابق پاک کر لیا جائے ؛

پیشاب و پاخانہ کے آداب

جس شخص کو پیشاب یا پاخانہ کی ضرورت ہو، اس کو چاہیئے، کہ کسی علیحدہ مکان میں جائے۔ اگر جنگل میں جائے، تو اتنی دور نکل جائے کہ لوگوں کی نظروں سے غائب ہو جائے۔ جب پاخانہ کے دروازے پر پہنچے، تو یہ دُعا پڑھے۔ بِسۡمِ اللّٰهِ اِنِّیۡۤ اَعُوۡذُبِكَ مِنَ الۡخُبۡثِ وَالۡخَبَآئِثِ (اللہ کا نام لے کر) اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں ناپاکی اور ناپاک چیزوں سے (اور پاخانے میں پہلے بایاں پیر رکھے، اور بیٹھنے کے بعد اپنے جسم سے کپڑا کھولے اور بائیں پیر پر زور دے کر اور داہنے پیر کو ذرا پھیلا کر بیٹھے، اور اپنے خیال کو پاخانے کے سوا اور کسی طرف نہ لے جائے، خصوصاً اُمورِ دینیہ کی طرف خیال لے جانے سے پرہیز کرے۔ اس حالت میں کسی سے بات نہ کرے۔ یہاں تک کہ سلام یا سلام کا جواب یا چھینک کے بعد اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ بھی نہ کہے، اور اذان کا جواب بھی نہ دے، اور اپنے جسم خصوصاً شرمگاہ کو نہ دیکھے، بلا ضرورت زیادہ دیر تک نہ ٹھیرے، نہ اپنے بدن سے کوئی مشغلہ کرے، اور نہ اِدھر اُدھر نظر اٹھا کر دیکھے۔ بلکہ نہایت شرم و حیا کی حالت میں بیٹھے۔ بعد از فراغت بقدرِ ضرورت ڈھیلوں کا استعمال کرے اس طرح کہ پہلا ڈھیلا آگے سے پیچھے کو لے جائے اور دوسرا پیچھے سے آگے کو اور تیسرا پہلے کی طرح بشرطیکہ گرمی کا زمانہ ہو، ورنہ پہلا ڈھیلا پیچھے سے آگے کو اور دوسرا اس کے خلاف اور تیسرا پہلے کی طرح۔ یہ دونوں صورتیں مردوں کے لئے ہیں، عورتوں کو ہر زمانہ میں دوسری صورت کے موافق کرنا چاہیئے۔ کھڑا ہونے سے پہلے اپنے جسم کو چھپالے، اور نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں نکالے، اور نکلنے کے بعد اگر ابھی ڈھیلا خشک نہیں کر چکا، تو جی میں اور اگر کر چکا ہے تو زبان سے یہ دعا پڑھے۔ غُفۡرَانَكَ اَللّٰهُمَّ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ اَذۡهَبَ عَنِّیۡ مَا يُؤۡذِيۡنِیۡ وَاَمۡسَكَ عَلَیَّ مَا يَنۡفَعُنِیۡ ٥ اے اللہ میں تجھ سے بخشش چاہتا ہوں۔ سب تعریفیں اُسی اللہ کو ہیں، جس نے مجھ سے وہ چیز دور کر دی جو مجھے تکلیف دیتی اور وہ چیز باقی رکھی جو مجھے فائدہ پہنچاتی ہے) پھر پانی سے پہلے اپنے پاخانہ کے مقام کو دھوئے اس کے بعد پیشاب کے مقام کو، اور مبالغہ کے ساتھ استنجا کرے، اس طرح کہ نجاست کی بو جاتی رہے۔ اس کے بعد اپنا ہاتھ زمین یا مٹی سے مل کر تین مرتبہ دھوئے، اور کوئی کپڑا وغیرہ ہو، تو اس سے اپنے جسم کے پانی کو صاف کر لے

پھر پاجامہ یا ازار بدستور باندھ لے۔ اور اس کے بعد طہارت خانہ سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھے۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ الْمَآءَ طَھُوْرًا وَّ الْاِسْلَامَ نُوْرًا قَائِدًا وَّ دَلِیْلًا اِلَی اللّٰہِ وَ اِلٰی جَنّٰتِ النَّعِیْمِ اَللّٰھُمَّ حَصِّنْ فَرْجِیْ وَ طَھِّرْ قَلْبِیْ وَ مَحِّصْ ذُنُوْبِیْ)
خدا کا شکر ہے۔ کہ اس نے پانی کو پاک کرنے والا بنایا۔ اور اسلام کو ایسی روشنی بنایا جس کے ذریعہ سے اُس کی بارگاہ تک رسائی ہوتی ہے۔ اور جنت ملتی ہے۔ اے اللہ میری شرمگاہ کو گناہوں سے بچا۔ اور میرے دل کو پاک کر اور میرے گناہوں کو معاف فرما۔)

مسجد میں یا مسجد کی چھت پر پاخانہ پیشاب کرنا حرام ہے۔ ایسی جگہ پاخانہ یا پیشاب کرنا جہاں قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا پڑے مکروہ تحریمی ہے۔ خواہ جنگل ہو یا آبادی۔ اور ایسی جگہ استنجا کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ اسی طرح ایسے درخت کے نیچے جس کے سایہ میں لوگ بیٹھتے ہوں۔ یا وہ پھل پھولدار ہو یا مسجد اور عیدگاہ کے اس قدر قریب ہو جس کی بدبو سے نمازیوں کو تکلیف ہو۔ نیز راستے میں یا ہوا کے رُخ پر یا سوراخ میں یا راستہ کے قریب مکروہ تحریمی ہے۔

پیشاب پاخانہ کے وقت بات کرنا۔ بلا ضرورت کھانسنا۔ کسی آیت یا حدیث یا اور متبرک چیز کا پڑھنا یا ایسی چیز جس پر خدا یا نبیؐ یا کسی فرشتہ یا کسی معظم کا نام ہو۔ یا کوئی آیت یا حدیث یا دعا لکھی ہوئی ہو اپنے ساتھ رکھنا۔ بلا ضرورت لیٹ کر یا کھڑے ہو کر پاخانہ پیشاب کرنا یا داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا ممنوع ہے۔

ہڈی۔ لید۔ گوبر اور کل ناپاک چیزوں سے استنجا جائز نہیں ہے۔ کاغذ سے بھی استنجا ناجائز ہے۔ خواہ سادہ ہو۔ خواہ اُس پر کچھ لکھا ہوا ہو۔ زمزم کے پانی اور وضو کے بچے ہوئے پانی سے بھی استنجا درست نہیں۔ الغرض ہر ایسی چیز سے استنجا مکروہ ہے۔ جو انسان یا کسی جانور کے کام آتی ہے۔ یا اس سے نجاست دور نہ ہو سکتی ہو۔ یا اُس سے جسم میں خراش آنے کا خوف ہو۔ یا وہ ناپاک ہو۔

پانی۔ مٹی کے ڈھیلے۔ کپڑے اور تمام اُن پاک چیزوں سے جو نجاست کو دُور کر دیں۔ اور اُن مذکورہ بالا ممنوعہ اشیاء میں سے نہ ہوں۔ استنجا بلا کراہت درست ہے۔

وضو

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ (مائدہ۔ع ۲۔پارہ ۶)

اے مسلمانو! جب نماز کے لئے تیار ہو تو اپنے منہ دھو لیا کرو۔ اور کہنیوں تک اپنے ہاتھ اور اپنے سر کا مسح کر لیا کرو۔ اور ٹخنوں تک اپنے پاؤں دھو لیا کرو ؛

فضائل وضو میں بے شمار حدیثیں آئی ہیں، چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلٰوةُ وَ مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ (یعنی جنت کی کنجی نماز ہے۔ اور نماز کی کنجی وضو ہے۔ نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ کہ وضو آدھا ایمان ہے۔ اور وضو پر وضو کرنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں، جہاں تک وضو کا پانی پہنچے گا۔ وہاں تک قیامت کے دن وضو کرنے والے کو زیور پہنائے جائیں گے۔ نیز حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میری امت کے لوگ قیامت کے دن ایسی حالت میں بلائے جائیں گے کہ اُن کے اعضا وضو کے اثر سے چمکتے ہوں گے۔ بخاری اور مسلم میں ہے۔ کہ حضور (فداہ ابی و اُمّی) نے فرمایا۔ وضو کرنے سے اللہ صغیرہ گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ اور آخرت میں بڑے مرتبے عطا کرتا ہے۔ اور وضو کرنے سے تمام بدن کے گناہ نکل جاتے ہیں، بعض صحیح احادیث میں ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں اپنی امت کو قیامت کے دن پہچان لوں گا، کسی نے عرض کیا، کہ حضرت اتنے مجمع میں آپ کس طرح پہچانیں گے۔ ارشاد ہوا، کہ ایک پہچان ہوگی۔ وہ یہ کہ وضو کی وجہ سے اُن کے ہاتھ پیر چمکتے ہوں گے ؛

وضو کا مسنون طریقہ یہ ہے۔ کہ مٹی کے برتن میں پانی لیکر اونچے مقام پر بیٹھے۔ اور دل میں یہ ارادہ کرے۔ کہ میں یہ وضو خاص اللہ تعالےٰ کی خوشی اور ثواب کے لئے کرتا ہوں، پھر بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى دِيْنِ الْاِسْلَامِ اللہ بزرگ کا نام لیکر اور اس کا شکر ہے اپنے مسلمان ہونے پر، پڑھ کر دائیں چلو میں پانی لے۔ اور دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک دھوئے اسی طرح تین بار کرے۔ پھر دائیں ہاتھ کے چلو میں پانی لے کر کلی کرے۔ اور مسواک کو دائیں

ہاتھ میں اس طرح پکڑے۔ کہ چھوٹی انگلی مسواک کے ایک سرے پر اور انگوٹھا مسواک کے سرے کے قریب اور باقی انگلیاں مسواک کے اوپر ہوں، اوپر کے دانتوں کو طول میں داہنی طرف سے ملتا ہوا بائیں طرف تک لائے۔ پھر اسی طرح نیچے کے دانتوں کو ملے۔ پھر مسواک کو منہ سے نکال کر نچوڑ ڈالے۔ اور دھو کر پھر اسی طرح ملے۔ اسی طرح تین بار ملے، اس کے بعد دو کلیاں اور کرے۔ تاکہ تین کلیاں پوری ہو جائیں، اگر روزہ دار نہ ہو۔ تو کلی اس طرح کرے کہ پانی حلق تک پہنچ جائے (مسواک کرنا مسنون ہے، حدیث میں آیا ہے، کہ مسواک کرنے سے خدا خوش ہوتا ہے، اور منہ پاک وصاف رہتا ہے، ایک اور حدیث میں آیا ہے، کہ میں اپنی اُمت پر گراں نہ سمجھتا، تو حکم دیتا۔ کہ ہر ایک نماز کے ساتھ مسواک کریں۔ کلی کرتے وقت بسم اللہ اور کلمۂ شہادت کے بعد یہ دعا پڑھتا جائے۔ اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی تِلَاوَۃِ الْقُرْاٰنِ وَذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ (اے اللہ تعالٰی تلاوت قرآن اور تیرا ذکر وشکر اور اچھی عبادت کرنے میں مدد کر) پھر دائیں ہاتھ کے چلو میں پانی لے کر اگر روزہ دار نہ ہو۔ تو ناک میں اس طرح ڈالے کہ نتھنوں کی جڑ تک پہنچ جائے، اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے اس طرح تین بار کرے، اور ہر دفعہ نیا پانی لے، اور ناک میں پانی ڈالتے وقت یہ دعا پڑھتا جائے۔ اَللّٰھُمَّ اَرِحْنِیْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ وَلَا تُرِحْنِیْ رَائِحَۃَ النَّارِ (اے اللہ! مجھے جنت کی خوشبو سنگھا اور دوزخ کی بدبو سے بچانا) بعد ازاں دونوں چلوؤں میں پانی لے کر تمام منہ کو مل کر دھوئے۔ اس طرح کہ کوئی جگہ بال برابر بھی نہ چھوٹے، پھر داڑھی کا خلال کرے، اس طرح کہ داہنے چلو میں پانی لے کر داڑھی کی جڑ کو تر کرے، اور ہاتھ کی پشت گردن کی طرف کر کے انگلیاں بالوں میں ڈال کر نیچے سے اوپر کی طرف لے جائے، اسی طرح دو مرتبہ اور منہ دھوئے، اور داڑھی کا خلال کرے، تاکہ تین بار منہ دھل جائے اور تین بار داڑھی کا خلال ہو جائے، اور منہ دھوتے وقت یہ دُعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ وَجْھِیْ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ (اے اللہ میرا منہ روشن کر، جس روز بعض چہرے روشن ہوں گے، اور بعض چہرے سیاہ ہوں گے، پھر دائیں چلو میں پانی لے کر کہنی تک ملے اور ہاتھ میں انگوٹھی ہو۔ تو اُس کو حرکت دے۔ اسی طرح تین مرتبہ کرے۔ اور یہ دُعا پڑھتا

جائے۔ اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَحَاسِبْنِیْ حِسَاباً یَّسِیْراً
(اے اللہ! میرا نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دینا۔ اور میرا حساب آسان کرنا۔ پھر اسی طرح بایاں
ہاتھ دھوئے۔ اور یہ دُعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ لَا تُعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِشِمَالِیْ وَلَا مِنْ وَّرَاءِ ظَھْرِیْ
اے اللہ! میرا نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں اور پیچھے سے نہ دینا۔ بعد ازاں دونوں ہاتھ تر کر کے سارے
سر کا مسح اس طرح کرے۔ کہ انگشت شہادت اور انگوٹھا علیحدہ کر کے باقی انگلیاں اور ہتھیلیاں
سر کے اگلے حصے پر رکھ کر آگے سے پیچھے لے جائے۔ اور پھر پیچھے سے آگے لے آئے۔
بعد ازاں کانوں کے دونوں سوراخوں میں دونوں شہادت کی انگلیاں ڈال کر انگوٹھوں سے کانوں کی
پشت پر مسح کرے۔ گردن کا مسح مستحب ہے۔ سر کے مسح کے وقت یہ دُعا پڑھے اَللّٰھُمَّ
اَظِلَّنِیْ تَحْتَ عَرْشِكَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِكَ (اے اللہ! مجھ کو قیامت
میں اپنے عرش کے زیر سایہ رکھ۔ جس دن کہ تیرے عرش کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا)
اور کانوں کے مسح کے وقت یہ دُعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ
الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ (اے اللہ! مجھے اُن لوگوں سے بنا جو باتیں سُن کر نیک
بات پر عمل کرتے ہیں) پھر اپنا دایاں پاؤں ٹخنے تک تین بار دھوئے۔ اور ہر بار اس کی انگلیوں
کو بھی بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے خلال کرتا جائے۔ خلال دائیں پاؤں کی چھوٹی انگلی سے شروع کرے۔ پھر
بایاں پاؤں تین دفعہ دھوئے۔ اور اس میں بھی خلال کرے۔ لیکن اس پاؤں کا خلال انگوٹھے سے
کرے۔ دایاں پاؤں دھوتے وقت پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِیْ عَلَی الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ
یَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ (اے اللہ! قیامت میں مجھ کو ثابت قدم رکھ۔ جس روز کہ قدم پھسل
پھسل پڑیں گے) اور بایاں پاؤں دھوتے وقت پڑھے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا وَّ
سَعْیِیْ مَشْکُوْرًا وَّتِجَارَتِیْ لَنْ تَبُوْرَ (اے اللہ! میرے گناہوں کو معاف کر اور میری
کوشش کو قبول کر۔ اور میری تجارت کو ترقی دے) بس اب وضو مکمل ہو گیا۔ لوٹے میں اگر کچھ پانی
بچ رہا ہو۔ تو اس کو کھڑے ہو کر پی لے۔ اور یہ دعا پڑھے۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ط
اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ ٥

میں گواہی دیتا ہوں، کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اپنی ذات و صفات میں یگانہ و یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں، کہ حضور محمدؐ خدا کے بندے اور اس کے پیغمبر ہیں۔ خداوندا مجھے ان لوگوں میں شامل کر دے۔ جو ہمیشہ سچائی کے ساتھ توبہ کرتے ہیں، اور ان لوگوں میں داخل کر دے، جو پاکی حاصل کرنے میں کوشش کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے)

مسواک کی بابت ہم اوپر لکھ آئے ہیں، کہ نہایت ضروری ہے، اور شرع میں اس کی سخت تاکید ہے، اس لئے لکڑی ایسی لینی چاہیئے۔ جو نہ زیادہ سخت ہو، کہ دانتوں کو نقصان پہنچائے اور نہ زیادہ نرم کہ میل کو صاف نہ کر سکے، بلکہ متوسط ہو، بہتر تو یہ ہے، کہ پیلو کی لکڑی کی ہو یا کسی کڑوے درخت کی ہو، لمبائی میں ایک بالشت ہو، استعمال سے تراشتے تراشتے کم ہو جائے تو مضائقہ نہیں، موٹائی میں انگوٹھے سے زیادہ نہ ہو، سیدھی ہو گرہ دار نہ ہو، اگر مسواک نہ ہو، یا دانت نہ ہوں، تو کپڑے یا انگلی سے مسواک کا کام لیا جائے۔

نواقض وضو (وضو توڑنے والی چیزیں)

ریح (ہوا) نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، پاخانے، پیشاب، مذی اور ودی سے بھی وضو جاتا رہتا ہے۔ قے اور نکسیر سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے، لیٹ کر سو جانے یا کسی چیز پر سہارا دے کر سو جانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، کیونکہ اس طرح بے خبری میں ریح وغیرہ کے نکلنے کا قوی احتمال ہے، ہاں اگر کھڑے کھڑے یا بیٹھے بیٹھے سو جائے اور کسی قسم کا سہارا نہ ہو، تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ نماز جنازہ کے سوا کسی اور نماز میں کھل کھلا کر ہنسنے سے نماز اور وضو دونوں فاسد ہو جاتے ہیں، مگر نماز جنازہ میں اس قسم کے ہنسنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ بلکہ صرف نماز ہی فاسد ہوتی ہے، دونوں شرمگاہوں کے بلا کسی ایسی شے کے جو حائل ہو مل جانے سے وضو جاتا رہتا ہے، اونٹ کا گوشت یا اور کوئی پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا، ڈکار آنے سے وضو نہیں ٹوٹتا، اگرچہ بدبودار ہی ہو۔

موزوں کا مسح

جو شخص پاؤں میں موزے پہنے ہوئے ہو، اس پر پاؤں کا دھونا فرض نہیں بلکہ ایک مرتبہ دونوں پر مسح کرنا کافی ہے، بشرطیکہ اس نے موزے طہارت کامل کے بعد پہنے ہوں، موزوں میں چار وصفوں کا ہونا ضروری ہے، ایسے

موٹے اور دبیز ہوں، کہ بغیر باندھنے کے کھڑے رہیں (۲) ایسے مضبوط اور موٹے ہوں کہ اُن کو پہن کر تین میل یا اس سے زیادہ سفر کر سکیں (۳) ایسے موٹے ہوں کہ اُن کے نیچے کی جلد نظر نہ آئے (۴) اگر اُن پر پانی ڈالا جائے، تو نیچے کی سطح تک نہ پہنچے یعنی پانی کو جذب نہ کریں۔

بوٹ پر بھی مسح جائز ہے، بشرطیکہ پورے پیر کو ٹخنوں سمیت چھپا لے۔ سوتی یا اونی جرابوں پر مسح جائز نہیں، کیونکہ اس میں مسح کی شرائط مفقود ہیں۔ مسح کا طریقہ یہ ہے کہ ہاتھوں کو پانی سے تر کر کے دائیں ہاتھ کی انگلیاں کشادہ کر کے دائیں موزے کے سرے پر اور بائیں موزے کے سرے پر اور دائیں ہاتھ کی انگلیاں بائیں موزے پر رکھ کر انگلیوں کو ٹخنوں تک کھینچ لے جائے اس طرح پر کہ موزے پر پانی کے خطوط کھنچ جائیں۔

موزہ پر مسح کرنے کی مُدت مقیم کے لئے ایک دن رات یعنی چوبیس گھنٹے ہے، اور مسافر کے لئے تین دن رات یعنی ۷۲ گھنٹے، اور یہ مُدت وضو ٹوٹنے کے بعد سے شروع ہوگی۔ مثلاً کسی شخص نے ظہر کے وقت وضو کر کے موزے پہنے اور اس کا وضو نماز عصر پڑھنے کے بعد ٹوٹا تو مسح موزہ کی مدت عصر سے شروع ہوگی۔ مدت ختم ہونے کے بعد موزے اتار کر پاؤں دھونے پڑیں گے۔ موزہ کے پھٹ جانے سے بھی مسح باطل ہو جاتا ہے، بشرطیکہ اگر ایڑی کے پاس پھٹا ہو، تو اس قدر ہو کہ چلنے کی حالت تین انگلیاں اس سے کھل جاتی ہوں، اور اگر ان دونوں مقاموں کے سوا اور کہیں سے پھٹا ہو، تو اس قدر پھٹا ہو، کہ اس سے چلنے کی حالت میں پیر کی چھوٹی انگلی سے تین انگلیوں کے برابر پیر کا حصہ کھل جاتا ہو۔

بیانِ حیض

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى لا فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِى الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ج فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ

اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم لوگ آپ سے حیض کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ آپ ان سے کہہ دیجئے کہ حیض ایک طرح کی گندگی ہے، اس لئے اس میں عورتوں سے علیحدہ رہو اور جب تک پاک نہ ہولیں، اُن

حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۝ (البقرہ - ع ۲۸ - پارہ - ۲)

کے پاس نہ جاؤ، پھر جب وہ پاک ہو جائیں تو جدھر سے اللہ نے تم نے حکم دیا ہے، اُن کے پاس آؤ۔ بیشک اللہ دل سے توبہ کرنیوالوں اور اچھی طرح صفائی رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

حیض کی مدت کم سے کم تین دن رات ہے، اور نہ یادہ سے زیادہ دس دن رات۔ کم از کم دو حیضوں کے درمیان عورت پندرہ دن پاک رہتی ہے۔ یعنی ایک حیض کے بعد کم از کم پندرہ دن تک دوسرا حیض نہیں آتا۔ اور زیادہ کی کوئی حد نہیں۔ حیض کی مدت میں سوا خالص سفیدی کے اور جس رنگ کا خون آئے۔ وہ حیض ہی سمجھا جائے گا۔ اگر کسی عورت کو دس دن سے کم حیض آکر بند ہو جائے۔ اور پندرہ دن سے کم بند رہے، اس کے بعد پھر خون آئے۔ تو خون آنے کے وقت سے دس دن تک اس کے حیض کا زمانہ سمجھا جائے گا۔ اگر عادت مقررہ ہو، ورنہ خون آنے کے دن سے بقدر عادت حیض سمجھا جائے گا۔ باقی استحاضہ جس کا بیان آگے آتا ہے۔

حیض والی عورت کو نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، قرآن پڑھنا پڑھانا، اُسے چھونا، مسجد میں جانا، بیت اللہ کا طواف کرنا سب منع ہے۔ ایسی عورت کے ساتھ ہمبستری کے علاوہ اور سب باتیں جائز ہیں۔ جیسے بوس وکنار اور اُس کے ساتھ کھانا، پینا، سونا، بدن سے بدن لگانا وغیرہ۔ جو شخص حالت حیض میں حلال جان کر عورت سے ہمبستر ہوگا، وہ کافر ہو جائے گا، کیونکہ اُس نے ارادتاً حکم شرعی کے خلاف کیا، اور اگر اُس کو حرام جانتے ہوئے ایسا کرے گا۔ تو کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوگا۔

بیان نفاس

ولادت کے بعد خون آتا ہے، وہ نفاس کہلاتا ہے، اس کی اکثر مدت چالیس دن ہے، ادنیٰ مدت کا کوئی اندازہ نہیں، ممکن ہے کسی عورت کو بالکل نفاس نہ آئے۔ نفاس کی مدت میں سوا خالص سفیدی کے اور جس رنگ کا خون بھی آئے وہ نفاس ہی سمجھا جائے گا۔ جس طرح حالت حیض میں نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، قرآن کو چھونا، پڑھنا پڑھانا، خانہ کعبہ کا طواف کرنا، مسجد میں جانا، مرد سے ہمبستر ہونا منع ہے۔ اسی حالت نفاس میں بھی منع ہے۔

حیض و نفاس والی عورت اگر کسی کو قرآن مجید پڑھاتی ہو۔ تو اُس کو ایک ایک لفظ رُک رُک کر پڑھانے کی غرض سے جائز ہے۔ ہاں پوری آیت ایکدم پڑھنا ناجائز ہے۔ حیض و نفاس کی حالت میں جو نماز قضا ہوگی، وہ معاف ہے، اور جو روزے قضا ہوں گے وہ پھر رکھنے پڑینگے جب عورت حیض و نفاس سے پاک ہوگی، تو اُس پر غسل کرنا واجب ہے ۔

بیانِ استحاضہ

عورت کو معمولی ایام ماہواری کے علاوہ جو خون آئے وہ استحاضہ کہلاتا ہے، مثلاً نو برس سے کم عمر والی عورت کو جو خون آئے وہ استحاضہ ہے اسی طرح پچپن سال یا اس سے زیادہ عمر والی عورت کو خون آئے۔ وہ استحاضہ ہے، حاملہ عورت کو خون آئے وہ استحاضہ ہے حیض نہیں، تین دن رات سے کم جو خون آئے وہ استحاضہ ہے۔ دس دن رات سے جو زیادہ خون آئے وہ بھی استحاضہ ہے۔ نفاس کی مدت کے بعد جو خون آئے وہ بھی استحاضہ ہے۔ استحاضہ کی حالت میں جماع کرنا حرام ہے۔ باقی سب باتیں جائز ہیں - وہ روزہ بھی رکھے اور نماز بھی پڑھے، اور ہر نماز کے لئے نیا وضو کرے، جب خون استحاضہ بند ہو جائے، تو پھر اس پر نہانا مستحب ہے ۔

غُسل جنابت

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَقْرَبُوا۟ ٱلصَّلَوٰةَ وَأَنتُمْ سُكَٰرَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا۟ مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِى سَبِيلٍ حَتَّىٰ تَغْتَسِلُوا۟ ۚ وَإِن كُنتُم مَّرْضَىٰٓ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَآءَ أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ ٱلْغَآئِطِ أَوْ لَٰمَسْتُمُ ٱلنِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوا۟ مَآءً فَتَيَمَّمُوا۟ صَعِيدًا طَيِّبًا

اے مسلمانو! جب تم نشہ کی حالت میں ہو، تو نماز کے پاس بھی نہ جاؤ۔ یہاں تک کہ جو کچھ تم کہتے ہو۔ سمجھنے لگو، اور نہانے کی حاجت ہو تو بھی نماز کے پاس نہ جاؤ، یہاں تک کہ غسل کر لو۔ مگر یہ کہ تم راہ گزر و مسافر ہو (اس کا حکم بعد کو آرہا ہے) اور اگر تم بیمار ہو یا حالتِ سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی جائے ضرور سے ہو کر آیا ہو، یا عورتوں سے ہم صحبت ہو کر اور تم کو پانی میسر نہ آئے، تو پاک مٹی سے تیمم

فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا (النساء۔ع۔۷۔ پارہ۔۵)

کرلیا کرو۔ یعنی منہ اور ہاتھوں کا مسح کرلیا کرو بیشک اللہ درگذر کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ اَحَدُكُمْ بَيْنَ شُعَبِهَا الْاَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ وَاِنْ لَّمْ يُنْزِلْ (متفق علیہ)

جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب مرد عورت سے صحبت کرے۔ تو دونوں پر غسل واجب ہو جاتا ہے۔ خواہ انزال نہ بھی ہو۔

اگر کسی شخص کو سوتے یا جاگنے کی حالت میں بے ہوشی میں یا ہوش میں جماع سے یا بغیر جماع کے غرض کسی طرح انزال ہو جائے۔ یعنی منی اپنی جگہ سے بشہوت جدا ہو کر عضو مخصوص سے باہر نکلے تو غسل واجب ہے۔

اگر کوئی مرد یا عورت سو کر اُٹھنے کے بعد اپنے جسم یا کپڑے پر تری دیکھے تو اس میں چودہ صورتیں ہیں منجملہ ان کے پانچ صورتوں میں غسل فرض ہے۔ (۱) یقین ہو جائے کہ یہ منی ہے۔ اور احتلام یاد ہو۔ (۲) یقین ہو جائے کہ یہ منی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔ (۳) یقین ہو جائے کہ یہ مذی ہے اور احتلام یاد ہو۔ (۴) شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی اور احتلام یاد ہو۔ (۵) شک ہو کہ منی ہے یا ودی یا مذی اور احتلام یاد ہو۔

غسل کا مسنون اور مستحب طریقہ یہ ہے کہ کوئی کپڑا مثل لنگی وغیرہ کے باندھ کر نہائے۔ اگر برہنہ ہو کر نہانا چاہے۔ تو ایسی جگہ ہو۔ جہاں کسی نامحرم کی نظر نہ پہنچ سکے۔ عورت اور برہنہ نہانے والے کو بیٹھ کر نہانا چاہیئے۔ نہانے والا سب سے پہلے اپنے دونوں ہاتھوں پہنچوں تک تین مرتبہ دھوئے اس کے بعد استنجا کرے اور بدن پر کہیں نجاست ہو۔ تو اس کو دھو ڈالے۔ بعد ازاں اپنے دونوں ہاتھ مٹی سے مل کر دھوئے۔ اس کے بعد پورا وضو کرے۔ یہاں تک کہ سر کا مسح بھی کرے۔ اور اگر ایسے مقام پر نہاتا ہو۔ جہاں غسل کا پانی جمع رہتا ہے۔ تو پاؤں اس وقت نہ دھوئے۔ بلکہ بعد فراغت غسل پاؤں کو دھوئے اور اس وضو میں سوائے بسم اللہ کے اور کوئی دعا نہ پڑھے۔ وضو کے بعد اپنے بالوں میں انگلیاں ڈال کر تین مرتبہ سر کا خلال کرے۔ پہلے داہنی جانب کا۔ اس کے بعد اپنے سر پر پانی ڈالے پھر داہنے شانے پر اور پھر بائیں شانے پر اور تمام جسم کو ہاتھوں سے ملے۔ اسی طرح دو بار اور تمام جسم پر اسی ترتیب سے پانی ڈالے تاکہ تین بار تمام جسم پر پانی پہنچ جائے۔ اس کے بعد اگر چاہے تو اپنے

جسم کو کپڑے سے پونچھ ڈالے اور نہاتے وقت بغیر سخت ضرورت کے کسی سے کوئی بات نہ کرے۔

غسل میں تمام بدن کے ظاہر حصے کا سر سے پاؤں تک دھونا فرض ہے، اگر ایک بال بھی خشک رہ جائے گا تو غسل نہ ہوگا۔ حیض ونفاس کے بعد بھی اسی طرح غسل کرنا ضروری ہے۔

جنابت اور حیض ونفاس کے بعد تو نہانا فرض ہے۔ مگر ان کے علاوہ شریعت اسلام میں اور بھی کئی غسل ہیں، جن میں سے بعض سنت ہیں، اور بعض مستحب۔ چنانچہ جمعہ کے دن اور عیدین کے دن نماز فجر کے بعد نہانا سنت ہے، اسی طرح حج یا عمرہ کے احرام کے لئے غسل کرنا سنت ہے۔ حج کرنے والے کو عرفہ کے دن بعد از زوال غسل کرنا سنت ہے۔

اسلام لانے کے لئے غسل کرنا مستحب ہے، اسی طرح کوئی مرد یا عورت پندرہ برس کی عمر کو پہنچے، اور اس وقت کوئی علامت جوانی کی اس میں نہ پائی جائے تو اس کو غسل کرنا مستحب ہے۔ پچھنے لگوانے کے بعد جنون اور مستی اور بے ہوشی رفع ہو جانے کے بعد غسل کرنا مستحب ہے۔ مردے کو نہلانے کے بعد نہلانے والوں کو غسل کرنا مستحب ہے۔ شب برات یعنی شعبان کی پندرھویں رات کو غسل کرنا مستحب ہے، لیلۃ القدر کی راتوں میں اس شخص کو غسل کرنا مستحب ہے، جس کو لیلۃ القدر معلوم ہو (یعنی کشف والہام سے معلوم ہو جائے یا جو علامتیں اس رات کی مذکور ہیں، ان کو دیکھ کر معلوم کرلے)۔ مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے لئے غسل کرنا مستحب ہے، مزدلفہ میں ٹھیرنے کے لئے دسویں تاریخ کی صبح کو بعد نماز فجر کے غسل مستحب ہے، طواف زیارت کے لئے غسل مستحب ہے، علاوہ ازیں اور بھی کئی غسل مستحب ہیں۔ جن کی تفصیل مطولات میں ہے۔

تیمم تیمم کی اجازت اور اس کا طریقہ قرآن مجید سے ثابت ہے، چنانچہ غسل کے بیان میں جو آیت ہم لکھ آئے ہیں، اس میں تیمم کا حکم بھی مذکور ہے، تیمم وضو اور غسل دونوں کا قائم مقام ہے، اور منجملہ ان جلیل القدر نعمتوں کے ہے جو اسی امت کے ساتھ مخصوص ہیں۔ حدیث میں آیا ہے، کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، ہمارے لئے تمام زمین نماز کی جگہ ہے، جہاں چاہیں نماز پڑھیں، اور زمین کی مٹی ہمارے لئے پاک کرنے والی بنائی گئی ہے، پس جہاں نماز کا وقت آجائے۔ اور ایک میل تک یا زیادہ فاصلہ

تک پانی میسر نہ ہو۔ یا پانی تو موجود ہو۔ مگر اس کے استعمال پر قدرت نہ ہو۔ مثلاً بیمار ہو جانے یا بیماری کی زیادتی کا خوف ہو۔ یا پانی پر کوئی درندہ یا دشمن کھڑا ہو۔ یا پانی کا نرخ معمول سے زیادہ گراں ہو۔ وغیرہ وغیرہ تو پاک مٹی سے تیمم کر لیے۔

مٹی یا مٹی کی قسم سے جو چیز ہو۔ اُس سے تیمم جائز ہے۔ اور جو مٹی کی قسم سے نہ ہو اس سے جائز نہیں۔ جو چیزیں آگ میں جلانے سے نرم نہ ہوں اور جل کر راکھ نہ ہوں وہ چیزیں مٹی کی قسم سے ہیں۔ جیسے ریت اور پتھر کے تمام اقسام۔ اور جو چیزیں آگ میں جلانے سے نرم ہو جائیں وہ مٹی کی قسم سے نہیں۔ سونا۔ چاندی وغیرہ ۔

جو چیزیں مٹی کی قسم سے نہ ہوں۔ اگر اُن پر غبار ہو۔ تو بوجہ اُس غبار کے اُن سے بھی تیمم جائز ہے۔ اگر کسی آدمی کے پاس مشکوک پانی ہو۔ جیسے گدھے کا جھوٹا پانی تو ایسی حالت میں پہلے وضو یا غسل کرے۔ اور اس کے بعد تیمم کرے ۔

تیمم کا مسنون اور مستحب طریقہ یہ ہے۔ کہ بسم اللہ پڑھ کر اور نیت کر کے اپنے دونوں ہاتھوں کو کشادہ کر کے پاک مٹی پر مارے۔ اور بعد ازاں ہاتھوں کو اٹھا کر مٹی جھاڑ ڈالے۔ پھر پورے دونو ہاتھوں کو اپنے پورے منہ پر اس طرح ملے۔ کہ کوئی جگہ ایسی باقی نہ رہے۔ جہاں ہاتھ نہ پہنچیں پھر اسی طرح دونوں ہاتھ مٹی پر مارے۔ اور پھر ان کی مٹی جھاڑ ڈالے اور بائیں ہاتھ کی تین انگلیاں سوائے انگشت شہادت اور انگوٹھے کے دایئں ہاتھ کی انگلیوں کے سرے پر پشت کی جانب رکھ کر کہنیوں تک کھینچ لائے۔ اس طرح کہ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی بھی کچھ لگ جائے اور کہنیوں کا مسح بھی ہو جائے۔ پھر باقی انگلیوں اور ہتھیلی کو دوسری جانب رکھ کر انگلیوں تک کھینچ لے جائے۔ اسی طرح بائیں ہاتھ کا بھی مسح کرے۔ وضو اور غسل دونوں کے تیمم کا یہی طریقہ ہے۔ اور اگر دونوں کی نیت کی جائے۔ تو ایک ہی تیمم دونوں کے لئے کافی ہے۔ تیمم میں نیت فرض ہے۔ بلا نیت تیمم جائز نہیں ہوتا ۔

جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اُن سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ علاوہ ازیں عذر کے زائل ہو جانے سے بھی تیمم باطل ہو جاتا ہے ۔

مساجد اور اُن کے حقوق

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚ وَفِى النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ○ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ○

(التوبہ - رع ۳ پارہ - ۱۰)

مشرکین کی یہ لیاقت ہی نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں جس حالت میں کہ وہ خود اپنے اوپر کفر کا اقرار کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے سب اعمال اکارت ہیں، اور دوزخ میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ ہاں اللہ کی مسجدوں کو آباد کرنا اُن لوگوں کا کام ہے۔ جو اللہ پر اور قیامت پر ایمان لائیں، اور نماز کی پابندی کریں، زکوٰۃ دیں۔ اور بجز اللہ کے کسی سے نہ ڈریں سو ایسے لوگوں کی نسبت توقع ہے کہ وہ اپنے مقصود تک پہنچ جائیں گے۔

ضرورت کے موقع پر مسجد بنانے کا بڑا ثواب ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔ مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِى الْجَنَّةِ۔ یعنی جو شخص محض خدا کی رضامندی کے لئے مسجد بناتا ہے، خدا اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔ جب تک وہ مسجد قائم رہتی ہے۔ اس کے نامۂ اعمال میں برابر ثواب درج ہوتا چلا جاتا ہے۔ تعمیر مسجد کے بعد اس شخص کا مرتبہ ہے۔ جو اس کو آباد رکھنے اور صاف ستھرا رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں ایک عورت جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی مر گئی۔ حضورؐ اُس کی نماز جنازہ پڑھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ نے فرمایا اے عورت تو نے کون سے عمل کو افضل پایا۔ اُس نے جواب دیا۔ میں نے مسجد کی جاروب کشی کو سب سے افضل پایا۔

مسجد میں داخل ہوتے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ دُعا پڑھا کرتے تھے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

ربیں خدائے بزرگ اور اُس کی ذات کریم اور سلطنت کا واسطہ دے کر شیطان مردود سے پناہ مانگتا ہوں)

مسجد میں نماز پڑھنے کا بڑا ثواب ہے۔ چنانچہ محلے کی مسجد میں نماز پڑھنے والوں کو پچیس نماز کا اور جامع مسجد میں پانسو نماز کا، اور بیت المقدس اور مسجد نبوی میں پچاس ہزار نماز اور بیت اللہ میں لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے۔ مگر عورتوں کے لئے یہی بہتر ہے۔ کہ گھر ہی میں نماز پڑھا کریں۔ خصوصاً اس زمانہ میں جبکہ بے دینی چاروں طرف پھیل رہی ہے۔ عورتوں کا گھروں میں نماز پڑھنا ضروری ہے۔ عورتوں کے مسجدوں میں جانے سے سینکڑوں خطرات کا اندیشہ ہے۔ اسی وجہ سے حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ عورتوں کے لئے اگلی کوٹھڑی زیادہ موزون ہے

نماز کے وقت مسجد کا دروازہ بند کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں اگر نماز کا وقت نہ ہو اور مال واسباب مسجد کی حفاظت کے لئے دروازہ بند کرلیا جائے تو جائز ہے۔ جو مسجد عیدین یا جنازے کی نماز کے لئے مقرر کی گئی ہو۔ اس کو مسجد کا حکم حاصل نہیں ہوتا۔

مسجد کے در و دیوار کا منقش کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ کوئی شخص اپنے خاص مال سے بنائے۔ مگر بہتر یہی ہے۔ کہ مسجد میں نقش و نگار نہ بنائے جائیں۔

مسجد کے اندر درختوں کا لگانا مکروہ ہے۔ کیونکہ یہ اہل کتاب کا دستور ہے۔ ہاں اگر اس میں مسجد کا کوئی نفع ہو تو جائز ہے

نماز کے اوقات

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ط ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ۝ (ہود ع ۹ - پارہ ۱۲)

اے پیغمبر صلعم دن کی دونوں طرفوں یعنی صبح و شام اور اوائل شب میں نماز پڑھ لیا کرو۔ کیونکہ نیکیاں گناہوں کو دور کر دیتی ہیں۔ یہ ذکر خدا کو یاد کرنے والوں کے لئے ایک یاد دہانی ہے ؎

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْهُوْدًا وَمِنَ الَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝ (بنی اسرائیل ع ۹ - پارہ ۱۵)

اے پیغمبر صلعم آفتاب ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک نمازیں پڑھا کرو۔ اور نماز صبح بھی۔ کیونکہ صبح کا وقت فرشتوں کے حاضر ہونے کا وقت ہے۔ اور کسی قدر رات کے حصے میں بھی نماز ادا کیجئے۔ یعنی نماز تہجد پڑھا کیجئے۔ جو آپ کے لئے زائد چیز ہے امید ہے۔ کہ اس کی برکت سے آپ کا رب آپ کو مقام محمود میں پہنچائے گا ؂

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ ۝ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْهِرُوْنَ ۝ (الروم ع ۲ - پارہ ۲۱)

پس جس وقت تم لوگوں کو شام ہو۔ اور جس وقت صبح ہو۔ اللہ کی تسبیح و تقدیس کیا کرو اور آسمان وزمین میں وہی اللہ تعریف کے لائق ہے۔ نیز تیسرے پہر اور جب تم لوگوں کو دوپہر ہو۔ اللہ کی تسبیح و تقدیس کیا کرو ؂

فجر کا وقت صبح صادق سے شروع ہو کر طلوع آفتاب تک رہتا ہے۔ رات کے آخری حصے میں مشرق کی جانب آسمان پر ایک سفیدی نمودار ہوتی ہے۔ مگر وہ قائم نہیں رہتی بلکہ اس کے بعد پھر اندھیرا چھا جاتا ہے۔ اس کو **صبح کاذب** کہتے ہیں۔ اس کے تھوڑی دیر بعد اسی طرف پھر ایک سفیدی نمودار ہوتی ہے۔ اور آہستہ آہستہ اس کی روشنی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اس کو **صبح صادق** کہتے ہیں۔ صبح کا وقت اسی سے شروع ہوتا ہے۔ مردوں کے لئے مستحب ہے۔ کہ فجر کی نماز ایسے وقت شروع کریں جب کہ روشنی خوب پھیل جائے۔ اور اس قدر وقت باقی ہو۔ کہ اگر نماز ایک دفعہ چالیس پچاس آیتوں کی تلاوت سے ختم کی جائے۔ اور کسی وجہ سے نماز کا اعادہ کرنا پڑے۔ تو اسی طرح چالیس پچاس آیتیں اس میں طلوع آفتاب سے پیشتر پڑھ سکیں۔ مگر عورتوں کو ہمیشہ اور مردوں کو حالت حج میں مزدلفہ میں فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنا مستحب ہے ؂

ظہر کا وقت آفتاب ڈھلنے کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اور جب تک ہر چیز کا سایہ اصلی سایہ کے سوا دُگنا نہ ہو جائے۔ ظہر کا وقت رہتا ہے۔ مگر احتیاط یہ ہے کہ ایک مثل کے اندر اندر ظہر کی نماز پڑھ لی جائے۔ جمعہ کی نماز کا بھی یہی وقت ہے۔ صرف اس قدر فرق ہے کہ جمعہ ذرا اول وقت شروع کرنا چاہیئے۔ تاکہ خطبہ وغیرہ لوازمات جمعہ اچھی طرح ادا ہو سکیں۔ ظہر کی نماز گرمیوں میں کچھ تاخیر کر کے پڑھنی چاہیئے۔ خواہ گرمی کی شدت ہو یا نہ ہو۔ اور سردیوں میں جلد پڑھنا مستحب ہے

عصر کا وقت دو مثل سایہ ہو جانے کے بعد شروع ہو جاتا ہے۔ اور آفتاب غروب ہو جانے تک رہتا ہے۔ عصر کا مستحب وقت اس وقت تک رہتا ہے۔ جب تک آفتاب میں زردی نہ آجائے۔ اور اس کی روشنی اتنی کم ہو جائے کہ نظر اُس پر ٹھیرنے لگے۔ اس کے بعد مکروہ ہے۔ اور عصر کی نماز ہر زمانہ میں خواہ گرمی یا سردی دیر کر کے پڑھنا مستحب ہے مگر نہ اس قدر دیر کہ آفتاب میں زردی آجائے۔ اور اس کی روشنی کم ہو جائے۔ ہاں ابر والے دن عصر کا جلد پڑھنا مستحب ہے

مغرب کا وقت آفتاب کے غروب ہو جانے کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اور جب تک شفق کی سفیدی آسمان کے کناروں پر قائم رہے۔ باقی رہتا ہے۔ مغرب کی نماز وقت شروع ہوتے ہی پڑھنا مستحب ہے۔ ستاروں کے اچھی طرح نکل آنے تک دیر کرنا مکروہ تحریمی ہے ہاں جس روز ابر ہو۔ اس دن اس قدر تاخیر کر کے نماز پڑھنا کہ جس میں وقت آجانے کا اچھی طرح یقین ہو جائے مستحب ہے

عشاء کا وقت شفق کی سفیدی زائل ہو جانے کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اور جب تک صبح صادق نہ نکلے باقی رہتا ہے۔ عشاء کی نماز تہائی رات گزر جانے کے بعد اور نصف شب کے بعد مکروہ ہے۔ جس دن ابر ہو۔ اُس دن عشاء کی نماز جلد پڑھنا مستحب ہے۔ وتر کا وقت نماز عشاء کے بعد ہے۔ جو شخص تہجد کے لئے اُٹھتا ہو۔ وہ وتر اس وقت نماز تہجد کے بعد پڑھے اور اگر اس وقت نہ اُٹھتا ہو۔ تو پھر عشاء کی نماز کے بعد ہی پڑھ لینا بہتر ہے

عیدین (عید الفطر و عید الاضحیٰ) کی نماز کا وقت آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے کے بعد

شروع ہوتا ہے۔ اور زوال آفتاب تک رہتا ہے آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے کا مطلب یہ ہے، کہ آفتاب کی زردی جاتی رہے، اور روشنی ایسی تیز ہو جائے۔ کہ نظر نہ ٹھیر سکے۔ اس کی تعیین کے لئے فقہا نے لکھا ہے۔ کہ بقدر ایک نیزے کے بلند ہو جائے۔ عیدین کی نماز کا جلد پڑھنا مستحب ہے۔ یعنی اول وقت پڑھنی چاہیئے۔ تاکہ خطبہ سے فراغت پاکر لوگ اپنی دگیر ضروریات کو بھی پورا کر سکیں

آفتاب نکلتے وقت جب تک آفتاب کی زردی زائل نہ ہو جائے۔ ٹھیک دوپہر کے وقت جب تک آفتاب نہ ڈھل جائے۔ آفتاب میں سُرخی آجانے کے بعد غروبِ آفتاب تک نماز فجر پڑھ چکنے کے بعد آفتاب کے اچھی طرح نکلنے تک سب نمازیں مکروہ ہیں۔ فرض ہوں یا واجب یا نفل اور سجدہ تلاوت کا ہو یا سہو کا۔ البتہ نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں۔ اور اسی دن کی نماز عصر بھی آفتاب کے سُرخی آجانے کے بعد پڑھ سکتے ہیں

جمع بَیْنَ الصَّلاتَیْن

دو وقت کی نمازوں کا ایک ہی وقت پڑھنا جائز نہیں۔ مگر دو مقاموں میں اول عرفہ میں عصر اور ظہر کی نماز کا ظہر کے وقت میں، دوم مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز کا عشاء کے وقت میں۔ بعض احادیث سے جو جمع بین الصّلاتین کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ وہ جمع صوری پر محمول ہے۔ یعنی ایک نماز آخری وقت میں پڑھی جائے۔ اور دوسری ابتداء وقت میں اس طرح بظاہر دونمازیں جمع ہو جائیں گی۔ مگر درحقیقت وہ اپنے اپنے وقت میں پڑھی جائیں گی

اذان اور اقامت کا بیان

وَاِذَا نَادَیْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ اتَّخَذُوْھَا ھُزُوًا وَّلَعِبًا ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ ۝	اور جب تم اذان دیتے کر نماز کے لئے بلاتے ہو۔ تو کفار نماز کو کھیل اور ہنسی بناتے ہیں، اور یہ اس لئے کہ یہ ایسے لوگ ہیں، جو بالکل نہیں سمجھتے
(المائدہ ع ۹ - پارہ ۶)	
یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ	اے مسلمانو! جب جمعہ کے دن نماز جمعہ کیلئے

مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (جمعہ ع پارہ ۲۸) اذان دی جائے۔ تو یادِ الٰہی کے لئے دوڑو اور اس وقت خرید و فروخت چھوڑ دو۔ اگر تم کو سمجھ ہو۔ تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے ؏

اذان کی ابتداء مدینہ منورہ میں ۲ھ میں ہوئی۔ اس سے پہلے نماز بغیر اذان کے پڑھی جاتی تھی۔ کیونکہ اُس وقت مسلمانوں کی تعداد کچھ ایسی کثیر نہ تھی۔ اس لئے اُن کا جماعت کے لئے جمع ہو جانا بغیر کسی اطلاع کے دشوار نہ تھا۔ لیکن جب مسلمانوں کی تعداد یوماً فیوماً ترقی کرنے لگی۔ تو اس امر کی ضرورت پیش آئی۔ کہ نماز کا وقت آنے اور جماعت قائم ہونے کی اطلاع اُن کو دی جائے۔ لہٰذا اس غرض کو پورا کرنے کے لئے اذان کا طریقہ مقرر کیا گیا ؏

اذان اسی امت کے لئے مخصوص ہے۔ اگلی اُمتوں میں نہ تھی۔ اس سے اسلام کی شان و شوکت ظاہر ہوتی ہے۔ اور توحید و رسالت کی شہادت اعلان کے ساتھ ہوتی ہے۔ اس کی فضیلت اور ثواب احادیث میں بہت کچھ مذکور ہے۔ چنانچہ بخاری۔ نسائیؒ اور ابن ماجہ میں مذکور ہے۔ کہ اذان کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے۔ اور جو لوگ اُس کو سُنتے ہیں۔ جن ہوں یا انسان وہ سب قیامت کے دن اذان دینے والے کے لئے ایمان کی گواہی دیں گے۔ نیز حضورؐ نے فرمایا ہے کہ انبیاء اور شہداء کے بعد اذان دینے والے جنت میں داخل ہوں گے۔ بعض احادیث میں یہ بھی ہے۔ کہ مؤذن کا مرتبہ شہید کے برابر ہے۔ ابو داؤد اور ترمذی میں مذکور ہے۔ کہ حضورؐ نے فرمایا جو شخص سات برس تک برابر اذان دے۔ اور اس سے اس کا مقصود محض ثواب ہو۔ تو اس کے لئے دوزخ سے آزادی لکھ دی جاتی ہے۔ قیامت کے دن مؤذنوں کو بھی شفاعت کی اجازت دی جائے گی۔ کہ وہ اپنے اعزا و احباب یا جس کے لئے چاہیں خداوند عالم سے سفارش کریں۔ اذان دیتے وقت شیطان پر بہت خوف اور ہیبت طاری ہوتی ہے۔ اور بہت بھواسی سے بھاگتا ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مؤذنوں کے لئے دعائے مغفرت فرمائی ہے۔ اور اقامت کی فضیلت اور تاکید اذان سے بھی زیادہ ہے ؏

اذان کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اذان دینے والا با وضو ہو۔ اور کسی اونچے مقام پر مسجد سے علیحدہ قبلہ رو کھڑا ہو۔ اور اپنے دونوں کانوں کے سوراخوں کو کلمہ کی انگلی سے بند کر کے

اپنی طاقت کے موافق بلند آواز سے ان کلمات کو کہے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ط حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ط حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

صبح کی اذان میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے بعد اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ بھی دو دفعہ کہنا چاہیئے حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کہتے وقت دائیں جانب منہ پھیر لے۔ اس طرح کہ سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھریں، اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہتے وقت اسی طرح بائیں جانب پھیر لے اور دو مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر اس قدر سکوت کرے کہ سُننے والا اس کا جواب دے سکے۔ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کے سوا دوسرے الفاظ میں ہر لفظ کے بعد اسی طرح سکوت کر کے دوسرا لفظ کہے۔

اذان سننے والے کو مناسب ہے۔ کہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ سُن کر لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہے۔ اور اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ سن کر صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ کہے، اور باقی وہی الفاظ کہتا جائے جو مؤذن کہتا ہے، اور اذان ختم ہو چکنے کے بعد یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَالدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ۔

(اے اللہ اے مالک اس کامل دُعا (اذان) اور اس قائم ہونے والی نماز کے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ (جنت میں ایک مقام ہے) اور بزرگی عنایت فرما، اور اُن کو مقام محمود میں پہنچا، جس کا تو نے اُن سے وعدہ فرمایا ہے۔ بیشک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

اقامت کا وہی طریق ہے۔ جو اذان کا ہے، فرق صرف اس قدر ہے۔ کہ اذان مسجد سے باہر کہی جاتی ہے۔ اور اقامت مسجد کے اندر، اور اذان بلند آواز سے کہی جاتی ہے۔ اور اقامت پست آواز سے اور اقامت میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے بعد دو دفعہ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ

کیا جاتا ہے۔ اور اقامت کہتے وقت کانوں میں انگلیاں بھی نہیں رکھی جاتیں۔ اور نہ حیّ علی الصّلوٰۃ اور حیّ علی الفلاح کے وقت داہیں بائیں منہ پھیرا جاتا ہے ۔

اذان سنتِ مؤکدہ ہے۔ جمعہ کے سوا اور سب فرض عین نمازوں کے لئے ایک بار۔ مسافر ہو۔ یا مقیم۔ جماعت کی نماز ہو۔ یا تنہا۔ ادا نماز ہو یا قضا۔ مگر نماز جمعہ کے لئے دوبارہ اذان کہنا چاہیئے۔ اگر نماز ایسے سبب سے قضا ہوئی ہو۔ جس میں عام لوگ مبتلا ہوں۔ تو اس کی اذان اعلان کے ساتھ دی جائے۔ اور اگر کسی سبب سے قضا ہوئی ہو۔ تو اذان آہستہ دی جائے مسافر کے لئے اگر اس کے ساتھی موجود ہوں اذان مستحب ہے۔ سنت مؤکدہ نہیں۔ عورتوں کو اذان اور اقامت کہنا مکروہ ہے۔ خواہ جماعت سے نماز پڑھیں۔ یا تنہا۔ اگر مسجد محلہ میں اذان و اقامت ہوتی ہوں۔ تو گھر میں نماز ادا کرنے والے کو اذان نہیں کہنا چاہیئے ۔

اذان سننے والے کو مستحب ہے۔ کہ اگر چلنے کی حالت میں اذان سنے۔ تو کھڑا ہو جائے اذان سننے کی حالت میں سوا جواب دینے کے اور کسی کام میں مشغول نہ ہو۔ یہاں تک کہ سلام یا سلام کا جواب تک بھی نہ دے۔ اور اگر قرآن مجید پڑھتا ہو۔ تو اس کا پڑھنا بھی موقوف کر دے ۔

نماز کے شرائط و ارکان

نماز کا اہتمام چونکہ سب عبادتوں سے زیادہ ہے۔ اس لئے اس کے شرائط بھی بہت ہیں۔ ہم اُن میں سے مشہور شرطوں کو بیان کرتے ہیں۔ جن کی ضرورت ہر نماز میں پڑتی ہے۔ چنانچہ پہلی شرط **طہارت** ہے۔ یعنی نماز پڑھنے والے کا جسم نجاست حقیقیہ و حکمیہ سے پاک ہو۔ خواہ غلیظہ ہو۔ یا خفیفہ۔ مرئیہ ہو۔ یا غیر مرئیہ۔ اور نماز پڑھنے کی جگہ بھی پاک ہو۔ دوسری شرط **سترِ عورت** ہے۔ یعنی نماز پڑھنے کی حالت میں وہ حصہ جسم ضرور چھپا ہوا ہو۔ جس کا ظاہر کرنا شرعاً حرام ہے۔ خواہ تنہا نماز یا کسی کے سامنے۔ نماز کی حالت میں اگر جسم کے اُس حصے کا چوتھا حصہ کھل جائے جس کا چھپانا فرض ہے۔ اور وہ اتنی دیر کھلا رہے۔ جس میں ایک رکن ادا ہو سکتا ہے۔ تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔ تیسری شرط **استقبالِ قبلہ** یعنی نماز پڑھنے کی حالت میں اپنا سینہ اور منہ کعبہ مکرمہ کی طرف کرنا ضروری ہے۔ البتہ اگر کسی وجہ سے جہت قبلہ کا پتہ نہ چلے۔ اور بتلانے والا بھی کوئی نہ ہو۔ تو پھر جس طرف کو اعتبار جمے وہی جہت قبلہ ہے۔ چوتھی شرط **نیّت** ہے

یعنی دل میں نماز پڑھنے کا قصد کرنا زبان سے بھی کہنا بہتر ہے۔ مقتدی کو اپنے امام کی اقتدا کی نیت کرنا بھی شرط ہے۔ امام کو صرف اپنی نماز کی نیت کرنا شرط ہے۔ امامت کی نیت کرنا شرط نہیں۔ پانچویں شرط **تکبیر تحریمہ** ہے۔ یعنی نماز شروع کرتے وقت اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا۔ چھٹی شرط **اوقات نماز** میں نماز پڑھنا ہے۔ مثلاً کوئی شخص نماز ظہر کو اس کا وقت آنے سے پہلے پڑھنے لگے۔ تو اُس کی نماز نہ ہوگی ؛

نماز کے فرائض چھ ہیں۔ اُن میں پانچ نماز کے رکن ہیں۔ یعنی نماز اِن سے مرکب ہے اور وہ نماز کے جزو ہیں۔ لیکن چھٹا رکن نہیں ؛

پہلا فرض **قیام** ہے۔ یعنی اتنی دیر تک کھڑا رہنا جس میں اس قدر قرأت کی جا سکے جو فرض ہے۔ اور کھڑا ہونے کی حد فقہا نے یہ بیان کی ہے۔ کہ اگر ہاتھ بڑھائے جائیں۔ تو گھٹنوں تک نہ پہنچ سکیں۔ قیام صرف فرض اور واجب نمازوں میں فرض ہے۔ باقی نمازوں میں فرض نہیں۔ جو شخص قیام پر قادر نہ ہو۔ اس پر قیام فرض نہیں ؛

دوسرا فرض **قرأت** ہے۔ یعنی قرآن مجید کا پڑھنا۔ نماز میں قرآن مجید کی ایک آیت پڑھنا فرض ہے۔ خواہ بڑی ہو۔ یا چھوٹی۔ صاحبین کے نزدیک بڑی ایک آیت اور چھوٹی تین آیتوں کا پڑھنا فرض ہے۔ فرض نمازوں کی صرف دو رکعتوں میں قرأت فرض ہے۔ لیکن وتر اور نفل نمازوں کی سب رکعتوں میں قرأت فرض ہے۔ امام کے ہوتے مقتدی کو قرأت کی حاجت نہیں۔ البتہ مسبوق کو اپنی گئی ہوئی رکعتوں میں سے دو رکعت میں قرأت کرنا فرض ہے بشرطیکہ کوئی رکعت قرأت والی فوت ہو گئی ہو ؛

تیسرا فرض **رکوع** ہے۔ ہر رکعت میں ایک مرتبہ رکوع فرض ہے۔ رکوع کی حد فقہا نے یہ بیان کی ہے کہ اس قدر جھک جائے۔ جس میں دونوں ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ سکیں ؛

چوتھا فرض **سجدہ** ہے۔ ہر رکعت میں دو سجدے فرض ہیں۔ ایک سجدہ قرآن مجید سے ثابت ہے۔ اور دوسرا احادیث اور اجماع امت سے۔ سجدہ ایسی چیز پر کرنا چاہیئے۔ جو جمی رہے۔ اور پیشانی اس پر ٹک سکے۔ اگر کسی ایسی چیز پر سجدہ کیا جائے۔ جس پر پیشانی جم نہ سکے۔ جیسے روئی کا ڈھیر یا برف کا ٹکڑا وغیرہ تو درست نہیں کیونکہ روئی کا ڈھیر سجدہ کرنے سے دب

جائے گا۔ اور برف کا ٹکڑا پگھل کر اتنا نہ رہے گا، جتنا پہلے تھا ؎

پانچواں فرض قعدہ ہے، قعدہ سے وہ نشست مراد ہے، جو نماز کی دوسری رکعت میں یا آخری رکعت میں دونوں سجدوں کے بعد ہوتی ہے، اس میں اتنا بیٹھنا فرض ہے، جس میں التحیات پڑھی جاسکے، اس سے زیادہ بیٹھنا لازم نہیں ؎

چھٹا فرض نماز کو اپنے فعل سے تمام کرنا ہے، یعنی نماز ختم ہو جانے کے بعد کوئی ایسا فعل کیا جائے، جو نماز کے منافی ہو۔ مثلاً اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہہ دے۔ یا قبلہ سے پھر جائے یا کوئی اور بات چیت کرے ؎

نماز کے واجبات[1]

(۱) تکبیر تحریمہ کا خاص لفظ اللہ اکبر سے ہونا (۲) تکبیر تحریمہ کے بعد اتنی دیر کھڑا رہنا جس میں سورۂ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھی جاسکے (۳) سورۂ فاتحہ کا فرض نماز کی دو رکعتوں میں اور باقی نمازوں کی سب رکعتوں میں ایک دفعہ پڑھنا (۴) سورۂ فاتحہ کے بعد فرض نماز کی دو رکعتوں میں کسی دوسری سورت کا پڑھنا (۵) پہلے سورۂ فاتحہ پڑھنا، اس کے بعد دوسری سورت پڑھنا۔ (۶) فرض نماز کی صرف پہلی دو رکعتوں میں قرأت پڑھنا (۷) رکوع کے بعد اُٹھ کر سیدھا کھڑا ہو جانا۔ جسے قومہ کہتے ہیں (۸) سجدوں میں پورے دونوں ہاتھوں اور گھٹنوں اور دونوں پاؤں اور ناک کا زمین پر رکھنا (۹) رکوع اور سجود میں اتنی دیر ٹھیرنا کہ ایک مرتبہ تسبیح کہی جاسکے (۱۰) دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ کرنا (۱۱) قومے اور سجدے کے درمیان اس قدر ٹھیرنا کہ ایک مرتبہ تسبیح کہی جاسکے (۱۲) دو رکعت سے زیادہ کی نماز میں دوسری رکعت کے بعد بقدر التحیات کے بیٹھنا (۱۳) دونوں قعدوں میں ایک مرتبہ التحیات پڑھنا (۱۴) نماز میں اپنی طرف سے کوئی ایسا فعل نہ کرنا، جو فرض یا واجب کی تاخیر کا باعث ہو جائے (۱۵) نماز وتر میں دعائے قنوت پڑھنا (۱۶) عیدین کی نماز میں معمولی تکبیروں کے علاوہ چھ تکبیریں کہنا (۱۷) جن نمازوں میں قرأت بلند آواز سے پڑھی جاتی ہے، اُن میں بلند آواز سے اور جن میں آہستہ پڑھی جاتی

---

[1] واجب اس فعل کو کہتے ہیں، جو دلیلِ ظنی سے ثابت ہو، اس کے ترک سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، بشرطیکہ سجدۂ سہو نہ کیا جائے ؎

ہے۔ اُن میں بلند آواز سے اور جن میں آہستہ پڑھی جاتی ہے۔ اُن میں آہستہ آواز سے پڑھنا (۱۸) نماز کو السلام علیکم کہہ کر ختم کرنا نہ کسی اور لفظ سے (۱۹) دو مرتبہ السلام علیکم کہنا۔

نماز کی سُنتیں

نماز کی سُنتیں حسب ذیل ہیں :۔

(۱) تکبیر تحریمہ کہنے سے پہلے دونوں ہاتھوں کا اٹھانا مردوں کو کانوں تک اور عورتوں کو شانوں تک (۲) تکبیر تحریمہ کے بعد فوراً ہاتھ باندھ لینا دایاں اوپر اور بایاں نیچے مردوں کو ناف کے نیچے اور عورتوں کو سینے پر (۳) ہاتھ باندھنے کے بعد فوراً سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھنا (۴) سبحانک اللہ کے بعد صرف پہلی رکعت میں اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ کہنا (۵) ہر رکعت کے شروع میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہنا (۶) الحمد کے بعد اٰمِيْن آہستہ آواز سے کہنا (۷) ہر دفعہ سر جھکاتے اور اٹھاتے وقت اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہنا (۸) مردوں کا رکوع میں گھٹنوں کو دونوں ہاتھوں سے انگلیاں کشادہ کر کے پکڑنا اور عورتوں کا انگلیاں ملا کر صرف گھٹنوں پر رکھ لینا (۹) مردوں کو رکوع کی حالت میں اچھی طرح جھک جانا کہ پیٹھ اور سرین برابر ہو جائیں۔ اور عورتوں کو صرف اس قدر جھکنا کہ اُن کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں (۱۰) رکوع اور سجدے میں کم از کم تین مرتبہ تسبیح کہنا (۱۱) قومے میں امام کو صرف سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اور مقتدی کو صرف رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اور تنہا نماز پڑھنے والے کو دونوں کہنا (۱۲) سجدے کی حالت میں منہ دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھنا اور پیٹ کو زانو سے اور کہنیوں کو پہلوؤں سے علیحدہ اور کلائیوں کو زمین سے اٹھائے رکھنا۔ لیکن عورتوں کو پیٹ رانوں سے اور کہنیوں سے ملا ہوا اور کلائیوں کا زمین پر بچھا ہوا رکھنا (۱۳) حالت سجدہ میں دونوں ہاتھ کی انگلیوں کو ملا کر رکھنا اور پاؤں کی انگلیوں کا رُخ قبلے کی طرف رکھنا (۱۴) پہلے اور دوسرے قعدہ میں مردوں کو اس طرح بیٹھنا۔ کہ دایاں پیر انگلیوں کے بل کھڑا ہو۔ اور اُس کی انگلیوں کا رُخ قبلے کی طرف ہو۔ اور بایاں پیر زمین پر بچھا ہوا ہو۔ اور اسی پر بیٹھا ہو۔ دونوں ہاتھ زانوؤں پر ہوں۔ اور انگلیوں کے سرے گھٹنوں کے قریب ہوں۔ عورتیں اپنے دونوں پیر دائیں جانب نکال دیں۔ اور اپنے سرین پر بیٹھیں (۱۵) التحیات میں لا الٰہ کہتے وقت دائیں ہاتھ کی درمیانی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنانا اور چھوٹی انگلی اور اس کے پاس کی انگلی بند کر کے انگشت شہادت اٹھانا اور اِلَّا اللّٰهُ کہتے وقت

رکھ دینا اور باقی انگلیوں کو اخیر تک بدستور باقی رکھنا۔ (۱۶) فرض کی پہلی دو رکعتوں کے بعد ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا (۱۷) آخری قعدہ میں تشہد کے بعد درود شریف اور دُعا پڑھنا۔

نماز پڑھنے کی ترکیب

نماز پڑھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے۔ کہ نیت کے بعد دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھائے۔ اور ہتھیلیوں اور انگلیوں کا رُخ قبلے کی طرف کرے۔ اور اَللّٰہُ اَکْبَر کہہ کر داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے اس طرح باندھے کہ داہنی ہتھیلی بائیں ہاتھ پر ہو۔ اور داہنے ہاتھ کے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں کلائی کو پکڑے۔ اور باقی تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھائے۔ پھر آہستہ آواز سے پڑھے۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ بعد ازاں آہستہ آواز سے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ پڑھے۔ اور پھر اسی طرح بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بعد ازاں سورۂ فاتحہ پڑھے۔ اور آہستہ آواز سے اٰمِین کہے۔ بعد ازاں کوئی سورت یا کم از کم تین آیتیں پڑھے۔ پھر تکبیر کہہ کر رکوع کرے اور سر کو سُرین کے ساتھ برابر رکھے۔ اور دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑے اور کم از کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ کہے۔ پھر سر اٹھا کر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اور رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہے۔ پھر اَللّٰہُ اَکْبَر کہتا ہوا دونوں گھٹنے زمین پر رکھے۔ بعد ازاں دونوں ہاتھ اور پھر ناک اور پیشانی زمین پر رکھ دے۔ اور پیٹ کو رانوں سے اور بازوؤں کو بغلوں سے جُدا رکھے۔ اور کلائیاں زمین پر نہ بچھائے۔ اور ہاتھ پاؤں کی انگلیاں قبلے کی طرف رہیں۔ پھر کم از کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کہہ کر تکبیر کہتا ہوا سر اٹھائے اور اطمینان سے بیٹھ کر پھر تکبیر کہتا ہوا دوسرا سجدہ کرے۔ بعد ازاں تکبیر کہہ کر دوسری رکعت کے واسطے اٹھے اور اٹھتے وقت ہاتھ کو زمین پر نہ ٹیکے۔ کھڑا ہو کر پہلے بِسْمِ اللّٰهِ اور پھر اَلْحَمْدُ پڑھ کر کوئی سورت پڑھے پھر پہلی رکعت کی طرح رکوع اور سجدہ کرے۔ بعد ازاں بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھے اور داہنے پاؤں کو کھڑا رکھے دونوں پاؤں کی انگلیاں قبلہ رُخ رہیں۔ دونوں ہاتھ زانوؤں پر رکھے۔ اس طرح کہ انگلیاں کھڑی رہیں۔ پھر تشہد پڑھے جس کے الفاظ یہ ہیں اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰةُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ کہتے وقت انگشت شہادت اٹھائیں، جیسا کہ ہم نماز کی سنتوں میں بیان کر آئے ہیں۔ پھر اگر نماز تین چار رکعت کی ہو۔ تو تکبیر کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہو۔ اور پچھلی ایک یا دو رکعتوں میں وہ تمام آداب بجالائے۔ جو دوسری رکعت میں ادا کئے تھے۔ مگر باقی رکعتوں میں صرف فاتحہ ہی پڑھے۔ کوئی سورت اس کے ساتھ نہ ملائے۔ ہاں اگر سنتیں یا نوافل پڑھ رہا ہے تو پھر پچھلی دو رکعتوں میں بھی سورت ملائے۔ اسی طرح وتروں کی تیسری رکعت میں بھی سورت کا ملانا ضروری ہے۔ پھر آخری رکعت کے دو سجدوں کے بعد اس طرح بیٹھیں، جس طرح دوسری رکعت کے بعد بیٹھے تھے۔ اور تشہد پڑھنے کے بعد درود اور دُعا پڑھیں۔ اور ان کے بعد اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ کہہ کر پہلے دائیں جانب اور پھر یہی الفاظ کہہ کر بائیں جانب سلام پھیر دے ؂

سُترہ سُترہ سے مراد وہ چیز ہے۔ جو نمازی کے آگے کھڑی کی جائے۔ تاکہ اس کے آگے سے گزرنے والا گنہگار نہ ہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب کسی کھلے میدان میں نماز پڑھتے۔ تو آپ کے سامنے برچھی گاڑ دی جاتی، اور آپ اس کی آڑ میں نماز پڑھتے۔ سُترہ کی لمبائی کم از کم ایک ہاتھ اور موٹائی کم از کم ایک انگشت ہونی چاہیئے۔ امام کا سُترہ مقتدیوں کے لئے بھی سُترہ ہوتا ہے۔ یعنی اگر امام کے آگے سُترہ ہو، تو مقتدیوں کے آگے سے گزرنا جائز ہے۔ سُترہ کے بارے میں بکثرت حدیثیں ہیں۔ ہم یہاں صرف ایک حدیث نقل کرتے ہیں۔

عَنْ طَلْحَۃَ ابْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا وَضَعَ اَحَدُکُمْ بَیْنَ یَدَیْہِ مِثْلَ مُؤْخِرَۃِ الرَّحْلِ فَلْیُصَلِّ وَلَا یُبَالِ مَنْ مَرَّ وَرَآئَہٗ (مسلم) یعنی حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ سے روایت ہے، کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس وقت تم میں سے کوئی اپنے آگے اونٹ کے کجاوے کی پچھلی لکڑی کے برابر رکھ لے۔ تو اسے اس لکڑی کے پرے سے گزرنے والے کی کچھ پرواہ نہ کرنی چاہیئے۔ سُترہ کی تاکید اس لئے ہے۔

کہ نمازی کے آگے سے گزرنا سخت گناہ ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو اس کی برائی معلوم ہو جائے۔ تو سو برس تک اڑا کھڑا رہے۔ اور آگے سے نہ گزرے ؎

نمازِ فجر کی کیفیت

فجر کی نماز میں فرض سے پہلے دو رکعت سنت مؤکدہ ہیں ان کی تاکید تمام مؤکدہ سنتوں سے زیادہ ہے۔ یہاں تک کہ بعض روایات میں امام صاحب سے ان کا وجوب منقول ہے۔ بعض علماء نے لکھا ہے۔ کہ ان کے انکار سے کفر کا خوف ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان دو رکعتوں کی بہت حفاظت کیا کرتے۔ اور فرمایا کرتے کہ فجر کی دو رکعتیں دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں ایک حدیث میں ارشاد ہے۔ کہ فجر کی سنتیں نہ چھوڑو چاہے تم کو گھوڑے کچل ڈالیں یعنی جان کا خوف ہو۔ تب بھی نہ چھوڑو۔ اس سے مقصود تاکید اور ترغیب ہے۔ ورنہ جان کے خوف سے تو فرض کا چھوڑنا بھی جائز ہے۔ سنتوں کے بعد پھر دو رکعت فرض ادا کریں۔ اور ان دونوں رکعتوں میں بہتر ہے کہ چالیس پچاس آیات پڑھیں۔ اس نماز میں قرأت اونچی آواز سے پڑھی جاتی ہے۔ اور تمام فرائض نماز سے اس میں قرأت لمبی ہوتی ہے ؎

نمازِ ظہر کی کیفیت

ظہر کی نماز میں پہلے چار رکعت سنت پڑھیں۔ بعد ازاں پھر دو رکعت سنتیں پڑھیں۔ یہ چھ مؤکدہ ہیں۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص ظہر کی ان چھ سنتوں پر ہمیشگی کرے گا۔ خدا اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دے گا۔ ظہر کی نماز میں قرأت آہستہ پڑھی جاتی ہے۔ اور قرأت طویل ؎

نمازِ عصر کی کیفیت

عصر کے وقت صرف چار رکعتیں فرض ہیں۔ البتہ فرضوں سے پہلے چار رکعت مستحب ہیں۔ اس نماز کے بعد اور کوئی نماز پڑھنی جائز نہیں۔ حدیث میں اس نماز کی بہت تاکید آئی ہے۔ چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "جس کی نماز عصر ترک ہو گئی۔ تو گویا اس کا سارا مال اور اہل وعیال لوٹ لئے گئے" ابو داؤد میں ہے۔ کہ حضورؐ نے فرمایا۔ جو شخص فرضِ عصر سے پہلے چار

رکعت سنت پڑھے۔ خدا اُس پر رحم فرمائے۔ اس نماز میں بھی قرأت آہستہ ہوتی ہے، اور مختصر سورتیں پڑھی جاتی ہیں ؂

نماز مغرب کی کیفیت

مغرب کی نماز میں تین رکعت فرض ہیں۔ اور بعد ازاں دو رکعت سنتِ مؤکدہ۔ اس نماز میں قرأت اونچی آواز سے پڑھی جاتی ہے۔ چونکہ اس کا وقت تھوڑا ہوتا ہے۔ اس لئے اس میں مختصر سورتیں پڑھی جاتی ہیں ؂

نماز عشاء کی کیفیت

عشاء کے وقت چار رکعتیں فرض ہیں، جن میں قرأت اونچی آواز سے پڑھی جاتی ہے۔ بعد ازاں دو رکعت سنت مؤکدہ ہیں، فرضوں سے پہلے چار رکعت مستحب ہیں۔ اس نماز میں لمبی سورتیں پڑھنی چاہئیں، مگر نماز فجر و ظہر سے کم۔ دو رکعت سنتوں کے بعد تین رکعت وتر پڑھنے چاہئیں، اور ان کے بعد دو رکعت نفل مستحب ہیں۔ وتر پڑھنے کی ترکیب نماز وتر میں مذکور ہے ؂

نماز سے فارغ ہونے کے بعد کے اوراد

نماز سے فارغ ہونے کے بعد

پہلے تین دفعہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ کہے۔ پھر مندرجہ ذیل دعاؤں سے جو دُعا چاہے پڑھے
دُعائے اوّل۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ یَاذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ (مسلم) اے اللہ تو سلام ہے اور تجھ ہی سے سلامتی ہے، اے صاحب بزرگی وعزت تو بابرکت ہے) دُعائے دوم رَبِّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ (مشکوٰۃ) اے اللہ اپنے ذکر وشکر اور اپنی بہترین عبادت پر میری مدد کر) دعائے سوم لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ (بخاری ومسلم) خدا کے سوا کوئی قابل پرستش نہیں۔ وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اُسی کے لئے سلطنت

ہے، اور اسی کے لئے سب تعریف ہے، اور وہی ہر چیز پر قادر ہے، اے اللہ! جو چیز تو عطا کرے، اس کا منع کرنے والا کوئی نہیں، اور جو چیز تو منع کرے، اس کا دینے والا کوئی نہیں، اور دولتمند کو تیرے عذاب سے دولت فائدہ نہیں دیتی) دُعائے چہارم

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ اَرْذَلِ الْعُمُرِ (اے اللہ! میں نامردی۔ بخل اور نکمی عمر کی طرف لوٹ کر جانے اور دُنیاوی فتنے اور عذاب قبر سے پناہ مانگتا ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر نماز کے بعد تینتیس دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہِ اور تینتیس دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور چونتیس دفعہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور ایک دفعہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پڑھا کرتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے۔ جو شخص اس طرح کہیگا اس کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے، اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ نیز حدیث میں آیا ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ جو شخص ہر نماز کے پیچھے آیۃ الکرسی پڑھے وہ مرتے ہی جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ ہر نماز کے بعد مُعَوَّذَتَیْن یعنی قرآن مجید کی آخری دو سورتیں پڑھنے کا بھی حدیث میں حکم ہے ؏

ان دعاؤں میں سے کوئی دُعا پڑھنے کے بعد اپنے ہاتھ بلند کر کے نہایت عاجزی اور زاری اور خشوع وخضوع سے دعا مانگے۔ حدیث میں آیا ہے کہ حضورؐ دُعا میں اپنے ہاتھ یہاں تک بلند کرتے کہ آپؐ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگتی ؏

نمازِ جماعت اور اُس کی تاکید و فضیلت!

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ ۝ (البقر۔ ع-۵ پ-۱ الم)	اور نماز پڑھا کرو، اور زکوٰۃ دیا کرو۔ اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کیا کرو ؏
عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃُ الْجَمَاعَۃِ	حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تَفْضُلُ صَلٰوةُ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّ عِشْرِيْنَ دَرَجَةً (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِحَطَبٍ فَيُحْطَبُ ثُمَّ اٰمُرَ بِالصَّلٰوةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ اُخَالِفُ اِلٰى رِجَالٍ لَا يَشْهَدُوْنَ الصَّلٰوةَ فَاُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ ط (بخاری ومسلم)

جماعت کی نماز اکیلے کی نماز سے ستائیس درجے بڑھی ہوئی ہے ؎

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اُس ذات پاک کی قسم ہے۔ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ کسی کو لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں۔ اور جب لکڑیاں جمع ہو جائیں۔ تو نماز کے لئے اذان کا حکم دوں۔ پھر ایک شخص کو حکم دوں کہ لوگوں کی امامت کرائے۔ اور میں اُن لوگوں کی طرف جاؤں۔ جو حاضر جماعت نہیں ہوئے۔ پھر اُن کے گھروں میں آگ لگا دوں ؎

جماعت کم از کم دو آدمیوں کے مل کر نماز پڑھنے کو کہتے ہیں۔ اس طرح کہ ایک شخص اُن میں تابع ہو۔ اور دوسرا متبوع۔ اور تابع اپنی نماز کی صحت اور فساد کو امام کی نماز پر موقوف کر دے۔ امام کے سوا ایک آدمی کے شریک ہو جانے سے جماعت ہو جاتی ہے خواہ آدمی مرد ہو یا عورت، غلام ہو یا آزاد۔ سمجھدار ہو یا نابالغ۔ ہاں جمعہ وغیرہ کی نماز میں امام کے سوا کم از کم دو آدمی ضروری ہیں۔ جماعت کے لئے یہ بھی ضروری نہیں۔ کہ فرض نماز ہو۔ اگر نفل بھی دو آدمی اس طرح پڑھیں تو جماعت ہو جائے گی۔ خواہ امام اور مقتدی دونوں نفل پڑھتے ہوں۔ یا امام فرض پڑھتا ہو۔ اور مقتدی نفل ؎

جماعت کی فضیلت اور تاکید میں صحیح احادیث اس کثرت سے وارد ہوئی ہیں۔ کہ اگر ان سب کو جمع کیا جائے۔ تو ایک ضخیم رسالہ تیار ہو سکتا ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو کبھی ترک نہیں فرمایا۔ حتیٰ کہ حالت مرض میں جب آپ کو خود چلنے کی قوت نہ تھی۔ دو

آدمیوں کے سہارے سے مسجد میں تشریف لے گئے۔ اور جماعت سے نماز پڑھی۔ تارک جماعت پر آپ کو سخت غصہ آتا۔ اور ترک جماعت پر سخت سے سخت سزا دینے کو آپ کا دل چاہتا تھا

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی تاکید اس لئے ہے۔ کہ اس میں بے شمار فوائد مضمر ہیں ایک فائدہ تو یہی ہے کہ تمام مسلمانوں کو ایک دوسرے کے حال سے اطلاع ہوتی رہتی ہے اور اس طرح ایک دوسرے کے درد و مصیبت میں شریک ہو سکتے ہیں۔ دینی اخوت اور ایمانی محبت کا پورا اظہار ہوتا ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے۔ کہ اس سے اسلام کی شان و شوکت ظاہر ہوتی ہے۔ تیسرا فائدہ ہے۔ کہ مسلمانوں کا مل کر اللہ کی عبادت کرنا اور اس سے دُعا مانگنا نزولِ رحمت اور قبولیت کے لئے ایک عجیب خاصیت رکھتا ہے۔ چوتھا فائدہ یہ ہے کہ اطاعت اور فرمانبرداری کی عادت پیدا ہوتی ہے۔ جو دینی اور دنیاوی ترقیوں کا اصل اصول اور بے شمار جگہ کام آنے والی چیز ہے ؎

اگر کوئی شخص بلا عذر جماعت میں حاضر نہ ہو۔ تو اس کی نماز نہیں ہوتی۔ البتہ اگر کوئی عذر ہو۔ تو پھر جماعت میں حاضر نہ ہو تو مضائقہ نہیں۔ مثلاً بارش ہو رہی ہو۔ یا راستے میں بہت کیچڑ ہو سخت سردی ہو۔ جس سے بیماری کا خوف ہو۔ یا مسجد میں جانے سے کسی دشمن کے مل جانے کا خوف ہو۔ یا سخت اندھیرا ہو۔ اور آندھی چل رہی ہو۔ یا کسی مریض کی تیمارداری میں مصروف ہو۔ یا کوئی ایسی بیماری ہو۔ جس کی وجہ سے چل پھر نہ سکے یا نابینا ہو۔ اور مسجد تک پہنچانے والا کوئی نہ ہو وغیرہ ؎

مقتدی کے لئے ضروری ہے کہ نماز کی نیت کے ساتھ امام کی اقتداء کی بھی نیت کرے۔ یعنی دل میں یہ ارادہ کرے۔ کہ میں اس امام کے پیچھے فلاں نماز پڑھتا ہوں نیز یہ بھی ضروری ہے کہ امام اور مقتدی کا مکان متحد ہو۔ خواہ حقیقتہً خواہ حکماً۔ چنانچہ اگر مقتدی چھت پر کھڑا ہو۔ اور امام مسجد کے اندر تو درست ہے۔ کیونکہ مسجد کی چھت مسجد کے حکم میں ہے۔ لیکن اگر امام یا مقتدی دوسرے سے گز بھر بلند جگہ پر اکیلا کھڑا ہو گا۔ تو نماز مکروہ ہوگی۔ اسی طرح اگر کوئی اس گھر کی چھت پر کھڑا ہو جو مسجد سے متصل ہے۔ اور درمیان میں کوئی چیز حائل نہیں۔ تو وہ بھی حکماً مسجد سے متحد سمجھی جائے گی۔ اور نماز اس پر جائز ہوگی۔

یہ بھی ضروری ہے۔ کہ امام اور مقتدی کی نماز مغائرہ نہ ہو۔ اگر مغائرہ ہوگی، تو اقتدا درست نہ ہوگی۔ امام کی نماز فاسد ہونے سے سب کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

عیدین اور جمعہ کے لئے جماعت شرط ہے۔ یعنی بغیر جماعت کے یہ ادا نہیں ہو سکتی پنجوقتی نمازوں کے لئے واجب ہے۔ بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو۔ نماز تراویح میں جماعت سُنت مُؤکدہ ہے۔ نماز کسوف کے لئے بھی سنت مؤکدہ ہے۔ ماہ رمضان میں وتر کی جماعت مستحب ہے

امامت

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَؤُھُمْ بِکِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَاِنْ کَانُوْا فِی الْقِرَاءَۃِ سَوَاءً فَاَعْلَمُھُمْ بِالسُّنَّۃِ فَاِنْ کَانُوْا فِی السُّنَّۃِ سَوَاءً فَاَقْدَمُھُمْ ھِجْرَۃً فَاِنْ کَانُوْا فِی الْھِجْرَۃِ سَوَاءً فَاَقْدَمُھُمْ سِنًّا ۔ (مسلم)

حضرت ابو مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ قوم کا امام اُس شخص کو ہونا چاہیئے۔ جو قرآن سب میں اچھا پڑھتا ہو۔ اگر قرآن کے پڑھنے میں سب برابر ہوں۔ تو وہ شخص امام بنے جو سنت سے زیادہ واقف ہو۔ اگر قرآن و سنت میں سب برابر ہوں۔ تو وہ شخص زیادہ مستحق ہے جس نے سب سے پہلے ہجرت کی ہو۔ اور اس میں بھی برابر ہوں۔ تو وہ شخص امام بنے جو عمر میں سب سے بڑا ہو

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانُوْا ثَلٰثَۃً فَلْیَؤُمَّھُمْ اَحَدُھُمْ وَاَحَقُّھُمْ بِالْاِمَامَۃِ اَقْرَاُھُمْ ۔ (مسلم)

حضرت ابو سعید خُدری سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تین آدمی ہوں، تو اُن میں سے ایک امام بنے۔ اور امام بننے کا حقدار وہ شخص ہے جو سب سے اچھا قرآن پڑھتا ہو

امامت کا سب سے زیادہ مستحق وہ شخص ہے۔ جس میں وہ اوصاف سب سے زیادہ

پائے جائیں، جو امامت کے لئے ضروری ہیں۔ اور اگر ایسے شخص کئی ہوں، جن میں امامت کی لیاقت ہو۔ تو غلبہ رائے پر عمل کریں، یعنی جس شخص کی طرف زیادہ لوگوں کی رائے ہو۔ اس کو امام بنائیں استحقاق امامت سب سے زیادہ اس شخص کو ہے۔ جو نماز کے مسائل خوب جانتا ہو۔ اور جس قدر قرأت مسنون ہے، اُسے یاد ہو۔ اور بظاہر اس میں کوئی فسق وغیرہ نہ ہو۔ اس کے بعد اُس شخص کا درجہ ہے، جو قرآن مجید عمدہ آواز سے اور قرأت کے موافق پڑھتا ہو۔ بعد ازاں وہ شخص جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ عمر رکھتا ہو۔ پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ خلیق ہو۔ پھر وہ جو سب سے زیادہ خوبصورت ہو۔ پھر وہ شخص جو عمدہ لباس پہنے ہو۔ پھر وہ شخص جس کا سر سب سے بڑا ہو۔ پھر وہ شخص جو مقیم ہو، بہ نسبت مسافروں کے۔ جس شخص میں دو وصف پائے جائیں۔ وہ اُس کی نسبت زیادہ مستحق ہے، جس میں ایک وصف پایا جائے ؛

اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے، کہ امام اور مقتدی کا ہم مذہب ہونا بھی ضروری ہے یا نہیں، شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ کا یہ فیصلہ ہے۔ کہ ضروری نہیں۔ امام مالکی یا شافعی مذہب ہو۔ اور مقتدی حنفی تو اقتداء جائز ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔ اَلصَّلٰوةُ وَاجِبَةٌ عَلَيْكُمْ خَلْفَ كُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا كَانَ اَوْ فَاجِرًا وَاِنْ عَمِلَ الْكَبَائِرَ یعنی ہر مسلمان کے پیچھے نماز واجب ہے، نیکوکار ہو یا بدکار اگرچہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہی کیوں نہ ہو۔ ہاں بدعتی اور منکر حدیث اور فرقۂ امامیہ کے پیچھے نماز درست نہیں۔ غیر مقلد کے پیچھے بھی حنفی نماز پڑھ سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ امام صاحب کو بُرا نہ کہتا ہو۔ اور اگر وہ اُن کو بُرا کہتا ہے۔ تو ایک مسلمان کی غیبت کرنے کے باعث فاسق ہوگا، اور اُس کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی ہے ؛

امام کو چاہیئے کہ اپنے مقتدیوں کی حاجت اور ضرورت اور ضعف کا خیال رکھے۔ جو سب میں زیادہ صاحب ضرورت ہو، اس کی رعایت کرکے قرأت وغیرہ کرے۔ بلکہ زیادہ ضرورت کے وقت مقدار مسنون سے بھی کم قرأت کرنا بہتر ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ ایک بچے کے رونے کی آواز سن کر حضرتؐ نے فجر کی نماز میں صرف معوذتین پر اکتفا کی تھی، کیونکہ اُس کی ماں نماز میں تھی۔ لمبی لمبی سورتیں پڑھنا جو مقدار مسنون سے بھی زیادہ ہوں یا رکوع اور سجدے وغیرہ میں

دیر تک رہنا مکروہ تحریمی ہے۔ لیکن اگر سب مقتدیوں کی متفقہ رائے طویل قرأت وغیرہ کی ہو، تو پھر بلا کراہت درست ہے ۔

مقتدی اگر ایک ہی ہو۔ تو اس کو امام کے دائیں جانب امام کے برابر یا کچھ پیچھے ہٹ کر کھڑا ہونا چاہیئے۔ اگر ایک سے زیادہ مقتدی ہوں۔ تو انہیں امام کے پیچھے صف باندھ کر کھڑا ہونا چاہیئے اگر نماز شروع کرتے وقت ایک ہی مقتدی ہو، اور وہ امام کی دائیں جانب کھڑا ہو گیا۔ اس کے بعد اور مقتدی آ گئے، تو پہلے مقتدی کو چاہیئے، کہ پیچھے ہٹ آئے۔ اگر وہ نہ ہٹے تو وہ لوگ اس کو پیچھے کھینچ لیں۔ اگر پیچھے ہٹنے کی جگہ نہ ہو۔ تو امام خود آگے بڑھ جائے۔ اگر مقتدیوں میں مختلف قسم کے لوگ ہوں۔ کچھ مرد کچھ عورت۔ کچھ مخنث کچھ نابالغ تو امام پہلے مردوں کی صفیں قائم کرے۔ پھر نابالغ لڑکوں کی پھر نابالغ لڑکیوں کی پھر بالغ مخنثوں کی اور پھر نابالغ مخنثوں کی۔ پھر بالغ عورتوں کی۔ پھر نابالغ لڑکیوں کی، صفوں کو نہایت سیدھا ہونا چاہیئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام صفوں کو سیدھا کرنے کی تاکید فرمایا کرتے تھے ۔

اگر کوئی شخص فجر، مغرب یا عشاء کا فرض آہستہ آواز سے پڑھ رہا ہو، اور کوئی شخص آ کر اُس کی اقتداء کرے، تو اُس پر بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے۔ جہاں سے پڑھ رہا ہو وہیں سے پکار کر پڑھنے لگے ۔

مسبوق (وہ شخص جو ابتدائے نماز سے امام کے ساتھ شریک نہیں ہوا۔ پیچھے آ کر ملا ہے) کو چاہیئے کہ پہلے امام کے ساتھ شریک ہو کر جس قدر نماز باقی ہو جماعت سے ادا کرے۔ بعد ازاں کھڑے ہو کر فوت شدہ رکعتیں ادا کرے، اور انہیں اس ترتیب سے ادا کرے۔ کہ پہلے قرأت والی اور پھر بے قرأت۔ اور جو رکعتیں امام کے ساتھ پڑھ چکا ہے، اُن کے حساب سے قعدہ کرے۔ مثلاً ایک رکعت اُس نے امام کے ساتھ پڑھی ہے۔ تو ایک رکعت اور پڑھ کر قعدہ کرے ۔

اگر جماعت کا قعدہ مل جائے اور رکعتیں نہ ملیں۔ تب بھی جماعت کا ثواب مل جائے گا۔ اگرچہ اصطلاح فقہا میں اُس کو جماعت کی نماز نہیں کہتے۔ جماعت سے ادا کرنا نہیں کہا جائے گا۔ جب کل رکعتیں مل جائیں یا اکثر رکعتیں مل جائیں۔ جب رکعت کا رکوع امام کے ساتھ مل جائے تو سمجھا جائیگا کہ وہ رکعت مل گئی۔ ہاں اگر رکوع نہ ملے تو اس رکعت کا شمار ملنے میں نہ ہو گا ۔

اگر فرض نماز ہو رہی ہو۔ اور کسی رکعت کے چلے جانے کا خوف ہو۔ تو سنت وغیرہ نہ شروع کی جائے۔ مگر فجر کی سنتیں چونکہ زیادہ مؤکد ہیں۔ اس لئے ان کے لیے حکم ہے۔ کہ اگر فرض شروع ہو چکا ہو۔ تب بھی ادا کر لی جائیں۔ بشرطیکہ قعدہ اخیر مل جانے کی اُمید ہو۔ لیکن انہیں ایسی جگہ پڑھے جو مسجد سے علیحدہ ہو۔ اگر کوئی ایسی جگہ نہ ملے۔ تو مسجد کے کسی گوشہ میں پڑھ لے۔ اور یہ بھی نہ ہو۔ تو نہ پڑھے۔

مفسداتِ نماز

شرائط نماز میں سے کسی شرط کے مفقود ہو جانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اگر نماز کے فرض کو عمداً یا سہواً ترک کر دیا جائے یا واجب کو سہواً چھوڑ کر سجدہ نہ کیا جائے۔ یا کسی سے کلام کیا جائے۔ لیکن اگر مقتدی امام کو لقمہ دے۔ تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ حالتِ نماز میں قرآن مجید دیکھ کر قرأت کرنے سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ اور اسی طرح بلا عذر کھانسنے سے اور رونے یا آہ و اُف کرنے سے۔ ہاں اگر یہ باتیں بے اختیار صادر ہوں۔ تو پھر نماز فاسد نہ ہوگی۔ عملِ کثیر سے بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ قرآن مجید کے پڑھنے میں اگر ایسی غلطی ہو جائے جس سے معنے بدل جائیں۔ تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ کھانا۔ پینا بلا ضرورت چلنا وغیرہ مفسدِ نماز ہیں۔

مکروہاتِ نماز

حالت نماز میں خلاف دستور کپڑا پہننا مکروہ ہے۔ مثلاً کرتہ پہنے اور آستینوں میں ہاتھ نہ ڈالے۔ یا چادر کا کنارہ شانے پہ نہ ڈالے رکوع یا سجدے میں جاتے وقت کپڑوں کو مٹی سے بچانے کے لئے اٹھا لینا مکروہ تحریمی ہے اسی طرح حالت نماز میں کوئی لغو فعل کرنا جو عملِ کثیر کی حد تک نہ پہنچے مکروہ تحریمی ہے۔ جیسے کوئی شخص اپنے بدن کو بلا ضرورت کھجلائے۔ نماز کے وقت کپڑا پہننا بھی مکروہ تحریمی ہے۔ جن کو پہن کر عام لوگوں کے پاس نہ جا سکتا ہو۔ برہنہ سر نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے۔ ہاں اگر عاجزی ظاہر کرنے کے لئے ایسا کرے تو مضائقہ نہیں۔ اگر ٹوپی یا عمامہ نماز پڑھتے وقت گر جائے تو افضل یہ ہے۔ کہ اسی حالت میں اٹھا کر پہن لے۔ ہاں اگر عملِ کثیر کی ضرورت پڑے تو پھر نہ پہنے۔ سجدے کے مقام سے کنکریوں کا ہٹانا بھی مکروہ ہے۔ ہاں اگر بغیر ہٹائے سجدہ ممکن نہ ہو۔ تو پھر ہٹانا ضروری ہے۔ مردوں کے اپنے دونوں ہاتھوں کی کہنیاں سجدے کی حالت

میں زمین پر بچھا دینا مکروہِ تحریمی ہے۔ صرف پیشانی یا صرف ناک پر سجدہ کرنا مکروہ ہے۔ اور اسی طرح عمامہ کے پیچ پر مقتدی کو اپنے امام سے پہلے کسی فعل کا کرنا مکروہِ تحریمی ہے۔

نماز میں حدث ہو جانے کا بیان

نماز پڑھتے وقت اگر وضو ٹوٹ جائے۔ تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ بلکہ اس شخص کو اختیار ہے۔ کہ وضو کرنے کے بعد اُسی نماز کو قائم کرے۔ ہاں نماز کا اعادہ کرے تو بہتر ہے۔ اگر مقتدی ہو۔ تو اُس کو چاہیئے کہ وضو ٹوٹ جانے کے بعد فوراً سلام پھیر کر جس قدر جلد ممکن ہو، وضو سے فارغ ہو کر واپس آ جائے۔ اور اپنی نماز پوری کرے۔ اور اس عرصے میں کوئی کلام نہ کرے۔ پانی اگر قریب مل سکے، تو دور نہ جائے۔ امام کو حدث ہو جائے۔ تو فوراً سلام پھیر کر وضو کرنے کو چلا جائے۔ اور اپنے مقتدیوں میں سے جس کو امامت کے لائق سمجھتا ہو۔ اس کو اپنی جگہ پر کھڑا کر دے۔ اور وضو کر چکنے کے بعد اگر جماعت باقی ہو۔ تو جماعت میں آ کر اپنے خلیفہ کا مقتدی بن جائے۔ اور جماعت ہو چکی ہو۔ تو اپنی نماز علیحدہ پوری کرے۔ اگر پانی مسجد کے اندر ہی موجود ہو تو پھر کسی کو خلیفہ بنانا ضروری نہیں، بلکہ وضو کر کے پھر امام بن جائے۔ اور اتنی دیر مقتدی اُس کے انتظار میں رہیں۔ مگر شرائطِ بنائے نماز سے ایک شرط یہ بھی ہے، کہ وہ کلام وغیرہ دیگر مفسداتِ نماز کھانے پینے وغیرہ کا مرتکب نہ ہو۔ ورنہ نماز درست نہ ہوگی۔ از سر نو نماز ادا کرنی ہوگی ؛

فوت شدہ نمازوں کی قضا

بے عذر نماز کا قضا کرنا تو گناہِ کبیرہ ہے، جو صدق دل سے توبہ کئے بغیر معاف نہیں ہوتا۔ ہاں اگر کسی عذر سے نماز قضا ہو جائے، اور اس میں کئی شخص شریک ہوں، تو وہ اُس نماز کو جماعت سے ادا کریں۔ اگر بلند آواز کی نماز ہو، تو بلند آواز سے اور آہستہ آواز کی ہو تو آہستہ آواز سے قرأت پڑھیں ؛

فرض نمازوں کی قضا بھی فرض ہے۔ اور واجب کی قضا واجب ہے، وتر کی قضا واجب ہے۔ مؤکدہ یا غیر مؤکدہ سنتوں اور نفلوں کی قضا نہیں ہو سکتی۔ مگر سنت ہو یا نفل غرض کوئی سی نماز ہو شروع کرنے سے لازم ہو جاتی ہے۔ پس اگر کسی وجہ سے فاسد ہوگی، تو اُس کا اعادہ اور قضا واجب ہوگی۔ ہاں فجر کی سنتوں کے لئے یہ حکم ہے۔ کہ اگر فرض کے ساتھ قضا ہو جائیں

اور فرض کی قضا قبل از زوال پڑھی جائے۔ تو سُنتیں بھی پڑھ لی جائیں۔ اگر بعد از زوال پڑھی جائے تو سُنتیں نہ پڑھی جائیں۔ اگر فجر کی صرف سُنتیں قضا ہوں، تو طلوعِ آفتاب کے بعد زوال سے پہلے پڑھ لی جائیں۔ ظہر کی پہلی سُنتوں کے لئے یہ حکم ہے۔ کہ وہ پچھلی دو سنتوں کے پہلے پڑھ لی جائیں۔ وقت گزرنے کے بعد نہ پڑھی جائیں ؎

وقتی نمازیں اور قضا نمازیں اور اسی طرح قضا نمازوں میں باہم ترتیب ضروری ہے بشرطیکہ وہ قضا فرض نماز کی ہو۔ یا وتر کی۔ مثلاً کسی کی ظہر کی نماز قضا ہوگئی ہو۔ تو عصر کی وقتی نماز سے اس کو پہلے پڑھے۔ اور وتر قضا ہو گئے ہوں تو اسے نماز فجر سے پہلے پڑھے۔ اگر کسی کے ذمّے فجر اور ظہر کی قضا ہو، تو ان میں بھی ترتیب ضروری ہے۔ ہاں اگر قضا نماز یاد نہ رہے۔ اور وقتی نماز پڑھ لے۔ تو پھر ترتیب ساقط ہو جائے گی۔ اگر قضا نمازیں پانچ سے بڑھ جائیں۔ تو پھر بھی ترتیب ساقط ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اگر کسی شخص کی کچھ نمازیں مختلف ایام میں قضا ہوئی ہوں۔ اور یہ یاد نہ ہو۔ کہ پہلے کون قضا ہوئی تھی۔ تو ترتیب ساقط ہو جائے گی اسی طرح اگر وقت اتنا تنگ ہو۔ کہ صرف وقتی ہی ادا ہو سکتی ہو۔ تو بھی ترتیب ساقط ہو جائے گی۔

اگر کسی شخص کی کچھ نمازیں حالت مرض میں فوت ہوئی ہوں۔ تو اُسے چاہیئے۔ کہ مرتے وقت اپنے وارثوں سے وصیت کر جائے۔ کہ میرے مال سے ہر نماز کے عوض صدقہ دے دیں اور اس کے وارث اس کے مال کی تہائی سے ہر نماز کے عوض سوا سیر گیہوں یا ڈھائی سیر جَو یا ان کی قیمت محتاجوں کو دیدیں۔ اس سیر سے سیر دہلی مراد ہے ؎

اگر کوئی شخص کسی کو جو حالت نماز میں ہو۔ فریاد رسی کے لئے بلائے تو ایسی حالت میں نماز توڑ دینا فرض ہے۔ اگرچہ یہ معلوم نہ ہو۔ کہ اس پہ کون سی مصیبت آئی ہے۔ حالت نماز میں اگر ماں باپ پکاریں۔ تو فرض نماز نہ توڑے۔ اور نفل نماز ہو۔ تو توڑنے میں مضائقہ نہیں ؎

مریض اور معذور کی نماز

اگر کوئی شخص کسی مرض کے باعث نماز کے ارکان ادا کرنے پر پورے طور سے قادر نہ ہو۔ تو اس کو چاہیئے کہ اپنے طاقت اور قدرت کے موافق ارکان نماز ادا کرے۔ اگر کھڑا ہونے کی طاقت نہ ہو۔ تو بیٹھ کر نماز پڑھے۔ اگر بیٹھ بھی نہ سکتا ہو۔ تو لیٹ کر اشارے سے نماز پڑھے۔ اور لیٹنے کی

حالت میں بہتر یہ ہے کہ چت لیٹے ، اور پیر قبلے کی طرف ہوں ، اور سر کے نیچے کوئی تکیہ وغیرہ رکھ لے تاکہ منہ قبلہ کے سامنے ہو جائے ۔ پہلو کے بل لیٹے تو بھی درست ہے ۔ بشرطیکہ منہ قبلے کی طرف ہو ۔ اگر اشارہ بھی نہ کر سکتا ہو ، تو نہ پڑھے ، اور بعد از صحت قضا کر کے پڑھے ۔ اور اگر صحت میسر نہ ہو ۔ تو وارثوں سے اداے فدیہ کی وصیت کر جائے ✽

اگر کوئی شخص لمبی قرأت کے باعث کھڑا نہ ہو سکے ، اور تکلیف ہونے لگے ۔ تو کسی دیوار یا درخت یا لکڑی سے تکیہ لگانا جائز ہے ۔ نفل نماز کو باوجود قدرتِ قیام بیٹھ کر پڑھنا بھی جائز ہے ، ابتداء میں بیٹھنے یا درمیان میں ۔ لیکن ایسی صورت میں کھڑے ہو کر نفل پڑھنے سے دگنا ثواب ملتا ہے ۔ بیٹھ کر پڑھنے کی نسبت ✽

نمازِ تہجد

نمازِ تہجد سنت ہے ۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس کو ہمیشہ پڑھا کرتے تھے ، اور صحابہؓ کو اس کے پڑھنے کی ترغیب دلایا کرتے تھے ، اس کے فضائل میں بہت سی احادیث وارد ہیں ، چنانچہ صحیح مسلم میں ہے ۔ کہ حضورؐ نے فرمایا ۔ فرض نمازوں کے بعد تہجد کا مرتبہ ہے ۔ حضرات صوفیائے کرام فرماتے ہیں ۔ کہ کوئی شخص نماز تہجد کے بغیر درجہ ولایت کو نہیں پہنچتا ✽

اس کا وقت عشاء کی نماز کے بعد ہے ۔ سنت یہ ہے کہ عشاء کی نماز پڑھ کر سو رہے اور نصف شب کے بعد اٹھ کر یہ نماز پڑھے ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اکثر آٹھ رکعتیں پڑھا کرتے تھے ۔ ایک ایک سلام سے دو دو رکعتیں ۔ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ آپ نے تہجد کی دس رکعتیں بھی پڑھی ہیں

نبی صلے اللہ علیہ وسلم تہجد کے لئے کبھی آدھی رات کو اور کبھی اس سے کچھ پہلے اور کبھی اس کے بعد اُٹھتے ، اور پہلے یہ دُعا پڑھتے ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ (اس خدا کا شکر ہے ۔ جس نے ہمیں موت کے بعد زندہ کیا ۔ اور اسی کی طرف سب کا رجوع ہے) بعد ازاں دونوں ہاتھ منہ پر ملتے ، تاکہ نیند کا اثر جاتا رہے ۔ بعد ازاں مسواک فرماتے پھر وضو فرماتے ۔ بعد ازاں نماز شروع کرتے ، نماز پڑھنے میں آپ کی عادت مختلف تھی ۔ کبھی چھ رکعت پڑھتے اور ہر دو رکعت کے بعد سو رہتے ، سو

اُٹھنے کے بعد پھر اُسی طرح مسواک اور وضو کرتے۔ لیکن اکثر عادت آپ کی آٹھ رکعتیں اختیار کی ہیں۔ وتر کی نماز حضرت تہجد کے بعد پڑھتے تھے۔ اگر فجر کا وقت آجاتا تو اس کے بعد فجر کی سنتیں بھی پڑھ لیتے۔ پھر تھوڑی دیر لیٹ رہتے۔ اس کے بعد فجر کی نماز پڑھنے تشریف لے جاتے ÷

نمازِ تراویح

ماہ رمضان میں نماز تراویح پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ مردوں کے لئے بھی اور عورتوں کے لئے بھی۔ جس رات کو رمضان کا چاند دیکھا جائے اُسی رات سے تراویح شروع کی جائے۔ اور جب عید کا چاند دیکھا جائے چھوڑ دی جائے۔

نماز تراویح روزہ کے تابع نہیں۔ جو شخص روزہ نہ رکھتا ہو۔ تراویح کا پڑھنا اس پر بھی سنت ہے۔ تراویح کا وقت نماز عشاء کے بعد شروع ہوتا ہے۔ وتر کا تراویح کے بعد پڑھنا بہتر ہے۔

نماز تراویح کی بیس ۲۰ رکعتیں باجماع صحابہؓ ثابت ہیں۔ ہر دو رکعت ایک سلام سے بیس ۲۰ رکعتیں دس سلام سے۔ چار رکعتوں کے بعد اس قدر بیٹھنا مستحب ہے۔ جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھی گئیں۔ ہاں اگر اتنی دیر بیٹھنے میں لوگوں کو تکلیف ہو۔ تو کم بیٹھے۔ اور بیٹھنے کی حالت میں یہ تسبیح پڑھے۔ سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِیْ لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَنَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ اگر کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت پہنچے کہ عشاء کی نماز ہوگئی ہو۔ تو اُسے چاہیئے کہ پہلے عشاء کی نماز پڑھے۔ پھر تراویح میں شریک ہو۔ اور تراویح کی جس قدر رکعات رہ جائیں۔ اُن کو وتر کے بعد پڑھے ÷

ایک رات میں پورے قرآن کا پڑھنا جائز ہے۔ بشرطیکہ لوگ نہایت شوقین ہوں۔ اور اُن کو گراں نہ گزرے۔ ورنہ مکروہ ہے۔ اگر قرآن مہینہ سے پہلے ختم ہو جائے۔ تو باقی دنوں میں بھی نماز تراویح سنتِ مؤکدہ ہے ÷

نمازِ وتر

وتر ہر اُس نماز کو کہتے ہیں۔ جس میں طاق رکعتیں ہوں۔ مگر اصطلاح شرع میں خاص اُس نماز کو کہتے ہیں۔ جس کا وقت عشاء کی نماز کے بعد ہے۔ اور عام طور پر

عشاء کے بعد فوراً ہی پڑھ لی جاتی ہے۔ حنفیوں کے نزدیک یہ نماز واجب ہے۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اس کی نسبت ارشاد ہے۔ کہ جو شخص وتر نہ پڑھے۔ وہ ہماری جماعت میں سے نہیں (ابوداؤد) اس نماز کی تعداد رکعات میں بھی اختلاف ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک وتر کی نماز تین رکعت ہے۔ ایک رکعت کی نماز وتر جائز نہیں، امام شافعی رحمۃ اللہ کے نزدیک وتر میں ایک رکعت بھی جائز ہے۔ دونوں طرف بکثرت احادیث صحیحہ موجود ہیں مگر تین رکعت وتر اکثر فقہائے صحابہؓ کا معمول تھا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اس میں ایک خاص اہتمام تھا۔ ایک دن سعید بن مسیّب کو ایک رکعت وتر پڑھتے ہوئے دیکھا۔ تو فرمایا کیسی ناقص نماز پڑھتے ہو۔ دو رکعت اور ملاؤ۔ ورنہ میں تم کو سزا دوں گا۔ ترمذیؒ نے حضرت علیؓ سے تین رکعت وتر کی نقل کی ہے۔ اور اسی کو عمران بن حصین اور عائشہؓ اور ابن عباس ابوایوب رضی اللہ عنہم کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور اخیر میں لکھ دیا ہے۔ کہ ایک جماعت صحابہ و تابعین کی اسی طرف ہے۔ ابن مسعودؓ اور حضرت فاروقؓ کا مذہب وتر کی تین رکعت ہونے میں امام محمدؒ کی موطا میں موجود ہے۔ امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ سلف کا اسی پر معمول ہے۔

اس کے پڑھنے کا طریقہ بھی وہی ہے۔ جو فرض نمازوں کا ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ فرض کی صرف دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد دوسری سورت ملائی جاتی ہے۔ اور اس کی تینوں رکعتوں میں سورت پڑھنے کا حکم ہے۔ اور تیسری رکعت میں دوسری سورت کے بعد دونوں ہاتھ تکبیر کے ساتھ کانوں تک اسی طرح اٹھا کہ جس طرح تکبیر تحریمہ کے وقت اٹھانا چاہیئے۔ پھر باندھ لے۔ اور اس دعا کو آہستہ آواز سے پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَھْدِیْکَ وَ نَسْتَغْفِرُکَ وَنَتُوْبُ اِلَیْکَ وَنُؤْمِنُ اِلَیْکَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَنَشْکُرُکَ وَلَا نَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ۔ ماراے اللہ! ہم تجھ سے مدد ہدایت اور گناہوں کی معافی چاہتے ہیں اور تیری طرف رجوع ہوتے ہیں اور تجھ پر ایمان رکھتے اور تجھ پر بھروسا کرتے ہیں۔ اور تیری بہترین تعریف کرتے ہیں۔ اور اور تیرا شکر کرتے اور ناشکری سے بچتے ہیں۔ ہم اس کو چھوڑتے ہیں۔ جو تیرا گناہ کرتا ہے۔ خداوندا

ہم تجھی کی بندگی کرتے ہیں، اور صرف تیرے لئے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں، ہم تیری خدمت کی طرف دوڑتے ہیں، اور تیری رحمت کی امید رکھتے ہیں، اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں، بیشک تیرا قطعی اور یقینی عذاب کفار کو پہنچنے والا ہے اگر کوئی شخص غلطی سے پہلی یا دوسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھ جائے تو اُس کو چاہیئے کہ پھر تیسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھے اگر کسی کو دعا یاد نہ ہو تو وہ بجائے اس کے رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ یا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ تین بار کہہ لے۔ احادیث میں آیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نماز وتر کی پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ دوسری میں قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور تیسری میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھا کرتے تھے ؎

نمازِ چاشت

نماز چاشت مستحب ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس کی چار رکعتیں بھی منقول ہیں، اور چار سے زیادہ بھی۔ طبرانی کی ایک روایت میں بارہ رکعت تک منقول ہیں۔ اس کا وقت آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے کے بعد زوال سے پہلے تک رہتا ہے ؎

تحیۃ المسجد

یہ نماز اُس شخص کے لئے سُنت ہے، جو مسجد میں داخل ہو، اس نماز سے مقصود مسجد کی تعظیم ہے، جو درحقیقت خدا ہی کی تعظیم ہے، کیونکہ مکان کی تعظیم صاحب مکان کے خیال سے ہوا کرتی ہے، مسجد میں آنے کے بعد بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے، بشرطیکہ کوئی مکروہ وقت نہ ہو۔ حدیث میں آیا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی مسجد میں جائے تو جب تک دو رکعت نماز نہ پڑھ لے نہ بیٹھے۔ مگر طلوع صبح صادق کے بعد اور نماز مغرب سے پہلے تحیۃ المسجد نہیں پڑھنی چاہیئے ؎

صلوٰۃ التسبیح

یہ نماز مستحب ہے۔ اور اس کی بزرگی حدیثوں میں بہت کچھ بیان ہوئی ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ کو یہ نماز تعلیم فرمائی تھی، اور فرمایا تھا، اے چچا اس کے پڑھنے سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں، اگر تم سے ہو سکے تو ہر روز ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو، ورنہ ہفتے میں ایک بار، ورنہ مہینے میں ایک مرتبہ اور یہ بھی نہ ہو سکے، تو تمام عمر میں ایک دفعہ ؎

اس کی چار رکعتیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ چاروں ایک سلام سے پڑھے۔ اگر دو سلام سے پڑھی جائیں، تب بھی درست ہے۔ اس کے پڑھنے کی ترکیب یہ ہے، کہ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھ کر پندرہ مرتبہ کہے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ پھر اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر اَلْحَمْدُ اور سورت پڑھے، بعد ازاں پھر یہی تسبیح دس مرتبہ پڑھے، پھر رکوع سے اُٹھ کر سجدہ کرنے سے پہلے دس بار یہی تسبیح پڑھے پھر سجدہ میں جائے اور سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کے بعد اور دونوں سجدوں کے درمیان دس دس مرتبہ یہ تسبیح پڑھے۔ پھر دوسری اور تیسری اور چوتھی رکعت بھی اسی طرح پڑھے۔

صلوٰۃ الاوّابین

یہ نماز مستحب ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس کے بہت سے فضائل منقول ہیں۔ اس کا وقت مغرب کے بعد ہے۔ چھ رکعتیں تین سلام سے پڑھنی چاہئیں۔

نمازِ استخارہ

جب کسی کو کوئی کام درپیش ہو۔ اور اس کے کرنے نہ کرنے میں تردّد ہو۔ تو ایسی حالت میں مستحب ہے، کہ دو رکعت نمازِ استخارہ پڑھی جائے۔ اس کے بعد جس طرف طبیعت کو رغبت ہو، وہ کام کیا جائے۔ اور بہتر یہ ہے کہ سات مرتبہ تک نمازِ استخارہ کی تکرار کے بعد کام شروع کیا جائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ نماز اس اہتمام سے تعلیم فرماتے تھے، جیسے قرآن مجید کی تعلیم میں آپ کا اہتمام ہوتا تھا۔

اس کا مسنون طریق یہ ہے کہ اوقات مکروہہ کے علاوہ جس وقت چاہے۔ بہ نیت استخارہ دو رکعت اس طرح ادا کرے، کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور دوسری رکعت میں سورۂ قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھے، بعد ازاں درود شریف پڑھے، اور پھر نہایت عجز و انکسار سے یہ دعا مانگے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا

لہ اے اللہ! میں تیرے علم کی استعانت سے تجھ سے خیر طلب کرتا ہوں، اور تیری قدرت کے ذریعہ سے اس خیر و برکت کی تحصیل پر طلب قدرت کرتا ہوں۔ اور تیرے فضل بزرگ میں سے کچھ مانگتا ہوں، کیونکہ

الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ وَعَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ وَعَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهٖ لفظ امر کی جگہ اپنی حاجت کا ذکر کرے۔

نمازِ حاجت جب کسی کو کوئی حاجت پیش آئے۔ خواہ خدا سے یا کسی بندے سے تو دو رکعت نماز پڑھ کر درود شریف پڑھے۔ اور اللہ تعالٰے کی تعریف کر کے اس دعا کو پڑھے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَسْاَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا دَيْنًا اِلَّا قَضَيْتَهٗ وَلَا حَاجَةً لَّكَ فِيْهَا رِضًى اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۵) تو سب طرح کی قدرت رکھتا ہے۔ اور میں کچھ قدرت نہیں رکھتا۔ تو سب کچھ جانتا ہے۔ اور میں کچھ نہیں جانتا۔ اور تو تمام پوشیدہ باتوں کو خوب جانتا ہے۔ خداوندا! اگر تو جانتا ہے۔ کہ جس کام کا میں ارادہ رکھتا ہوں۔ وہ میرے دین وایمان اور میری زندگی اور میرے انجام کار میں دنیا اور آخرت میں بہتر ہے۔ تو اسے میرے لئے آسان کر دے۔ اور اس کی مجھے توفیق دے۔ پھر اس میں مجھے برکت دے۔ خداوندا اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے دین اور ایمان اور میری زندگی اور میرے انجام کار میں دنیا اور آخرت میں بدتر ہے۔ تو اس کو مجھ سے اور مجھ کو اس سے پھیر دے۔ اور جہاں کہیں بہتری ہو میرے لئے مقدر کر۔ پھر اس سے مجھے راضی کر دے۔

ك خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ بڑا بردبار اور بزرگ ہے۔ عرش عظیم کا مالک خدا پاک ہے۔ سب تعریف خدا کیلئے ہے۔ سب مخلوقات کا پروردگار ہے۔ میں تجھ سے ان کاموں کا سوال کرتا ہوں۔ جو تیری رحمت کا موجب ہیں۔ اور ان خصلتوں کا سوال کرتا ہوں جن سے تیری بخشش متاکد ہوتی ہے۔ ہر نیکی کا حاصل اور خلاصہ ہر گناہ سے سلامتی مانگتا ہوں۔ اے الرحم الرحمین تو میرے لئے کوئی گناہ بغیر بخشے اور کوئی رنج وغم بغیر دور کئے اور کوئی حاجت جسے تو پسند کرتا ہے پورا کئے نہ چھوڑ۔

اس دُعا کے بعد جو حاجت درپیش ہو۔ اس کا سوال اللہ تعالیٰ سے کرے۔ یہ نماز حاجت روائی کے لئے مجرب ہے۔ کئی بزرگوں نے اس کا تجربہ کیا ہے ؛

نمازِ جُمعہ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ط ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَۃً اَوْ لَھْوَا نِ انْفَضُّوْٓا اِلَیْھَا وَتَرَکُوْکَ قَآئِمًا ط قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرٌ مِّنَ اللَّھْوِ وَمِنَ التِّجَارَۃِ ط وَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ۝ (جمعہ ع ۲ - پارہ ۲۸)

اے مسلمانو! جب جمعہ کے دن نماز جمعہ کے لئے اذان دی جائے۔ تو یادِ الٰہی (یعنی نماز جمعہ) کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ اگر تمہیں سمجھ ہو۔ تو یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ پھر جب نماز ہو چکے تو اپنی اپنی راہ لو۔ اور خدا کے فضل (یعنی معاش) کی جستجو میں لگ جاؤ۔ اور کثرت سے خدا کی یاد کرتے رہو۔ تاکہ تم فلاح پاؤ۔ اور (اے پیغمبر) جب یہ لوگ سودا یا تماشا دیکھیں اور اس کی طرف چل دوڑیں۔ اور تمہیں کھڑا چھوڑ جائیں۔ ان سے کہہ دو۔ کہ جو ثواب عبادت اللہ کے ہاں ہے۔ وہ تماشے اور سودے سے بہتر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سب روزی دینے والوں سے بہتر روزی دینے والا ہے۔

جمعہ ایک نہایت مبارک دن ہے۔ اور اس کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں چنانچہ صحیح مسلم میں ہے۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمام دنوں سے بہتر جمعہ کا دن ہے۔ اسی میں حضرت آدم علیہ السّلام پیدا ہوئے۔ اسی میں جنت میں بھیجے گئے۔ اور اسی میں وہاں سے باہر آئے۔ اور اسی روز قیامت برپا ہوگی۔ ترمذی میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص جمعہ کے دن یا شب جمعہ کو مرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کو عذاب قبر سے محفوظ

رکھتا ہے۔ ابن ماجہ میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ بزرگ ہے۔ اور خدا کے نزدیک اس کی عظمت عیدین سے بھی زیادہ ہے۔ صحیح بخاری اور مسلم میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جمعہ میں ایک ایسی ساعت ہے۔ کہ اگر کوئی مسلمان اس وقت اللہ تعالےٰ سے دعا کرے تو ضرور قبول ہو۔ ابوداؤد میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارے سب دنوں میں جمعہ کا دن افضل ہے اس میں صور پھونکا جائے گا۔ اور اسی دن تمہارے اعمال میرے سامنے پیش کئے جائیں گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ یہ کیسے ہوگا۔ حالانکہ آپ کی ہڈیاں بھی نہ ہوں گی۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کا بدن حرام کر دیا ہے۔ ترمذی میں ہے۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاھدٍ (سورت بروج میں ہے) سے مراد جمعہ کا دن ہے اس دن سے بزرگ کوئی دن نہیں۔ اس میں ایک ایسی ساعت ہے۔ کہ کوئی مسلمان اس میں دعا نہیں کرتا۔ مگر یہ کہ اللہ تعالےٰ قبول فرماتا ہے۔ اور کسی چیز سے پناہ نہیں مانگتا۔ مگر یہ کہ اللہ اس کو پناہ دیتا ہے۔ مشکوٰۃ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ کہ آپ جمعہ کا اہتمام جمعرات سے کرتے تھے۔ اور شب جمعہ کی نسبت فرماتے۔ کہ جمعہ کی رات سفید رات ہے اور جمعہ کا دن روشن دن ہے ؛

ہر مسلمان کو چاہیئے کہ جمعہ کا اہتمام پنجشنبہ سے کرے۔ جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کرتے تھے۔ اپنے پہننے کے کپڑے صاف کر رکھے۔ اور خوشبو گھر میں نہ ہو۔ اور ممکن ہو، تو اس دن لا کر رکھ لے۔ تاکہ پھر جمعہ کے دن ان کاموں میں مشغول ہونا نہ پڑے۔ پھر جمعہ کے روز بعد نماز فجر غسل کرے اور عمدہ سے عمدہ کپڑے جو اس کے پاس ہوں پہنے۔ اور میسر ہو تو خوشبو بھی استعمال کرے اور جامع مسجد میں بہت سویرے جائے۔ کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوتے ہیں۔ اور سب سے پہلے جو آتا ہے۔ اس کو اور اس کے بعد دوسرے کو اور اسی طرح درجہ بدرجہ سب کا نام لکھتے ہیں۔ اور جب خطبہ شروع ہوتا ہے تو وہ اپنا دفتر بند کر لیتے ہیں۔ اور خطبہ سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں ؛

نماز جمعہ فرض عین ہے۔ اور قرآن مجید۔ احادیث اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ منکر اس کا کافر اور بے عذر تارک فاسق ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص تین جمعے بے عذر ترک کر دیتا ہے۔ اس کے دل پہ اللہ تعالیٰ مہر لگا دیتا ہے۔ ایک روایت میں یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ اُس سے بیزار ہو جاتا ہے۔ ابن مسعودؓ راوی ہیں۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تارکینِ جمعہ کے حق میں فرمایا۔ کہ میرا مصمم ارادہ ہوا۔ کہ کسی کو اپنی جگہ امام مقرر کر دوں۔ اور خود جا کر اُن لوگوں کے گھروں کو جلا دوں۔ جو نماز جمعہ میں حاضر نہیں ہوتے ۔

جمعے کی نماز ہر عاقل۔ بالغ مسلمان پہ فرض ہے۔ مگر مریض مسافر۔ عورت۔ غلام اور لڑکے پہ فرض نہیں۔ لیکن اگر کوئی ان میں سے پڑھ لے۔ تو ظہر کا فرض اُس کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گا۔ مریض سے مراد وہ شخص ہے۔ جو مرض کے باعث پیادہ پا مسجد تک نہ جا سکے۔ بڑھاپے کے باعث اگر کوئی شخص اتنا کمزور ہو گیا ہو۔ کہ مسجد تک نہ جا سکے۔ یا نابینا ہو تو یہ بھی مریض سمجھے جائیں گے۔ اور نماز جمعہ ان پہ فرض نہ ہوگی ۔

جُمعہ کی صحت کے لئے کئی شروط ہیں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ شہر ہو۔ جنگل اور گاؤں میں جمعہ درست نہیں۔ ہاں اگر کوئی گاؤں شہر سے اس قدر قریب ہو۔ کہ وہاں سے نماز جمعہ پڑھنے کے لئے اگر کوئی شخص آئے تو دن ہی دن میں اپنے گھر واپس جا سکے۔ تو ایسا مقام بھی مصر کے حکم میں ہے۔ اور وہاں کے لوگوں پہ بھی نماز جمعہ فرض ہے۔ شہر کی تعریف میں فقہاء کے اقوال مختلف ہیں۔ مگر مختار اور مفتیٰ بہ قول یہ ہے کہ شہر وہ مقام ہے۔ جہاں ایسے مسلمان جن پہ نماز جُمعہ فرض ہے۔ اس قدر ہوں کہ اگر سب وہاں کی کسی بڑی مسجد میں جمع ہونا چاہیں۔ تو اس میں سما نہ سکیں۔ دوسری شرط دارالاسلام ہے۔ دارالحرب میں نماز جمعہ درست نہیں اور دارالاسلام وہ مقام ہے۔ جہاں کا بادشاہ مسلمان ہو۔ یا وہاں احکام اسلام جاری ہوں۔ اور کافروں کی طرف سے کوئی مزاحمت احکام شرعیہ میں نہ ہوتی ہو۔ اور اہل اسلام وہاں بلا اجازت کُفّار با امن وامان رہ سکتے ہوں۔ جہاں یہ باتیں نہ ہوں وہ دارالحرب ہے۔ تیسری شرط یہ ہے کہ بادشاہ اسلام یا اس کا کوئی نائب موجود ہو۔ ہاں جن مقامات میں کُفّار کا قبضہ ہو۔ اور وہاں کے قاضی اور حاکم سب کافر ہوں۔ وہاں یہ شرط نہیں۔ مثلاً ہمارے زمانہ میں ہندوستان کا یہی

حال ہے۔ چوتھی شرط یہ ہے، کہ ظہر کا وقت ہو۔ وقت ظہر سے پہلے اور اس کے بعد نماز جمعہ درست نہیں۔ پانچویں شرط خطبہ ہے۔ یعنی لوگوں کے سامنے اللہ کا ذکر کرنا چھٹی شرط یہ ہے۔ کہ خطبہ نماز سے پہلے ہو۔ بعد از نماز خطبہ پڑھنے سے نماز نہ ہوگی۔ ساتویں شرط یہ ہے کہ خطبہ کا وقت ظہر کے وقت کے اندر ہو۔ پیش از وقت خطبہ پڑھا جائے۔ تو نماز درست نہ ہوگی۔ آٹھویں شرط جماعت ہے۔ یعنی شروع خطبہ سے نماز ختم ہونے تک کم از کم دو آدمیوں کا موجود ہونا۔ مگر یہ آدمی ایسے ہوں۔ جو امامت کرا سکیں۔ یعنی عورت اور نابالغ لڑکے نہ ہوں۔ نویں شرط یہ ہے کہ عام اجازت کے ساتھ علی الاشتہار نماز جمعہ پڑھی جائے۔ کسی خاص مقام پر چھپ کر نماز جمعہ پڑھنا درست نہیں۔ اگر کسی ایسے مقام میں نماز جمعہ پڑھی جائے۔ جہاں عام لوگوں کو آنے کی اجازت نہ ہو۔ یا مسجد جامع کے دروازے بند کر لئے جائیں۔ تو نماز نہ ہوگی ؂

نماز جمعہ سے پہلے جو خطبہ پڑھا جاتا ہے۔ اُس کا طریق یہ ہے۔ کہ جب لوگ جمع ہو جائیں۔ تو امام آ کر منبر پر بیٹھ جائے۔ اور مؤذن اس کے سامنے کھڑا ہو کر اذان کہے۔ اذان کے بعد امام فوراً کھڑا ہو کر خطبہ شروع کرے۔ خطبہ میں اللہ تعالےٰ کا ذکر کرنا فرض ہے۔ اگر نہ کیا جائے۔ تو وہ خطبہ معتبر نہ ہوگا۔ دونوں خطبوں کے درمیان بقدر تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے بیٹھنا چاہیئے۔ دونوں خطبوں کا عربی زبان میں ہونا ضروری ہے۔ کسی اور زبان میں خطبہ پڑھنا یا اس کے ساتھ کسی اور زبان کے اشعار وغیرہ ملانا جیسا کہ ہمارے زمانہ میں دستور ہے۔ خلافِ سُنّتِ مؤکدہ اور مکروہِ تحریمی ہے۔ دوسرے خطبہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے آل اور اصحاب و ازواج مطہرات خصوصاً خلفائے راشدین اور حضرت حمزہ و عباس رضی اللہ عنہم کے لئے دُعا کرنا مستحب ہے۔ بادشاہِ وقت کے لئے بھی دُعا کرنا جائز ہے۔ مگر اُس کی ایسی تعریف کرنا جو غلط ہو مکروہِ تحریمی ہے ؂

جب امام خطبہ کے لئے کھڑا ہو جائے تو اُس وقت کوئی نماز پڑھنا یا آپس میں بات چیت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ اور تمام حاضرین کو اس کا سُننا واجب ہے۔ خواہ امام کے نزدیک بیٹھے ہوں، یا دُور۔ کھانا۔ پینا۔ بات چیت کرنا چلنا پھرنا۔ سلام یا سلام کا جواب دینا۔ تسبیح پڑھنا

کسی کو شرعی مسئلہ بتانا۔ جیسا کہ حالتِ نماز میں ممنوع ہے۔ ویسا ہی اس وقت بھی ممنوع ہے ؛
دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنے کی حالت میں امام یا مقتدیوں کو ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا مکروہ تحریمی ہے۔ البتہ بے ہاتھ اٹھائے اگر دل میں دعا مانگی جائے تو جائز ہے۔ لیکن نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک خطبہ میں آئے، تو سامعین کو اپنے دل میں درود شریف پڑھ لینا جائز ہے۔

خطبہ کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عادتِ مبارک یہ تھی۔ کہ جب سب لوگ جمع ہو جاتے، اُس وقت آپ تشریف لاتے۔ اور حاضرین کو سلام کرتے۔ اور حضرت بلال رضؓ اذان کہتے جب اذان ختم ہو جاتی۔ آپ کھڑے ہو جاتے اور معاً خطبہ شروع فرما دیتے۔ جب تک منبر نہ بنا تھا۔ آپ کسی لاٹھی یا کمان سے ہاتھ کو سہارا دے لیتے تھے، اور کبھی کبھی اس لکڑی کے ستون سے جو محراب کے پاس تھا، تکیہ لگا لیتے تھے۔ منبر بن جانے کے بعد پھر کسی لاٹھی وغیرہ سے سہارا دینا منقول نہیں۔ آپ دو خطبے پڑھتے اور دونوں میں تھوڑی دیر بیٹھتے۔ اس وقت کچھ کلام نہ کرتے اور نہ دُعا مانگتے۔ جب دوسرے خطبہ سے آپ کو فراغت ہوتی۔ تو حضرت بلال رضؓ اقامت کہتے اور آپ نماز شروع فرماتے۔ خطبہ پڑھتے وقت حضرتؐ کی آواز بلند ہو جاتی، اور آنکھیں سُرخ ہو جاتیں۔ صحیح مسلم میں ہے۔ کہ خطبہ پڑھتے وقت حضرتؐ کی ایسی حالت ہوتی تھی، جیسے کوئی شخص کسی دشمن کے لشکر سے جو عنقریب آیا چاہتا ہے۔ لوگوں کو خبر دیتا ہے ؛

شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ محدّث دہلوی سفر السعادت میں لکھتے ہیں، کہ جمعہ سے پہلے کوئی سنت منقول نہیں۔ مگر ترمذی میں حضرت ابن مسعود رضؓ سے مروی ہے کہ وہ جمعہ سے پہلے چار رکعتیں اور جمعہ کے بعد بھی چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے، احادیث سے جمعہ کے بعد چھ رکعتیں بھی پڑھنا ثابت ہے۔ چار ایک سلام سے اور پھر دو ایک سلام سے ؛

بہتر یہ ہے کہ جو شخص خطبہ پڑھے وہی نماز بھی پڑھائے۔ لیکن اگر دوسرا شخص پڑھائے تب بھی جائز ہے۔ مگر وہ شخص ایسا ہونا چاہیئے کہ جس نے خطبہ سُنا ہو۔ نمازِ جمعہ بہتر تو یہی ہے کہ ایک ہی مسجد میں پڑھی جائے، مگر متعدد مسجدوں میں بھی جائز ہے ؛

جو شخص جمعہ میں آخری قعدہ کے وقت شریک ہو، اس کو جمعہ کی نماز تمام کرنا چاہیئے۔ یعنی دو رکعت نماز پڑھنے سے ظہر کی نماز اُس کے ذمّے سے ساقط ہو جائے گی ؛

جب کسی مقام میں جمعہ کے صحیح ہونے کی کسی شرط میں شک پڑ جائے تو ایسی حالت میں وہاں کے لوگوں کے لئے بہتر ہے۔ کہ جمعہ کے فرض اور سنت پڑھ چکنے کے بعد ظہر کی چار رکعتیں احتیاطاً پڑھ لیا کریں۔ مگر انھیں ضروری نہ سمجھیں اور نہ یہ خیال کریں کہ جمعہ کی نماز نہیں ہوئی ؛

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورۂ اور ہل اتی علی الانسان پڑھا کرتے ہیں۔ اور جمعہ کی نماز میں سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون یا سبح اسم ربک الاعلیٰ اور ہل اتیک حدیث الغاشیہ پڑھتے تھے اس لئے سنت سمجھ کر ان کو پڑھنا اولیٰ ہے۔ مگر گاہے گاہے ترک بھی کر دینا چاہیے۔ تا کہ لوگوں کو وجوب کا خیال نہ ہو جائے ؛

نمازِ عیدین

مسلمانوں کے لئے سال بھر میں دو دن خوشی کے مقرر ہیں۔ ایک عید الفطر جس کے لئے شوال کی پہلی تاریخ مقرر ہے۔ اور دوسرے عید الاضحیٰ جو ماہ ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو ہوتی ہے۔ یہ دونوں دن اسلام میں عید اور خوشی کے دن ہیں اور دونوں دنوں میں دو دو رکعت نماز بطور شکریہ کے پڑھنا واجب ہے ؛

عید الفطر کی نماز سلہ ھ میں شروع ہوئی۔ چنانچہ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکے سے ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ اہل مدینہ نے سال میں دو دن خوشی کے مقرر کر رکھے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ دن کیسے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کہ یہ وہ دن ہیں جن میں ہم زمانۂ جاہلیت میں کھیلتے اور خوشیاں منایا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ خدا تعالےٰ نے تمہارے لئے ان سے بہتر دو دن مقرر کئے ہیں ان میں خوشیاں مناؤ۔ ایک عید الفطر کا اور دوسرا عید الضحیٰ کا

جمعہ کی نماز کے لئے جو شرائط ذکر کیے گئے ہیں۔ وہی عیدین کی نماز کے لئے بھی ہیں مگر جمعہ کا خطبہ فرض ہے۔ اور عیدین کا سنت لیکن سننا دونوں کا واجب ہے۔ نیز جمعہ کا خطبہ نماز سے پہلے پڑھنا ضروری ہے۔ اور عیدین کا نماز کے بعد مسنون ہے

عید الفطر کے دن مسنون یہ ہے۔ کہ صبح سویرے اُٹھے۔ مسواک اور غسل

کر کے عمدہ سے عمدہ کپڑے جو اُس کے پاس ہوں پہنے اور خوشبو لگائے۔ پھر صدقہ فطر ادا کرے اور بہت سویرے عیدگاہ کی طرف روانہ ہو۔ راستہ میں اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ آہستہ آواز سے پڑھتا جائے۔ اور آنے جانے کا راستہ بدل دے، تاکہ اسلامی شوکت ظاہر ہو ؛

نماز پڑھنے کا طریق یہ ہے، کہ نیت کر کے ہاتھ باندھ لے اور سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ پڑھ کر تین مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے۔ ہر مرتبہ تکبیر تحریمہ کی طرح دونوں کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور بعد از تکبیر ہاتھ نیچے چھوڑ دے۔ تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لے۔ اور اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اور بِسْمِ اللّٰہِ پڑھ کر سورہ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھے۔ اور حسب دستور رکعت پوری کر کے دوسری پوری کرے۔ اور رکوع میں جانے سے پہلے بدستور سابق تین تکبیریں کہے اور ان میں ہاتھ نہ باندھے۔ پھر چوتھی تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے۔ نماز عیدین یا خطبہ کے بعد دعا مانگنا نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ اور تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ عنہم سے منقول نہیں، لہٰذا الغرض اتباع دُعا نہ مانگنا بہتر ہے ؛

عیدالفطر کے دن ہر بالغ اور صاحب نصاب مسلمان پر صدقہ فطر واجب ہے، خواہ اس نے روزے رکھے ہوں یا نہ رکھے ہوں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عیدالفطر کے موقع پر ایک شخص کو فرمایا، کہ مکے کے بازاروں میں پکار دو۔ کہ صدقۂ فطر ہر مسلمان مرد و عورت، غلام، آزاد، چھوٹے بڑے سب پر واجب ہے۔ اس لئے مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ صدقۂ فطر نماز سے پیشتر اپنے ہی شہر اور اپنی ہی بستی کے محتاجوں بلکہ غریب اور مفلس رشتہ داروں اور یتیموں مسکینوں، مسافروں اور مانگنے والوں کو تقسیم کر کے نماز کے لئے عیدگاہ جائیں، اور بہتر یہ ہے، کہ ایک شخص کا صدقہ ایک محتاج کو دیا جائے۔ کئی محتاجوں کو دینا بھی جائز ہے، مگر مکروہ ؛

صدقۂ فطر میں گیہوں اور اس کے آٹے یا ستو کا آدھا صاع ہر شخص کی طرف سے ہونا چاہیئے۔ اور چھوہارے یا منقیٰ یا جو کا ایک صاع (صاع تقریباً دو سیر اور ڈیڑھ پاؤ کا ہوتا ہے) بس احادیث میں ان چاروں چیزوں کا ذکر ہے۔ جو ان کے علاوہ کوئی اور چیز دینی چاہے

تو اُن اشیاء کی قیمت کا لحاظ کر کے دیدینی چاہیئے۔ ارزانی کے زمانہ میں نقد دینا بہتر ہے۔ اور گرانی کے زمانہ میں اشیائے مذکورہ میں سے کوئی چیز دینی بہتر ہے ؂

صدقۂ فطر اپنی اور اپنی نابالغ اولاد اور اپنی خدمت کے لونڈی غلاموں کی طرف سے بھی ادا کرنا واجب ہے۔ بالغ اولاد اگر مفلس ہو۔ تو اُن کی طرف سے ادا کرے۔ اپنی بی بی کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا واجب نہیں۔ ہاں احساناً ادا کر دے تو جائز ہے۔ بیوی خود اپنی طرف سے ادا کرے ؂

عیدُ الاضحیٰ کی نماز کا وہی طریقہ ہے جو عید الفطر ادا کرنے کا ہے۔ صرف اس قدر فرق ہے کہ عید الفطر کے دِن عید گاہ میں جانے سے پہلے طاق کھجوریں یا کوئی اور چیز کھانا مسنون ہے۔ اور عید الاضحیٰ کے دن عید کے بعد کھانا سنت ہے۔ نیز اس عید میں عیدگاہ کو جاتے وقت بلند آواز سے تکبیر کہنا مسنون ہے۔ اذان و اقامت نہ اس عید میں ہے۔ نہ اُس عید میں ؂

عید الفطر کے خطبہ میں صدقۂ فطر کے احکام اور عید الاضحیٰ کے خطبہ میں قربانی کے مسائل اور تکبیر تشریق کے احکام بیان کرنے چاہئیں۔ تکبیر تشریق سے یہ مراد ہے۔ کہ ہر اُس فرض نماز کے بعد جو جماعت سے ادا کی جائے ایک مرتبہ بآواز بلند اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ کہے۔ یہ تکبیر عرفی یعنی نویں تاریخ کی فجر سے تیرہویں تاریخ کی عصر تک کہنا چاہیئے۔ اور یہ سب ۲۳ تئیس نمازیں ہیں۔ جن کے بعد تکبیر واجب ہے نماز کے بعد فوراً تکبیر کہنا چاہیئے۔ اگر امام بھول جائے۔ تو مقتدیوں کو چاہیئے کہ فوراً تکبیر کہدیں امام کا انتظار نہ کریں ؂

اگر کسی عذر سے عیدین کی نماز پہلے دن نہ پڑھی جائے۔ تو عید الفطر کی نماز دوسرے دن اور عید الاضحیٰ کی نماز تیرہویں تاریخ تک پڑھی جا سکتی ہے۔ عذر کی مثال یہ ہے۔ کہ مثلاً کسی وجہ سے امام نماز پڑھانے نہیں آیا۔ یا مینہہ برس رہا ہے۔ یا چاند کی تاریخ زوال کے بعد ثابت ہوئی ہے۔ یا ابر کے دن نماز پڑھی گئی اور ابر کھُل جانے کے بعد معلوم ہوا۔ کہ نماز بے وقت پڑھی گئی ؂

اگر کوئی شخص عید کی نماز میں ایسے وقت آکر شریک ہوا کہ امام تکبیروں سے فارغ ہو چکا ہے

تو اُسے چاہیئے کہ بعد از نیت فوراً تکبیریں کہہ لے، خواہ امام قرأت ہی پڑھ رہا ہو۔ اور اگر رکوع میں آکر شریک ہوا۔ اور اُسے گمانِ غالب ہے کہ تکبیروں سے فارغ ہو کر رکوع مل جائے گا۔ تو نیت کے بعد تکبیریں کہہ لے، اور پھر رکوع میں شامل ہو۔ لیکن اگر رکوع نہ ملنے کا خوف ہو تو رکوع میں شریک ہو جائے، اور بجائے تسبیح کے تکبیریں کہہ لے، مگر اِن میں ہاتھ نہ اٹھائے۔ پھر اگر پوری تکبیریں کہہ چکنے سے پہلے امام رکوع سے سر اٹھائے تو یہ بھی کھڑا ہو جائے اور جس قدر رہ گئیں ہیں۔ وہ اُسے معاف ہیں، اور اگر کسی کی ایک رکعت جاتی رہے تو اُس کو ادا کرنے کے وقت پہلے قراءت پڑھے۔ بعد ازاں تکبیریں کہے ؛

عیدالاضحٰی کی نماز سے فراغت پانے کے بعد قربانی کی جاتی ہے۔ جو ہر عاقل و بالغ اور مالکِ نصاب مسلمان پر واجب ہے۔ قربانی کے لئے اونٹ پانچ برس سے کم نہ ہونا چاہیئے، گائے اور بھینس دو سال سے کم نہ ہوں، ان تینوں میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ بھیڑ یا دُنبہ اگر اتنا موٹا تازہ ہو۔ کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہو۔ تو ایسی حالت میں چھ مہینے کا بھی جائز ہے۔ ورنہ سال بھر کا ہونا چاہیئے۔ بکری بکرا سال بھر سے کم کا درست نہیں۔ اور ان چاروں کی قربانی صرف ایک ہی شخص کی طرف سے ہو سکتی ہے۔ قربانی کا جانور فربہ اور بے عیب ہونا چاہیئے۔ لنگڑا۔ اندھا۔ کانا بیمار اور بہت لاغر نہ ہو۔ اور کوئی عضو اُس کا ایک تہائی سے کٹا ہوا نہ ہو۔ قربانی کا جانور بہتر یہ ہے کہ اپنے ہاتھ سے ذبح کیا جائے۔ ورنہ دوسرے سے ذبح کرائے، اور وقت ذبح یہ دُعا پڑھے

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهٗ، وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝

پھر بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہہ کر ذبح کرے۔ اپنی طرف سے قربانی کریں۔ تو اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ اور دوسرے کی طرف سے کریں، تو اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ فُلَانٍ کہیں اور فلاں کی جگہ اُس کا نام زبان سے لیں، یا دل میں نیت کر لیں، ذبح کے بعد یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِکَ اِبْرَاهِیْمَ وَحَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

قربانی کا گوشت محتاجوں، مسکینوں، پڑوسیوں، دوستوں اور رشتہ داروں کو تقسیم کریں۔

اور خود بھی کھائیں۔ بہتر یہ ہے۔ کہ گوشت کے تین حصّے کر لیں۔ ایک حصّہ مساکین پر تقسیم کریں اور دوسرا عزیزوں اور دوستوں کو دیں۔ اور تیسرا اپنے صرف میں لائیں۔ قصاب کی اُجرت میں کھال اور گوشت دینا ناجائز ہے، اور حدیث سے اس کی ممانعت ثابت ہے۔ قربانی کا چمڑا بیچ کر اپنے صرف میں لانا منع ہے۔ مگر خود چمڑے کو کام میں لانے کا مضائقہ نہیں، لیکن بہتر یہ ہے، کہ غریب اقرباء اور یتیموں اور مسکینوں کو وہ کھال یا اس کی قیمت دیں، یا اُس کھال کا مشکیزہ یا ڈول وغیرہ کوئی ایسی چیز بنائیں جس سے عامہ مسلمین کو فائدہ پہنچے ؀

نمازِ اِستسقاء

اگر کسی سال بارش بند ہو جائے۔ اور قحط کے آثار نمایاں ہوں تو امام تمام مسلمانوں کو لیکر پاپیادہ جنگل کی طرف جائے اور لوگوں کو دو رکعت نماز بلند قراءت سے پڑھائے، بعد ازاں خطبہ پڑھے۔ اور پھر قبلہ رُخ ہو کر نہایت خشوع وخضوع سے دُعا مانگے، اور تفاول کے لئے اپنی چادر لوٹائے۔ مگر اور لوگ اپنی چادریں نہ لوٹائیں، یہ مذہب صاحبین کا ہے۔ اور اسی پر فتوےٰ ہے۔ مگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک استسقاء کے لئے کوئی دُعا مسنون نہیں۔ صرف دُعا کرنا ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے بھی دُعا پر ہی اکتفاء فرمائی تھی۔ استسقاء کی کئی دعائیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ منجملہ اُن کے ایک یہ دُعا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُغِیْثًا مَرِیْئًا مَرِیْعًا نَافِعًا غَیْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَیْرَ اٰجِلٍ اَللّٰھُمَّ اسْقِ عِبَادَکَ وَبَھَائِمَکَ وَانْشُرْ رَحْمَتَکَ وَاَحْیِ بَلَدَکَ الْمَیِّتَ اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا (اے اللہ تکلیف کو دُور کرنے والا پانی برسا دے۔ جو فائدے دے نقصان نہ کرے۔ جلدی ہو دیر سے دیر نہ ہو۔ اے اللہ اپنے بندوں اور جانوروں کو پانی پلا دے۔ اور اپنی رحمت کو بھیج اور اپنے مُردہ شہر کو زندہ کر دے۔ اے خدا ہمیں پانی پلا۔ اے خدا ہمیں پانی پلا۔ اے خدا ہمیں پانی پلا ؀

نمازِ کسوف وخسوف

کسوف کہتے ہیں سورج گہن کو اور خسوف چاند گہن کو۔ یہ دونوں چونکہ قدرت الٰہی کی نشانیاں ہیں۔ اس لئے اس وقت نماز پڑھنا مسنون ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا

کہ کسوف وخسوف قدرت الٰہی کی نشانیاں ہیں، اور اس سے مقصود بندوں کو خوف دلانا ہے پس جب تم انھیں دیکھو تو نماز پڑھو۔

جب کبھی ایسا موقع آئے، تو امام کو مناسب ہے، کہ کسی آدمی کو بھیج کر مسلمانوں کو جمع کرے، اور جب وہ جمع ہو جائیں، تو مسجد میں دو رکعت نماز جماعت سے ادا کرے، اور قرات بلند آواز سے پڑھے، اور مسنون یہ ہے۔ کہ بڑی بڑی سورتیں پڑھے اور رکوع و سجود طولانی کرے۔ بعد ازاں دعا میں مصروف ہو، اور مقتدی آمین کہیں، اور جب تک گہن دور نہ ہو جائے دعا میں مشغول رہیں۔ ہاں اگر ایسی حالت میں آفتاب غروب ہو جائے، یا کسی نماز کا وقت ہو جائے تو دعا موقوف کر کے نماز فرض میں مشغول ہو جانا چاہیئے۔

خسوف کے وقت بھی دو رکعت نماز مسنون ہے، مگر اس میں جماعت مسنون نہیں۔ سب لوگ علیحدہ علیحدہ نمازیں پڑھ لیں، اور اپنے اپنے گھروں میں پڑھیں، مسجد میں جانا بھی مسنون نہیں۔ اسی طرح جب کوئی خوف یا مصیبت پیش آئے، تو نماز پڑھنا مسنون ہے مثلاً سخت آندھی چلے۔ یا زلزلہ آئے یا بجلی گرے یا ستارے بہت ٹوٹیں۔ یا برف بہت گرے یا پانی بہت برسے یا کوئی مرض عام پھیل جائے، یا کسی دشمن وغیرہ کا خوف ہو، مگر ان اوقات میں جو نمازیں پڑھی جائیں، وہ جماعت سے نہ پڑھی جائیں، ہر شخص اپنے گھر میں تنہا پڑھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو جب کبھی مصیبت یا رنج ہوتا تو نماز میں مشغول ہو جاتے۔

نمازِ سفر

سفر میں ضروری ہے، کہ ہر چار رکعت والی فرض نماز کو دو رکعت پڑھا جائے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کسی سفر میں پوری چار رکعتیں پڑھنا ثابت نہیں ہوا۔ ہجرت سے پیشتر نماز مغرب کے علاوہ تمام نمازیں دو دو رکعتیں فرض تھیں، مگر ہجرت کے بعد بجز نماز فجر کے جس نماز کی دو رکعتیں فرض تھیں چار فرض ہو گئیں، حالت سفر میں صرف انہی نمازوں میں قصر ہے۔ جن کی چار رکعتیں ہیں، اور وہ تین نمازیں ہیں، ظہر، عصر اور عشأ فجر اور مغرب کی سنتوں کا ترک نہ کرنا بہتر ہے، اور باقی سنتوں کے ترک کرنے کا اختیار ہے۔ مگر بہتر یہ ہے کہ اگر چل رہا ہو۔ اور اطمینان نہ ہو، تو نہ پڑھے ورنہ پڑھ لے۔

سفر کی وہ مقدار جس میں قصر ضروری ہے، حنفیہ کے نزدیک تین منزلیں یعنی ۳۶

کوس ہے، اس سے کم سفر میں قصر نہیں ہوتا۔ اور بعض نے اس کا اندازہ ساٹھ میل کیا ہے، یہ سفر خواہ سواری کے ذریعہ سے طے کیا جائے یا پیدل۔ قصر ہر حالت میں لازم ہو گا ۰

مسافر کو اس وقت تک قصر کرنا چاہیئے۔ جب تک کہ اپنے اصلی وطن میں نہ پہنچ جائے۔ یا کسی مقام پر کم از کم پندرہ روز ٹھیرنے کا ارادہ نہ کرے۔ ہاں اگر قیام میں متردد ہو اور آج کل کوچ کرنے کی نیت ہو۔ تو قصر کئے جائے گو سالہا سال تک اس کا تردد باقی رہے ۰

مقیم شخص مسافر کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے۔ خواہ ادا نماز ہو یا قضا بشرطیکہ دونوں کی نماز متحد ہو۔ مگر مسافر امام جب دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دے۔ تو مقیم مقتدی کو چاہیئے کہ اپنی نماز اٹھ کر پوری کر لے۔ اور مسافر امام کے لئے مستحب ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد اپنے مسافر ہونے کی اطلاع فوراً کر دے۔ علیٰ ہذا القیاس مسافر بھی مقیم کی اقتداء کر سکتا ہے۔ مگر اس صورت میں بہ تبعیت امام پوری چار رکعتیں پڑھے گا ۰

نمازِ خوف

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِنَّ الْکَافِرِیْنَ کَانُوْا لَکُمْ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ۰ وَاِذَا کُنْتَ فِیْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوۃَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَکَ وَلْیَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْیَکُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِکُمْ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ

اور جب تم جہاد کے لئے کہیں جاؤ اور تم کو خوف ہو کہ کہیں کافر تم سے جنگ نہ کرنے لگیں۔ تو تم پر کچھ گناہ نہیں، کہ نماز میں سے کچھ گھٹا دیا کرو، بیشک کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں اور اے پیغمبر صلعم! جب تم مسلمانوں کے ہمراہ ہو، اور اُن کو نماز پڑھانے لگو تو مسلمانوں کی ایک جماعت تمہارے ساتھ کھڑی ہو۔ اور اپنے ہتھیار لئے رہیں، پھر جب سجدہ کر چکیں تو پیچھے ہٹ جائیں، اور دوسری جماعت جو شریک نماز نہیں ہوئی، تمہارے ساتھ نماز

اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ
وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ
وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ
اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ
مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ط وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ
كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ
مَّرْضٰى اَنْ تَضَعُوْا اَسْلِحَتَكُمْ وَخُذُوْا
حِذْرَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ
عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ (پارہ ۵-۱۲۶)

میں شریک ہو، اور ہوشیار رہیں، اور اپنے ہتھیار
لئے رہیں (کیونکہ) کافروں کی تو یہ تمنا ہے
کہ تم ذرا بھی اپنے ہتھیاروں اور سازوسامانِ
جنگ سے غافل ہو جاؤ، تو یکبارگی تم پر ٹوٹ
پڑیں۔ اور اگر تم لوگوں کو مینہ کی وجہ سے کچھ
تکلیف ہو، یا تم بیمار ہو، تو اپنے ہتھیار اتار رکھنے
میں تم پر کچھ گناہ نہیں (مگر) ہوشیار رہو، بیشک
اللہ نے کافروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار
رکھا ہے۔

جب دشمن سے مقابلہ ہونے والا ہو۔ خواہ وہ دشمن انسان ہو یا کوئی درندہ اور بعض یا سب مسلمانوں کا مل کر جماعت سے نماز ادا کرنا ممکن نہ ہو، اور سواریوں سے اترنے کی مہلت بھی نہ ہو، تو اس وقت سب لوگ سواریوں پر بیٹھے بیٹھے اشاروں سے تنہا نماز پڑھ لیں، استقبال قبلہ بھی اس وقت شرط نہیں، اور اگر اتنی مہلت بھی نہ ہو۔ تو معذور ہیں، اس وقت نماز نہ پڑھیں، بعد ازاں اس کی قضا پڑھ لیں، اور اگر کچھ لوگ جماعت سے نماز پڑھ سکیں۔ تو ایسی حالت میں جماعت ترک نہ کریں، بلکہ اس قاعدہ سے نماز پڑھیں کہ سب مسلمانوں کے دو حصے کر دیئے جائیں، ایک حصہ دشمن کے مقابلہ میں رہے اور دوسرا حصہ نماز شروع کر دے، اور اگر تین یا چار رکعت کی نماز ہو، جیسے ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور یہ لوگ نہ ہوں۔ تو جب امام دو رکعت نماز پڑھ کر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہونے لگے، اور بصورت قصر صلوٰۃ دو ہی رکعت پڑھنی ہوں، تو یہ حصہ چلا جائے اور دوسرا حصہ آکر امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھے، امام کو ان لوگوں کے آنے کا انتظار کرنا چاہیئے، جب امام بقیہ نماز تمام کر چکے تو تنہا سلام پھیر دے، اور یہ لوگ دشمن کے مقابلہ میں چلے جائیں، اور پہلے لوگ پھر یہاں آکر اپنی بقیہ نماز بے قراءت کے تمام کر لیں، اور دشمن کے مقابلہ میں چلے جائیں، پھر دوسرا حصہ یہاں آکر بقیہ نماز قراءت کے ساتھ تمام کرے۔ حالتِ نماز

ہیں دشمن کے مقابلہ میں جائے اور وہاں سے آتے وقت جو عملِ کثیر ہو گا۔ اس سے نماز فاسد نہ ہو گی۔ مگر پیادہ چلنا ہو گا۔ اگر سواری میں چلیں گے۔ تو نماز فاسد ہو جائے گی ؛

یہ طریقہ نماز کا اُس وقت ہے۔ جب سب لوگ ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتے ہوں۔ ورنہ بہتر یہ ہے کہ ایک حصّہ ایک امام کے ساتھ پوری نماز پڑھ لے اور دشمن کے مقابلہ میں چلا جائے۔ پھر دوسرا حصّہ دوسرے امام کے پیچھے نماز پڑھے ؛

سجدۂ سہو نماز کے فرائض میں سے اگر کوئی چیز سہواً یا عمداً چھوٹ جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ علیٰ ہٰذا القیاس اگر واجبات میں سے کوئی چیز عمداً چھوٹ جائے تو بھی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر واجبات میں سے کوئی چیز سہواً چھوٹ جائے تو اس کا تدارک ہو جاتا ہے۔ اور وہ تدارک یہ ہے کہ قعدہ اخیر میں التحیات پڑھنے کے بعد داہنی طرف ایک مرتبہ سلام پھیر کر دو سجدے کئے جائیں۔ اور ان سجدوں کے بعد پھر التحیات اور درود شریف اور دعا بدستور معمول پڑھ کر سلام پھیرا جائے۔ ان سجدوں کو سجدۂ سہو کہتے ہیں۔ ان سے وہ خرابی جو ترکِ واجب سے نماز میں آئی تھی رفع ہو جاتی ہے واجب خواہ کتنے چھوٹ گئے ہوں۔ سجدے دو ہی کافی ہوں گے۔ یہاں تک کہ اگر کسی شخص سے نماز کے تمام واجبات چھوٹ جائیں تو اُسے بھی دو سجدے ہی کرنے پڑیں گے۔ افضل تو یہی ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد یہ سجدے کرے۔ لیکن اگر بے سلام پھیرے سجدے کر لئے جائیں۔ تب بھی جائز ہے۔ نماز کے واجبات چونکہ پہلے بیان ہو گئے ہیں۔ اس لئے اب دُہرانے کی ضرورت نہیں۔ چند واجبات کا بسبب ضرورت ذکر کیا جاتا ہے ؛

اگر کوئی شخص سورۂ فاتحہ یا دوسری صورت چھوڑ جائے اور اُسی رکعت کے رکوع میں یا بعد رکوع کے یاد آ جائے۔ تو اس کو چاہیئے کہ کھڑا ہو جائے اور چھوٹی ہوئی سورت کو پڑھ لے۔ اور پھر رکوع کرے۔ اور چونکہ رکوع میں تاخیر ہو گئی ہے۔ اس لئے سجدۂ سہو کرلے۔ اور اگر دوسری رکعت میں یاد آئے اور دوسری سورت چھوٹی ہو۔ تو اس کو پڑھ لے اور سورۂ فاتحہ چھوٹی ہو۔ تو اس کو نہ پڑھے۔ کیونکہ تکرار سورہ فاتحہ لازم آئے گا۔ اور یہ مشروع نہیں۔ بعد از نماز اس صورت میں بھی سجدۂ سہو کرے ؛

اگر کوئی شخص سورۂ فاتحہ سے پہلے دوسری سُورت پڑھ جائے۔ اور اسی وقت اُس کو خیال آجائے۔ تو سورۂ فاتحہ پڑھ لے۔ اور اس کے بعد پھر سورت پڑھ لے اور سجدۂ سہو کرے۔ اگر سورۂ فاتحہ دو دفعہ پڑھی جائے۔ تب بھی سجدہ سہو کرنا ہوگا۔ کیونکہ سورۂ فاتحہ ایک بار پڑھنا واجب ہے۔ اور یہاں اس کے خلاف ہوا۔

آہستہ قرأت والی نماز میں کوئی شخص بلند آواز سے قرأت کرے تو سجدۂ سہو لازم آئے گا۔ ہاں اگر آہستہ آواز کی نماز میں بہت تھوڑی قرأت بلند آواز سے کی جائے۔ جو نماز صحیح ہونے کے لئے کافی نہ ہو۔ مثلاً دو تین لفظ بلند آواز سے نکل جائیں۔ تو کچھ مضائقہ نہیں۔

اگر کوئی شخص قومہ بھول جائے یا سجدہ کے درمیان جلسہ نہ کرے۔ تو اُس کو بھی سجدۂ سہو کرنا چاہیئے۔ مگر صرف امام ابو یوسفؒ صاحب کے نزدیک امام اعظمؒ صاحب کے نزدیک اس صورت میں سجدہ سہو نہیں۔ اور اگر کوئی شخص قعدۂ اُولیٰ بھول جائے۔ اور پورا کھڑا ہو چکا ہو۔ تو پھر نہ بیٹھے اور سجدۂ سہو کرلے۔ اور اگر پورا نہ کھڑا ہوا ہو یعنی گھٹنوں سے اونچا نہ ہو تو بیٹھ جائے۔ اس صورت میں سجدۂ سہو کی ضرورت نہ ہوگی۔ اگر کوئی شخص قعدۂ اخیر میں بھول کر کھڑا ہو جائے۔ اور سجدہ سے پہلے اُس کو یاد آجائے تو چاہیئے کہ بیٹھ جائے۔ اور سجدۂ سہو کرے اور اگر سجدہ کرچکا ہو۔ تو پھر نہ بیٹھے۔ بلکہ دوسری رکعت ساتھ ملائے اور سجدۂ سہو کرے۔ مغرب کی نماز میں اگر ایسا واقعہ پیش آئے۔ تو صرف ایک رکعت ہی کافی ہے۔ اس صورت میں اس کی یہ نماز نفل ہو جائے گی۔ فرض نماز پھر پڑھے۔ اور اگر قعدۂ اخیر میں اسقدر بیٹھنے کے بعد جس میں التحیات پڑھی جاسکے کھڑا ہو جائے۔ تو سجدہ کرنے سے پہلے پہلے بیٹھ کر سجدۂ سہو کر کے نماز پوری کرسکتا ہے۔ لیکن اگر سجدہ کرچکا ہے۔ تو اس کو چاہیئے کہ ایک اور رکعت ملائے۔ تاکہ یہ رکعت ضائع نہ ہو۔ اور پہلی رکعتیں فرض اور پچھلی دو نفل ہو جائیں۔

اگر کسی شخص سے سہو ہوگیا۔ اور سجدہ سہو کرنا اُس کو یاد نہ رہا یہاں تک کہ نماز ختم کرنے کی غرض سے سلام پھیر دیا۔ اور اس کے بعد اس کو سجدۂ سہو کرسکتا ہے۔

اگر کسی نے ظہر کے فرض میں دو ہی رکعت کے بعد یہ سمجھ کر کہ میں چار رکعتیں پڑھ چکا ہوں سلام پھیر دیا۔ اور بعد سلام کے خیال آیا۔ تو اُس کو چاہیئے کہ دو رکعتیں اور پڑھ کر نماز تمام

کر دے اور سجدۂ سہو کرے ؛

اگر کسی کو نماز میں شک ہو جائے، کہ میں نے تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار اور اُس کی عادت شک کرنے کی نہ ہو، تو اُس کو نئے سرے سے نماز پڑھنی چاہیئے، اور اگر اُسے پہلے بھی شک ہوا کرتا ہے۔ تو اپنے گمان غالب پر عمل کرے۔ یعنی جتنی رکعتوں پر دل ٹھہرے اور یقین ہو اُن پر بنا کر کے اخیر میں سجدۂ سہو کرے۔ اور اگر گمان غالب کسی طرف نہ ہو، تو کمی کی جانب کو اختیار کرے، مثلاً اگر دو اور تین میں شک ہو تو دو پر بنا کرے، اگر کسی شخص کو کسی رکعت کے بعد یہ شبہ ہو۔ کہ اس کے بعد قعدہ کرنا چاہیئے یا نہیں خواہ قعدۂ اُولیٰ کا شبہ ہو یا قعدۂ اخیر کا تو اُس کو چاہیئے، کہ وہاں قعدہ کرے۔ اور سجدۂ سہو کرے ؛

سجدۂ تلاوت

قرآنِ مجید میں چودہ آیتیں ایسی ہیں، جن کے پڑھنے اور سُننے سے ایک سجدہ واجب ہوتا ہے۔ اُن میں سے ایک سورۂ اعراف کے اخیر میں ہے۔ اور دوسری سورۂ رعد کے دوسرے رکوع میں۔ تیسری سورۂ نحل کے پانچویں رکوع میں، چوتھی سورۂ بنی اسرائیل کے بارہویں رکوع میں، پانچویں سورۂ مریم کے چوتھے رکوع میں، چھٹی سورۂ حج کے دوسرے رکوع میں، ساتویں سورۂ فرقان کے پانچویں رکوع میں، آٹھویں سورۂ نمل کے دوسرے رکوع میں۔ نویں سورۂ حٰمٓ السجدہ کے دوسرے رکوع میں۔ دسویں سورۂ صٓ کے دوسرے رکوع میں، گیارہویں سورۂ حٰمٓ سجدہ کے پانچویں رکوع میں، بارہویں سورۂ نجم کے اخیر میں تیرہویں سورۂ انشقت میں، چودہویں سورۂ اقرأ میں ؛

سجدۂ تلاوت کے واجب ہونے کے تین سبب ہیں، اول آیت سجدہ کی تلاوت خواہ پوری آیت کی تلاوت کی جائے یا صرف اس لفظ کو جس میں سجدہ ہے پڑھا جائے اور اس کے ساتھ اس کے قبل یا بعد کا لفظ بھی ملایا جائے۔ دوم خواہ آیت سجدہ کی بعینہٖ تلاوت کی جائے، یا اس کا ترجمہ کسی اور زبان میں پڑھا جائے۔ سوم آیت سجدہ کو خود پڑھا جائے یا دوسرے سے سُنے ؛

سجدۂ تلاوت صرف اُن لوگوں پر واجب ہے، جن پر نماز اداءً یا قضاءً واجب ہے، حیض و نفاس والی عورت پر واجب نہیں، نابالغ اور ایسے مجنون پر بھی واجب نہیں

. . . . ،، جس کا جنون ایک دن رات سے زیادہ ہو گیا ہو۔

سجدۂ تلاوت اگر نماز سے خارج واجب ہوا ہے، تو بہتر یہ ہے، کہ فوراً ادا کرو ے مگر تاخیر بھی جائز ہے، اگرچہ مکروہ ہے۔ لیکن اگر نماز میں واجب ہوا ہو، تو اس کا ادا کرنا فوراً واجب ہے، تاخیر کی اجازت نہیں ۔

اگر کوئی شخص حالت نماز میں کسی دوسرے سے آیت سجدہ سُنے تو یہ سجدہ بعد از نماز ادا کیا جائے گا۔ اگر آیت سجدہ کی تلاوت کی ایک ہی مجلس میں کئی بار کی جائے، تو ایک ہی سجدہ واجب ہو گا ۔

اگر حاضرین با وضو نہ ہوں، تو آیت سجدہ کا آہستہ تلاوت کرنا بہتر ہے، کیونکہ وہ لوگ اگر اس وقت سجدہ نہ کریں گے، تو ممکن ہے کہ پھر بھول جائیں اور وہ سب گنہگار ہوں ۔

سجدۂ تلاوت کا طریقہ یہ ہے، کہ قبلہ رُو ہو کر نیت کر کے اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہے، اور سجدہ کرے۔ اور پھر سر اٹھاتے وقت اللہ اکبر کہہ کر اٹھے۔ اگر سجدۂ تلاوت نماز میں کیا جائے تو اس میں تسبیح پڑھنا بہتر ہے۔ مگر نفلی نماز میں یا نماز سے خارج اختیار ہے، خواہ پڑھے خواہ نہ پڑھے ۔

سجدۂ شکر

جب خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی بڑی نعمت عطا ہو، تو مستحب ہے کہ سجدۂ شکر ادا کیا جائے۔ اور ایسا کرنا نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم سے منقول ہے ۔

نمازِ جنازہ

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے، یعنی اگر کچھ لوگ پڑھ لیں، تو اوروں کی طرف سے فرض ادا ہو جاتا ہے، ورنہ سب گنہگار ہوں گے

جس طرح دوسری نمازوں کے لئے وضو ضروری ہے، اس کے لئے وضو ضروری ہے، مگر اس میں نماز نہ ملنے کے خیال سے تیمم بھی جائز ہے۔ یعنی نماز جنازہ ہو رہی ہو اور بے وضو میں یہ خیال ہو کہ نماز ختم ہو جائے گی، تو تیمم کر لے ۔

آج کل جنازے کی نماز پڑھنے والے جوتا پہنے ہوئے نماز پڑھتے ہیں، اُن کے لئے یہ امر ضروری ہے، کہ ان کے کھڑا ہونے کی جگہ اور جُوتا دونوں پاک ہوں۔ اور اگر جُوتا

پیر سے نکال دیا جائے، اور اس پر کھڑے ہوں، تو صرف جوتے کا پاک ہونا ضروری ہے۔ اکثر لوگ اس کا خیال نہیں کرتے، اور ان کی نماز نہیں ہوتی ۔

نماز جنازہ کی صحت کیلئے یہ شرط ہے، کہ میّت مسلمان ہو۔ کافر و مرتد پر نماز صحیح نہیں مسلمان اگرچہ فاسد یا بدعتی ہو۔ اس پر نماز صحیح ہے۔ میت سے مراد وہ شخص ہے، جو زندہ ہو کر مر گیا ہو، مرا ہوا لڑکا اگر پیدا ہو۔ تو اُس کی نماز درست نہیں۔ میت کا بدن نجاست حقیقیہ اور حکمیہ سے پاک ہونا ضروری ہے۔ اگر کوئی مسلمان بے نماز جنازہ پڑھے دفن کر دیا گیا ہو تو اس کی نماز اُس کی قبر پر پڑھی جائے۔ جب تک اس کی نعش کے پھٹ جانے کا اندیشہ نہ ہو جب خیال ہو، کہ اب نعش پھٹ گئی ہوگی۔ تو پھر نماز نہ پڑھی جائے۔ نماز جنازہ کی صحت کے لئے یہ بھی ضروری ہے۔ کہ میت وہاں موجود ہو۔ اگر موجود نہ ہو۔ تو نماز صحیح نہ ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ غائب پر نماز جنازہ پڑھنا درست نہیں ۔

نماز جنازہ کا مسنون طریقہ یہ ہے، کہ میت کو آگے رکھ کر امام اس کے سینے کے مقابل کھڑا ہو جائے۔ اور سب لوگ دل میں یہ نیت کریں، کہ میں نے یہ ارادہ کیا، کہ نماز جنازہ پڑھوں، جو خدا کی نماز ہے، اور میت کے لئے دعا ہے۔ بعد ازاں تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھ لیں۔ اور دل ہی دل میں یہ پڑھیں:۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ اس کے بعد بغیر ہاتھ اٹھائے اَللّٰهُ اَكْبَر کہیں، اور پھر وہ درود پڑھیں، جو نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ بعد ازاں پھر بغیر ہاتھ اٹھائے اَللّٰهُ اَكْبَر کہیں، اور میت بالغ ہو، تو اس کے لئے یہ دعا پڑھیں:۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا۔ اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ (اے اللہ! ہمارے زندوں اور مُردوں کو بخش دے اور اُن کو بھی جو حاضر ہیں، اور اُن کو بھی جو غائب ہیں، اور ہمارے چھوٹوں بڑوں اور مردوں اور عورتوں کو بھی بخش دے۔ اے اللہ! ہم میں سے جس کو تو زندہ رکھے اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو موت دے اس کو ایمان پر موت دے) اور اگر میت نابالغ ہو، تو یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ

اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا ذُخْرًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا (اے خدا اس بچے کو ہمارا پیشترو مقرر کر اور اسے ہمارے لئے موجب ثواب اور ذخیرہ بنا، اے اللہ اس کو ہمارے لئے سفارش کرنے والا بنا دے، اور اس کی سفارش قبول فرما، یہ نابالغ لڑکے کے لئے ہے، اگر لڑکی ہو، تو بجائے اِجْعَلْهُ کے اِجْعَلْهَا اور بجائے شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا کے شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً کہے، جب یہ دُعا پڑھ چکیں تو پھر ایک مرتبہ اَللّٰهُ اَکْبَرْ کہیں۔ اور اس دفعہ بھی ہاتھ نہ اُٹھائیں، بعد ازاں اس طرح سلام پھیر دیں، جس طرح نماز میں سلام پھیرتے ہیں ٭

نماز جنازہ مقتدی اور امام دونوں کے حق میں یکساں ہے، صرف اس قدر فرق ہے کہ امام تکبیریں اور سلام بلند آواز سے کہیگا۔ اور مقتدی آہستہ آواز سے۔ باقی چیزیں ثناء اور درود اور دُعا مقتدی بھی آہستہ آواز سے پڑھے گا ٭

نماز جنازہ میں مستحب ہے کہ حاضرین کی تین صفیں کر دی جائیں۔ یہاں تک کہ اگر صرف سات آدمی ہوں۔ تو ایک آدمی اُن سے امام بنا دیا جائے، اور پہلی صف میں تین آدمی کھڑے ہوں۔ اور دوسری میں دو اور تیسری میں ایک ٭

روزہ

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ط فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ

مسلمانو! جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر روزہ رکھنا فرض تھا، تم پر بھی فرض کیا گیا۔ تاکہ تم متقی بن جاؤ۔ اور وہ بھی گنتی کے چند روز، اس پر بھی جو شخص تم سے بیمار ہو، یا سفر میں ہو، تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری کر دے، اور جو لوگ روزے کی طاقت نہیں رکھتے، اُن کے ذمّے ایک محتاج کو کھانا کھلا دینا ہے، اور جو شخص اپنی خوشی

وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ
كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ شَهْرُ رَمَضَانَ
الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ
هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ
الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ
شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ
وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى
سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ
يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا
يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا
الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا
هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝
وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ
فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ
الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا
لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ
يَرْشُدُوْنَ ۝ اُحِلَّ لَكُمْ
لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى
نِسَآئِكُمْ ؕ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ
وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ
اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ
فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۚ فَالْـٰٔنَ
بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ

سے نیک کام کرنا چاہے، تو یہ اُس کے حق
میں زیادہ بہتر ہے، اور اگر تم سمجھو تو روزہ
رکھنا ہر حال میں تمہارے لئے بہتر ہے۔
(روزوں کا) مہینہ رمضان کا ہے۔ جس میں
قرآن بھیجا گیا ہے، جس کا وصف یہ ہے
کہ لوگوں کے لئے ہدایت ہے، اور اس میں
ہدایت اور حق و باطل کی تمیز کے کھلے کھلے
حکم موجود ہیں۔ پس جو شخص اس مہینے میں
موجود ہو، اس کو ضرور اس مہینہ میں روزہ
رکھنا چاہیئے، اور جو شخص بیمار ہو، یا سفر میں
ہو، تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری کرے
اللہ تمہارے ساتھ آسانی کرنا چاہتا ہے، تمہارے
ساتھ سختی نہیں کرنی چاہتا، اور یہ حکم اس
غرض سے ہے کہ تم گنتی پوری کر لو، اور تاکہ
اللہ تعالےٰ نے تم کو جو راہ راست دکھا دی
ہے، اس نعمت پر اس کی بڑائی کرو، اور
تاکہ تم اس کا احسان مانو، اور جب آپ سے
میرے بندے دریافت کریں تو (ان کو
بتلا دیجئے کہ) میں اُن کے قریب ہی ہوں
اور ہر ایک دُعا کرنے والے کی دُعا (اگر
مناسب ہو) تو قبول کر لیتا ہوں، تو اُن کو
چاہیئے کہ ہمارا حکم مانیں، اور ہم پر ایمان لائیں
تاکہ وہ سیدھے راستے لگ لیں۔ مسلمانو!

لَكُمْ ۪ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ
لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ
الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۪ ثُمَّ اَتِمُّوا
الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوْ
هُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ ۭ
تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ۭ
كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ
لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝

(بقر۔ ع ۲۳۔ پارہ ۲)

روزوں کی راتوں میں اپنی بی بیوں کے پاس جانا تمہارے لئے جائز کر دیا گیا ہے۔ وہ تمہارے اوڑھنے بچھونے ہیں اور تم اُن کے اوڑھنے بچھونے ہو۔ خدا تعالیٰ کو اس کی خبر تھی۔ کہ تم خیانت کے گناہ میں اپنے آپ کو مبتلا کر رہے تھے۔ خیر اللہ تعالیٰ نے تم پر عنایت فرمائی اور تم سے گناہ کو دھو دیا پس اب تم اُن سے ہمبستر ہو۔ اور جو نتیجہ خدا نے تمہارے لئے لکھ رکھا ہے۔ اُس کے حاصل کرنے کی خواہش کرو۔ اور کھاؤ پیو۔ یہاں تک کہ رات کی کالی دھاری سے صبح کی سفید دھاری تم کو صاف صاف دکھائی دینے لگے۔ پھر رات تک روزہ پورا کرو۔ اور مسجد میں اعتکاف بیٹھے ہو۔ تو بھی اُن سے ہمبستر نہ ہونا۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں ان کے پاس بھی نہ پھٹکنا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے احکام لوگوں سے کھول کھول کر بیان کرتا ہے۔ تاکہ وہ لوگ متقی بنیں ؟

دُنیا میں جس قدر مذاہب مروج ہیں۔ اُن سب میں فاقہ عبادت سمجھا گیا ہے۔ مگر اسلام نے مسلمانوں کے لئے اس کا ایک خاص مہینہ مقرر کر دیا ہے۔ کیونکہ روزے میں بے شمار فوائد مضمر ہیں۔ مثلاً اس سے عجز و انکساری کی صفت پیدا ہوتی ہے۔ روزہ دار کو روزی کی قدر آتی ہے۔ ردی رطوبتیں جو اکثر مولدِ امراض ہوتی ہیں۔ خشک ہو جاتی ہیں۔ اور

سب سے بڑی بات یہ ہے کہ روزہ دار اُن لوگوں کی حالت کا اندازہ کر سکتا ہے جن کو پیٹ بھر کر روزی نصیب نہیں ہوتی۔ روزے کو داخلِ عبادت کرنے سے شارع کی اصلی غرض یہ ہے، کہ مسلمان بھوک اور پیاس ضبط کرنے پر قادر ہوں، اور چست و چالاک اور صابر و ضابط قوم بنیں ؛

روزہ اسلام کا تیسرا رکن ہے اور اس کی فضیلت کے لئے یہی کافی ہے، کہ بعض علماء نے اس کے بے انتہا فضائل دیکھ کر اس کو نماز جیسی عظیم الشان عبادت پر ترجیح دی ہے، اس کی فضیلت میں بہت سی احادیث بھی وارد ہیں، چنانچہ ترمذی میں مذکور ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ جہاں رمضان کی پہلی رات ہوئی شیاطین اور سرکش جن جکڑ دیئے جاتے ہیں، اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، کوئی دروازہ اس کا کھلا نہیں رہتا۔ اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، کوئی دروازہ اس کا بند نہیں رہتا۔ اور ایک منادی پکارتا ہے، اے طالب خیر سامنے آ۔ اور اے طالب شر رک جا۔ اور اللہ لوگوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے۔ اور یہ ندا اور آزادی ہر روز ہوتی ہے ؛

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، کہ ایک دفعہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دن میں ہم لوگوں سے خطاب کر کے فرمایا۔ اے لوگو! تم پر سایہ فگن ہوا ہے، ایک بزرگ مہینہ ایک مبارک مہینہ ایسا مہینہ جس میں ایک رات ہے، جو بہتر ہے ہزار مہینوں سے، اللہ نے اُس کے روزے تم پر فرض کئے ہیں، اور اس کی راتوں کو عبادت کرنا سُنت قرار دیا ہے، جو شخص اس مہینے میں اللہ کا تقرب چاہے، کوئی نفل عبادت کرے، وہ مثل اُس شخص کے ہوگا، جو اور دنوں میں فرض ادا کرے، اور جو اس مہینے میں ایک فرض ادا کرے وہ مثل اُس شخص کے ہوگا۔ جو اور دنوں میں ستر فرض ادا کرے، یہ مہینہ صبر کا ہے، اور صبر کا بدلہ جنت ہے، یہ مہینہ یکجا عبادت کرنے کا اور مل جل کر کھانے کا ہے، یہ مہینہ ایسا ہے جس میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے، جو شخص اس مہینے میں کسی روزہ دار کی روزہ کشائی کرے اُس کے سب گناہ بخش دیئے جائیں گے، اور دوزخ سے آزاد کر دیا جائیگا، اور اس کو

اسی قدر ثواب ملے گا۔ جتنا اس روزہ دار کو بے اس کے کہ اُس روزہ دار کے ثواب میں کچھ کمی کی جائے۔ حضرت سلمانؓ کہتے ہیں، کہ ہم لوگوں نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ ہم میں سے ہر شخص اس قدر نہیں پاتا۔ جس سے روزہ دار کی روزہ کشائی کرا ارشاد ہوا۔ کہ اللہ یہی ثواب اس شخص کو بھی دے گا، جو کسی روزہ دار کی روزہ کشائی ایک گھونٹ پانی یا ایک چھوہارے سے کرائے اور جو سیر ہو کر کھلائے۔ اللہ اس کو میرے حوض سے ایسا شربت پلائے گا۔ کہ پھر پیاسا نہ ہو گا۔ آخر جنت میں داخل ہو گا۔ یہ ایسا مہینہ ہے جس کا شروع (پہلا عشرہ) رحمت ہے۔ اور درمیان مغفرت ہے۔ اور اس کا آخر آزادی ہے دوزخ سے۔ جو کوئی اس مہینے میں اپنے غلام سے کم کام لے گا۔ اللہ اس کو بخش دے گا۔ اور دوزخ سے آزاد کرے گا (مشکوٰۃ) علاوہ ازیں اور بہت سی احادیث ہیں۔ جن سے روزہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے ؁

شعبان کی انتیسویں تاریخ کو لوگوں پر واجب کفایہ ہے کہ رمضان کا چاند دیکھنے کی کوشش کریں۔ اگر چاند نظر آ جائے۔ تو صبح کو روزہ رکھیں۔ ورنہ یہ خیال کر لیں۔ کہ شعبان کا مہینہ تیس دن کا ہو گا۔ رمضان کے چاند میں صرف ایک آدمی کی خبر مقبول ہو جاتی ہے۔ بشرطیکہ خبر دینے والا مسلمان عاقل و بالغ ہو۔ اور اپنے دیکھنے کی خبر دے۔ اور مطلع غبار آلود ہو لیکن عید الفطر کا چاند بغیر اس کے کہ دو متقی پرہیزگار مرد یا ایک مرد اور ایک عورت قاضی کے پاس گواہی دیں ثابت نہ ہو گا۔ یہ بھی اُس وقت جب مطلع صاف نہ ہو۔ اور اگر مطلع صاف ہو۔ تو رمضان اور فطر دونوں میں دو آدمیوں کا کہنا کافی نہ ہو گا۔ بلکہ اس قدر آدمیوں کی شہادت سے یقین یا گمانِ غالب ہو جائے ؁

چاند کا ثبوت نجوم کے قواعد سے جیسا جنتری وغیرہ میں لکھا جاتا ہے کسی طرح نہیں ہو سکتا اور نہ ہی کسی تجربہ سے ثابت ہو سکتا ہے۔ خواہ وہ تجربہ کیسا ہی معتبر کیوں نہ ہو۔ تار سے بھی رویت ہلال ثابت نہیں ہو سکتی حدیث میں آیا ہے۔ اِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا (بخاری) یعنی چاند دیکھ کر روزہ رکھو۔ اور چاند دیکھ کر افطار کرو ؁

جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو۔ یا عورتیں حیض و نفاس میں ہوں یا حمل سے ہوں یا بچے

کو دودھ پلاتی ہوں، اور خوف ہو کہ روزے کی وجہ سے بچے کو نقصان پہنچے گا۔ تو یہ سب لوگ روزہ موقوف رکھیں رجب عذر جاتے رہیں، تو روزوں کی قضا رکھیں۔ سال بھر میں پورے کر لیں۔ چاہیں ایک دم رکھیں چاہیں تھوڑے تھوڑے کر کے کئی دفعہ پورے کر لیں۔ جو شخص اس قدر بوڑھا ضعیف ہو کہ روزے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ اسے روزہ معاف ہے ہر روزے کے عوض وہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا کرے۔ یا ہر روزہ صدقۂ فطر کی مقدار فدیہ دیا کرے اگر روزہ سے کسی مرض کے پیدا ہو جانے کا خوف ہو یا جان و بدن کا خوف ہو (مثلاً کوئی دشمن کہے کہ اگر تو روزہ رکھے گا۔ تو میں تجھ کو مار ڈالوں گا یا تیرا کوئی عضو کاٹ ڈالوں گا) یا کسی کو یہ معلوم ہو جائے۔ کہ رمضان میں کسی دشمن دین سے لڑنا پڑے گا۔ یا بھوک کا اس قدر غلبہ ہو کہ کچھ نہ کھانے سے جان جاتی رہے۔ یا عقل میں فتور آجائے۔ یا پیاس کی ایسی شدت ہو۔ یا بیہوشی کی حالت پیدا ہو جائے تو ان سب صورتوں میں روزہ نہ رکھنا جائز ہے ۞

روزہ رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور عورتوں کی ہمبستری سے کنارہ کش رہے۔ عذر بیماری کے باعث قے کریں، تو روزے کی قضا لازم آئے گی۔ ورنہ خود بخود قے ہو جانے سے خواہ منہ بھر کر ہو یا کم روزے میں نقصان نہ آئے گا۔ روزے میں خوشبو لگانا۔ سر میں تیل ڈالنا۔ سرمہ لگانا۔ فصد کھلوانا۔ پچھنے لگوانا۔ مسواک کرنا۔ کلی کرنا۔ غسل کرنا۔ ناک میں پانی ڈالنا یہ سب باتیں درست ہیں۔ لیکن زیادہ مبالغہ نہ کرنا چاہیئے ۞

روزے کی حالت میں بیوی کا بوسہ لینا جائز ہے جسم سے جسم لگانا بھی درست ہے مگر جوان بے صبر آدمی کو درست نہیں۔ اگر کسی کو رات کو نہانے کی ضرورت ہوئی، تو بہتر یہی ہے۔ کہ رات کو ہی نہا لے، ورنہ صبح کو بھی نہانے سے روزے میں کچھ نقصان واقع نہ ہوگا جو شخص عمداً ایسا کام کرے جس سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے، تو اسے ایک غلام آزاد کرنا پڑیگا اگر غلام آزاد نہ کر سکے تو دو مہینے کے پے در پے روزے رکھے، یہ بھی نہ ہو سکے۔ تو ساٹھ محتاجوں کو پیٹ بھر کھانا کھلائے۔ اور اگر روزہ بھی رکھ لے، تو ثواب ملے گا۔ اگر ابر کے باعث وقت معلوم نہیں ہوا، اور روزہ کھول لیا۔ اور پھر سورج نکل آیا۔ تو روزے کی قضا رکھنی ہوگی

مگر اس روز بھی مفطرات روزہ سے اجتناب لازم ہے۔ حالت سفر میں خواہ جائز سفر ہو، یا ناجائز، بے مشقت ہو یا بامشقت ہر حال میں روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔ مگر بے مشقت سفر میں مستحب یہی ہے۔ کہ روزہ رکھ لے۔ ہاں اگر چند لوگ اس کے ہمراہ ہوں اور وہ روزہ نہ رکھیں، اور تنہا اس کے روزہ رکھنے میں کھانے وغیرہ کے انتظام میں تکلیف ہو۔ تو بہتر نہ رکھے۔ شک کے دن روزہ نہ رکھنا چاہیئے۔ حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ بہ نیت نفل روزہ رکھ لے ممانعت فرضی روزہ میں ہے۔

سحری کھانا مسنون ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ ہمارے اور یہود و نصاریٰ کے روزوں میں سحری کا فرق ہے۔ ہم سحری کھاتے ہیں وہ نہیں کھاتے مستحب یہ ہے کہ صبح صادق سے تھوڑی دیر پہلے سحری کھائے۔ بہت پہلے کھا لینے میں سحری کا ثواب نہیں ملتا۔ اسی طرح روزے کے افطار میں جلدی کرنا یعنی وقت آجانے کے بعد تاخیر نہ کرنا مستحب ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جب تک مسلمان افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔ دین کو غلبہ ہوگا۔ نیز فرمایا ہے کہ خدا فرماتا ہے۔ مجھے افطار میں جلدی کرنے والے بندے بہت پیارے ہیں۔ افطار کے وقت یہ دعا پڑھنی مسنون ہے اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ (اے خدا میں نے تیرے ہی لئے روزہ رکھا، اور تیرے رزق سے ہی افطار کیا) اس کے علاوہ حدیثوں میں اور دعائیں بھی آئی ہیں۔

رمضان کا مہینہ چونکہ عبادات کے لئے زیادہ موزوں ہے، اس لئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس مہینے میں بہ نسبت اور مہینوں کے عبادت کا زیادہ اہتمام فرماتے تھے بخصوصاً آخری عشرہ میں۔ آخری عشرہ کی تخصیص کی وجہ یہ ہے۔ کہ لیلۃ القدر اکثر اسی عشرے میں ہوتی ہے جس کی نسبت قرآن مجید میں وارد ہوا ہے۔ کہ وہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس کے علاوہ یہ زمانہ ماہ مبارک کا اخیر ہوتا ہے۔ اور قاعدے کی بات ہے۔ کہ جب کوئی عزیز جانے لگتا ہے۔ اور اس کے جلد واپس آنے کی اُمید نہیں ہوتی۔ تو اُس کے پاس زیادہ نشست و برخاست کی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی عمر کے آخری رمضان میں بیس دن اعتکاف فرمایا۔

اعتکاف کی حکمتیں علماء نے بہت کچھ بیان کی ہیں، منجملہ اِن کے یہ کہ جب مسجد میں رہیگا تو بڑی بات یہ ہوگی۔ کہ ہر وقت کی نماز جماعت سے ملے گی، اور دوسرے او رلغویات سے بھی بچے گا، جو مسجد میں نہیں ہو سکتے۔ نہایت افسوس اور رنج کا مقام ہے۔ کہ اعتکاف جیسی پسندیدہ عبادت اور مرغوب سُنّت اُس زمانہ میں یک قلم ترک کر دی گئی ہے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ لوگ اپنی ضروریات کو ترک کر کے ہمہ تن اعتکاف میں مشغول ہو جائیں، بلکہ اس سے یہ مطلب ہے، کہ جو لوگ بیکار رہتے ہیں، وہ تو اُسے ترک نہ کریں، عمر بھر میں ایک آدھ دفعہ ہی کر لیا کریں ؛

اعتکاف کے لئے تین چیزیں ضروری ہیں (۱) مسجد میں ٹھیرنا خواہ اس مسجد میں پنجوقتی نمازیں ہوتی ہوں یا نہ ہوتی ہوں (۲) بہ نیّتِ اعتکاف ٹھیرنا (۳) حیض و نفاس اور جنابت سے پاک ہونا۔ اعتکاف کے لئے مسجد میں ایک علیحدہ جگہ مقرر کر کے فجر کی نماز پڑھ کر وہاں داخل ہونا چاہیئے۔ حاجات ضروریہ کے علاوہ مسجد سے باہر نہ نکلیں، حتیٰ کہ کسی کی عیادت کو بھی نہ جائیں۔ دفنِ میّت اور نماز جنازہ کے واسطے بھی باہر جانا درست نہیں، اعتکاف کی حالت میں عورت سے ہمبستری نہ کریں۔ بوسہ نہ لیں۔ معانقہ نہ کریں۔ بیماری یا کسی ضرورت کی وجہ سے اعتکاف کو توڑ دے تو اس کی قضاء لازم ہو جاتی ہے۔ عورتوں کو بھی اعتکاف بیٹھنا سُنّت ہے۔ مگر اِن کے لئے بہتر یہ ہے۔ کہ گھر میں اعتکاف بیٹھیں۔ حالتِ اعتکاف میں قرآن پڑھنا، حدیث کا مطالعہ کرنا، اذان دینا، فتوے لکھنا، خطبہ پڑھنا، دینی باتوں کی تعلیم دینا، کپڑے بدلنا، حجامت و غسل کرنا، ضروری مختصر باتیں کرنا، کھانا پینا سب درست ہے ؛

رمضان کے علاوہ کچھ نفلی روزے بھی ہیں، جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضؓ رکھا کرتے تھے۔ چنانچہ عرفے کا روزہ، محرم کی دسویں تاریخ کا روزہ، ہر مہینے کی تیرہویں، چودہویں اور پندرہویں کا روزہ مسنون ہے، علاوہ ازیں شوال کے مہینے میں عید کے بعد چھ دن روزہ رکھنا دوشنبہ اور پنجشنبے کا روزہ رکھنا مستحب ہے ؛

نفلی روزہ اگر رکھ کر توڑ دیا جائے، تو کفارہ لازم نہیں آتا۔ البتہ قضا واجب ہوتی ہے کیونکہ نفلی روزہ جب رکھ لیا جائے۔ تو اُس کو پورا کرنا لازم ہو جاتا ہے ؛

جیسا کہ پہلے بیان ہوا، رمضان شریف کے آخری عشرہ میں ایک نہایت ہی برکت والی رات ہے، جس میں عبادت کرنا ہزار مہینے کی عبادت سے بہتر ہے۔ اسی کو لیلۃ القدر کہتے ہیں۔ اس رات کی تعیین میں شارع علیہ السلام سے کوئی قول فیصل منقول نہیں۔ بخاری شریف کی ایک روایت میں آیا ہے، کہ اکثر یہ رات رمضان کی اکیسویں یا تئیسویں یا پچیسویں یا ستائیسویں یا انتیسویں تاریخ کی راتوں میں پھرتی ہوئی ہر سال ہوا کرتی ہے۔ اکثر علماء کا قول ہے کہ وہ ستائیسویں رات ہی ہے۔

زکوٰۃ

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ

(بقرہ ع ۵ - پارہ الٓمٓ)

اور نماز پڑھا کرو، اور زکوٰۃ دیا کرو، اور نماز پڑھنے والوں کے ساتھ (مل کر جماعت سے) نماز پڑھا کرو۔

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ

(بقرہ ۱۳ - پارہ الٓمٓ)

اور نماز پڑھا کرو، اور زکوٰۃ دیا کرو اور یقین کر لو کہ جو نیکی بھی تم اپنے لئے (مرنے سے) پہلے کر لو گے، اس کے ثواب کو تم اللہ کے یہاں پاؤ گے۔

وَقَالَ اللّٰہُ اِنِّیْ مَعَکُمْ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَیْتُمُ الزَّکٰوۃَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ وَعَزَّرْتُمُوْھُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُکَفِّرَنَّ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَلَاُدْخِلَنَّکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ

(مائدہ ع ۳ - پارہ ۶)

اور اللہ نے (اہل کتاب سے) فرمایا کہ تم اگر نماز پڑھتے رہو، اور میرے (سب) پیغمبروں پر ایمان لاؤ، اور ان کی مدد کرو اور اللہ کو قرض حسنہ دو تو میں تمہارے ساتھ ہوں، اور بیشک میں تمہارے گناہ تم سے دور کر دوں گا، اور ضرور تمہیں ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے (درختوں کے) نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔

وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ یَّوْمَ یُحْمٰی عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ فَتُکْوٰی بِھَا جِبَاھُھُمْ وَجُنُوْبُھُمْ وَظُھُوْرُھُمْ ھٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ ۝

(التوبہ - ع ۵ - پارہ ۱۰)

جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے رہتے ہیں اور اس کو راہِ خدا میں خرچ نہیں کرتے، ان کو روزِ قیامت کے عذاب دردناک کی خوشخبری سُنا دو۔ جس دن اُس سونے چاندی کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا۔ پھر اس سے اُن کے ماتھے اور اُن کے پہلو اور اُن کی پیٹھیں داغی جائیں گی۔ اور کہا جائے گا یہ ہے، جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا، آج اپنے جمع کئے کا مزہ چکھو ؛

زکوٰۃ کے معنے لغت میں طہارت اور برکت اور بڑھنے کے ہیں۔ اور شریعت میں اپنے مال کے اُس جزو کا جس کو شریعت نے مقرر کر دیا ہے۔ کسی مستحق کو مالک بنا دینے کا نام ہے۔ چونکہ اس فعل سے مال پاک ہو جاتا ہے۔ اور اس میں حق تعالیٰ کی طرف سے برکت عنایت ہوتی ہے اور اس مال کی دنیا میں ترقی ہوتی ہے۔ اور آخرت میں اللہ تعالیٰ اس کا دس گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ ثواب عطا فرماتا ہے۔ اس لئے اس کا نام زکوٰۃ رکھا گیا ؛

زکوٰۃ اسلام کا ایک بڑا رکن ہے۔ اور اس کی فرضیت قطعی ہے۔ منکر اس کا کافر اور تارک فاسق ہے۔ قرآن مجید میں بتیس جگہ اس کا ذکر نماز جیسی عظیم الشان عبادت کے ساتھ آیا ہے۔ اور بہت سی جگہ اس کا علیحدہ ذکر بھی ہے۔ احادیث میں کثرت سے اس کی فضیلت مذکور ہے۔ اور اس کے ادا کرنے والوں کو دلکش اور سچے وعدوں سے عزت دی گئی ہے۔ اور نہ ادا کرنے والوں کو ایسے ایسے سخت عذاب کی خبر دی گئی ہے۔ جس سے دل کانپ اُٹھتے ہیں۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس کو اللہ مال دے اور وہ اُس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے۔ تو اس کا مال قیامت کے دن سانپ کی شکل میں ظاہر کیا جائے گا۔ اور اُس شخص کو کاٹے گا اور کہے گا۔ میں تیرا مال ہوں ؛

وجوب زکوٰۃ کی شرطیں

۱ ۔ مسلمان ہونا ۔ کافر پر زکوٰۃ فرض نہیں ۔

۲ ۔ بالغ ہونا ۔ نابالغ پر زکوٰۃ فرض نہیں ، خواہ اس کی ملک میں کتنا ہی مال ہو ۔

۳ ۔ عاقل ہونا ۔ مجنون پر زکوٰۃ فرض نہیں ، اور نہ اس شخص پر جس کے دماغ میں کوئی مرض پیدا ہو گیا ہو ، اور اس سبب سے اس کی عقل میں فتور آگیا ہو ۔ جنون اور عقل میں اس قدر فرق ہے کہ نقصانِ عقل اگر پورا سال بھر رہے گا ، تو زکوٰۃ فرض نہ ہوگی ۔ اگر سال سے کم رہے ، تو لغو سمجھا جائے گا ۔ اور زکوٰۃ دینی پڑے گی ۔ اصلی جنون کا ہر حال میں اعتبار ہوگا ، خواہ سال بھر رہے یا نہ رہے ۔ مثلاً کسی کو سال میں ایک دو مرتبہ جنون ہو جائے ، تو اس سال کی زکوٰۃ اس پر فرض نہ ہوگی ۔ اور سال کی ابتدا زوال جنون کے بعد ہوگی ۔

۴ ۔ زکوٰۃ کی فرضیت سے واقف ہونا یا دارالاسلام میں ہونا ۔ جو شخص زکوٰۃ کی فرضیت سے واقف نہ ہو ۔ اور دارالاسلام میں بھی نہ رہتا ہو ، اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ۔

۵ ۔ آزاد ہونا ۔ غلام پر زکوٰۃ فرض نہیں ۔

۶ ۔ ایسی چیز کے نصاب کا مالک ہونا ، جو ایک سال تک قائم رہتی ہو ، جو چیز ایک سال تک قائم نہ رہتی ہو ، جیسے ککڑی ، کھیرا ، خربوزہ ، تربوز اور باقی ترکاریاں وغیرہ اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ۔

۷ ۔ مال پر ایک سال کامل گزر جانا ۔ بغیر ایک سال کے گزرے زکوٰۃ فرض نہیں ۔

۸ ۔ سال کے شروع اور آخر میں نصاب کا پورا ہونا ۔ اگر شروع یا آخر میں نصاب کم ہو جائے ، تو زکوٰۃ فرض نہ ہوگی ۔ درمیان سال کی کمی محسوب نہیں ۔

۹ ۔ مال کا قرض سے محفوظ ہونا ۔ یعنی کسی کے ذمے اگر اتنا قرض ہو ، کہ اس کے ادا کرنے کے بعد نصاب قائم نہیں رہتا ، تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی ، پھر خواہ مؤجل ہی ہو ، قرض میں شمار ہوتا ہے ۔

۱۰ ۔ مال اپنی اصلی ضرورتوں سے زائد ہو ، جو مال اصلی ضرورتوں کے لئے ہو ، اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ۔ مال کا اپنے یا اپنے وکیل کے ملک و قبضے میں ہونا ، جو مال ملک اور

قبضے میں نہ ہو۔ یا ملک میں ہو۔ قبضے میں نہ ہو۔ یا قبضے میں ہو۔ ملک میں نہ ہو۔ اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ۔

وہ چیزیں جن پر زکوٰۃ فرض نہیں

رہنے کے مکان۔ پہننے کے کپڑے اور کھانے پینے کی چیزوں پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ علیٰ ہٰذا القیاس سواری کے گھوڑوں، خدمت کے غلاموں، کام کاج کے گدھوں خچروں اور کرایہ کے جانوروں اور سبزترکاریوں اور جواہرات اور موتیوں پر زکوٰۃ نہیں۔ اسی طرح کار آمد کتابوں، برتنوں گھر کے فرش فروش اور سامان آراستگی پر بھی زکوٰۃ نہیں۔ ہاں یہ چیزیں تجارتی ہوں گی۔ تو ان پر بھی زکوٰۃ ہوگی۔ الغرض سونے چاندی کے سوا جس قدر مال واسباب ہے۔ اگر تجارت کے لئے نہ ہو۔ تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ اگر کسی شخص کی ملکیت میں پانچ دس یا زیادہ مکان ہوں۔ جو کرایہ پر دے رکھے ہیں۔ تو اُن پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں۔ خواہ وہ کتنی قیمت کے ہوں۔ اسی طرح اگر کسی نے دو چار سو کے برتن خرید لئے ہیں۔ اور اُن پر کرایہ پر چلاتا ہے۔ تو اُن پر بھی زکوٰۃ نہیں جو مال اصلی ضرورتوں کے لئے ہو۔ اس پر بھی زکوٰۃ فرض نہیں۔ یعنی جو روپیہ اپنی اصلی ضرورت کے لئے رکھا ہو۔ اس پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں۔ بشرطیکہ وہ ضرورت اسی سال آئندہ درپیش آنے والی ہو۔ تو پھر زکوٰۃ فرض ہوگی ۔

چاندی سونے اور مال تجارت کی زکوٰۃ

چاندی کا نصاب دو سو[۲۰۰] درم یعنی چھتیس تولے ساڑھے پانچ ماشے ہے۔ جس کا چالیسواں حصّہ دس ماشے ساڑھے سات رتی ہوتا ہے۔ اس سے کم چاندی پر زکوٰۃ نہیں۔ روپے بھی چاندی کے حکم میں ہیں۔ اس لئے ان کو تول کر زکوٰۃ دینی چاہیئے۔ مگر آسانی کے لئے یہ قاعدہ ٹھیرالیا گیا ہے۔ کہ فیصدی ڈھائی روپے نکالتے جائیں ۔

سونے کا نصاب بیس[۲۰] مثقال ہے۔ جس کے پانچ تولے ڈھائی ماشے ہوتے ہیں۔ اور ان کا چالیسواں حصّہ ایک ماشہ ساڑھے چار رتی سونا ہے۔ اس سے کم سونے پر زکوٰۃ نہیں ۔

تجارتی مال کا نصاب اس کی قیمت کے اعتبار سے ہوگا۔ اگر اس کی قیمت چاندی کے نصاب تک پہنچتی ہے تو اس پر زکوٰۃ نہیں۔ اگر ملک میں سونے کا رواج زیادہ ہوگا۔ تو پھر

سونے کے نصاب کا اعتبار کیا جائے گا۔

سونے چاندی اور تجارتی مالوں کا جو نصاب بیان کیا گیا ہے، اس نصاب سے اگر کچھ مال زیادہ ہو جائے۔ تو وہ زیادتی اگر نصاب کے پانچویں حصے کے برابر ہے۔ تو اس پر زکوٰۃ ہوگی، ورنہ نہیں۔

اگر کسی کے نصاب میں سونا اور چاندی دونوں ملے ہوئے ہوں تو جو زیادہ ہوگا۔ اُسی کا اعتبار کیا جائے گا۔ یعنی اگر سونا زیادہ ہے، تو سونے کے نصاب کا اور چاندی زیادہ ہے۔ تو چاندی کے نصاب کا۔ زیور کی زکوٰۃ سونے چاندی کی طرح دی جاتی ہے۔

جانوروں کی زکوٰۃ

جس کے پاس چالیس بکریاں یا بھیڑیں ہوں، اور ان پر پورا سال گزر جائے۔ تو ایک بکری یا بھیڑ یا اس کی قیمت زکوٰۃ میں دے۔ ایک سو بیس تک یہی ایک بکری یا بھیڑ دینی ہوگی، پھر ایک سو بیس[۱۲۰] کے آگے دو سو تک دو بکریاں یا بھیڑیں، اور دو سو ایک سے تین سو ننانوے تک تین بکریاں یا بھیڑیں اور چار سو میں سے چار بکریاں یا بھیڑیں۔ اور چار سو سے زائد ہوں، تو ہر سو میں ایک بکری یا بھیڑ کے حساب سے زکوٰۃ دینی ہوگی۔ اگر زیادتی سو سے کم ہو۔ تو اس پر کچھ نہیں۔ لیکن شرط یہ ہے۔ کہ جنگل میں چرتی ہوں۔ گھر میں کھڑی ہو کر کھائیں، تو ان پر زکوٰۃ نہیں۔ بھیڑ بکری کی زکوٰۃ میں نر مادہ کی قید نہیں۔ ہاں ایک سال سے کم بچہ نہ ہونا چاہیئے۔

گائے اور بھینس دونوں ایک قسم کے ہیں، اس لئے دونوں کا نصاب بھی ایک ہے یعنی تیس[۳۰] اس سے کم میں زکوٰۃ نہیں، اگر دونوں کو ملانے سے نصاب پورا ہوتا ہو۔ تو دونوں کو ملالیں گے، مثلاً بیس گائیں ہوں اور دس بھینسیں تو دونوں کو ملا کر تیس کا نصاب پورا کرلینگے مگر زکوٰۃ میں وہی جانور دیا جائے گا۔ جس کی تعداد زیادہ ہوگی۔ اگر دونوں برابر ہوں۔ تو پھر اختیار ہے۔ تیس گائے بھینس میں ایک گائے یا بھینس کا بچہ جو پورے ایک برس کا ہو۔ انتالیس تک یہی حال رہے گا۔ پھر چالیس پر پورے دو برس کا بچہ دینا پڑے گا۔ انسٹھ تک یہی حالت رہے گی، جب ساٹھ ہو جائیں۔ تو ایک ایک برس کے دو بچے دیئے جائیں گے، جب ساٹھ سے زیادہ ہو جائیں تو ہر تیس میں ایک برس کا بچہ اور ہر چالیس میں دو برس کا بچہ دینا ہوگا۔

اونٹوں میں پانچ سے کم پر زکوٰۃ نہیں۔ پانچ ہو جائیں، تو ایک بکری نر یا مادہ دی جائیگی چوبیس تک یہی حالت رہے گی۔ جب پچیس ہو جائیں تو ایسی اونٹنی زکوٰۃ میں دی جائے گی، جس کو دوسرا برس شروع ہو، پینتیس ۳۵ تک یہی حالت رہے گی اور چھتیس میں ایک ایسی اونٹنی دینی پڑے گی۔ جس کو تیسرا برس شروع ہو چکا ہو۔ جب چھیالیس ہو جائیں گے، تو ایک ایسی اونٹنی جس کو چوتھا برس شروع ہو چکا ہو۔ پھر جب اکسٹھ ہو جائیں، تو ایسی اونٹنی جس کو پانچواں برس شروع ہو۔ جب چھہتر ہو جائیں تو دو اونٹنیاں جن کو تیسرا برس شروع ہو۔ جب اکانوے ہو جائیں۔ تو دو اونٹنیاں جن کو چوتھا برس شروع ہو۔ ایک سو بیس تک یہی حال رہے گا۔ جب اس سے زائد ہوں گے، تو نیا تی کا حساب نئے سرے سے شروع ہو گا۔

عُشر یعنی زمین کی پیداوار کی زکوٰۃ

زمین کی پیداوار سے کھیتی اور درختوں کے پھل اور شہد سے مراد ہے۔ اِن تمام چیزوں کا عُشر نکالنا فرض ہے۔ اس کے واجب ہونے میں کسی نصاب کی شرط نہیں۔ قلیل وکثیر ہر چیز میں عشر واجب ہوتا ہے۔ بشرطیکہ ایک صاع سے کم نہ ہو۔ اس میں یہ شرط بھی نہیں کہ وہ چیز ایک سال تک باقی رہ سکے۔ جو چیزیں باقی نہ رہ سکیں، ان میں بھی عشر واجب ہے۔ اور نہ ہی ایک سال گزرنے کی قید ہے۔ اگر کسی زمین میں سال کے اندر دو مرتبہ کاشت کی جائے تو ہر مرتبہ کی پیداوار میں عُشر واجب ہوگا۔ عُشر واجب ہونے کے لئے عاقل ہونے کی بھی شرط نہیں اور نہ آزاد ہونا شرط ہے۔ اور نہ زمین کا مالک ہونا۔ اگر وقف کی زمین ہو یا کرایہ کی، تو اُس پیداوار پر بھی عُشر واجب ہے۔

جو زمین خراجی نہ ہو۔ اور بارش یا دریا کے پانی سے سینچی جائے تو اُس کی پیداوار میں عُشر فرض ہے۔ اور جو کنوئیں سے سینچی جائے اُس میں نصف عُشر یعنی بیسواں حصہ فرض ہے اگر کوئی زمین دونوں قسم کے پانیوں سے سینچی جائے، تو اس میں اکثر کا اعتبار ہوگا۔ یعنی اگر زیادہ تر بارش یا دریا کے پانی سے سینچی گئی ہے۔ تو عُشر دینا پڑے گا۔ ورنہ نصف عُشر اگر دونوں قسم کے پانی برابر ہوں تو بھی نصف عُشر دینا ہو گا۔

مصارف زکوٰۃ

مصارف زکوٰۃ کے بارے میں ایک جامع آیت قرآن میں یوں ہے:۔ اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاکِیْنِ وَالْعَامِلِیْنَ عَلَیْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِی الرِّقَابِ وَالْغَارِمِیْنَ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِیْلِ فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ؕ

یعنی صدقہ کا مال تو صرف فقیروں کا حق ہے۔ اور محتاجوں کا اور اُن کارکنوں کا جو خیرات کے وصول پر مقرر ہیں، اور اُن لوگوں کا جن کے دلوں کو پرچانا منظور ہے اور نیز غلاموں کی آزادی میں خرچ کرنے کے لئے اور قرضداروں کے قرضے میں، نیز خدا کی راہ یعنی مجاہدین کے سازوسامان میں اور مسافروں کے زادِ راہ میں یہ اللہ کے ٹھیرائے ہوئے حقوق ہیں، اور اللہ جاننے والا اور صاحب تدبیر ہے ؕ

اس آیت میں آٹھ قسم کے لوگ بیان ہوئے ہیں۔ جن کو صدقہ کا مال دینا چاہیئے۔ یعنی فقیر، مسکین، عاملینِ صدقہ، مؤلفۃ القلوب، غلام، قرضدار، فی سبیل اللہ، مسافر۔ یہ مصارف زکوٰۃ ابتداء اسلام میں جاری تھے، اب ان میں سے تین صرف متروک ہیں۔ ایک عاملین زکوٰۃ یعنی وہ لوگ جو زکوٰۃ کے وصول کرنے پر متعین ہوئے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں چونکہ اسلامی سلطنت بہت وسیع ہوگئی تھی، اور وصول زکوٰۃ کا انتظام مشکل سے ہو سکتا تھا۔ اس لئے انہوں نے مال زکوٰۃ بیت المال میں جمع کرنا موقوف کر دیا۔ اور حکم دیا کہ لوگ بطور خود زکوٰۃ ادا کیا کریں۔ چنانچہ اسی وقت سے یہ دستور جاری ہے۔ کہ لوگ بطور خود زکوٰۃ دیتے ہیں۔ نہ کوئی بیت المال قائم ہے۔ اور نہ اُس پر عاملین تعینات ہیں۔ دوسرے وہ نومسلم جن کی تالیف قلب منظور تھی۔ یہ لوگ ابتدائے اسلام میں مصرف زکوٰۃ سمجھے جاتے تھے۔ کیوں کہ اِن دنوں اسلام ضعیف تھا۔ اور لوگوں کو اسلام میں داخل کرنے کی سخت ضرورت تھی۔ لیکن جب اسلام قوی ہوگیا، تو اس کی ضرورت نہ رہی۔ تیسرے وہ لونڈی غلام جو قید غلامی میں گرفتار ہوں۔ یہ لوگ بھی ہمارے ملک میں مصرف زکوٰۃ نہیں۔ اب باقی رہ گئیں پانچ قسمیں۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

۱۔ فقیر یعنی وہ شخص جو کسی ایسے مال کے نصاب کا مالک نہ ہو۔ جس پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے مگر بالکل تہی دست بھی نہ ہو ؛

۲۔ مسکین یعنی وہ شخص جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔ حتیٰ کہ دوسرے وقت کا کھانا بھی نہ ہو ؛

۳۔ فی سبیل اللہ یعنی اللہ کی راہ میں۔ اس سے مراد وہ مجاہدین ہیں۔ جو مفلسی کے باعث لشکرِ اسلام کے ساتھ جہاد کے لئے نہ جا سکتے ہوں۔ وہ لوگ بھی اس میں داخل ہیں۔ جو بارادہ حج اپنے گھر سے نکلے ہوں۔ اور اثنائے راہ میں کسی سبب سے مفلس ہو جائیں۔ اور حج کے لئے نہ جا سکیں۔ یا جو لوگ طلبِ علم کرتے ہوں۔ اور بے سامانی اور افلاس ان کو پریشان کر رہا ہو۔

۴۔ مسافر یعنی وہ شخص جس کے ملک میں مال ہو۔ مگر بالفعل اس کے قبضہ میں نہ ہو۔ یعنی مسافر چاہے اپنے گھر میں مالدار ہی ہو۔ مگر حالتِ سفر میں ضرورت کے وقت اُسے مال زکوٰۃ لینا جائز ہے ؛

۵۔ قرضدار یعنی وہ شخص جو کسی کا قرض ادا کرنا چاہتا ہو۔ اور اس کے پاس اس قدر مال نہ ہو۔ کہ اس قرض کو ادا کرے۔ تو اس کو زکوٰۃ کا مال دیا جائے۔ تاکہ اپنے قرض خواہ کا قرض ادا کر کے اس بارِ عظیم سے سبکدوش ہو جائے ؛

زکوٰۃ دینے والے کو اختیار ہے۔ کہ ان اقسام میں سے جس قسم کو چاہے اپنی زکوٰۃ کا مال دے۔ یہ ضروری نہیں۔ کہ ان تمام اقسام کو دے ؛

زکوٰۃ کا مال ان مصارف کے سوا اور کسی کام میں صرف نہ کیا جائے۔ نہ تو کسی میت کا کفن اس سے بنایا جائے۔ اور نہ میت کا قرض اس سے ادا کیا جائے۔ اور نہ اس سے مسجد بنائی جائے۔ اور نہ ہی یہ مال کسی ایسے شخص کو دینا چاہیئے۔ جس سے زکوٰۃ دینے والے کو ابوّت یا بنوّت کا تعلق ہو۔ یعنی باپ اور دادا پردادا وغیرہ کو اور نانا اور نانی وغیرہ کو اور بیٹا بیٹی۔ پوتا۔ پوتی وغیرہ کو۔ اسی طرح اس کو بھی نہ دینا چاہیئے۔ جس سے زوجیت کا تعلق ہو پس شوہر اپنی بی بی اور بی بی اپنے شوہر کو زکوٰۃ کا مال نہیں دے سکتی ؛

مذکورہ بالا اعزّہ کے سوا باقی رشتہ داروں کو مال زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ بلکہ بہتر یہ ہے

کہ اگر اپنے عزیزوں میں کوئی مستحق زکوٰۃ ہو۔ تو اس کو دیا جائے۔ اگر نہ ملے، تو اپنے دوستوں کو جو محتاج ہوں، اور ان کے بعد پڑوسیوں کا حق ہے۔ اگر یہ خیال ہو۔ کہ اس کے اعزہ زکوٰۃ کا روپیہ لینے کو برا مانیں گے، تو ان کو نہ بتائے کہ میں تم کو زکوٰۃ کا مال دیتا ہوں۔ کیونکہ زکوٰۃ کی صحت میں یہ شرط نہیں کہ جس کو دیا جائے، اس سے یہ بھی کہہ دیا جائے۔ کہ یہ زکوٰۃ کا مال ہے، مگر ناسمجھ بچوں کو نہ دے، بلکہ سمجھدار نابالغ بچوں کو دے ؛

مالدار اور اس کے غلام کو زکوٰۃ کا مال دینا جائز نہیں، اور نہ ہی کافر کو دینا جائز ہے، اسی طرح بنی ہاشم کے تین خاندان کے لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں، اول حضرت عباسؓ کی اولاد۔ دوم حارثؓ کی اولاد، سوم ابو طالب کی اولاد (سادات بنی فاطمہ اور سادات علویہ اس تیسرے خاندان میں شامل ہیں) ؛

جو شخص مستحق زکوٰۃ نہ ہو۔ اگر اُسے جانتے بوجھتے زکوٰۃ دی جائے۔ تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی بلکہ دوبارہ دینی پڑے گی۔ ہاں اگر ناواقفیت اور لاعلمی میں نامستحق کو زکوٰۃ دے گا۔ تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ کسی فقیر کو زکوٰۃ کا مال بقدر نصاب یا اس سے زیادہ دینا مکروہ ہے۔ البتہ اگر قرضدار ہو۔ یا کثیر العیال ہو تو جائز ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ کا مال دوسرے شہر میں بھیجنا مکروہ ہے۔ مگر اس صورت میں کہ اس کے محتاج اعزہ دوسرے شہر میں رہتے ہوں۔ یا دوسرے شہر میں زیادہ محتاج لوگ ہوں۔ یا وہاں کے لوگ زیادہ پرہیزگار ہوں۔ البتہ دار الحرب سے دار الاسلام میں زکوٰۃ بھیجنا مکروہ نہیں۔ اسی طرح طالب علموں کے لئے بھی دوسرے شہر میں زکوٰۃ بھیجنا مکروہ نہیں بلکہ مستحسن ہے ؛

حج

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ۭ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ

(اے مسلمانو) اللہ کے لئے حج اور عمرہ پورا کرو۔ اور اگر راستے میں گھر جاؤ، تو قربانی کرو، جیسی میسر آئے اور جب تک قربانی قربان گاہ تک نہ پہنچ جائے اپنے

الْهَدْيُ مَحِلَّهُ ۚ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ
مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ
رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ
أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ ۚ فَإِذَا
أَمِنْتُمْ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ
إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ
الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ
فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ
وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ ۗ تِلْكَ
عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ۗ ذَٰلِكَ لِمَنْ
لَمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ
وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ
الْعِقَابِ ۝ الْحَجُّ أَشْهُرٌ
مَعْلُومَاتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ
فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا
فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۗ وَمَا
تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللَّهُ ۗ
وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ
التَّقْوَىٰ ۚ وَاتَّقُونِ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ ۝
لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا
فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ ۚ فَإِذَا أَفَضْتُمْ
مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ

سر نہ منڈواؤ۔ اور جو تم میں بیمار ہو۔ یا اُس کے
سر میں کسی طرح کی تکلیف ہو۔ تو (بال اُتروا
دینے کا) بدلہ روزے یا خیرات یا قربانی
ہے۔ پھر جب تمہاری خاطر جمع ہو جائے
تو جو کوئی عمرے کو حج سے ملا کر فائدہ اُٹھانا
چاہے، تو اُسے قربانی کرنی ہوگی، جیسی کہ میسّر
آئے۔ اور جس کو قربانی میسّر نہ ہو، تو تین روزے
حج کے دنوں میں رکھ لے، اور سات جب
واپس آئے۔ یہ پورے دس ہوئے۔ یہ حکم اُس
کے لئے ہے، جس کا گھر بار مکّے میں نہ ہو
اور اللہ سے ڈرو، اور جانتے رہو، کہ اللہ
کا عذاب سخت ہے۔ حج کے تو خاص مہینے
ہیں، جو سب کو معلوم ہیں۔ تو جو شخص اِن
مہینوں میں حج کا ارادہ کر لے۔ تو پھر نہ
شہوت کی کوئی بات کرے اور نہ گناہ کی۔
اور نہ جھگڑے کی۔ اور نیکی کا کوئی سا کام
بھی کرو وہ خدا کو معلوم ہو جائے گا۔ اور (حج
میں) زادِ راہ بہم پہنچا لو کہ بہترین زادِ راہ پرہیزگاری
ہے۔ اور عقل والو ہم سے ڈرتے رہو۔ حج
میں تم اپنے پروردگار کا فضل (مثلاً تجارت)
حاصل کرنا چاہو، تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔ پھر
جب عرفات سے لوٹو، تو مشعر الحرام میں ٹھہر
کر خدا کی یاد کرو، اور اس طریقے پر جو خدا نے

عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدٰىكُمْ وَإِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ۝ ثُمَّ أَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ فَإِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا ط فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ أُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ط وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝

(البقرہ ۔ ع ۲۵ ۔ پارہ ۲)

تم کو بتایا ہے، اگرچہ اس سے پہلے تم گمراہوں سے تھے، پھر جس جگہ سے اور لوگ اُٹھیں اور چلیں تم بھی وہیں سے اُٹھو اور چلو اور اللہ سے مغفرت چاہو، بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے، پھر جب تم اپنے حج کے احکام پورے کر چکو، تو جس طرح تم اپنے باپ دادوں کے ذکر میں لگ جاتے تھے، اسی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر خدا کی یاد میں مشغول ہو جاؤ۔ پھر لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں، جو دعائیں مانگتے ہیں، کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو دُنیا میں دے اور آخرت میں اُن کا کچھ حصہ نہیں۔ اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو دُعائیں مانگتے ہیں، کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں دُنیا میں بھی خیر و برکت دے۔ اور آخرت میں بھی خیر و برکت دے۔ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا، یہی وہ لوگ ہیں۔ جن کو اُن کے کئے کا حصہ ملتا ہے، اور اللہ بہت حساب کرنے والا ہے ۝

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ فُرِضَ عَلَيْكُمُ الْحَجُّ فَحُجُّوْا فَقَالَ رَجُلٌ أَكُلَّ عَامٍ

حضرت ابوہریرہ رض کہتے ہیں، کہ ایک مرتبہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں سے ارشاد فرمایا، کہ اے لوگو بیشک اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے، لہٰذا تم حج کرو، تو ایک شخص بولا، یا رسول اللہ! کیا ہر سال؟ تو آپ نے

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَسَكَتَ حَتّٰى قَالَهَا ثَلَاثًا فَقَالَ لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ ؎

(مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ قَالَ اِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قِيْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ الْجِهَادُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قِيْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ ؎

(مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ (بخاری مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْعُمْرَةُ اِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةُ

(بخاری۔ مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ قَالَ

سکوت فرمایا۔ یہاں تک کہ اُس نے تین مرتبہ یہی کہا، تو آپ نے فرمایا، اگر میں ہاں کہہ دیتا تو یقیناً ہر سال کے لئے حج فرض ہو جاتا اور تم لوگ ہر سال حج نہ کر سکتے ؎

حضرت ابوہریرہ رض کہتے ہیں، کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا، کہ کونسا عمل فضیلت رکھتا ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لانا۔ عرض کیا گیا، پھر کونسا آپ نے فرمایا اللہ کی راہ میں کافروں سے لڑنا، عرض کیا گیا، پھر کونسا۔ آپ نے فرمایا حج مبرور (حج مبرور وہ حج ہے، جس میں گناہ، شہرت اور ریاء کی ملاوٹ نہ ہو) ؎

حضرت ابوہریرہ رض کہتے ہیں کہ جو شخص اللہ کی خوشنودی کے لئے حج کرے۔ اور جماع و فحش گوئی سے بچے، تو وہ ایسا بے گناہ ہو کر لوٹے گا۔ جیسے اُس دن تھا جس دن اس کو اس کی ماں نے جنا تھا ؎

حضرت ابوہریرہ رض کہتے ہیں، کہ عُمرہ اُن گناہوں کا کفارہ ہے جو دوسرے عُمرہ تک ہوں، اور حج مبرور کا بدلہ سوائے جنت کے کچھ نہیں ؎

حضرت ابن عباس رض سے مروی ہے، کہ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ عُمْرَةً فِيْ رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً (بخاری مسلم)

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رمضان میں عُمرہ کرنے کا ثواب حج کرنے کے برابر ہے ؛

حج کے لغوی معنے ہیں، کسی باعظمت چیز کی طرف جانے کا قصد کرنا۔ اور اصطلاح شریعت میں اس سے مراد یہ ہے، کہ خاص اس وقت میں جو شریعت سے ثابت ہے۔ اور اُن خاص طریقوں سے جو صاحب شریعت سے منقول ہیں، کعبہ مکرمہ کا طواف کیا جائے۔ اور عرفات میں ٹھیرا جائے۔ حج کا رواج اگرچہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے وقت سے ہے۔ مگر اس وقت اس کی فرضیت[1] اسی اُمتِ مکرمہ کے ساتھ خاص ہے۔ اور اس کی مشروعیت میں بے شمار فوائد مضمر ہیں۔ ازاں جملہ ایک یہ ہے، کہ شریعت اسلامی کا بڑا مقصد مسلمانوں کا اتفاق و اتحاد اور ایک دوسرے کی اعانت و امداد ہے۔ اور تمام عبادات میں اس کی جھلک پائی جاتی ہے۔ اور حج میں بِالْوَجْہِ الْاَتَم موجود ہے، کیونکہ دُور دراز ممالک کے مسلمان ایک جگہ جمع ہوتے ہیں۔ اور ایک ہی کام میں مصروف ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے سے شناسائی اور تعارف پیدا ہوتا ہے، مفید اور معقول باتیں حاصل ہوتی ہیں۔ دین کی عزت وشوکت اور دبدبہ ظاہر ہوتا ہے ؛

دوسرا فائدہ یہ ہے، کہ اس سے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے طریقہ کی موافقت حاصل ہوتی ہے، جو اللہ تعالےٰ کے جلیل اور برگزیدہ پیغمبر تھے۔ تیسرا فائدہ یہ ہے، کہ ان متبرک مقامات کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔ جہاں اس اُمت کے پیشوا (فداہ روحی) کے آثار نمایاں طور پر موجود ہیں۔ وہیں آپ پیدا ہوئے وہیں رہے اور وہاں کی مبارک زمین سے آپ کے قدموں نے مس کیا۔ اور یہ ظاہر ہے، کہ ان امور کے ملاحظہ سے ایمانی کیفیت میں

---

[1] اکثر علماء کا خیال ہے، کہ اس کی فرضیت سنہ ۶ ہجری میں ہوئی گی۔ علامہ عابدین ردالمحتار میں لکھتے ہیں کہ یہ درست نہیں، کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی شان سے بہت بعید ہے، کہ خدا کے حکم کی تعمیل میں اسقدر تاخیر کریں، حج کی فرضیت سنہ ۶ ہجری میں ہوئی۔ اور آپ سنہ ۱۰ ہجری پورے چار برس تک اس کی تعمیل نہ کریں۔ سنہ ۸ ہجری میں قبیلہ عبدالقیس کے لوگ جب آپ کے پاس آئے، تو آپ نے اُن کو حج کا حکم نہیں دیا، کیونکہ حج تا حال فرض نہیں ہوا تھا۔ اس لئے یہ صحیح ہے کہ حج سنہ ۹ ہجری میں فرض ہوا تھا ؛ ۱۲ مؤلف

ایک عجیب ترقی ہوتی ہے۔ چوتھا فائدہ یہ ہے کہ حج کے تمام افعال عاشقانہ ہیں۔ اور سب سے وارفتگی اور شیفتگی ظاہر ہوتی ہے۔ اپنے محبوب کے لئے وطن اور گھر بار چھوڑنا۔ مصائب سفر برداشت کرنا۔ جنگلوں میں پھرنا۔ آرائش اور زیب و زینت کی چیزوں کو ترک کر دینا۔ نفسانی خواہشات سے اجتناب کرنا۔ پھر اس کے گھر کے اردگرد نہایت شغف سے چکر لگانا۔ یہ تمام باتیں ایسی ہیں کہ اگرچہ بتکلف کی جائیں۔ اور دلی کیفیت سے صادر نہ ہوں۔ تب بھی دل میں کچھ نہ کچھ اثر کر جاتی ہیں۔ پانچواں فائدہ یہ ہے۔ کہ حج میں جن مقاماتِ متبرکہ کی زیارت ہوتی ہے۔ وہ انوار و برکات الٰہیہ کا مہبط اور مظہر ہیں۔ اس لئے زائرین پر ان کا انعکاس ضرور ہوتا ہے۔ اور حدیث میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ کہ حج کرنے والا گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے۔ جیسا اسی دن کا پیدا ہوا بچہ ٭

ہر بالغ و عاقل مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ کہ ساری عمر میں ایک دفعہ حج کرے۔ اگر جسے خدا نے توفیق دی ہو۔ یعنی اس قدر مال کا مالک ہو۔ جو زادِ راہ اور سواری کے لئے کافی ہو اور جن لوگوں کا خرچ اس کے ذمے ہے۔ اُن کے لئے بھی ان کی واپسی تک کافی ہو۔ امن و امان سے سفر کر سکتا ہو۔ راستے کھلے ہوں۔ جو شخص بہت بوڑھا اور ضعیف ہو۔ سفر حج کا متحمل نہ ہو سکتا ہو۔ یا نابینا یا لنگڑا اور اپاہج ہو۔ تو وہ اپنی طرف سے دوسرے شخص کو حج کے لئے بھیج سکتا ہے جو شخص تمام شرائط کے ہوتے ہوئے حج نہ کرے وہ سخت گنہگار اور مجرم ہے اور اسے ایسا ہی گناہ ہے۔ جیسے باقی ارکان اسلام ترک کرنے سے۔ عورت اپنے شوہر یا کسی اور محرم کے بغیر حج کرنے کے لئے نہیں جا سکتی (محرم اس شخص کو کہتے ہیں۔ جس کے ساتھ نکاح کبھی درست نہ ہو۔ خواہ نسب کے سبب سے یا رضاعت کے سبب سے) ٭

حج کرنے کی تین صورتیں ہیں۔ اور تینوں کے نام اور احکام مختلف ہیں۔ اول اِفراد یعنی صرف حج کا احرام باندھنا۔ اور اسی پر اکتفا کرنا۔ جو شخص ایسا کرے اُس کو مُفرِد کہتے ہیں۔ دوم قِران یعنی حج اور عمرہ۔ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھنا اور پہلے عمرہ کر کے پھر حج کرنا۔ جو شخص ایسا کرے۔ اس کو قارِن کہتے ہیں۔ سوم تمتّع یعنی ایام حج میں پہلے عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ کر لینا۔ اور اس کے بعد اسی سال اسی سفر میں حج کا احرام باندھ کر حج کرنا۔ جو شخص

ایسا کرے اُس کو متمتّع کہتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے تیسری قسم کا حج نہیں کیا۔ مگر اس آرزو میں رہے کہ موقع ملے تو کروں۔ ہاں دوسری قسم کا حج آپ سے ثابت ہے، اور اسی لئے علماء کے نزدیک قِران، افراد اور تمتع سے اور تمتع افراد سے افضل ہے۔

حج کے فرائض

حج میں چھ فرض ہیں:۔ (۱) احرام۔ یہ حج کی شرط بھی ہے، اور رُکن بھی (۲) وقوف عرفات[1] (۳) طوافِ[2] زیارت (۴) اِن فرائض میں ترتیب کا لحاظ رکھنا یعنی احرام کو وقوف پر مقدم کرنا۔ اور وقوف کو طواف زیارت پر مقدم کرنا (۵) ہر فرض کو اس کے مکان مخصوص میں ادا کرنا یعنی وقوف کا خاص عرفات میں اور طواف کا خاص مسجد حرام یعنی کعبۂ مکرّمہ کے گرد ہونا (۶) ہر فرض کا اسی خاص وقت میں ادا کرنا جو شریعت سے اس کے لئے مقرر ہے۔ یعنی وقوف کا نویں ذی الحجہ کی ظہر سے دسویں تاریخ کی فجر سے پہلے ادا کرنا اور طواف کا اس کے بعد ادا کرنا۔

حج کے واجبات

حج کے واجب بھی چھ ہیں، ان کے ترک کرنے سے حج باطل تو نہیں ہوتا، مگر قربانی کرنی لازم ہوتی ہے (۱) وقوفِ مزدلفہ[3] (۲) صفا و مروہ میں سعی[4] (۳) رمی[5] جمار (۴) آفاقی[6] کے لئے طواف قدوم (۵) حلق[7] (سر منڈوانا) یا تقصیر (سر کے بال کٹوانا) (۶) قارن اور متمتع کو قربانی کرنا۔

ارکان حج کی تشریح

احرام، یہ حج کے لئے شرط بھی ہے، اور رکن بھی، اور اس کے لئے پانچ مقام مقرر ہیں۔ جنہیں میقات کہتے ہیں، اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ ہے۔ اور کوفہ بصرہ والوں کے لئے ذات عرق

---

[1] عرفات ایک پہاڑی کا نام ہے۔ جس میدان میں وہ پہاڑی واقع ہے، اس کو وادی عرفات کہتے ہیں [2] کعبہ شریفہ کے گرد گھومنا طواف کہلاتا ہے [3] ایک مقام ہے منیٰ اور عرفات کے درمیان [4] صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا [5] کنکریاں پھینکنا [6] وہ شخص جو میقات سے باہر رہنے والا ہو جیسے مدنی عراقی، شامی، ہندوستانی [7] حلق بالوں کا منڈوانا اور تقصیر بالوں کا کٹوانا۔

شام والوں کے لئے جُحفہ، نجد کے رہنے والوں کے لئے قرن اور اہل یمن کے لئے یلملم ہندوستانیوں کے لئے بھی یہی مقام مکرم ہے ؎

احرام سے پہلے غسل کرنا سُنت مؤکدہ ہے، نہ ہو سکے تو صرف وضو پہ اکتفا کرلے حیض ونفاس والی عورت اور نابالغ بچوں کے لئے بھی غسل مسنون ہے، اس کے غسل کے عوض تیمم مشروع نہیں، کیونکہ یہ غسل صفائی کے لئے ہے، نہ کہ طہارت کے لئے۔ غسل کے بعد تمام کپڑے اتار کر صرف ایک تہبند باندھ لیں۔ اور ایک چادر اوڑھ لیں۔ مگر ٹخنوں کو کھلا رکھیں۔ غسل سے پہلے حجامت بنوانا اور تہبند باندھنے اور اوڑھنے کے بعد خوشبو لگانا مستحب ہے، دونوں کپڑے پہن کر دو رکعت نماز بہ نیت واجب پڑھے، بشرطیکہ کوئی مکروہ وقت نہ ہو، اس کے بعد مفرد اپنے دل میں صرف حج کا ارادہ کرے، اور یہ الفاظ زبان سے کہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُرِیۡدُ الۡحَجَّ فَیَسِّرۡہُ لِیۡ وَتَقَبَّلۡہُ مِنِّیۡ (یعنی اے اللہ میں حج کا ارادہ رکھتا ہوں، پس تو اس کو میرے لئے آسان کر اور اس کو مجھ سے قبول فرما) اور صرف عمرہ کرنے والا عمرہ کی نیت کرے، اور یہ الفاظ کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُرِیۡدُ الۡعُمۡرَۃَ فَیَسِّرۡہُ لِیۡ وَتَقَبَّلۡہُ مِنِّیۡ (اے اللہ! میں عمرہ کا ارادہ رکھتا ہوں، پس تو اس کو میرے لئے آسان کردے اور اس کو مجھ سے قبول فرما) اور قارن حج اور عمرہ دونوں کی نیت ایک ساتھ کرے، اور یوں کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُرِیۡدُ الۡحَجَّ وَالۡعُمۡرَۃَ فَیَسِّرۡھُمَا لِیۡ وَتَقَبَّلۡھُمَا مِنِّیۡ (اے اللہ! میں حج اور عمرے کا ارادہ رکھتا ہوں، پس تو ان دونوں کو میرے لئے آسان کردے، اور اُن کو قبول فرما۔ متمتع پہلے عمرہ کی نیت بطریق مذکور کرے، اور اس کے افعال سے فراغت پاکر حج کی نیت کرے۔ نیت کے بعد تلبیہ کہے تلبیہ کہتے ہی احرام بندھ جاتا ہے ؎

حالت احرام میں افعال ذیل کا ارتکاب ممنوع ہے۔ عورت سے اختلاط کرنا۔ گناہ کا ارتکاب۔ کسی سے جھگڑا کرنا۔ جنگلی جانور کا خود شکار کرنا یا اس کی طرف اشارہ کرنا یا شکار میں کسی کی اعانت کرنا۔ سلے ہوئے کپڑے کا پہننا جیسے کرتہ، پاجامہ، ٹوپی، عبا، قبا اور موزے وغیرہ نرگس یا زعفران یا کسم یا کسی اور خوشبودار چیز سے رنگے ہوئے کپڑے کا

استعمال کرنا، منہ اور سر کا کسی چیز سے چھپانا۔ ڈاڑھی اور سر کے بالوں کا خطمی سے دھونا، خوشبو کا استعمال کرنا، تیل کا استعمال کرنا۔ اپنے جسم کے بالوں کا منڈوانا یا کسی دوا کے ذریعہ ان کا اڑا دینا یا کتروانا یا اکھاڑنا یا جلانا، ناخن اتروانا۔ ان کے علاوہ اور کسی بات کی ممانعت نہیں، نہانا، سایہ میں آرام لینا، ہمیانی کمر میں باندھنا ہتھیار کمر میں لگانا، انگوٹھی وغیرہ پہننا بے خوشبو سرمہ کا استعمال کرنا۔ ختنہ کرانا، فصد کھلوانا، پچھنے لگوانا بشرطیکہ بال نہ ٹوٹنے پائے۔ دانت کا اکھڑوانا۔ اپنے بدن کا یا سر کا نرمی کے ساتھ کھجلانا، کہ بال نہ ٹوٹنے پائیں اور نہ کوئی جوں گرنے پائے۔ نکاح کرنا یہ سب باتیں جائز ہیں۔

تلبیہ۔ تلبیہ کہتے ہیں، اس عبارت کے پڑھنے کو لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ۔ احرام کے بعد ایک دفعہ تلبیہ کرنا فرض ہے۔ اور ایک مرتبہ سے زیادہ سنت ہے۔ اور جس طرح نماز میں ہر انتقال کے وقت تکبیر مسنون ہے، اُسی طرح حج میں ہر نئی حالت کے بعد تلبیہ مسنون ہے۔ مثلاً نماز پڑھنے کے بعد اور صبح و شام کو نشیب و فراز میں اترتے چڑھتے وقت اور کسی سے ملتے وقت۔ مستحب یہ ہے، کہ جب تلبیہ کہے، تو تین مرتبہ اس کی تکرار کرے۔ اور بلند آواز سے کہے۔ مگر نہ اتنی بلند جس سے تکلیف ہو۔ نیز تلبیہ کہنے کی حالت میں سوائے سلام کے جواب کے اور کوئی بات کرنا مکروہ ہے۔ تلبیہ کے بعد درود شریف پڑھنا بھی مستحب ہے۔

طواف۔ اصطلاحِ حج میں طواف سے مراد خانہ کعبہ کے گرد چکر لگانا ہے۔ ایک چکر کو شوط کہتے ہیں۔ طواف کا طریق یہ ہے۔ کہ داہنی طرف سے شروع کرے۔ اور مرد اپنی چادر کو دائیں ہاتھ کی بغل سے نکال کر کندھے پہ ڈال لے اور عورت چادر سے سارا جسم چھپا لے۔ بعد ازاں خانہ کعبہ کے گرد سات چکر لگائے۔ پہلے تین چکروں میں حجرا سود

ع حاضر ہوں میں اے اللہ تعالےٰ میں حاضر ہوں۔ ذات و صفات میں تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔ بیشک ہر قسم کی حمد و ثنا تیرے ہی لئے موزوں ہے۔ اور ہر ایک نعمت تیری ہی ملک ہے اور تجھ ہی سے پہنچتی ہے۔ ملک کا مالک صرف تو ہی ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔

کے پاس سے ذرا مونڈھے ہلاتا ہوا ذرا جاگ کر چلے، اس کو رمل کہتے ہیں، ابتدائے اسلام میں مسلمان ضعیف تھے۔ لہٰذا اظہار شوکت و توانائی کے لئے اس طرح طواف کرنے کا حکم ہوا، تاکہ کافر مسلمانوں کی قوت و توانائی دیکھ کر جلیں، اب تک اسی ہیبت کی نقل ہوتی چلی آئی ہے۔ لیکن عورتیں ساتوں چکر آہستہ چال سے پورا کریں۔ دونوں رکنوں کا تعظیماً بوسہ لے یا ہاتھ سے چھوکر رخسار پر ملے۔ اور ہر چکر میں دونوں رکنوں کے درمیان یہ دُعا پڑھے۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی ہر طرح کی عزت و بہبودی نصیب فرما۔ اور آخرت میں بھی ہر قسم کی بہتری عطا کیجیو اور عذاب آتش سے بچائیو۔ حجر اسود کے پاس پہنچے تو اُسے بوسہ دے، اور پیشانی اور رخسارہ اس پر رکھے اور بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ (خدا کے نام سے اس کو بوسہ دیتا اور چھوتا ہوں، وہ اللہ تعالےٰ سب سے بڑا ہے) اور کثرتِ اژدحام کے باعث حجر اسود کو چوم نہ سکے اور نہ ہاتھ سے چھو سکے۔ تو اُسے لکڑی لگا کر اگر یہ بھی نہ ہو تو ہاتھ سے یا لکڑی سے اس کی طرف اشارہ کر کے بوسہ دے۔

سعی (دوڑنا) طواف کے بعد صفا اور مروہ کے درمیان سعی واجب ہے، طواف سے پہلے جائز نہیں، اور اس میں سات شوط (دفعہ) ہوتے ہیں۔ اگر کوئی عذر نہ ہو، تو واجب ہے کہ سعی پاپیادہ کرے۔ حج میں صرف ایک دفعہ سعی کرنا چاہئیے۔ طوافِ قدوم کے بعد کرے یا طواف زیارت کے بعد۔ بعض فقہاء کہتے ہیں، کہ طواف زیارت کے بعد بہتر ہے۔

وقوف۔ آٹھویں تاریخ کو کسی وقت منیٰ جانا مسنون ہے۔ مستحب یہ ہے کہ طلوعِ آفتاب کے بعد جائے اور نمازِ ظہر وہیں پڑھے اور رات بھی وہیں بسر کرے، نویں تاریخ کو طلوعِ آفتاب کے بعد عرفات کو جائے اور وہاں وقوف کرے۔ وقوف عرفات میں صرف عرفات کے اندر پہنچ جانا ضروری ہے۔ نیت کرنا یا کھڑا رہنا ضروری نہیں، وقوف مزدلفہ کے لئے پیادہ پا داخل ہونا مسنون ہے۔ یعنی مزدلفہ قریب آجائے تو سواری سے اتر پڑے اور مزدلفہ کی حد کے اندر پیادہ پا جائے۔ اور وہاں وقتاً فوقتاً تلبیہ، تہلیل اور تحمید کرتا رہے یہ بھی مسنون ہے۔ کہ داں ایک رات شب باشی کرے اور فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھے۔ وقوف مزدلفہ کا

وقت طلوعِ فجر سے طلوعِ آفتاب تک ہے۔ اگر طلوعِ فجر سے پہلے یا طلوعِ آفتاب کے بعد وقوف کیا جائے۔ تو وہ قابلِ اعتبار نہیں ؛

رَمی۔ رمی کا مسنون طریقہ یہ ہے۔ کہ کنکری کو انگلی کی نوک سے پکڑ کر جمرہ (بُرجی) پر پھینکے۔ اور سات کنکریاں سات دفعہ جمرہ کو مارے۔ اگر کوئی شخص ایک ہی مرتبہ سات کنکریاں مار دے۔ تو یہ ایک ہی رمی سمجھی جائے گی۔ ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو صرف جمرۃ العقبہ کی رمی کرے۔ اور گیارھویں بارھویں اور تیرھویں تاریخوں میں تینوں جمروں کی رمی کرے۔ مگر تیرھویں تاریخ کی رمی ضروری نہیں۔ بلکہ مستحب ہے۔ نشیب میں کھڑے ہو کر رمی کرنا مسنون ہے اونچے مقام سے مکروہ ہے۔ ہر رمی کے ساتھ تکبیر کہنا مسنون ہے۔ کنکری مارنے والے اور جمرہ کے درمیان تقریباً پانچ گز کا فاصلہ ہونا چاہیئے۔ جمرہ کے پاس سے کنکریاں اٹھانا مکروہ ہے۔ مستحب یہ ہے۔ کہ مزدلفہ سے ہمراہ لیتا آوے ؛

حلق وتقصیر۔ دسویں تاریخ کو جمرۃ العقبہ کی رمی کے بعد حلق یا تقصیر واجب ہے۔ مرد کے لئے حلق افضل ہے۔ اور عورت کے لئے تقصیر۔ حلق یا تقصیر کے بعد آدمی احرام سے باہر ہو جاتا ہے۔ یعنی جو اشیاء حالتِ احرام میں ممنوع تھیں۔ اب جائز ہو جاتی ہیں۔ سوائے عورتوں کے کہ وہ طوافِ زیارت کے بعد حلال ہوتی ہیں ؛

حج کا مسنون اور مستحب طریقہ

جب کسی خوش نصیب کو اللہ تعالےٰ اپنے فضل وکرم سے حج کی توفیق عطا فرمائے۔ تو اُس کو چاہیئے کہ استخارہ کر کے کوئی تاریخ اِس سفرِ مقدس کے لئے معین کرے۔ اور اپنے والدین سے اجازت حاصل کر کے اپنے تمام احباب اور اعزہ سے رخصت ہو۔ اور اُن سے معافی طلب کرے۔ اور جن جن لوگوں کے حقوق اس کے ذمے ہوں۔ اُن کو ادا کرے۔ یا اُن سے اجازت لے لے۔ اور جب چلنے لگے۔ تو مسجد میں دو رکعت نمازِ سفر پڑھے۔ اور کچھ صدقہ دے۔ اور خدا کا شکر کرتا ہوا منزلِ مقصود کی طرف روانہ ہو جائے۔ اور اپنے وطن سے کم از کم ایسے وقت چلے کہ مکۃ مکرمہ میں ذی الحجہ کی ساتویں تاریخ سے پہلے پہنچ جائے۔ تاکہ ساتویں تاریخ کا خطبہ سُن سکے ؛

جب میقات[۱] پہ پہنچے، تو احرام باندھ لے۔ ہندوستانیوں کے لئے یلملم پہاڑ میقات مقرر ہے۔ جسے اہلِ جہاز دُور سے پہچنوا دیتے ہیں، اگر مفرد ہو، تو صرف حج کا احرام باندھے اور قارن ہو، تو حج اور عمرہ دونوں کا۔ اور متمتع ہو تو صرف عُمرہ کا ؛

احرام کے بعد تمام گناہوں سے اور تمام اُن باتوں سے جو حالتِ احرام میں ممنوع ہیں پرہیز کرے۔ اور احرام کے بعد فوراً اور نیز ہر صبح کو اور جب بلندی پہ چلے یا نشیب میں اُترے یا کسی سوار کو آتا ہوا دیکھے، اور جب باہم ایک دوسرے سے ملاقات کرے، اور ہر نماز کے بعد غرض سوائے حالتِ طواف کے ہر حال میں بلند آواز سے تلبیہ[۲] کہتا رہے، مگر اتنا نہ چلائے کہ تکلیف ہو۔ اور جب مکہ مکرمہ قریب آجائے تو غسل کرے۔ اور وہاں دن میں کسی وقت باب المعلّیٰ سے داخل ہو اور سب سے پہلے مسجد حرام کی زیادت کرے، اور اس میں بابُ السّلام کی طرف سے داخل ہو۔ اور نہایت خشوع و خضوع کی حالت اپنے اوپر طاری کرے، اور تلبیہ کے ساتھ تہلیل[۳] بھی کرتا رہے۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم پہ درود پڑھتا رہے۔ اور اس وقت جو شخص اس سے مزاحمت کرے، نہایت نرمی سے پیش آئے۔ اور کعبہ کے جمال

---

[۱] میقات وہ مقام ہے جس سے آگے مکہ مکرمہ کو جانے والا بغیر احرام کے نہ جا سکے۔ آفاقی کے لئے پانچ میقات ہیں۔ اہلِ مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ کوفہ بصرہ والوں کے لئے ذاتِ عرق شام والوں کے لئے جحفہ۔ نجد کے رہنے والوں کے لئے قرن اور اہلِ یمن کے لئے یلملم۔ ہندوستانیوں کے لئے بھی یہی میقات ہے۔ [۲] تلبیہ کہتے ہیں، اس عبارت کے پڑھنے کو لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ (اے اللہ میں تیرے دروازے پہ بار بار حاضر ہوں، اور تیری طلبی کو بار بار قبول کرتا ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، بیشک تعریف اور احسان تیرے ہی لئے ہے اور بادشاہت تیری ہی ہے۔ کوئی تیرا شریک نہیں ؛

[۳] تہلیل کہتے ہیں۔ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہنے کو ؛

دیوار پر نظر پڑتے ہی جو کچھ دل چاہے اپنے پروردگار سے طلب کرے، پھر تکبیر و تہلیل کرتا ہوا حمد و صلوٰۃ پڑھتا ہوا حجر اسود کے سامنے آئے۔ اور اُس کو چومے، آفاقی ہو، تو طواف قدوم کرے، اور اپنی چادر بصورت اضطباع[1] اوڑھ لے۔ طواف اپنی داہنی طرف سے، جو کہ مکرمہ کے دروازہ سے قریب ہے شروع کرے، اور طواف میں حطیم[2] کو بھی شامل کرے اور سات شوط[3] کرے۔ ہر شوط کا ختم حجر اسود کے مقابلہ میں ہو، اور جب حجر اسود[4] کے مقابل آئے تو اُس کو بوسہ دے۔ پہلے تین شوطوں میں رمل[5] کرے، نیز ہر شوط میں رکن یمانی[6] کو بھی بوسہ دیتا جائے، بعد ازاں دو رکعت نماز طواف بہ نیت واجب مقام ابراہیم[7] علیہ السلام میں پڑھے۔ وہاں میسر نہ ہو، تو مسجد شریف کے اندر جس جگہ چاہے نماز پڑھ لے، اس کے بعد ملتزم میں آئے، اور زمزم[8] کا پانی پیئے، اور پھر حجر اسود کو بوسہ دے کر سعی کرے، اور جب

١؎ اضطباع چادر کا اس طرح اوڑھنا۔ کہ اس کا ایک سرا داہنے شانے سے اُتار کر داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں شانے پر ڈال لے ٢؎ حطیم: وہ حصہ جو حضرت خلیل علیہ السّلام کے عہد میں کعبہ کے اندر داخل تھا، اور قریش نے سرمایہ کے کم ہوجانے کے باعث اس کو داخل نہیں کیا ٣؎ شوط ایک چکر کو کہتے ہیں ٤؎ حجر اسود ایک سیاہ رنگ کا پتھر ہے، جو کعبہ مکرمہ کے مشرقی گوشہ میں جو دروازہ کے قریب ہے، گڑا ہوا ہے، یہ پتھر جنت سے نازل ہوا ہے۔ جس وقت نازل ہوا تھا، دودھ سے زیادہ سفید تھا، مگر آدمیوں کے گناہ نے اس کو سیاہ کر دیا (ترمذی) قیامت کے دن یہ پتھر بھی اُٹھایا جائے گا، اور اس کو آنکھیں اور زبان عنایت ہوں گی جس نے اس کو بوسہ دیا ہے۔ اسی کے مومن ہونے کی گواہی دے گا ٥؎ شانہ ہلا کر تیزی کے ساتھ قریب قریب قدم رکھ کر چلنا ٦؎ رکن یمانی ایک پتھر ہے، جو کعبہ مکرمہ کے ایک گوشے میں بجانب یمن گڑا ہوا ہے ٧؎ مقام ابراہیم ایک پتھر ہے، کہ جب حضرت ابراہیمؑ اپنے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے دیکھنے کو مکہ میں آتے تو اونٹ سے اسی پتھر پر اُترتے تھے۔ اور جب جانے لگتے۔ تو اسی پتھر پر کھڑے ہو کر اونٹ پر سوار ہوتے، اس پتھر پر اُن کے دونوں مبارک قدموں کا نشان بن گیا ہے۔ ٨؎ زمزم ایک کنواں ہے۔ جو دیوار کعبہ سے تینتیس گز کے فاصلے پر ہے۔ اس کنویں کی گہرائی سرسٹھ گز اور منہ کی چوڑائی چار گز ہے یہ دراصل ایک چشمہ تھا۔ جو بی بی ہاجرہ اور اُن کے فرزند اسمٰعیل علیہ السّلام کے لئے حق تعالیٰ نے جاری کیا تھا، اس کے پانی کے بہت سے فضائل احادیث میں وارد ہوئے ہیں، اسی سبب سے اس پانی کے کھڑے ہو کر پینے کا حکم ہے۔

صفا پر چڑھے تو بیت اللہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو۔ اور تکبیر و تہلیل کہے اور درود پڑھے۔ بعد ازاں ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگے، پھر جب مروہ پر چڑھے۔ تو اسی طرح کرے۔ یہاں بھی سات شوط پورا کرے، ہر شوط کی ابتدا صفا سے اور انتہا مروہ پہ۔ اور ہر شوط میں میلین اخضرین[1] کے درمیان سعی کرے اور بہتر ہے کہ طوافِ قدوم کے بعد بحالتِ احرام مکہ مکرمہ میں ٹھیرا رہے، اور جتنے دن وہاں رہے۔ روزانہ جس قدر چاہے طواف کرے۔ طواف کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں، جس وقت چاہے کرے۔ مگر ان طوافوں میں رمل اور ان کے بعد سعی نہ کرے ؛

پھر ذی الحجہ کی ساتویں تاریخ کو کعبہ مکرمہ کے اندر امام خطبہ پڑھے۔ اور اس میں حج کے مسائل بیان کرے۔ یہ خطبہ ظہر کی نماز کے بعد پڑھا جائے، اور ایک ہی خطبہ ہو۔ ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ کو فجر کی نماز کے بعد مکہ معظمہ میں پڑھ کر منیٰ جانے کی تیاری کرے۔ اور ایسے وقت جائے کہ ظہر کی نماز منیٰ[2] میں جا کر پڑھے، اور منیٰ میں قیام کرے۔ اور حتی الوسع مسجد خیف کے قریب ٹھیرے۔ نویں تاریخ کو فجر کی نماز اول وقت اندھیرے میں پڑھے، پھر جب آفتاب نکل آئے۔ تو عرفات[3] جائے۔ اور وہاں وقوف کرے۔ جب ظہر کا وقت آجائے۔ تو فوراً مسجد نمرہ[4] میں جائے، اور امام اس وقت مثل جمعہ کے دو خطبے پڑھے، ان کے درمیان خفیف سا جلسہ بھی کرے، جس وقت امام منبر پر بیٹھے۔ ان کے درمیان اذان بھی دی جائے ان خطبوں میں حج کے مسائل بیان کئے جائیں۔ خطبوں کے بعد ظہر اور عصر کی نماز ظہر کے وقت ہی ایک ساتھ پڑھ لی جائے۔ پہلے ظہر پھر عصر۔ اذان صرف ایک مرتبہ دی جائے اور اقامت دونوں فرضوں کے لئے علیحدہ علیحدہ ہو۔ اور دونوں فرضوں کے درمیان کوئی سُنت نفل نماز نہ پڑھی

---

[1] صفا اور مروہ کے درمیان ایک نشیب تھا۔ جس سے بی بی ہاجرہؑ دوڑ کر نکل جاتی تھیں، اب وہ نشیب باقی نہیں رہا، مگر اس کی حد معلوم کرنے کے لئے اس کے دونوں سروں پر ایک ایک نشان گاڑ دیا گیا ہے، ان دونوں نشانوں کو مُیلین اخضرین کہتے ہیں ؛

[2] حدود حرم میں مکہ مکرمہ سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے ؛

[3] عرفات کے متصل مکے سے ساڑھے دس کوس کے فاصلے پر ہے ؛

جائے۔ نماز سے فارغ ہو کر موقف چلا جائے اور عرفات میں سوائے بطن عرفہ[1] کے جہاں چاہے وقوف کرے اور وقوف کے لئے زوال کے بعد وقت بھی کرے۔ اور جبل رحمت[2] کے پاس قبلہ رو کھڑے ہو کر تکبیر تہلیل تلبیہ کہو۔ تا ہو اہاتھ پھیلا کر نہایت عاجزی اور الحاح سے دُعا مانگے۔ اور تمام اعزہ کے لئے استغفار کرے اور اس وقت کو غنیمت سمجھے خصوصاً اگر آفاقی ہو۔ کیونکہ اس کو یہ دن کہاں نصیب ہوتا ہے۔ اور وقوف سواری پر افضل ہے۔ ورنہ کھڑا رہنا بہ نسبت بیٹھنے کے بہتر ہے۔ اور امام اس کے بعد ایک خطبہ پڑھے۔ اس میں حج کے فضائل بیان کرے۔ یہ خطبہ نماز ظہر کے بعد پڑھا جائے۔ پھر جب آفتاب غروب ہو جائے تو امام مع تمام لوگوں کے آہستگی کے ساتھ عرفات سے مزدلفہ[3] کی طرف روانہ ہو جائے۔ وسیع میدان مل جائے تو تیز روی بھی کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ کسی کو تکلیف نہ ہو۔ مزدلفہ پہنچ کر جبل قزح[4] کے قریب اتریں اور آنے جانے والوں کیلئے راہ چھوڑ دیں اور وہیں مغرب و عشاء کی نماز اوّل عشاء کے وقت ایک ساتھ پڑھیں۔ اذان بھی ایک ہی مرتبہ پڑھی جائے اور اقامت بھی ایک ہی دفعہ اور دونوں فرضوں کے درمیان نفل نہ پڑھیں۔ اگر کوئی شخص مزدلفہ کے راستے میں مغرب کی نماز پڑھ لے تو وہ درست نہ ہوگی۔ قضا ہو تو اس کو چاہیئے کہ طلوع آفتاب سے پہلے پہلے اس کا اعادہ کرے دسویں تاریخ کی رات بھر مزدلفہ میں ٹھیرے۔ جب صبح ہو جائے۔ تو فجر کی نماز سب لوگ اوّل وقت اندھیرے میں پڑھ لیں۔ پھر سب لوگ وقوف کریں۔ مزدلفہ میں سوا بطن عرفہ کے جہاں چاہیں وقوف کر سکتے ہیں۔ اس وقوف کی حالت میں سب لوگ نہایت الحاح وزاری کے ساتھ دینی و دنیوی مقاصد کے لئے خداوند عالم سے دُعا کریں۔ یہ التجا کریں کہ اے پروردگار جس طرح تو نے ہمارے سردار محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی دعائیں قبول فرمائیں۔ اسی طرح اپنے فضل سے ہماری دعائیں بھی قبول فرما۔ آفتاب نکلنے سے کچھ پہلے وقوف ختم کر دیں۔ پھر جب خوب روشنی پھیل جائے۔ تو آفتاب نکلنے سے پہلے سب لوگ امام کے ہمراہ منیٰ واپس جائیں۔ اور وہاں اتریں پھر

---

[1] میدانِ عرفات میں ہیں ایک خاص مقام کا نام ہے۔ [2] میدان عرفات کے وسط میں ایک پہاڑ ہے

[3] ایک مقام ہے منیٰ اور عرفات کے درمیان۔

[4] مزدلفہ میں ایک پہاڑ ہے۔

جمرۃ العقبہ کے پاس آکر نشیب سے اس کو رمی کریں، سات کنکریاں ماری جائیں، اور یہ کنکریاں یا تو مزدلفہ سے ہمراہ لیتے آئیں یا راستہ سے اٹھالیں، جمرۃ العقبہ کے پاس سے زلیں رمی کی ابتدا ہی سے تلبیہ موقوف کردیں۔ اس کے بعد قربانی کریں۔ پھر اپنے سر کو منڈوالے یا کتروالے، مرد کے لئے منڈوانا بہتر ہے، عورت کے لئے منڈوانا منع ہے، اس کو کتروانا چاہیئے، اس کے بعد وہ تمام باتیں جو حالتِ احرام میں منع تھیں، سوائے بیوی کے پاس جانے کے سب جائز ہو جائیں گی، پھر منیٰ میں نماز عید پڑھ کر اسی دن مکہ معظمہ جائے اور طواف زیارت کرے اس طواف میں سعی نہ کی ہو تو اس طواف میں رمل اور سعی دونوں کرے طواف زیارت کر کے پھر منیٰ میں واپس آئے وہاں ٹھیرے طواف زیارت کے بعد رفث یعنی عورت سے اختلاط بھی جائز ہے ؎

گیارھویں تاریخ کو زوال کے بعد پیادہ، پا تینوں جمروں کی رمی کرے جو مسجد خیف کے پاس ہے، اس کو سات کنکریاں مارے اور ہر مرتبہ تکبیر کہتا جائے۔ بعد ازاں وہیں ٹھیر کر حمد وصلوٰۃ پڑھے، اور جو کچھ چاہے دعا کرے، اور اپنے اور اپنے والدین اور تمام مسلمانوں کے لئے استغفار کرے۔ پھر اسی طرح اس جمرہ کی رمی کرے۔ جو پہلے جمرہ کے قریب ہے، اور اس کے پاس بھی ٹھیر کر دعا کرے۔ پھر سوار ہو کر جمرۃ العقبہ کی رمی کرے اور وہاں نہ ٹھیرے پھر رات بھر منیٰ میں رہے ؎

بارھویں تاریخ کو تینوں جمروں کی بدستور سابق پھر رمی کرے اور اسی دن غروب آفتاب سے پہلے مکہ مکرمہ واپس چلا آئے، اور راستہ میں تھوڑی دیر کے لئے محصّب (مکہ معظمہ اور منیٰ کے درمیان ایک وادی ہے) میں اترے، پھر جب مکہ مکرمہ سے سفر کرنے لگے تو طواف وداع کرے۔ اس طواف میں بھی رمل وسعی نہیں، پھر طواف کی دو رکعتیں پڑھ کر زمزم کا پانی پئے اور گھونٹ گھونٹ کر کے پئے اور ہر مرتبہ کعبہ مکرمہ کی طرف دیکھ کر حسرت سے آہِ سرد بھرے، پھر اس مقدس چوکھٹ کو بوسہ دے، جو بیت اللہ میں ہے اور اپنا منہ اور سینہ ملتزم پر رکھ دے، اور کعبہ مکرمہ کے پردوں کو پکڑ کر دعا کرے اور روئے۔ اگر خود بخود حالت طاری نہ ہو، تو اس مقدس سرزمین کے فراق کا تصور کر کے بہ تکلف اپنے

اوپر حالت پیدا کرے، پھر پچھلے پیروں واپس آئے۔ یعنی کعبہ شریف کی طرف پشت نہ کرے اب حج کے تمام افعال ختم ہو گئے ⁂

عورت بھی اسی طرح حج کرے مگر باآواز بلند تلبیہ نہ کرے اور میلین اخضرین کے درمیان سعی بھی نہ کرے۔ اور ازدحام کے وقت حجر اسود کو بوسہ بھی نہ دے۔ اور جیسا کہ پہلے بیان ہوا بالوں کو بجائے منڈانے کے کترواسئے ⁂

مذکورہ بالا طریقہ حج افراد کا ہے۔ حج قران میں بھی اسی طرح تمام افعال ادا کئے جاتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ جب مکۃ مکرمہ میں پہنچے تو سب سے پہلے عمرہ کا طواف کرے۔ اس کے بعد طواف قدوم کرے۔ عمرہ کے طواف اور طوافِ قدوم کا طریقہ ایک ہی ہے۔ ہر طواف کے بعد سعی بھی کرے۔ پھر دسویں تاریخ کو جمرۃ العقبہ کی رمی کر کے قربانی کرے۔ اگر استطاعت نہ ہو تو تین روزے دسویں تاریخ سے پہلے اور سات روزے ایام تشریق کے بعد رکھے ⁂

حج تمتع میں میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھ کر مکۃ معظمہ میں آئے اور عمرہ کا طواف کرے، اور اسی وقت تلبیہ موقوف کر دے۔ طواف کے بعد نمازِ طواف پڑھ کر سعی کرے۔ اس طواف کے پہلے تین شوطوں میں رمل بھی کرے۔ اس کے بعد اپنے سر کو منڈوالے۔ پھر چاہے تو احرام سے باہر ہو جائے۔ چاہے باہر نہ ہو۔ اور مکے میں رہے تو اس کی میقات حرم ہے۔ الغرض اس طواف کے بعد از سر نو حج کا احرام باندھے اور بہتر ہے، کہ آٹھویں تاریخ کو حج کا احرام باندھے۔ پھر مفرد کی طرح حج کے تمام ارکان بجالائے۔ قارن کی طرح قربانی اس پر بھی ضروری ہے۔ نہ کر سکے تو دس روزے رکھے ⁂

متمتع اگر اپنے ہمراہ ہدی لایا ہو۔ تو وہ عمرے کے طواف کے بعد قربانی کرے اس کے بعد حج کا احرام باندھے۔ اور پھر بدستور سابق حج کرے۔ اس کے بعد دسویں تاریخ کو سر منڈائے۔ تب عمرہ اور حج دونوں کے احرام سے باہر ہو جائے گا۔ اس سے پہلے عمرہ کے احرام سے بھی باہر نہیں ہو سکتا ⁂

عُمرہ

تمام عمر میں ایک دفعہ عمرہ کرنا سُنت مؤکدہ ہے۔ اس کے لئے کسی خاص زمانہ کی شرط نہیں، جس وقت چاہے کر سکتا ہے۔ ہاں رمضان میں اس کا کرنا مستحب ہے۔ اور نویں ذی الحجہ کو اور اس کے بعد چار دن تک جدید احرام سے عمرہ کرنا مکروہ ہے۔ عمرہ کا طریقہ بالکل حج کی طرح ہے وہی احرام کا طریقہ ہے، وہی اس کے فرائض اور وہی واجبات ہیں۔ مگر اس میں طوافِ قدوم اور طوافِ وداع نہیں ہوتا۔ اور نہ اس میں عرفات اور مزدلفہ کا وقوف ہوتا ہے اور نہ رمی جمار اور نہ اس میں خطبہ ہوتا ہے۔ اور نہ دو نمازوں کا ایک ساتھ پڑھنا۔

قِران

ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ قِران اِفراد اور تمتع دونوں سے افضل ہے۔ اور اس کا طریقہ بھی ذکر کر چکے ہیں۔ اس میں عمرہ کا طواف پہلے کرنا واجب ہے، اور مسنون یہ ہے کہ قارن عمرہ کے تمام افعال سے فارغ ہو کر حج کے افعال کرے۔ قارن پر دسویں تاریخ کی رمی کے بعد قِران کے شکریہ میں ایک قربانی واجب ہے۔ اگر قربانی میسر نہ ہو تو اس کے بدلہ میں دس روزے رکھنا واجب ہیں، تین دسویں تاریخ سے پہلے اور سات ایامِ تشریق کے بعد۔

تمتّع

تمتع افراد سے افضل ہے، اور اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ اپنے ہمراہ ہدی لائے۔ اور دوسرے یہ کہ ہدی نہ لائے۔ پہلی قسم دوسری قسم سے افضل ہے۔ اس کا طریقہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ قارن کی طرح متمتع پر بھی قربانی واجب ہے، اور میسر نہ ہو تو اسی طرح روزے رکھنا چاہیئے۔ تمتع اور قِران اہلِ مکہ اور تمام لوگوں کے لیے جو داخلِ میقات میں رہتے ہیں، مکروہ تحریمی ہے۔ تمتع تو بالکل صحیح نہیں اور قِران صحیح تو ہے مگر کراہت تحریمہ۔

جنایات

جنایات کے لغوی معنے ہیں بُرا کام کرنا۔ اور اصطلاح حج میں جنایت سے مراد وہ فعل حرام ہے، جس کی حرمت احرام کے سبب سے ہو یا حرم کے سبب سے۔

احرام کی جنایتیں

احرام کی جنایتیں ایسی ہیں، جن سے صرف ایک قربانی واجب ہوتی ہے، اور بعض ایسی ہیں، جن کے ارتکاب سے دو قربانیاں

واجب ہوتی ہیں۔ ایک قربانی کی جنایات یہ ہیں۔ (۱) خوشبو کا استعمال (۲) رقیق مہندی کا استعمال (۳) روغن زیتون یا روغن کنجد کا لگانا ان تیلوں کے کھانے یا دوائے استعمال کرنے سے کوئی جنایت نہیں ہوتی (۴) سلے ہوئے کپڑے کا رواج اور عادت کے موافق استعمال کرنا۔ اس میں شرط یہ ہے۔ کہ بقدر ایک دن یا پوری ایک رات اس کو پہنے رہے۔ اس سے کم میں قربانی واجب نہ ہوگی بلکہ صدقہ (۵) سر یا منہ کا ایسی چیز سے ڈھانکنا کہ عادۃً اس سے ڈھانکنے کا رواج ہو۔ (۶) سر یا ڈاڑھی کے بالوں کا دور کرنا۔ خواہ منڈوا کر یا کسی اور طریقہ سے۔ (۷) پوری ایک بغل یا زیر ناف یا گردن کے بالوں کا دُور کرنا۔ (۸) ہاتھوں یا پاؤں کے ناخن اتروانا۔ (۹) کسی جگہ کے بال منڈوا کر پچھنے لگوانا۔ (۱۰) طواف کا بحالت جنابت کرنا۔ (۱۱) طوافِ زیارت بے وضو کرنا۔ (۱۲) عمرہ کا طواف جنابت یا بے وضو ہونے کی حالت میں کرنا۔ (۱۳) غروب آفتاب سے پہلے عرفات سے چل دینا۔ (۱۴) طوافِ زیارت کے ایک یا دو یا تین شوطوں کا ترک کرنا (۱۵) طواف وداع کے کل شوطوں یا چار شوطوں کا کر دینا (۱۶) سعی کے کل شوطوں یا اکثر شوطوں کا ترک کر دینا (۱۷) سعی میں بلا عذر سوار ہو جانا (۱۸) وقوف مزدلفہ ترک کر دینا یا کسی دن کی پوری رمی کا ترک کر دینا (۱۹) رمی کا بالکل ترک کر دینا یا کسی دن کی پوری رمی کا ترک کر دینا (۲۰) حرم کے باہر حلق یا تقصیر کرانا۔ (۲۱) عورت سے اختلاط کرنا۔ (۲۲) حج کے بعد بغیر سر منڈائے حرم سے باہر چلا جانا۔

دو قربانی کی جنایات حسب ذیل ہیں:۔ (۱) گاڑھی مہندی یا کسی اور قسم کی خوشبودار چیز کا سر میں لگانا۔ بشرطیکہ وہ چیز گاڑھی ہو اور پورے سر میں یا چوتھائی سر میں لگائی جائے۔ (۲) قارن کی وہ جنایتیں جن کے کرنے سے مفرد پہ ایک قربانی واجب ہوتی ہے۔ (۳) جو متمتع اپنے ہمراہ ہدی لایا ہو اس کی وہ جنایتیں جن کے کرنے سے مفرد پہ ایک قربانی واجب ہوتی ہے۔ جو متمتع اپنے ہمراہ ہدی نہ لایا ہو۔ وہ اگر عمرے کے افعال ادا کرنے کے بعد عمرہ کے احرام سے باہر نہ ہو جائے۔ تو اُس پہ بھی ہر ایسی جنایت کرنے سے دو قربانیاں واجب ہوں گی۔

حرم کی جنایتیں۔ (۱) اذخر کے سوا حرم کے کسی اور گھاس یا درخت کا کاٹنا۔

بشرطیکہ خشک اور ٹوٹا ہوا نہ ہو۔ اور خود رو نہ ہو (۲) حرم کے شکار کا قتل کرنا۔ مگر کوّے اور چیل اور بھیڑیئے اور سانپ اور بچھو اور چوہے کے مار ڈالنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔ اسی طرح کٹنے مچھر، کھٹمل، پسو۔ چچڑی، کچھوے، پروانے اور مکھی اور چھپکلی اور بھڑ کو بھی مارنا جائز ہے۔

حقوقِ خانہ کعبہ وحرمِ کعبہ

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى ؕ وَعَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝

البقرہ - ع ۱۵ - پارہ - ۱

وہ وقت یاد کرو، جب ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کا مرجع اور امن کی جگہ ٹھیرایا اور حکم دیا، کہ ابراہیمؑ کی جگہ کو نماز کی جگہ مقرر رکھو۔ اور ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ سے فرمایا، کہ ہمارے گھر کو طواف کرنے والوں اور مجاوروں اور رکوع وسجدہ کرنے والوں کے لئے پاک وصاف رکھو۔

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝

(آل عمران - ع ۱۰ پارہ ۴)

لوگوں کی عبادت کے لئے جو پہلا گھر مقرر کیا گیا، وہ یہی ہے، جو مکہ میں واقع ہے، برکت والا اور تمام لوگوں کے لئے موجب ہدایت۔ اس میں بہت سی کھلی نشانیاں ہیں، ازاں جملہ ابراہیمؑ کے کھڑے ہونے کی جگہ جو اس گھر میں داخل ہوا وہ امن میں آگیا، اور لوگوں پر فرض ہے، کہ خدا کے لئے خانہ کعبہ کا حج کریں، جس کو اس تک پہنچنے کا مقدور ہو۔ اور جو ناشکری کرے تو اللہ تعالےٰ دنیا والوں سے بے نیاز ہے۔

حرم، مکہ اور اس کے آس پاس کے محدود مقاموں کو کہتے ہیں، حرم کی حد ہر طرف

سے برابر نہیں، بلکہ مدینہ منورہ کی جانب تو مکہ سے تین میل تک حرم ہے، اور یمن کی طرف سات میل اور طائف کی طرف بھی سات میل اور عراق کی طرف بھی سات میل اور جدہ کی طرف دس میل۔ حرم کی تمام اطراف کی حد بندی کر دی گئی ہے۔ پہلے تو حضرت ابراہیمؑ نے نشان لگائے پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے۔ پھر حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے، اور پھر حضرت معاویہؓ نے جو اب تک قائم ہیں، حرم کی حد کے اندر کسی جانور کا شکار کرنا، کسی درخت کی لکڑی کو کاٹنا گناہ ہے، صرف اذخر گھاس کاٹنے کی اجازت ہے۔

کعبہ شہر مکہ مکرمہ میں ایک مقدس مکان ہے۔ جس کو اللہ تعالےٰ کے حکم سے فرشتوں نے حضرت آدمؑ کی پیدائش سے پہلے زمین پر بیت المعمور کے مقابل پر تعمیر کیا تھا۔ اور بیت المعمور ساتویں آسمان پر ایک مکان ہے، جس کا فرشتے طواف کیا کرتے ہیں۔ پھر حضرت آدمؑ نے پہلی عمارت منہدم ہو جانے کے باعث درست کیا۔ اور اُن کی اولاد نے اس کو آباد کیا۔ حضرت نوحؑ کے طوفان میں وہ پھر غرق ہو گیا، تو اللہ تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو اس کی تعمیر کا حکم دیا۔ اور انہوں نے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام نے اس کی تعمیر کی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت سے کچھ پہلے کعبہ مکرمہ کا کچھ حصّہ آگ سے جل گیا، اہل مکہ نے اس کی تعمیر کا ارادہ کیا، اور اس بات پر اتفاق کیا کہ پاک کمائی سے جو مال پیدا ہو وہی اس کی تعمیر میں صرف کیا جائے۔ تعمیر شروع ہوئی، تو سرمایہ کم ہو گیا، اس لئے ایک دیوار بقدر چہ گز کے چھوٹی کر دی گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر عمر میں یہ تمنا ظاہر فرمائی، کہ اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا، تو کعبہ کی از سر نو تعمیر کروں گا۔ اور خلیل علیہ السلام کی طرز پر اس کی عمارت کر دوں گا، مگر سال آئندہ میں آپ کی وفات ہو گئی، خلفائے راشدین کو مہمات خلافت سے اتنی مہلت نہ ملی، کہ وہ آپؐ کی اس تمنا کے پورا کرنے کی کوشش کرتے۔ جب عبداللہ بن زبیرؓ کو اہل حجاز نے خلیفہ بنایا، تو انہوں نے کعبہ کی تعمیر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تمنا کے موافق شروع کی، اور خلیل علیہ السّلام کی طرز پر کعبہ کی عمارت بنا دی، اس کے بعد جب عبدالملک نے عبداللہ بن زبیرؓ سے لڑنے کے لئے حجاج کو بھیجا، اور اُس نے اُن پر فتح پائی۔ تو اُس نے سنا کہ ابن زبیرؓ کا بنا ہوا کعبہ باقی رہے، چنانچہ اُس نے حجر اسود کی طرف کا حصّہ توڑ دیا، اور اسی عمارت کو پھر اسی طرز کا بنا دیا جس پر زمانہ جاہلیت میں تھا اور اب بھی اسی طرز پر ہے۔

حقوقِ قرآن

استماع و انصات

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ
فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ
تُرْحَمُوْنَ (اعراف ع ۲۴-پارہ ۹)
وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا
تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَ
الْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ٥ فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا
وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ ٥ (حم السجدہ ع ۴-پارہ ۲۴)

جب قرآن مجید پڑھا جائے، تو اس کو کان لگا کر سنو، اور خاموش رہو۔ عجب نہیں کہ اس کی برکت سے تم پر رحم کیا جائے ۔

جو لوگ کافر ہیں، وہ ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ اس قرآن کو سنو ہی نہیں، اور اس میں غل مچا دیا کرو، شاید تم بازی لے جاؤ تو جو لوگ کافر ہیں، ہم اُن کو ضرور عذاب سخت چکھائیں گے، اور ضرور اُن کے بدترین اعمال کا بدلہ دیں گے ۔

ترتیلِ قرأت

يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ٥ قُمِ الَّيْلَ
اِلَّا قَلِيْلًا ٥ نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ
مِنْهُ قَلِيْلًا ٥ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ
الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ٥
(المزمل - ع ۱ - پارہ ۲۹)

اے پیغمبر جو چادر لپیٹے پڑے ہو رات میں نماز کے لئے کھڑے رہا کرو، مگر ساری رات نہیں تھوڑی رات، یعنی آدھی رات یا اس سے بھی تھوڑا سا کم کر لیا کرو، یا آدھی سے کچھ بڑھا دیا کرو، اور قرآن کو خوب ٹھیر ٹھیر کر پڑھا کرو ۔

تاثّر

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ ۝ (سورہ حشر ع ۳ - پارہ ۲۸)

اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارتے تو تم اس کو دیکھ لیتے کہ خدا کے ڈر کے مارے جھک گیا ہوتا اور پھٹ پڑا ہوتا اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ سوچیں اور سمجھیں ؎

تدبّر و تفکر

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِیْهِ اخْتِلَافًا كَثِیْرًا ۝ (النساء ع ۶ پارہ ۵)

کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے، اگر خدا کے سوا کسی اور کے پاس سے آیا ہوتا تو ضرور اس میں بہت سا اختلاف پاتے ؎

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ۝ (محمد ع ۳ - پارہ - ۲۶)

یہ لوگ قرآن کے مطالب کو کیوں نہیں سوچتے، آیا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں؟

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ مُبٰرَكٌ لِّیَدَّبَّرُوْٓا اٰیٰتِهٖ وَلِیَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ (ص - ع ۳ - پارہ ۲۳)

اے پیغمبر صلعم جو کتاب ہم نے تیری طرف اتاری ہے بڑی برکت والی کتاب ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں۔ اور جو عقل رکھتے ہیں۔ اس سے نصیحت پکڑیں ؎

قرآن مجید کی عظمت اور بزرگی کے لئے اسی قدر کہنا کافی ہے، کہ وہ خداوند عالم خالق لوح و قلم کا کلام ہے، تمام عیوب و نقائص سے بری اور پاک ہے۔ اس کی فصاحت و بلاغت تمام عرب نے مان لی، بڑے بڑے فصیح و بلیغ اس کے مثل دو تین فقرے بھی نہ بنا سکے۔

حالانکہ انہیں جوش دلانے والے خطاب سے کہا گیا۔ کہ "اگر تم اس کے کلام خدا ہونے میں شک کرتے ہو، اور اس کو کلام بشر سمجھتے ہو، تو تم اس کی چھوٹی سے چھوٹی سورت کے مثل کوئی عبارت بنا لاؤ، اور تمام اعوان و انصار کو جمع کر لو۔ اور ہم یہ کہے دیتے ہیں کہ تم ہرگز نہیں بنا سکو گے" یہ خطاب تیرہ سو برس سے برابر للکار رہا ہے، مگر کسی کو اس کے جواب کی جرأت نہیں ہوئی۔

اس کی تلاوت اور پڑھنے پڑھانے کا ثواب محتاج بیان نہیں، تمام علمائے امت متفق ہیں، کہ کوئی ذکر تلاوت قرآن مجید سے زیادہ ثواب نہیں رکھتا، چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، کہ حق تعالٰے فرماتا ہے، کہ جو کوئی قرآن مجید پڑھنے میں مشغول ہو، اور دعا یا کسی دوسرے ذکر کی اس کو فرصت نہ ملے تو میں اُس کو دعا مانگنے والوں سے بھی زیادہ دوں گا، اور کلام اللہ کی بزرگی تمام کلاموں پر ایسی ہے، جیسے خدا کی بزرگی تمام مخلوق پر ایک اور حدیث میں آیا ہے، کہ حضورؐ نے فرمایا، قرآن اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے تمام آسمانوں اور زمینوں اور اُن چیزوں سے جو اُس میں ہیں۔

تلاوت قرآن کے لئے بہتر یہ ہے، کہ قبلہ رُو ہو کر با طہارت نہایت ادب سے کسی پاکیزہ مقام میں بیٹھ کر قرآن مجید پڑھا جائے، سب سے بہتر اس کام کے لئے مسجد ہے۔ جو لوگ ہر وقت یا اکثر اوقات اس کی تلاوت میں مشغول رہنا چاہیں، اُن کے لئے ہر حال میں قرآن مجید پڑھنا بہتر ہے۔ لیٹے ہوں یا بیٹھے باوضو ہوں یا بے وضو۔ مگر حالت جنابت میں پڑھنا گناہ ہے۔ تلاوت کے لئے ایک خاص وقت مقرر کر لینا بھی درست ہے۔ اکثر صحابہؓ فجر کی نماز کے بعد قرآن مجید پڑھا کرتے تھے۔ وقت مقرر کر لینے میں ناغہ بھی نہیں ہوتا۔

مسنون ہے کہ پڑھنے والا شروع کرنے سے پہلے اعوذ اور بسم اللہ پڑھ لے، اور اگر پڑھنے کے درمیان کوئی دنیاوی کلام کرے، تو اس کے بعد اعوذ اور بسم اللہ کا پھر اعادہ کرے، قرآن مجید کو دیکھ کر پڑھنا زبانی پڑھنے کی نسبت زیادہ ثواب رکھتا ہے، کیونکہ اس طرح دو عبادتیں ہوتی ہیں، ایک تلاوت اور دوسرے قرآن مجید کی زیارت۔

قرآن مجید پڑھنے کی حالت میں کوئی کلام کرنا، یا کسی ایسے کام میں مصروف ہونا۔ جو دل کو دوسری طرف متوجہ کرے مکروہ ہے، بلکہ تلاوت کے وقت اپنے آپ کو ہمہ تن اس کی

طرف متوجہ کرنا چاہیئے، نہ یہ کہ زبان سے الفاظ جاری ہوں، اور دل میں اِدھر اُدھر کے خیالات نیز تلاوت نا حتی المقدور خوش آوازی سے ہونی چاہیئے، کیونکہ صحیح احادیث میں وارد ہے، کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص قرآن مجید خوش آوازی سے نہ پڑھے، وہ ہم میں سے نہیں ہے، مگر جس کی آواز اچھی نہ ہو، وہ مجبور ہے، لیکن قرآن مجید کا راگ سے پڑھنا بالاتفاق مکروہ تحریمی ہے، تلاوت قرآن کا یہ بھی ادب ہے، کہ ٹھہر ٹھہر کر پڑھے۔ عجلت سے پڑھنا مکروہ ہے ؛

جو شخص قرآن مجید کے معانی سمجھ سکتا ہو، اُس کو قرآن مجید پڑھتے وقت اس کے معانی پر غور کرنا اور ہر مضمون کے موافق اپنے آپ میں اُسی کا اثر ظاہر کرنا مسنون ہے۔ مثلاً جب کوئی ایسی آیت پڑھے۔ جس میں رحمت الٰہی کا ذکر ہو، تو طلب رحمت کرے، اور عذاب کا ذکر ہو تو پناہ مانگے، کوئی جواب طلب مضمون ہو، تو اس کا جواب دے، مثلاً سورۂ والتین کے آخر پہنچے تو کہے بَلٰی وَ اَنَا عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ یا سورۂ قیامۃ کے آخر پہنچے تو کہے۔ بَلٰی ۔ سورۂ فاتحہ ختم کرے تو اٰمِيْن کہے، مگر یہ جواب اُس وقت مسنون ہیں جب قرآن مجید فرض نماز یا وتر یا تراویح میں نہ پڑھا جاتا ہو ؛

تلاوت قرآن مجید کی حالت میں رونا مستحب ہے، اگر رونا نہ آئے، تو اپنی سنگدلی پر رنج اور افسوس کرے، سورۂ والضحٰے کے بعد سے اخیر تک ہر سورہ کے ختم ہونے کے بعد اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہنا مستحب ہے۔ ختم قرآن مجید کے بعد دُعا مانگنا مستحب ہے۔ اس لئے کہ آنحضرت صلعم سے مروی ہے، کہ ہر ختم کے بعد دعا مقبول ہوتی ہے ؛

قرآن مجید ختم کرتے وقت سورۂ اخلاص کو تین مرتبہ پڑھنا متاخرین کے نزدیک بہتر ہے ؛

جب ایک مرتبہ قرآن مجید ختم کر چکے، تو مسنون ہے، کہ فوراً دوسری دفعہ شروع کر دے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک نہایت محبوب ہے، کہ جب قرآن ایک مرتبہ ختم ہو جائے، تو دوسرا شروع کر دیا جائے، اور اس دوسرے کو اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ تک پہنچا کر چھوڑ دے، اس کے بعد یہ دعا وغیرہ مانگے۔

صحیح احادیث میں اسی طرح نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے ؛

جہاں قرآن مجید پڑھا جاتا ہو۔ ضروری ہے کہ سب لوگ ہمہ تن اس کی طرف متوجہ ہیں کسی دوسرے کام میں مشغول نہ ہوں۔ کیونکہ قرآن کا سُننا فرض ہے۔ اگر حاضرین کسی ضروری کام میں مصروف ہونے کے باعث متوجہ نہ ہو سکیں۔ تو پڑھنے والے کو چاہیئے۔ کہ آہستہ آواز سے پڑھے۔ ایسی حالت میں اگر بلند آواز سے پڑھے گا۔ تو گناہ اس کے ذمے ہوگا ؛

اگر کوئی شخص خوش آواز ہو۔ اور قرآن مجید اچھا پڑھتا ہو۔ تو اُس سے قرآن مجید پڑھنے کی درخواست کرنا مسنون ہے۔ اور احادیث سے ثابت ہے ؛

خدا کی قدرت کی نشانیوں میں غور کرنا!

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ
وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ
فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ
وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ
مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ
بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِیْهَا
مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ص وَّتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ
وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ
وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ
یَّعْقِلُوْنَ ٥

(البقرہ ۲۰۵ - پارہ ۲)

اَوَلَمْ یَنْظُرُوْا فِیْ مَلَكُوْتِ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ

بلا شبہ آسمانوں اور زمین کے بنانے میں اور رات اور دن کے یکے بعد دیگرے آنے میں اور جہازوں میں جو کہ آدمیوں کے نفع کی چیزیں لے کر سمندر میں چلتے ہیں۔ اور اس پانی میں جس کو اللہ تعالےٰ نے آسمان سے برسایا۔ پھر اس سے زمین کو اس کے خشک ہونے کے بعد تر و تازہ کیا اور ہر قسم کے حیوانات اس میں پھیلا دیئے۔ اور ہواؤں کے بدلنے میں اور ابر میں جو زمین و آسمان کے درمیان مقید رہتا ہے اُن لوگوں کے لئے دلائل ہیں۔ جو عقل رکھتے ہیں ؛

اور کیا اِن لوگوں نے غور نہیں کیا آسمانوں اور زمین کے عالم میں اور دوسری چیزوں

اللّٰہُ مِنْ شَیْءٍ وَّاَنْ عَسٰی اَنْ یَّکُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُھُمْ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ ۝

(الاعراف ع ۲۳ - پارہ ۹)

میں جو اللہ تعالےٰ نے پیدا کی ہیں، اور اس بات میں کہ ممکن ہے، کہ اُن کی اجل قریب ہی آپہنچی ہو، پھر قرآن کے بعد یہ لوگ کونسی بات پر ایمان لائیں گے ؟

اَوَلَمْ یَتَفَکَّرُوْا فِیْۤ اَنْفُسِھِمْ مَا خَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَھُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّی وَاِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّھِمْ لَکٰفِرُوْنَ ۝ (الروم ع ۱ - پارہ ۲۱)

کیا ان لوگوں نے اپنے دل میں غور نہیں کیا کہ اللہ تعالےٰ نے آسمانوں اور زمین کو اور اُن چیزوں کو جو اُن کے درمیان ہیں، کسی حکمت ہی سے اور ایک میعاد معین کے لئے مقرر کیا ہے، اور بہت سے آدمی اپنے رب کے ملنے کے منکر ہیں

وَفِی الْاَرْضِ اٰیٰتٌ لِّلْمُوْقِنِیْنَ وَفِیْۤ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝

(الذاریات - ع ۱ - پارہ ۲۶)

اور یقین لانے والوں کے لئے زمین میں بہتیری نشانیاں ہیں - اور خود تم میں بھی - پس کیا تم کو سوجھ نہیں پڑتا ؟

قدرت الٰہی کے نشانات ذرّے ذرّے سے پڑے چمکتے ہیں، اور پتّے پتّے سے ظاہر ہو رہے ہیں - دُنیا کی کوئی ایسی چیز نہیں، جس سے خدا کی قدرت ظاہر نہ ہوتی ہو، شیخ سعدی علیہ رحمتہ فرماتے ہیں ؎

برگِ درختانِ سبز در نظرِ ہوشیار ہر ورقے دفتریست زمعرفتِ کردگار

مگر یہ سب کچھ اُن لوگوں کے لئے ہے - جنہیں خدا نے سوچنے سمجھنے کی قوت عطا کی ہے، مگر جو لوگ ان باتوں میں خیال ہی نہیں کرتے - اُن کے لئے یہ سب کچھ کھیل اور تماشا ہے ؟

خدا کی قسم کا ادب

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰہَ عُرْضَۃً

اللہ تعالےٰ کو اپنی قسموں کے ذریعہ

لَا يُمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَ تَتَّقُوْا وَ تُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (بقر ع ۲۸ پارہ ۲)

ان امور کا حجاب ونشانہ نہ بناؤ۔ کہ تم نیکی اور تقوے اور اصلاح فیما بین خلق کے کام کرو، اور اللہ تعالے سب کچھ سُنتا جانتا ہے۔ اللہ تعالے تمہاری بیہودہ قسموں پر ضرور مؤاخذہ کرے گا۔ جو تمہارے دلی ارادہ سے ہوں، اور اللہ تعالے بخشنے والا بُردبار ہے ؛

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحْلِفُوْا بِاٰبَآئِكُمْ وَلَا بِاُمَّهٰتِكُمْ وَلَا بِالْاَنْدَادِ وَلَا تَحْلِفُوْا بِاللّٰهِ اِلَّا وَاَنْتُمْ صَادِقُوْنَ ۝ (ابوداؤد نسائی)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے لوگو! تم اپنے ماں باپ کی قسمیں نہ کھایا کرو۔ اور نہ بتوں کی۔ اور خدا کی قسم بھی اسی وقت کھاؤ۔ جب تم سچے ہو ؛

کفّارۂ قسم

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍؕ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ

اللہ تعالے تم سے تمہاری لغو قسموں پر مؤاخذہ نہیں کرتا۔ لیکن پکّی قسم کھالو، تو خدا تم سے اس کا مؤاخذہ کرے گا۔ تو اس کا کفّارہ دس مسکینوں کو متوسط درجے کا کھانا کھلا دینا ہے۔ جیسا تم اپنے گھر والوں کو کھلایا کرتے ہو۔ یا ان کو کپڑا دینا ہے۔ یا ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا۔ اور جس کو مقدور نہ ہو۔ تو تین دن کے روزے ہیں۔ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے۔ جبکہ تم قسم کھالو۔ اور اپنی قسموں کا خیال رکھا کرو۔ اسی طرح اللہ تمہارے

تَشْكُرُوْنَ ۞ واسطے اپنے احکام بیان کرتا ہے، تاکہ تم شکر کرو ۞

(المائدہ - ع ۱۲ - پارہ ۷)

اصطلاحِ شرع میں قسم کی تین قسمیں ہیں۔ اوّل یمینِ غموسؔ، دوم یمینِ منعقدہؔ اور سوم یمینِ لغوؔ۔ یمینِ غموس وہ قسم ہے، جو کسی گزری ہوئی بات پر ارادۃً جھوٹی سمجھ کر کھائی جائے، اس میں گناہ ہوتا ہے، مگر حنفیہ کے نزدیک اس کا کفارہ نہیں، اس کے بعد ضرور توبہ واستغفار کرنی چاہیئے ۞

یمینِ لغو وہ قسم ہے جو بلا ارادہ کھائی جائے، یعنی کسی گذری ہوئی بات پر جھوٹی قسم بلا ارادہ کھالی یا ارادۃً کھالی، مگر اپنے خیال میں اسے درست سمجھتا ہے۔ جیسے زید واقع میں آیا تھا۔ مگر اس کو خبر نہ تھی اور قسم کھالی۔ اس طرح کہ کہنا چاہتا تھا، کچھ اور بے ارادہ منہ سے قسم نکل گئی، یمینِ لغو میں گناہ نہیں ہوتا۔ اسی لئے اس کو لغو کہتے ہیں، یعنی گناہ اور مؤاخذہ اخروی کے بارے میں یہ ساقط الاعتبار ہے ۞

یمینِ مُنعقدہ ہمیشہ کسی آئندہ بات پر ہوتی ہے، اور اس کی حقیقت یہ ہے، کہ قصداً قسم کھائے کہ میں فلاں کام کروں گا۔ یا فلاں کام نہ کروں گا، اس میں خلاف کرنے سے کفارہ لازم آتا ہے، جس کی نوعیت قرآن مجید سے معلوم ہوگئی، کہ یا تو دس مسکینوں کو کھانا کھلائے یا اُن کو کپڑا دے، یا ایک غلام آزاد کرے، اور جس کو ان میں سے کسی بات کا مقدور نہ ہو، وہ تین دن کے روزے رکھے کھانا دینے میں اختیار ہے، خواہ دس آدمیوں کو دونوں وقت گھر بٹھلا کر کھلائے، یا صدقۂ فطر کے برابر ہر مسکین کو غلّہ یا اس کی قیمت دیدے، یہ مساکین ایسے ہونے چاہئیں، جن کو زکوٰۃ لینی درست ہے، کپڑا اس قدر دینا چاہیئے جس سے بدن کا اکثر حصّہ ڈھک جائے۔ مثلاً ایک کُرتہ اور ایک پاجامہ، یا تہبند اور چادر، اگر روزے رکھے، تو تینوں روزے متواتر رکھنے ہوں گے۔ یہ قسم خواہ عمداً توڑے یا بھُول کر ٹوٹ جائے، کفارہ دونوں صورتوں میں واجب ہوگا ۞

قسم یا تو خدا تعالیٰ کی کھانی چاہیئے یا اسکے اسماء میں سے کسی اسم کی یا اس کی صفات میں سے کسی صفت کی جیسے یوں کہے کہ خدا کی عزت کی قسم ہے، اگر کسی اور کی قسم کھائے تو وہ قسم متصوّر نہیں ہوگی، مثلاً کوئی شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قسم کھائے یا قرآن مجید کی یا کعبہ کی تو یہ قسم متصوّر نہیں کی جائے گی۔

مسلمان کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ کثرتِ حلف کی عادت نہ کرے کیونکہ اس سے قسم کی اور جس چیز کی قسم کھائی جائے اس کی عزت و عظمت میں خلل آجانے کا احتمال ہوتا ہے ۞

حقوق العباد

حقوق پیغمبر

اطاعت و تسلیم حکم

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝ (اٰل عمران ع ۴ - پارہ ۳)

اے رسول اللہ! آپ یہ فرمادیں کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کیا کرو، پھر اگر وہ لوگ اعراض کریں تو اللہ تعالےٰ کافروں سے محبت نہیں کرتا ؛

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۝ (النساء ع ۱۱ - پارہ ۵)

جس نے رسول کی اطاعت کی تو اس نے خدا تعالےٰ کی اطاعت کی، اور جو شخص آپ کی اطاعت سے روگردانی کرے تو ہم نے آپ کو ان کا نگران کر کے نہیں بھیجا ؛

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ۝ (انفال ع ۳ - پارہ ۹)

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانو، اور اس کا کہنا ماننے سے روگردانی نہ کرو، حالانکہ (اعتقاد سے) تم احکام الٰہی سنتے ہو (یعنی جیسا اعتقاد سے سن لیتے ہو ویسا ہی عمل بھی کیا کرو۔

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

اے مسلمانو! جو چیز تم کو پیغمبر (صلعم) دے دیا کریں لے لیا کرو، اور جس چیز سے تم کو منع کریں، اس سے رک جایا کرو، اور

(الحشر - ع ۱ - پارہ - ۲۸)

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

(النساء ع - ۹ - پارہ - ۵)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَطَاعَنِيْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمَنْ اَطَاعَ اَمِيْرِيْ فَقَدْ اَطَاعَنِيْ وَمَنْ عَصٰى اَمِيْرِيْ فَقَدْ عَصَانِيْ

(شفاء قاضی عیاض)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ اُمَّتِيْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰى قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنْ يَّابٰى قَالَ مَنْ اَطَاعَنِيْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ اَبٰى ۝

اللہ سے ڈرتے رہو۔ بیشک اللہ سخت سزا دینے والا ہے ۔

پس اے پیغمبر! آپ کے پروردگار کی قسم ہے۔ کہ جب تک یہ لوگ اپنے باہمی جھگڑے آپ ہی سے فیصلہ نہ کرائیں۔ اور جو کچھ آپ فیصلہ کریں، اس سے کسی طرح دلگیر نہ ہوں، بلکہ قبول کرلیں، اس وقت تک یہ لوگ ایماندار نہیں ہوسکتے ۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ جس نے میری اطاعت کی تو اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی اور جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی ۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ میری امت کے تمام لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے، سوائے اس کے جس نے انکار کیا۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ حضور انکار کون کرتا ہے، آپ نے فرمایا۔ جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور

(شفاء قاضی عیاض)

جس نے میری نافرمانی کی تو اس نے انکار کیا۔

بیعت

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ فَمَن نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللَّهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ٥

(الفتح ع ۱ - پارہ - ۲۶)

بیشک وہ لوگ جو (صلح حدیبیہ کے وقت) آپ سے بیعت کر رہے ہیں، وہ خدا ہی سے بیعت کر رہے ہیں، خدا کا ہاتھ اُن کے ہاتھ پر ہے، تو جو شخص عہد کو توڑ دے گا اس کے عہد توڑ دینے کا وبال اسی پر پڑے گا۔ اور جو شخص اس بات کو پورا کرے گا جس پر خدا سے عہد کیا ہے، تو عنقریب ہی خدا اُس کو بڑا اجر دے گا۔

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ٥ وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ٥ (الفتح - ع - ۳ پارہ ۲۶)

بے شک اللہ تعالےٰ اُن مسلمانوں سے خوش ہو گیا ہے، جبکہ یہ لوگ آپ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے اور اُن کے دلوں میں جو اخلاص تھا۔ وہ بھی اللہ کو معلوم تھا، پس اللہ تعالےٰ نے اُن کو اطمینانِ قلب عنایت کیا، اور لگتے ہاتھ انکو ایک فتح بھی دی (یعنی فتح خیبر) اور بہت سی غنیمتیں بھی جن کو یہ لوگ لے رہے ہیں اور اللہ تعالےٰ بڑا زبردست اور بڑا حکمت والا ہے۔

عدمِ مخالفت

إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ ۝ (المجادلہ - ع ۳ - پارہ ۲۸)

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَشَاقُّوا الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ لَنْ يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا وَسَيُحْبِطُ أَعْمَالَهُمْ ۝ (محمد - ع ۴ - پارہ - ۲۶)

يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ لِيُرْضُوكُمْ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْضُوهُ إِنْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ ۝ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ مَنْ يُحَادِدِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَأَنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا ذَٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيمُ ۝

(التوبہ - ع - ۸ - پارہ ۱۰)

جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں، وہ سخت ذلیل لوگوں میں ہیں ؁

بے شک جن لوگوں نے کفر کیا، اور اللہ کے راستے سے روکا، اور رستہ نظر آنے کے بعد رسول کی مخالفت کی، تو وہ اللہ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکیں گے، اور اللہ تعالیٰ اُن کے اعمال کو اکارت کردے گا ؁

یہ لوگ تمہارے سامنے خدا کی قسمیں کھاتے ہیں، تاکہ تم کو راضی کرلیں، حالانکہ اللہ اور اُس کا رسول زیادہ حق رکھتے ہیں، کہ یہ لوگ سچے مسلمان ہیں، تو اللہ اور اُس کے رسول کو راضی کریں، کیا یہ نہیں جانتے کہ جو اللہ اور اُس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے، اُس کے لئے دوزخ کی آگ تیار ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اور یہ بڑی ہی رسوائی ہے ؁

چونکہ خداوند تعالیٰ کی ذات و صفات کا پہچاننا اور اُس کے اوامر و نواہی کو جاننا حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے توسط اور وسیلہ کے بغیر ناممکن ہے، اس لئے حقوق اللہ کے بعد حقوق پیغمبر کا درجہ ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی یہاں تک تاکید ہے، کہ اُن کی اطاعت کو خدا نے اپنی اطاعت اور اُن کی نافرمانی کو اپنی نافرمانی سے تعبیر کیا ہے، اور خود حضور صلعم نے بھی فرما دیا، کہ میری اطاعت خدا کی اطاعت ہے، اور میری

نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے۔ پس اس لحاظ سے آنحضرت صلعم کے تمام اقوال ہم لوگوں کے لئے واجب التسلیم ہوئے۔ جن کی نسبت خود خداوند عالم کا ارشاد ہے۔
وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى یعنی ہمارے پیغمبر (صلعم) اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کرتے۔ بلکہ جو کچھ وہ فرماتے ہیں، وہ وہی ہوتا ہے۔ جو ہم اُن کی طرف وحی بھیجتے ہیں۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ احادیث کا ماننا اور اُن پر عمل کرنا بھی ویسا ہی ضروری ہے۔ جیسا قرآن مجید پر ؎

آداب

اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْئَلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝ (البقرہ - ع ۱۳ - پارہ ۵ - ۱)
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

کیا[1] تم یہ چاہتے ہو۔ کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سوال کئے گئے تھے ویسے ہی تم بھی اپنے رسول سے سوالات کرو اور جو شخص بجائے ایمان لانے کے کفر کرے تو بلاشک وہ راہ راست سے دور جا پڑا ؎
اے[2] ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے (کسی قول یا فعل میں) سبقت نہ کیا کرو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بلاشک

[1] بعض یہود نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عناداً عرض کیا تھا۔ کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام پر دفعۃً توریت نازل ہوئی۔ اسی طرح آپ قرآن مجموعی طور پر لا دیجئے۔ اس پر یہ آیت اُتری تھی ؎

[2] ایک دفعہ بنی تمیم کے کچھ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما میں باہم آپ کی مجلس میں اس امر پر گفتگو ہو گئی۔ کہ ان لوگوں پر حاکم کس کو بنایا جائے حضرت ابوبکرؓ نے قعقاع بن معبد کی نسبت رائے دی۔ اور حضرت عمرؓ نے اقرع بن حابس کی نسبت رائے دی اور گفتگو بڑھ کر دونوں صاحبوں کی آوازیں بلند ہو گئیں۔ اس پر یہ حکم نازل ہوا۔ ان آیات کے نزول کے بعد صحابہؓ کی یہ حالت ہو گئی۔ کہ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! قسم ہے۔ (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

(الحجرات ع ۱ - پارہ ۲۶)

وَلَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ

اللہ تعالے سننے والا اور جاننے والا ہے ۔

اے ایمان والو! تم اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے بلند نہ کیا کرو ۔ اور نہ اُن کے ساتھ بہت زور سے بات کرو ۔ جیسے تم آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو ۔ کہیں ایسا نہ ہو ۔ کہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں ۔ اور تم کو خبر بھی نہ ہو ۔ جو لوگ اپنی آوازوں کو رسول کے سامنے پست رکھتے ہیں ۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے قلوب کو اللہ تعالے نے تقوے کے واسطے خالص کر دیا ہے ۔ اُن لوگوں کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے ۔ جو لوگ حجروں کے باہر سے آپ کو پکارتے ہیں ۔ اُن میں سے اکثروں کو عقل نہیں ۔ اگر یہ لوگ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ خود باہر اُن کے پاس آ جاتے ۔ تو یہ اُن کے لئے بہتر ہوتا ۔ اور اللہ تعالے بہت بخشنے والا مہربان ہے ۔

اے مسلمانو! تم لوگ رسول صلعم کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ما سبق) کہ اب مرتے دم تک آپ سے اس طرح بولوں گا ۔ جیسے کوئی کسی سے سرگوشی کرتا ہے ۔ اور حضرت عمرؓ اس قدر آہستہ بولنے لگے ۔ کہ بعض اوقات دوبارہ پوچھنا پڑتا ۔

لہ بنی تمیم کے لوگ جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے ۔ جب وہ آئے ہیں حضور دولت خانہ میں تشریف رکھتے تھے ۔ اُن لوگوں نے بوجہ عدم تہذیب حضور کو نام لے لے کر پکارنا شروع کیا ۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں ۔

بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ط

(الحجرات ع ۱۴ - پارہ ۲۶)

بلانے کو ایسا معمولی بلانا نہ سمجھو، جیسا تم میں سے ایک دوسرے کو بلا لیتا ہے ؛

آداب جمع ہے ادب کی، اور ادب کہتے ہیں ہر چیز کی حد نگاہ نہ رکھنے کو، اور اس سے مراد ہے پاس اور لحاظ جس شخص کا ادب کیا جاتا ہے، اس میں کسی نہ کسی طرح کی فضیلت اور برتری پائی جاتی ہے، خواہ وہ برتری رشتے اور قرابت کی ہو یا عمر کی یا علم و ہنر کی یا تعلیم و ارشاد کی یا حکومت یا دولت کی یا احسان و انعام کی یا تقویٰ و پرہیز گاری کی اور ان سب سے بڑھ کر رسالت کی برتری ہے، کہ پیغمبر بے شمار فضائل کا جامع ہوتا ہے، اس کے لئے اس کا پاس اور لحاظ بھی سب سے بڑھ کر ہوگا۔ کیونکہ برتر گی ہیں خدا کے بعد جس کا درجہ ہے وہ پیغمبر ہی ہے، بقولے ؏ "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"۔

آنحضرت صلعم کے آداب کی نسبت بس اتنا جان لینا کافی ہے، کہ سجدہ کے سوا ہر طرح کا ادب ہر طرح کی تعظیم و توقیر آپ کا حق ہے، صرف اس امر کا خیال رکھنا چاہیئے کہ وہ ادب عبادت کی حد کو نہ پہنچنے پائے ؛

اتباعِ سُنّت

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ه

(آل عمران ع ۴ - پارہ ۳)

آپ ان لوگوں سے فرما دیں، کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو۔ تو میری پیروی کرو، اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔ اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ؛

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ه

(احزاب ع ۲ - پارہ ۲۱)

تم لوگوں کے لئے یعنی ایسے شخص کے لئے جو اللہ سے اور روز آخرت سے ڈرتا ہو۔ اور کثرت سے ذکر الٰہی کرتا ہو رسول اللہ کا ایک عمدہ نمونہ موجود تھا ؛

سنت کے لغوی معنے تو مطلق طور پر طریقہ کے ہیں۔ مگر اصطلاح محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ میں مراد ہے۔ آنحضرت صلعم کے قول و فعل اور تقریر سے۔ قول و فعل کے معنے تو ظاہر ہیں۔ اور تقریر کے معنے یہ ہیں، کہ کسی شخص نے آنحضرت صلعم کے سامنے کوئی فعل کیا یا کوئی بات کہی اور حضور نے اُس پر اطلاع پائی۔ اور اُس کو اس فعل اور قول سے منع نہیں فرمایا۔ بعض کے نزدیک صحابہؓ اور تابعینؒ کا قول و فعل اور تقریر بھی سُنّت میں شامل ہے۔ صحابیؓ تو اس شخص کو کہتے ہیں، جس کو بحالت اسلام آنحضرت صلعم کا شرفِ صحبت حاصل ہوا ہو۔ اور حالت اسلام میں ہی اُس نے وفات پائی ہو۔ صحبت کے لئے مُدّت کی قید نہیں، تھوڑی ہو یا بہت۔ تابعی وہ ہے جس کو کسی صحابی کے ساتھ صحبت رہی ہو۔ بحالتِ ایمان اور اسی پر مرا ہو۔

آنحضرت صلعم کی سُنت کی پیروی کے لئے تو حکم قرآنی موجود ہے۔ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ الخ اور صحابہؓ کے حق میں خود پیغمبر فرما گئے ہیں۔ اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّھِمْ اقْتَدَیْتُمْ اھْتَدَیْتُمْ یعنی میرے صحابی ستاروں کی مانند ہیں تم ان میں سے جس کی اقتداء کرو گے، صحیح راستہ پالو گے۔ اور تابعین کی نسبت ارشاد ہے خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ (یعنی سب زمانوں سے بہتر میرا زمانہ ہے، اور پھر اُن کا زمانہ بہتر ہے۔ جو اس عہد کے لوگوں سے نزدیک ہوں گے، اور پھر اُن کا جو اُن سے نزدیک ہوں گے)۔ پس ان سب احکام کے ہوتے ہوئے ایک سچے اور حقیقی مسلمان کا یہ وطیرہ ہونا چاہیئے۔ کہ وہ کسی ایسے امر میں جو دین سے تعلق رکھتا ہو، آنحضرت صلعم اور آپ کے صحابہؓ کے دائرہ عمل سے قدم باہر نہ رکھے۔ اور جو آپ کی محبت کا دم بھرتا ہے اُسے زیبا ہے۔ کہ گفتار میں، رفتار میں، لباس میں بلکہ ہر ایک بات میں آنحضرت صلعم کے اسوۂ حسنہ سے سر مُو تجاوز نہ کرے۔

احترام ازواجِ مُطہّرات

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ | نبیؐ (صلے اللہ علیہ وسلم) مومنین کے

لے زیادہ تعلق رکھتے ہیں، کیونکہ نفس اگر بُرا ہے۔ تب تو ظاہر ہی ہے کہ وہ بد خواہ ہے اور (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَفْعَلُوْۤا اِلٰۤى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِى الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝

(الاحزاب ع ۱ - پارہ ۲۲)

ساتھ خود اُن کے نفس (اور ذات) سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں۔ اور آپ کی بیبیاں (وجوب تعظیم میں) اُن کی مائیں ہیں۔ اور رشتہ دار کتاب اللہ (یعنی حکم شرعی) میں ایک دوسرے سے (میراث کا) زیادہ تعلق رکھتے ہیں۔ بہ نسبت دوسرے مومنین اور مہاجرین کے مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں سے سلوک کرنا چاہو (تو وہ جائز ہے) یہ بات لوح محفوظ میں لکھی جا چکی تھی۔ (کہ شریعت کا اخیر حکم توارث بالارحام ہوگا)۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ؕ اِنَّ

لہ اے مسلمانو! پیغمبر صلعم کے گھر نہ جایا کرو مگر جب تمہیں کھانے کے لئے اجازت دی جائے۔ ایسے طور پر کہ تم کو کھانے کی تیاری کا انتظار نہ کرنا پڑے۔ لیکن جب تم کو بلایا جائے تو عین وقت پر جایا کرو۔ اور جب کھانا کھا چکو تو اٹھ کر چلے جایا کرو۔ اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) حضور صلے اللہ علیہ وسلم خیر خواہ ہیں۔ اگر نفس اچھا ہے، تب بھی بعض مصالح اور منافع اس سے مخفی رہتے ہیں۔ ان مصالح کا مشورہ وہ نفس نہیں دے سکتا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے جمیع مصالح ضروریہ کا علم عطا فرمایا ہے۔ اور آپ نے ان کی تعلیم فرمائی ہے۔ بہر حال آپ سے نفع ہی نفع ہے۔ اور پھر ہر نوع کا نفع پہنچتا ہے۔ اس لئے آپ کا اپنی جان سے بھی زیادہ حق ہے۔ اور آپ کی اطاعت مطلقاً اور تعظیم بدرجۂ کمال واجب ہے۔

لہ آنحضرت صلعم کی شادی حضرت زینبؓ سے ہوئی۔ تو آپ نے دعوت ولیمہ کی۔ بعض لوگ کھانا کھا کر باتیں کرنے لگے۔ آپ نے اُٹھنے کا ارادہ کیا۔ تاکہ لوگ اٹھ کھڑے ہوں۔ (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي
مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ ۚ
وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ
مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ۚ ذٰلِكُمْ أَطْهَرُ
لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۚ وَمَا كَانَ
لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللّٰهِ وَلَا
أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ
أَبَدًا ۚ إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ
عَظِيمًا ۝

(الاحزاب ع ۷ - پارہ ۲۲)

باتوں میں نہ لگ جایا کرو۔ کہ اس سے پیغمبر صلعم کو ایذا ہوتی ہے۔ اور وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ صاف صاف بات کہنے سے لحاظ نہیں کرتا۔ اور جب پیغمبر (صلعم) کی بیبیوں سے تمہیں کوئی چیز مانگنی ہو، تو پردے سے باہر مانگا کرو۔ یہ بات تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کے پاک رہنے کا عمدہ ذریعہ ہے۔ اور تم کو کسی طرح شایاں نہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو ایذا دو اور نہ یہ جائز ہے۔ کہ ان کے بعد کبھی ان کی بیبیوں سے نکاح کرو۔ کیونکہ خدا کے نزدیک یہ بڑی بے جا بات ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات باعتبار تعظیم کے مسلمانوں کی مائیں ہیں، اور تعظیم کی ایک قسم تحریم بھی ہے، اس لئے یہ حکم ہوا۔ کہ آپ کی ازواج مطہرات سے کبھی بھی نکاح نہ کیا جائے۔ دراصل تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اُمت کے معنوی باپ ہوا کرتے ہیں۔ اسی لئے حضرت لوط علیہ السلام نے ارشاد فرمایا هٰؤُلَآءِ بَنَاتِيْ (وہ میری بیٹیاں ہیں) اور روح المعانی میں حضرت مجاہد سے منقول ہے کُلُّ نَبِيٍّ اَبٌ لِاُمَّتِهٖ ہر ایک نبی اپنی اُمت کا باپ ہوتا ہے۔

قاضی عیاضؒ شفاء میں لکھتے ہیں، کہ آنحضرت صلعم کی ازواج مطہرات کی شان میں گستاخی

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) مگر اس اشارہ کو وہ لوگ نہ سمجھے۔ آخر آپ اٹھ کھڑے ہوئے، اس وقت سب لوگ اٹھ کر چلے گئے۔ مگر تین شخص پھر بھی بیٹھے رہے، آپ پھر تشریف لائے۔ تب بھی وہ بیٹھے تھے، آپ لوٹ گئے، تب وہ اٹھ کر چلے گئے۔ حضرت انسؓ نے آپ کو خبر کی، تب آپ تشریف لائے، اس وقت یہ آیت نازل ہوئی ٭

کلمات کہنا باعث لعنت ہے، اپنے صحابہؓ کی نسبت حضور نے فرمایا ہے، کہ جس نے اُن کو تکلیف دی، اُس نے مجھے تکلیف دی۔ اور جس نے مجھے تکلیف دی۔ اُس نے خدا کو تکلیف دی" تو اس سے ازواج مطہرات کی شان معلوم ہو سکتی ہے، جن کو آنحضرت صلعم کی ذات مبارک سے دُہرا تعلق ہے۔ ایک صحابی ہونے کا اور دوسرا زوجیت کا ؛

ایذا دہی

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا ۝

(الاحزاب ع-۷- پارہ-۲۲)

جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کو کسی طرح کی تکلیف دیتے ہیں، اُن پر دُنیا اور آخرت دونوں میں خدا کی لعنت ہے اور خدا نے اُن کے واسطے ذِلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے ؛

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ اٰذَوْا مُوْسٰی فَبَرَّاَہُ اللّٰہُ مِمَّا قَالُوْا وَکَانَ عِنْدَ اللّٰہِ وَجِیْھًا ۝ الاحزاب۔ ع ۹- پارہ-۲۲)

مسلمانو! اُن لوگوں جیسے نہ بنو جنہوں نے موسیٰؑ کو ایذا[1] دی تھی، تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو بری ثابت کر دیا، اور وہ اللہ کے نزدیک بڑے معزز تھے ؛

[1] موسےٰ علیہ السلام کو ایذا دینے اور اُن کی براءت کا قصہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تفسیر کے طور پر بیان فرمایا ہے، اور وہ یہ ہے، کہ بنی اسرائیل نرے جہالت کے باعث علانیہ نہایا کرتے تھے اور موسیٰ علیہ السلام پردے میں غسل کیا کرتے تھے، بنی اسرائیل نے مشہور کر دیا، کہ اُن کے بدن میں کوئی عیب اور بیماری ہے، جس کے باعث یہ سب کے سامنے نہیں نہاتے، اللہ تعالےٰ نے اس عیب سے آپ کی براءت اس طرح ظاہر کی، کہ ایک دفعہ آپ نے تنہائی میں کپڑے اتار کر پتھر پر رکھ دیئے، اور غسل کرنے لگے، خدا کے حکم سے وہ پتھر کپڑوں سمیت وہاں سے چلا، اور حضرت موسےٰ علیہ السلام کپڑے اٹھانے کے لئے اس کے پیچھے ہو لئے، آپ کا خیال تھا، کہ یہاں خالی میدان میں کوئی آدمی نہ ہوگا، لیکن اتفاقاً وہاں بنی اسرائیل کا ایک مجمع موجود تھا۔ وہاں پتھر جا کر ٹھیرا اور سب نے سر سے پاؤں تک دیکھ لیا (بقیہ حاشیہ صفحۂ آئندہ)

ممانعت استہزاء

يَحْذَرُ الْمُنَافِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ○

(التوبہ - ع ۸ - پارہ ۱۰)

منافق لوگ اس سے اندیشہ کرتے ہیں کہ مسلمانوں پر بذریعہ وحی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کوئی ایسی صورت نازل نہ ہو جائے جو اِن کے منافقین کے ما فی الضمیر پر اطلاع دیدے۔ آپ اُن کو فرما دیں کہ اچھا تم استہزاء کئے جاؤ۔ بیشک اللہ اس چیز کو ظاہر کر کے رہے گا جس کے اظہار سے تم اندیشہ کرتے ہو۔ اگر آپ اِن سے پوچھیں تو کہدیں گے کہ ہم تو محض مشغلہ اور خوش طبعی کر رہے تھے آپ کہدیں کہ کیا اللہ کے ساتھ اور اُس کی آیتوں اور اس کے رسولوں کے ساتھ ہنسی کرتے ہو؟

حمایت و نُصرت

مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ

مدینے کے رہنے والوں اور اُن دیہاتیوں کو جو اُن کے گرد و پیش ہیں، یہ زیبا نہ تھا، کہ رسول اللہ کا ساتھ نہ دیں۔ اور نہ اُنہیں یہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) کہ آپ کے بدن میں کوئی عیب نہیں، پھر آپ نے کپڑے پہن لئے۔ اس قصہ میں موسیٰ علیہ السلام پر تو اس لئے اعتراض نہیں ہو سکتا، کہ آپ کے اختیار کو اس میں کوئی دخل نہ تھا، اور اللہ تعالیٰ پر اس لئے اعتراض نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ کسی کا محکوم نہیں۔ اور یہاں تو حضرت موسیٰ کی براءت کی حکمت بھی ظاہر ہے۔ اور براءت میں یہ حکمت ہے۔ کہ نبی سے کسی کو نفرت نہ ہو ÷

وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

(التوبۃ ع ۱۵ - پارہ ۱۱)

زیبا تھا کہ اپنی جان کو اُن کی جان سے عزیز سمجھیں۔ اور یہ (یعنی ساتھ جانے کا ضروری ہونا) اس سبب سے ہے۔ کہ اِن جہاد کرنے والوں کو اللہ کی راہ میں جو پیاس لگی اور جو ماندگی پہنچی اور جو بھوک لگی۔ اور ان کا چلنا جو کفار کے لئے موجب غیظ ہوا۔ اور دشمنوں کی جو کچھ خبر لی اُن سب پر اُن کے نام ایک ایک نیک کام لکھا گیا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ مخلصین کا اجر ضائع نہیں کرتا ؛

لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالْمُتَّقِيْنَ ۝ اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ۝

(التوبہ ع ۷ - پارہ ۱۰)

جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں وہ اپنے مال اور جان سے جہاد کرنے کے بارے میں آپ سے رخصت نہ مانگیں گے۔ اور اللہ تعالےٰ اُن متقیوں کو خوب جانتا ہے۔ البتہ وہ لوگ آپ سے رخصت مانگیں گے۔ جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے۔ اور اُن کے دل میں شک پڑے ہوئے ہیں۔ سو وہ اپنے شکوک میں پڑے ہوئے حیران ہیں ؛

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (الاعراف ع ۱۹)

پس جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں ...... اور ان کی مدد کرتے ہیں۔ اور اس نور (یعنی قرآن) کا اتباع کرتے

پارہ ۵-۹)

ہیں۔ جو اس کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔ ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں ۞

دُرود وسلام

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (الاحزاب ع ۷ - پارہ ۲۲)

اللہ اور اُس کے فرشتے پیغمبر (صلعم) پر دُرود و سلام بھیجتے رہتے ہیں، تو مسلمانو! تم بھی پیغمبر (صلعم) پر دُرود اور سلام بھیجتے رہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حق جو اس اُمت پر ہے۔ وہ ندا نداز وصف و بیان ہے سب سے زیادہ حق والدین کا ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ عالم عدم سے عالم وجود میں لائے، اور اس حیات فانی کا باعث ہوئے، لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دوزخ سے نکالکر بہشت میں داخل کیا اور حیات جاودانی کا باعث ہوتے، اس لئے آپ کا احسان ماں باپ کے احسان سے بدرجہا زیادہ ہے، اور شکر محسن واجب ہے، اس لئے ہر اُمتی کے لئے ضروری ہے۔ کہ آپ کا شکریہ ادا کرے، مگر ادائے شکر کی کوئی صورت معلوم نہ تھی لہذا اللہ تعالیٰ نے ادائے شکر کا طریقہ تعلیم کیا اور فرمایا کہ نبی پر درود وسلام بھیجا کرو اور ان کے واسطے ہم سے رحمت طلب کیا کرو ہمیں اس بات کی طرف اشارہ ہے، کہ پیغمبر صلعم کے حق کو ادا کرنا تمہارا مقدور نہیں، اور خود طریقہ شکر سکھانے میں دو فائدے ہیں، ایک اہتمام بہ شان پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کہ ایسے محسن عظیم الشان کا شکریہ ادا کرنے میں کوتاہی نہ ہو، اور دوسرے رحمت بحال امت کہ انہیں ایسا اچھا طریقہ ادائے شکر کا کس طرح سُوجھ سکتا۔ نیز انہیں گمراہی سے بچانا منظور تھا، کہ کہیں حق نبی نصاریٰ کی طرح ادا نہ کریں، اور دام شرک میں پھنس نہ جائیں، اس لئے ایسا طریقہ ارشاد ہوا جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کمال تعظیم پائی جائے، اور عبدیت بھی قائم رہے تاکہ شرک کی بو بھی نہ آنے پائے ۞

اس آیت کے موافق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر تمام عمر میں ایک بار درود بھیجنا فرض عین ہے، کیونکہ آیت میں وقت اور عدد کی تعیین مذکور نہیں، شفا میں قاضی ابوبکر رحمۃ اللہ

علیہ سے منقول ہے۔ کہ اس آیت میں وقت اور عدد کی تعیین اس لئے مذکور نہیں ہوئی کہ انسان بکثرت درود وسلام بھیجتا رہے۔ ایک لحظہ کے لیئے بھی غافل نہ رہے ٭

صحیح احادیث میں درود وسلام کے بہت سے فضائل مذکور ہیں۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ہے۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو کوئی مجھ پہ ایک دفعہ درود بھیجتا ہے۔ خدا اُس پر دس دفعہ رحمت بھیجتا ہے۔ نسائی اور دارمی میں ابو طلحہؓ سے مروی ہے کہ ایک دن جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایسی حالت میں تشریف لائے۔ کہ آپ کے چہرہ پہ خوشی کی علامات ظاہر تھیں۔ اور فرمایا بے شک جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا آپ کا رب فرماتا ہے۔ کہ اے محمد (صلعم) کیا آپ کو یہ بات خوش نہیں کرتی کہ تمہاری اُمت میں سے جو شخص آپ پر ایک بار درود بھیجے گا۔ میں اُس پر دس بار رحمت بھیجوں گا۔ اور جو تم پر ایک بار سلام بھیجے گا میں اُس پہ دس بار سلام بھیجوں گا۔ ترمذی میں مروی ہے۔ کہ آنحضرت نے فرمایا کہ وہ شخص ذلیل وخوار ہو جائے۔ جس کے سامنے میرا ذکر ہو۔ اور وہ مجھ پر صلوٰۃ وسلام نہ بھیجے ٭

روضۂ مبارک کی زیارت

قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ (ترمذی)

آنحضرت صلعم نے فرمایا جو خانہ کعبہ کا حج کرے۔ اور میری قبر کی زیارت نہ کرے وہ مجھ پر ظلم کرتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ۔ (بیہقی)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی وہ ایسا ہے کہ گویا اُس نے میری زندگی میں مجھ سے ملاقات کی ٭

عَنْ رَجُلٍ مِنْ اٰلِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّدًا کَانَ فِیْ جِوَارِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَمَنْ سَکَنَ الْمَدِیْنَةَ وَصَبَرَ عَلٰی بَلَائِهَا کُنْتُ لَهٗ شَهِیْدًا وَشَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَمَنْ مَاتَ فِیْ اَحَدِ الْحَرَمَیْنِ بَعَثَهُ اللّٰهُ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ

اولادِ خطاب کے ایک شخص سے روایت ہے، کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص صرف میرے قصد سے میری قبر کی زیارت کرے گا، وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہو گا، اور جو مدینہ میں سکونت رکھے گا۔ اور اس میں جو شدت و محنت اُسے پہنچے، اور اُس پہ صبر کریگا میں قیامت کے دن اُس کا گواہ اور سفارشی ہوں گا، اور جو حرم مکہ یا حرم مدینہ میں سے کسی ایک میں مرے گا، خدا اُس کو اُن لوگوں کے زمرے میں اُٹھائے گا۔ جو قیامت کے دن عذاب سے بے خوف ہوں گے ؛

مذکورہ بالا احادیث کے علاوہ اور بہت سی احادیث ہیں جن میں روضۂ اقدس کی زیارت کی ترغیب موجود ہے، اور علاوہ ان احادیث کے قرآن مجید میں بھی ایسے اشارات صریحہ موجود ہیں، جو روضۂ اقدس کی زیارت کی ترغیب دیتے ہیں، منجملہ اُن کے ایک آیت یہ ہے، وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا اور اگر وہ لوگ جو اپنی جانوں پر ظلم کر چکے تھے، آپ کے پاس آتے اور اللہ سے استغفار کرتے اور رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) اُن کے لئے استغفار کرتے تو بے شک وہ اللہ کو بخشنے والا مہربان پاتے، اس آیت سے صاف ظاہر ہے، کہ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں جانا اور اُن سے استغفار کرانا باعث مغفرت ہے، اور انبیاء علیہم السلام کے لئے حیات ابدی کا ثبوت تمام اہل اسلام کو مسلم اور قرآن و احادیث سے واضح طور پر ظاہر ہے، لہذا یہ شبہ بھی نہیں ہو سکتا۔ کہ یہ فضیلت صرف اُسی زمانہ کے لوگوں کو نصیب ہو سکتی تھی، اب اس کا وقت جاتا رہا ؛

حافظ ابن کثیر محدث اپنی تفسیر میں اس آیت کے نیچے لکھتے ہیں، کہ محمد بن حرب علائی کہتے ہیں، میں مدینہ منورہ گیا، اور قبر شریف کی زیارت کر کے سامنے بیٹھا ہوا تھا، کہ ایک اعرابی آیا۔ اور اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ حق تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ الخ اب میں اپنے گناہوں سے استغفار کرتا ہوا آپ کو اپنا شفیع بنانے کے لئے آیا ہوں، یہ کہہ کر وہ بہت رویا اور ولولۂ شوق میں دو شعر عرض کئے، اس اعرابی کے لوٹ جانے کے بعد میں نے حضرت سرور انبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں، اس اعرابی سے جا کر ملو، اور اس کو بشارت دو کہ اللہ نے تیرے گناہ میری شفاعت سے بخش دیئے۔

روضۂ اقدس کی زیارت مختلف فیہ ہے۔ بعض اسے سنت کہتے ہیں، اور بعض واجب مگر علمائے محققین اس کے وجوب کے قائل ہیں، اور یہی درست ہے، کیونکہ احادیث میں تارکِ زیارت کے لئے وعید وارد ہوئی ہے۔ اور یہ بات مسلم ہے کہ سنت و مستحب کے تارک پر وعید وارد نہیں ہوتی۔ وعید صرف تارکِ واجب پر ہوتی ہے، علاوہ ازیں سلفِ صالحین کا صحابہؓ اور تابعین رحمہم اللہ کے زمانہ میں زیارت باسعادت کے لئے اہتمام کرنا اور اس پر سخت التزام رکھنا اس کے وجوب کی طرف صریح اشارہ کر رہا ہے، حضرت بلال مؤذن کا خاص روضۂ اقدس کے لئے شام سے مدینہ منورہ آنا بہت مشہور واقعہ اور صحیح روایت ہے، حضرت ابن عمرؓ کی عادت تھی، کہ جب کسی سفر سے آتے، تو سب سے پہلے روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر جناب نبوی میں سلام عرض کرتے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ شام سے مدینہ منورہ قاصد بھیجا کرتے تھے۔ خاص اس لئے کہ وہ ان کا سلام بارگاہ رسالتؐ میں پہنچا دے۔ اور یہ زمانہ جلیل القدر تابعین کا تھا، اس قسم کی اور بہت سی روایات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ صحابہ اور تابعین رحمہم اللہ اس زیارت پر کیسے دلدادہ تھے اور اس کے لئے کتنا اہتمام کرتے تھے، اور درحقیقت ایک مومن شخص کے لئے حق سبحانہٗ کے دیدار کے بعد اس سے زیادہ اور کونسی دولت اور نعمت ہو سکتی ہے، کہ وہ اپنی آنکھوں سے سرور انبیاء کے روضہ کی زیارت کرے۔ اور اس تکیہ گاہِ ہر دو جہان کی خدمت میں سلام عرض کرے۔ اور اس سے زیادہ بدنصیبی کیا ہوگی، کہ بعض لوگ اس زیارت

باسعادت کو یا اس کے لئے سفر کرنے کو ناجائز سمجھتے ہیں۔ اور اپنی خوش فہمی سے اس پر نازاں ہیں۔ سُنا ہے کہ بعض لوگ حج کر کے اپنے وطن لوٹ آتے ہیں۔ اور مدینہ منورہ نہیں جاتے۔ ہائے افسوس اس سے زیادہ محرومی اور کیا ہوگی۔ اگر علمائے سلف میں سے کسی کو غلط فہمی ہوگئی۔ اور بطور خطائے اجتہادی کے وہ اس امر کا قائل ہوگیا، کہ اس زیارت مقدسہ کے لئے سفر ناجائز ہے۔ تو خدا غفور رحیم ہے۔ اُمید ہے کہ بخش دے۔ کیونکہ وہ خطائے اجتہادی پر مؤاخذہ نہیں فرماتا۔ لیکن اس کی غلطی ظاہر ہو جانے کے بعد اس کی تقلید کرنا ایک سنگین جرم ہے۔ جو کسی طرح بھی قابل معافی نہیں ۔

ادب میں افراط تفریط کرنے کی ممانعت

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط اَفَاِئْنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ط وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝

(آل عمران - ع - ۱۵ - پارہ ۔ ۴)

اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم صرف رسول ہی تو ہیں (خدا نہیں) ان سے پہلے اور بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں (اسی طرح آپ بھی ایک روز گزر جائینگے) سو اگر آپ کا انتقال ہو جائے یا آپ شہید ہو جائیں، تو کیا تم لوگ (جہاد یا اسلام سے) اُلٹے پھر جاؤ گے۔ اور جو شخص (جہاد یا اسلام) سے اُلٹے پاؤں پھر جائے گا۔ تو خدا تعالیٰ کا کوئی نقصان نہ کرے گا۔ اور خدا جلد ہی حق شناس لوگوں کو عوض عنایت کرے گا۔

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ج اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ (الانعام ع - ۵ - پارہ - ۷)

آپ ان لوگوں سے کہدیں کہ نہ میں جو دعوے رسالت کرتا ہوں تو اس کے ساتھ نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس خدا تعالےٰ کے تمام مقدورات کے خزانے

ہیں (کہ جب مجھ سے کسی امر کی فرمائش کی جائے
اس کو اپنی قدرت سے ظاہر کر ڈالوں) اور نہ
میں یہ کہتا ہوں کہ میں تمام غیبوں کو جانتا
ہوں، اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں، کہ میں
فرشتہ ہوں۔ میں تو صرف جو کچھ میرے
پاس وحی آتی ہے اس کا اتباع کر لیتا ہوں،

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا
وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ
كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ
مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ؕ
اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ
يُّؤْمِنُوْنَ ۝ (الاعراف ع-۲۳-پارہ-۹)

آپ اُن سے کہدیں، کہ میں خود اپنی
ذات خاص کے لئے کسی نفع کا اختیار
نہیں رکھتا۔ اور نہ کسی ضرر کا مگر اتنا ہی کہ
جتنا خداوند تعالٰے نے چاہا ہو۔ اور اگر
میں غیب کی تمام باتیں جانتا ہوتا، تو میں
بہت سے منافع حاصل کر لیتا اور کوئی
مضرت ہی مجھ پر واقع نہ ہوتی، میں تو محض
شہادت دینے والا اور ڈرانے والا ہوں
اُن لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں ؁

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ
يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ
وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَ
اسْتَغْفِرُوْهُ (حٰمٓ السجدہ ع ۱-
پارہ-۲۴)

آپ فرمادیں، کہ میں بھی تمہارے جیسا
بشر ہوں، صرف امتیاز یہ ہے کہ مجھ پر وحی
نازل ہوتی ہے۔ کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود
ہے، پس اسی کی طرف سیدھے بندھ لو۔
اور اس سے معافی مانگو ؁

عَنْ قَيْسِ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ اَتَيْتُ
الْحِيْرَةَ فَرَاَيْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ
لِمَرْزُبَانٍ لَّهُمْ فَقُلْتُ لَرَسُوْلُ

قیسؓ بن سعدؓ سے روایت ہے، کہ
میں حیرہ میں گیا، تو وہاں کے لوگوں کو دیکھا
کہ اپنے سردار کو سجدہ کرتے ہیں، میں نے

اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَقُّ يَسْجُدَ لَهُ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنِّيْ اَتَيْتُ الْحِيْرَةَ فَرَاَيْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ فَاَنْتَ اَحَقُّ بِاَنْ يُّسْجَدَ لَكَ فَقَالَ لِيْ اَرَاَيْتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِيْ اَكُنْتَ تَسْجُدُ لَهُ قُلْتُ لَا فَقَالَ لَا تَفْعَلُوْا لَوْ كُنْتُ اٰمُرُ اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ النِّسَآءَ اَنْ يَّسْجُدْنَ لِاَزْوَاجِهِنَّ لِمَا جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِنَّ مِنْ حَقٍّ

(ابو داؤد)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ

(مسلم)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

اپنے دل میں کہا. کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کئے جانے کے زیادہ حقدار ہیں، چنانچہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، تو عرض کیا کہ میں حیرہ میں گیا، تو وہاں کے لوگوں کو دیکھا. کہ اپنے سردار کو سجدہ کرتے ہیں. تو آپ اس بات کا زیادہ حق رکھتے ہیں کہ آپ کو سجدہ کیا جائے، آپ نے فرمایا، یہ تو کہو کہ اگر تم میری قبر پر گزرو. تو کیا اُسے بھی سجدہ کروگے میں نے عرض کیا، نہیں تو فرمایا. ایسا مت کرو۔ اگر میں کسی کو کسی کے لئے حکم دیتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں، کیونکہ خدا نے خاوندوں کا اُن پر حق رکھا ہے ؎

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں قیامت کے دن تمام بنی آدم کا سردار ہوں گا، اور میں ہی سب سے پہلا شخص ہوں گا. جس کی قبر شق ہوگی، اور سب سے پہلے میں ہی لوگوں کی شفاعت کروں گا. اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت مقبول ہوگی ؎

حضرت انس رضؓ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ خُرُوْجًا اِذَا بُعِثُوْا وَاَنَا خَطِیْبُھُمْ اِذَا وَفَدُوْا وَاَنَا مُبَشِّرُھُمْ اِذَا اَیِسُوْا لِوَاءُ الْحَمْدِ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ وَاَنَا اَکْرَمُ وُلْدِ اٰدَمَ عَلٰی رَبِّیْ وَلَا فَخْرَ۔

(ترمذی)

والسّلام نے فرمایا، کہ جب لوگ زندہ کئے جائیں گے، تو سب سے پہلے میں قبر سے نکلوں گا، اور جب میدان حشر میں آئینگے تو میں ہی اُن کا خطیب ہوں گا، اور جب ناامید ہو جائیں گے، تو میں ہی انہیں خوشخبری دونگا۔ حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اور میں اپنے پروردگار کے ہاں تمام بنی آدم سے بڑھ کر بزرگ ہوں گا، اور یہ فخر سے نہیں کہتا۔

جھوٹ بات کو آپؐ کی طرف نسبت کرنے کی ممانعت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِتَّقُوا الْحَدِیْثَ عَنِّیْ اِلَّا مَا عَلِمْتُمْ فَمَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ

(ترمذی، ابن ماجہ)

ابن عباسؓ سے روایت ہے، کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے حدیث نقل کرنے سے بچو۔ مگر جس کی نسبت تمہیں یقین ہو جائے، کہ وہ میری ہی حدیث ہے اور جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ کی تہمت لگائے، تو اُسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنانا چاہئیے۔

عَنْ سَمُرَۃَ بْنِ جُنْدُبٍ وَالْمُغِیْرَۃِ بْنِ شُعْبَۃَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ حَدَّثَ عَنِّیْ بِحَدِیْثٍ یُرٰی اَنَّہٗ کَذِبٌ فَھُوَ اَحَدُ الْکَاذِبِیْنَ (مسلم)

سمرہ بن جندب اور مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے، کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص مجھ سے ایسی حدیث نقل کرے، جس کی نسبت اُس کا خیال ہو کہ یہ حدیث جھوٹی ہے، تو وہ جھوٹوں

میں ایک جھوٹا ہے ؛

تمام پیغمبروں کے حقوق

عدم تفرقہ

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَلَمْ یُفَرِّقُوْا بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ اُولٰٓئِکَ سَوْفَ یُؤْتِیْھِمْ اُجُوْرَھُمْ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝

(النساء ع ۲۱ - پارہ ۶)

اور جو لوگ اللہ اور اُس کے رسولوں پر ایمان لائے اور اُن میں سے کسی ایک کو دوسرے سے جدا نہ سمجھا، تو ایسے ہی لوگ ہیں، جن کو اللہ تعالےٰ اُن کے اجر عطا فرمائے گا۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا ۝ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّھِیْنًا ۝

(النساء ع ۲۱ - پارہ ۶)

جو لوگ اللہ اور اُس کے رسولوں کے ساتھ کفر کرتے ہیں، اور چاہتے ہیں، کہ اللہ اور اُس کے رسولوں کے درمیان فرق رکھیں اور کہتے ہیں، کہ ہم بعض پر ایمان لائے ہیں اور بعض کے منکر ہیں، اور کہ بین بین ایک راہ تجویز کرلیں، تو ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں اور کافروں کے لئے ہم نے اہانت آمیز سزا تیار کر رکھی ہے ؛

لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ وَنَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ ۝

(البقرہ - ع ۱۶ - پارہ ۱)

ہم ان پیغمبروں میں سے کسی ایک میں جدائی نہیں سمجھتے۔ اور ہم اُسی ایک خدا کے فرمانبردار ہیں ؛

سب پر یکساں ایمان لانا اور سب کی کتابوں کو برحق ماننا!

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا

اے ایمان والو! تم اللہ تعالےٰ اور اُسکے

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِىْ
نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِىْٓ
اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ
وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَ
الْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا
بَعِيْدًا ۝

(النساء ع-۲- پارہ ۵-)

رسول کے ساتھ اور اُس کتاب کے ساتھ جو
اُس نے اپنے رسول پر نازل فرمائی اور اُن
کتابوں کے ساتھ جو پہلے نازل ہو چکی ہیں
اعتقاد رکھو۔ اور جو شخص اللہ تعالےٰ اور اُس کے
فرشتوں اور اُس کی کتابوں اور اُس کے رسولوں
اور روزِ قیامت کا انکار کرے تو وہ شخص
گمراہی میں بڑی دُور جا پڑا ۔

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ
مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ
بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَ
رُسُلِهٖ قف لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ
مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا
وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ
الْمَصِيْرُ ۝

(البقرہ - ع - ۴ - پارہ ۳-)

ہمارے پیغمبر (صلے اللہ علیہ وسلم) ہیں
کتاب پر ایمان رکھتے ہیں۔ جو اُن کے پروردگار
کی طرف سے اُن پر اُتری اور مسلمان بھی سب
اللہ اور اُس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں
اور اُس کے پیغمبروں پر ایمان لائے ۔ ہم
خدا کے پیغمبروں میں سے کسی ایک کو بھی جدا
نہیں سمجھتے۔ اور ان سب نے یوں کہا ۔ کہ
ہم نے آپ کا ارشاد سُنا ۔ اور اس کو خوشی
سے مانا ۔ اے ہمارے پروردگار ہم تیری
بخشش چاہتے ہیں ۔ اور تیری ہی طرف
سب کو لوٹنا ہے ۔

پیغمبروںؑ کی صحیح تعداد اللہ تعالےٰ نے ہم کو نہیں بتلائی ۔ بلکہ حکم دیا ہے ۔ کہ مجملاً سب
پر ایمان لائیں ۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ۔ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ
مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ (پارہ ۲۴ - رکوع ۱۳) بعض ان پیغمبروں میں سے ایسے
ہیں، مگر ان کے درجے متفاوت ہیں ۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا
بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِّنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ

(یعنی یہ حضرات مرسلینؑ ایسے ہیں، کہ ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فوقیت بخشی ہے۔ ان میں سے بعض وہ ہیں، جو اللہ سے ہمکلام ہوئے۔ اور ان میں سے بعض کو بہت سے درجوں میں سرفراز کیا) علیٰ ہذا القیاس تمام اُن کتابوں پر بھی ایمان لانا ضروری ہے، جو وقتاً فوقتاً انبیا علیہم السلام پر نازل ہوتی رہیں۔ مگر ان سب میں سے مکمل اور اشرف کتاب قرآن مجید ہے، اس کا حکم قیامت تک جاری اور نافذ رہے گا۔ اور اس کے بعد کوئی کتاب کسی شخص پر آسمان سے نہیں اُترے گی ؞

اِقتداء

اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ هَدَی اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰی لِلْعٰلَمِیْنَ ۝

(الانعام ع ۱۰ - پارہ ۷)

یہ حضرات انبیاء علیہم السلام ایسے تھے، جن کو اللہ تعالےٰ نے ہدایت کی تھی، سو آپ بھی اُنہی کے طریق پر چلئے، آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس پر کچھ معاوضہ نہیں چاہتا، یہ تو صرف تمام جہان والوں کے لئے ایک نصیحت ہے ؞

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَمَنْ یَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ۝

(الممتحنہ ع ۱ - پارہ ۲۸)

بے شک اُن لوگوں میں تمہارے لئے یعنی ایسے شخص کے لئے عمدہ نمونہ ہے، جو اللہ کا اور قیامت کے دن کا اعتقاد رکھتا ہو، اور جو شخص روگردانی کرے گا، سو اللہ تعالےٰ بالکل بے نیاز اور سزاوار حمد ہے ؞

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا وَصّٰی بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ وَمَا وَصَّیْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسٰٓی اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْهِ كَبُرَ عَلَی الْمُشْرِكِیْنَ

خدا نے تمہارے لئے وہی دین مقرر کیا جس کا اُس نے نوح علیہ السلام کو حکم دیا تھا اور جس کو ہم نے آپ کے پاس وحی کے ذریعہ بھیجا ہے، اور جس کا ہم نے ابراہیمؑ اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کو حکم دیا تھا، کہ اس دین

مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ. اَللّٰهُ يَجْتَبِىْ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِىْ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ٥

(الشوریٰ ع ۲ پارہ - ۲۵)

کو قائم رکھنا، اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا مشرکین کو وہ بات بڑی گراں گزرتی ہے، جس کی طرف آپ اُن کو بُلا رہے ہیں، اور اللہ اپنی طرف جس کو چاہے کھینچ لیتا ہے، اور جو شخص رجوع کرے اُس کو اپنے تک رسائی دیتا ہے ٭

اسلام کوئی نیا دین نہیں جو کسی خاص قوم کے لئے خدا کی طرف سے آیا ہو، بلکہ اسلام وہی مذہب ہے، جسے خداوند کریم نے اپنے تمام انبیاء اور رسولوں کی جانب بذریعہ وحی بھیجا تھا۔ اور ہر ایک دعوت نبوت کا سلسلہ منقطع ہونے کے بعد اُس کے پیرووں نے اس دین میں تحریف کر ڈالی اسلام اور ادیان سابقہ میں اگر فرق ہے، تو صرف بعض فروعات میں ہے۔ اصول سب مذاہب کے ایک ہیں، اسی لئے اسلام کا بنیادی اصول تمام انبیاء اور مرسلین پر ایمان لانا ٹھیرایا گیا، خواہ ہم اُنکے نام جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں، اور اسی طرح جملہ آسمانی کتابوں پر بھی ایمان لانا اس کا اصول مقرر ہوا، خواہ وہ کسی زبان میں ہوں ٭

حقوق النفس

حفاظتِ جان

وَاَنْفِقُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ

(بقر ع ۲۴ - پارہ - ۲)

اور تم لوگ خدا کی راہ میں خرچ کیا کرو، اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں تباہی میں نہ ڈالو، اور کام اچھی طرح اور اخلاص سے کیا کرو، بلا شبہ اللہ تعالیٰ اچھی طرح اور اخلاص سے کام کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ

اے مسلمانو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طور پر نہ کھاؤ، لیکن باہمی رضامندی سے جو تجارت ہو، تو مضائقہ نہیں، اور تم

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝ (النساء - ع ۵ - پاره ۵)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝ (تحريم - ع ۱ - پاره ۲۸)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُنَيْنًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مِّمَّنْ مَّعَهٗ يَدَّعِي الْاِسْلَامَ هٰذَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ مِنْ اَشَدِّ الْقِتَالِ وَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَجَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ الَّذِيْ تُحَدِّثُ اَنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ قَدْ قَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مِنْ اَشَدِّ الْقِتَالِ فَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَقَالَ اَمَا اِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ يَرْتَابُ

ایک دوسرے کو قتل بھی نہ کرو۔ بلاشبہ اللہ تعالےٰ تم پر بڑے مہربان ہیں ۔

اے مسلمانو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ اور اس پر تند خو اور مضبوط فرشتے مقرر ہیں۔ جو خدا کی نافرمانی نہیں کرتے کسی بات میں جو اُن کو حکم دیتا ہے۔ اور جو کچھ اُن کو حکم دیا جاتا ہے۔ اس کو بجا لاتے ہیں ۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ ہم پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ حنین میں حاضر ہوئے تو آپ نے ایک شخص کی بابت جو اس جنگ میں آپ کے ساتھ تھا۔ اور اسلام کا دعویٰ کرتا تھا۔ فرمایا کہ یہ شخص دوزخی ہے۔ چنانچہ جب لڑائی شروع ہوئی۔ تو وہ شخص سخت لڑائی لڑا اور بہت سے زخم کھائے ایک اور شخص نے آکر عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کیا آپ کو معلوم ہے۔ کہ جس شخص کی نسبت آپ نے فرمایا تھا۔ کہ وہ دوزخی ہے۔ وہ تو خدا کی راہ میں بڑی سختی کے ساتھ لڑا ہے۔ اور اس کے جسم پر بہت سے زخم لگے ہیں۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک وہ دوزخی

فَبَيْنَمَا هُوَ عَلَى ذٰلِكَ إِذْ وَجَدَ الرَّجُلُ أَلَمَ الْجِرَاحِ فَأَهْوَى بِيَدِهٖ إِلَى كِنَانَتِهٖ فَانْتَزَعَ سَهْمًا فَانْتَحَرَ فَاشْتَدَّ رِجَالٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَدَّقَ اللّٰهُ حَدِيْثَكَ قَدِ انْتَحَرَ فُلَانٌ وَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ يَا بِلَالُ قُمْ فَأَذِّنْ أَنْ لَا يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَأَنَّ اللّٰهَ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ (بخاری)

ہے، آپ کے اس ارشاد کے بعد قریب تھا کہ کچھ لوگ شک میں پڑ جائیں، لیکن ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ اُدھر اس شخص نے زخموں کی تکلیف پاکر اپنے ترکش کی طرف ہاتھ بڑھایا، اور ایک تیر نکال کر اس سے اپنا گلہ کاٹ ڈالا۔ یہ کیفیت دیکھ کر مسلمانوں سے چند آدمی حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ خدا نے آپ کی بات کو سچ کر دیا۔ اُس شخص نے خود اپنا گلا کاٹ ڈالا اور مر گیا۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اکبر! میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ میں خدا کا بندہ اور اُس کا رسول ہوں اے بلال کھڑے ہوکر پکار دو۔ کہ جنت میں ایماندار کے سوا اور کوئی جانے نہ پائے گا اور خدا اس دین کی بدکار آدمی سے بھی مدد کر دیتا ہے۔

مذکورہ بالا حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ خودکشی اتنا بڑا گناہ ہے۔ کہ جہاد بھی جو کہ افضل العبادات ہے، اس کا کفارہ نہیں ہو سکتا۔ اس سے پہلے جو ہم نے تین آیات نقل کی ہیں، اگرچہ سیاق کلام سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان میں کہیں صاف لفظوں میں ممانعت خودکشی موجود نہیں، لیکن بالعرض ضرور ثابت ہے، کیونکہ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسی ایسے امر کا عمداً مرتکب ہونا جس سے اپنی جان پر مصیبت آئے ممنوع ہے، اور خودکشی بھی اس میں شامل ہے۔

حفاظتِ جان

(دوسروں کے مقابلے میں)

وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقَاتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ۗ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝

(بقرہ - ع ۲۴ - پارہ ۵ - ۲)

اے مسلمانو! جو لوگ تم سے لڑتے ہیں اُن کو جہاں پاؤ، قتل کر دو، اور جہاں سے انہوں نے تم کو نکالا ہے (یعنی مکہ سے) تم بھی اُن کو وہاں سے نکال دو، اور فتنہ وفساد قتل سے بڑھ کر ہے، اور جب تک کافر خانہ کعبہ کے پاس تم سے نہ لڑیں تم بھی اُس جگہ اُن سے نہ لڑو، لیکن اگر وہ لوگ تم سے لڑ پڑیں، تو تم بھی بے دریغ اُن کو قتل کرو ایسے کافروں کی یہی سزا ہے ۔

اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝

(بقرہ - ع ۲۴ - پارہ ۵ - ۲)

حرمت والے مہینہ کا معاوضہ حرمت والا مہینہ ہے، اور یہ حرمتیں تو عوض معاوضہ کی چیزیں ہیں۔ اس لئے جو تم پر زیادتی کرے تم بھی اس پر زیادتی کرو، لیکن جیسی اُس نے تم پر زیادتی کی، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کے ساتھ ہے، جو اس سے ڈرتے ہیں ۔

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ۭ وَلَىِٕنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ۝

(نحل ع ۱۶ - پارہ ۵ - ۱۴)

اگر بدلہ لینے لگو، تو اتنا ہی بدلہ لو جتنا تمہارے ساتھ برتاؤ کیا گیا، اور اگر تم صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے لئے بہت ہی اچھی بات ہے ۔

عَنْ اَبِی هُرَیْرَۃَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَأَیْتَ اِنْ جَاءَ رَجُلٌ یُّرِیْدُ اَخْذَ مَالِیْ قَالَ لَا تُعْطِہٖ مَالَكَ قَالَ اَرَأَیْتَ اِنْ قَاتَلَنِیْ قَالَ قَاتِلْہُ قَالَ اَرَأَیْتَ اِنْ قَتَلَنِیْ قَالَ فَاَنْتَ شَهِیْدٌ قَالَ اَرَأَیْتَ اِنْ قَتَلْتُہٗ قَالَ هُوَ فِی النَّارِ ۝

(مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص آنحضرت صلعم کے پاس آکر کہنے لگا یارسول اللہ مجھے بتلایئے۔ کہ اگر کوئی شخص آئے اور میرا مال لینا چاہے۔ تو میں کیا کروں فرمایا۔ اپنا مال اُسے نہ دو۔ اُس نے عرض کیا۔ اگر وہ لڑنے پہ آمادہ ہو۔ آپ نے فرمایا۔ تو بھی لڑ۔ اُس نے عرض کیا۔ کہ اگر مجھے مار ڈالے۔ آپ نے فرمایا۔ تو شہید ہوگا۔ اس نے عرض کیا۔ اگر میں اسے مار ڈالوں۔ آپ نے فرمایا۔ وہ دوزخ میں جائے گا ؛

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ دِیْنِہٖ فَهُوَ شَهِیْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دَمِہٖ فَهُوَ شَهِیْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِہٖ فَهُوَ شَهِیْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ اَهْلِہٖ فَهُوَ شَهِیْدٌ ۝

(ترمذی)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو اپنے دین کی خاطر مار ڈالا جائے وہ شہید ہے۔ اور جو حفاظت جان کے پیچھے قتل کیا جائے۔ وہ شہید ہے۔ اور جو اپنے مال کی خاطر قتل کیا جائے وہ بھی شہید ہے۔ اور جو اپنے اہل کی محافظت کے پیچھے قتل کیا جائے وہ بھی شہید ہے ؛

حفاظت جسم

طہارت

وَیَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِیْضِ قُلْ هُوَ اَذًی فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ

اور جو لوگ آپ سے حیض کا حکم پوچھتے ہیں، آپ فرماویں، کہ وہ ایک گندی چیز ہے

فِی الْمَحِیْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰی
یَطْهُرْنَ ج فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوْهُنَّ
مِنْ حَیْثُ اَمَرَکُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ
یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ

(بقرہ ع ۲۸ پارہ ۲)

اس لئے حیض میں تم عورتوں سے علیحدہ رہا کرو۔ اور جب تک وہ پاک نہ ہولیں، اُن سے مجامعت نہ کیا کرو۔ پھر جب وہ اچھی طرح پاک ہو جائیں، تو اُن کے پاس جاؤ، جس جگہ سے خدا نے تم کو اجازت دی ہے بیشک اللہ تعالےٰ توبہ کرنے والوں اور خوب پاک صاف رہنے والوں سے محبت رکھتے ہیں ؛

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ
اِلَی الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَکُمْ
وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا
بِرُءُوْسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ
وَاِنْ کُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا وَاِنْ
کُنْتُمْ مَّرْضٰۤی اَوْ عَلٰی سَفَرٍ اَوْ
جَآءَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ
لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا
طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِکُمْ وَ
اَیْدِیْکُمْ مِّنْهُ ط

(المائدہ ع ۲ - پارہ ۶)

اے ایمان والو جب تم نماز پڑھنے کے لئے اُٹھو۔ تو اپنے چہروں اور ہاتھوں کو کہنیوں ہمیت دھولو۔ اور سروں کا مسح کرلو اور پاؤں کو ٹخنوں ہمیت دھولو۔ اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو، تو سارا بدن پاک کرو۔ اور اگر تم بیمار ہو۔ یا حالتِ سفر میں ہو، یا تم میں سے کوئی شخص جائے ضرور سے ہو کر آیا ہو، یا تم نے عورتوں سے صحبت کی ہو۔ اور تم کو پانی نہ ملے، تو پاک زمین سے تیمم کرلیا کرو۔ یعنی اپنے چہروں اور ہاتھوں کا اس سے مسح کرلیا کرو ؛

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
حَقٌّ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ اَنْ یَّغْتَسِلَ فِیْ
کُلِّ سَبْعَةِ اَیَّامٍ یَوْمًا یَغْسِلُ فِیْهِ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر ہفتے میں ایک دن غسل کرنا ہر ایک مسلمان پر اس کا اپنا حق ہے، کہ اس دن اپنا سر

رَأْسَهٗ وَجَسَدَهٗ ہ (صحیحین)

اور اپنا جسم دھو ڈالے ؛

عَنْ رَجُلٍ مِّنْ بَنِیْ سُلَیْمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلطُّھُوْرُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ (ترمذی)

بنی سُلیم کے ایک شخص سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا طہارتِ جسم نصف ایمان ہے ؛

حفاظتِ جسم یعنی تندرستی کی بہت سی تدابیر ہیں۔ جو علم طب سے تعلق رکھتی ہیں۔ از انجملہ ایک طہارت ہے، اور اسلام میں اس کی اتنی تاکید ہے کہ شایدہی کسی مذہب میں ہو۔ دن میں پانچ مرتبہ اُن اعضا کو دھونے کا حکم ہے، جو عموماً کچھ دیر کے بعد میلے کچیلے ہو جایا کرتے ہیں۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمادیا۔ کہ ہر ہفتے میں ہر مسلمان کو کم از کم ایک بار تو ضرور غسل کرنا چاہیئے، ہر روز کرلے تو بہت بہتر ہے، اور یہ حکم اس ملک کے لئے ہے، جہاں پانی پینے کے لئے بھی کم دستیاب ہوتا ہے، اب اس سے بڑھ کر صاف اور ستھرا رہنے کی اور کیا تاکید ہو سکتی ہے۔ حقوق اللہ میں ہم طہارت کے تمام اقسام پر مفصّل بحث کر آئے ہیں۔ وہاں دیکھنا چاہیئے ؛

حفاظتِ جسم از روئے طِب

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنْ دَاءٍ اِلَّا اَنْزَلَ لَہٗ شِفَاءً (صحیحین)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا۔ کہ خدا نے کوئی مرض نہیں اتارا۔ مگر اس کے لئے شفا ضرور نازل فرمائی ہے ؛

عَنْ اُسَامَۃَ بْنِ شَرِیْکٍ قَالَ شَھِدْتُ الْاَعْرَابَ یَسْاَلُوْنَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعَلَیْنَا حَرَجٌ فِیْ کَذَا اَعَلَیْنَا حَرَجٌ فِیْ کَذَا فَقَالَ عِبَادَ اللّٰہِ وَضَعَ اللّٰہُ الْحَرَجَ اِلَّا مَنِ اقْتَرَضَ مِنْ عِرْضِ اَخِیْہِ

حضرت اسامہ بن شریک سے روایت ہے کہ چند بدوی حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی خدمت حاضر ہو کر پوچھنے لگے۔ کہ کیا فلاں بات میں کچھ حرج ہے۔ کیا فلاں بات میں کچھ حرج ہے۔ پیغمبر صاحب نے فرمایا۔ خدا کے بندو اللہ تعالٰی نے ہر طرح کی تنگی اور سختی کو رفع کر دیا ہے۔ مگر

شَيْئًا فَذٰلِكَ الَّذِیْ حَرَجٌ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ هَلْ عَلَیْنَا حَرَجٌ اَنْ لَّا نَتَدَاوٰی قَالَ تَدَاوَوْا عِبَادَ اللّٰہِ فَاِنَّ اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ لَمْ یَضَعْ دَاءً اِلَّا وَضَعَ لَہٗ شِفَاءً اِلَّا الْھَرَمَ ۔ (ابن ماجہ)

ہاں جو شخص اپنے بھائی کی آبرو ریزی کے درپے ہو، تو یہ گناہ اور حرج ہے۔ انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ اگر ہم دوا اور علاج نہ کریں۔ تو کیا ہم پر کچھ گناہ ہے۔ آپ نے فرمایا۔ خدا کے بندو، دوا کیا کرو۔ کیونکہ خدا نے بڑھاپے کے سوا ہر مرض کی شفا نازل کی ہے ۔

طاعون

عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلطَّاعُوْنُ رِجْزٌ اُرْسِلَ عَلٰی طَائِفَةٍ مِّنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَعَلٰی طَائِفَةٍ مِّنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَعَلٰی مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ وَاِذَا سَمِعْتُمْ بِہٖ بِاَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوْا عَلَیْہِ وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَاَنْتُمْ بِھَا فَلَا تَخْرُجُوْا مِنْھَا فِرَارًا مِّنْہُ

عَنْ حَفْصَةَ رَحِمَھَا اللّٰہُ تَعَالٰی بِنْتِ سِیْرِیْنَ قَالَتْ قَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

حضرت اسامہؓ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ طاعون عذاب الٰہی ہے۔ جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ اور نیز تم سے پہلے لوگوں پر بھی آچکا ہے، تو جب تم سنو۔ کہ طاعون کسی زمین میں پڑا ہے۔ تو وہاں نہ جاؤ۔ اور جب اس زمین میں پڑے جہاں تم موجود ہو۔ تو اس سے بھاگ کر وہاں سے نہ نکلو[1]۔

سیرین کی بیٹی حفصہؒ کہتی ہیں۔ کہ حضرت انسؓ بن مالک نے کہا۔ جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ طاعون ہر مسلمان کے

[1] طاعون سے بھاگ کر دوسری بستیوں میں جانا منع ہے۔ مگر شہر کو چھوڑ کر تبدیل آب و ہوا کی غرض سے باہر کھلی ہوا میں رہنا جائز بلکہ دوا میں شامل ہے۔ چونکہ یہ ایک متعدی مرض ہے۔ اس لئے حضورؐ نے فرمایا کہ نہ طاعون والی جگہ جاؤ اور نہ وہاں سے نکل کر دوسرے شہروں میں بھاگو ۱۲ ۔

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلطَّاعُوْنَ شَہَادَۃٌ لِّکُلِّ مُسْلِمٍ (بخاری) لئے شہادت ہے۔

حفاظت لوازم زندگی

حفاظت مال

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ۭ وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّہٖ کَفُوْرًا ۝ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْھُمُ ابْتِغَاۗءَ رَحْمَۃٍ مِّنْ رَّبِّکَ تَرْجُوْھَا فَقُلْ لَّھُمْ قَوْلًا مَّیْسُوْرًا ۝ وَلَا تَجْعَلْ یَدَکَ مَغْلُوْلَۃً اِلٰی عُنُقِکَ وَلَا تَبْسُطْھَا کُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ۝

(بنی اسرائیل ع ۳ - پارہ ۱۵)

اور قرابت دار کو اس کا حق دیتے رہنا اور محتاج اور مسافر کو بھی اور بے موقع مت اڑانا، بیشک فضول خرچ شیطان کے بھائی بند ہیں، اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے، اور اگر اپنے رب کی طرف سے جس رزق کے آنے کی اُمید ہو، اس کے انتظار میں تجھ کو اُن سے پہلو تہی کرنا پڑے تو اُن سے نرمی کی بات کہہ دینا، اور نہ تو اپنا ہاتھ گردن ہی سے باندھ لینا چاہیئے، اور نہ بالکل ہی کھول دینا چاہیئے۔ ورنہ الزام خوردہ اور تہیدست ہو کر بیٹھ رہو گے، یعنی امساک اور انفاق مال میں میانہ روی کو ہاتھ سے مت دو۔

وَکُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ (اعراف ع ۳ - پارہ ۸)

اور کھاؤ پیؤ اور فضولخرچی نہ کرو، کیونکہ خدا فضول خرچ کرنے والوں کو اچھا نہیں سمجھتا۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (المائدہ ع ۱۲ پارہ ۵)

اے مسلمانو! شراب اور جوا اور بُت اور پاسے ناپاک شیطانی کام ہیں، ان سے بچتے رہو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔

مال انسانی زندگی کا موقف علیہ ہے، اسی لئے اس کو بے جا خرچ کرنے کی سخت مذمت

کی گئی ہے۔ اور فضول خرچ کو شیطان کا بھائی بتلایا گیا ہے۔ اور یہ بھی فرما دیا۔ کہ خدا فضول خرچ لوگوں کو اچھا نہیں سمجھتا۔ پھر اُن اشیاء کی بھی ممانعت کر دی گئی۔ جو اتلاف مال کا باعث ہیں۔ یعنی جُوا اور شراب۔ مگر باوجود اِن سب باتوں کے مسلمان ہی سب سے زیادہ فضول خرچ ہیں۔ شراب بھی سب سے زیادہ یہی پیتے ہیں۔ اور جُوا کھیلنے میں بھی یہی سب سے پیش پیش ہیں۔ اب اس سے سوائے اس کے اور کیا نتیجہ نکالا جا سکتا ہے۔ کہ مسلمان اپنے دین کی پاک تعلیم سے کوسوں دُور جا پڑے ہیں۔ احکامِ قرآنی کو انہوں نے پس پشت ڈال رکھا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے ہمسایہ قوموں کے دست نگر رہتے ہیں۔ اور اُن میں بے شمار ایسی قبیح رسوم پھیل گئی ہیں۔ جو چپکے چپکے اُن کی ثروت کا خون چوس رہی ہیں۔ پس جب تک مسلمان ان قبیح رسوم کا انسداد کر کے احکام شرعی پر عمل پیرا نہ ہوں گے۔ اور اپنے مال دولت کی حفاظت نہ کریں گے۔ اس وقت تک وہ کبھی بھی دُنیا میں درجۂ اعتبار حاصل نہیں کر سکتے ؛

یُسر

یُرِیۡدُ اللّٰہُ بِکُمُ الۡیُسۡرَ وَلَا یُرِیۡدُ بِکُمُ الۡعُسۡرَ۔

(البقرہ ع ۲۲ - پارہ ۲)

اے مسلمانو! اللہ تمہارے ساتھ آسانی کرنا چاہتا ہے۔ تمہارے ساتھ سختی کرنا نہیں چاہتا ؛

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَہَا

(البقرۃ ع ۴۰ - پارہ ۳)

خدا کسی شخص پر اس کی وسعت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا ؛

مَا جَعَلَ عَلَیۡکُمۡ فِی الدِّیۡنِ مِنۡ حَرَجٍ ط

(الحج - ع ۱ - پارہ ۱۷)

خدا تعالےٰ نے دین کے بارے میں تم پر کسی طرح کی سختی نہیں کی ؛

قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا بُعِثۡتُمۡ مُیَسِّرِیۡنَ وَلَمۡ تُبۡعَثُوۡا مُعَسِّرِیۡنَ۔ (بخاری)

رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے مسلمانو! تم دُنیا میں آسانیاں بڑھانے کے لئے بھیجے گئے ہو۔ دشواریاں بڑھانے کے لئے نہیں بھیجے گئے ؛

لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِىْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ ؕ (ترمذی)

حضورؐ نے فرمایا ہے کہ اگر میں اپنی اُمت پر دشوار نہ سمجھتا۔ تو انہیں ہر نماز کے لئے مسواک کا حکم دیتا ؏

اِعْلَمُوْا مَا كُلِّفْتُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا (بخاری)

جن باتوں کی خدا نے تمہیں تکلیف دی ہے، انہیں بجا لاؤ (اپنی طرف سے سختی اور تشدد نہ کرو) کیونکہ خدا ثواب دینے سے نہیں تھکتا۔ اور تم عمل کرتے کرتے تھک جاؤ گے ؏

عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا يَّسُوْقُ بَدَنَةً قَدْ جَهَدَهُ الْمَشْىُ قَالَ اِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا وَاِنْ كَانَتْ بَدَنَةً (بخاری)

حضرت انسؓ سے روایت ہے، کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ قربانی کا جانور لئے جاتا ہے، اور معلوم ہوتا تھا۔ کہ اُس شخص پر چلنا نہایت شاق ہے۔ آپ نے فرمایا اس پر سوار ہو جا اگرچہ یہ قربانی کا جانور ہے ؏

عَنْ اَنَسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا حَبْلٌ مَمْدُوْدٌ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ فَقَالَ مَا هٰذَا الْحَبْلُ قَالُوْا هٰذَا حَبْلٌ لِزَيْنَبَ اِذَا فَتَرَتْ تَعَلَّقَتْ بِهٖ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلُّوْهُ لِيُصَلِّ اَحَدُكُمْ نَشَاطَهٗ (صحیحین)

حضرت انسؓ کہتے ہیں، کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے۔ تو دو ستونوں کے درمیان ایک رسی تنی ہوئی دیکھی فرمایا یہ رسی کیسی ہے، لوگوں نے عرض کیا یہ رسی زینب کی ہے، وہ نماز پڑھتے پڑھتے تھک جاتی ہیں، تو اس میں لٹک رہتی ہیں فرمایا اسے کھول ڈالو۔ ہر ایک شخص کو اس وقت تک نماز پڑھنی چاہیئے جبتک نشاط باقی رہے ؏

حقوقِ نفس میں سے ایک یُسر یعنی آسانی بھی ہے، اور اس سے مراد یہ ہے کہ اپنے آپ کو ایسے اُمور سے بچایا جائے جن سے تکلیف ہو۔ مذکورہ بالا آیات اور احادیث سے یہ امر واضح ہوتا ہے، کہ اللہ تعالےٰ نے دین کے بارے میں لوگوں پر کسی قسم کی سختی نہیں کی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی کبھی کسی ایسے عمل کا خواہ وہ آپ کو کیسا ہی مرغوب ہو حکم نہیں دیا، جس کی نسبت آپ کو خیال ہو۔ کہ وہ آپ کی اُمت پہ گراں گزرے گا، اور دین برحق کی شان بھی یہ ہے، کہ اُس میں کوئی چیز انسان کو مجبور کرنے والی نہ ہو۔ بخاری میں مروی ہے۔ کہ حضور نے فرمایا، کہ یہ دین آسان ہے، اور جو کوئی اس دین میں سختی اختیار کرے گا، وہ آخر کو عاجز اور درماندہ ہوگا ؛

ایک اور جگہ فرمایا ہے، کہ میں وہ شریعت لایا ہوں، جو آسان اور روشن ہے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ ایک صحابی تھے، بڑے عابد اور زاہد، صبح روزہ رکھتے اور رات کو نوافل پڑھتے رہتے، اُن کی بیوی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے شکایت کی، کہ میرے خاوند آدمی تو بڑے اچھے ہیں، مگر مجھ سے بات چیت نہیں کرتے۔ آپ نے اُنہیں بلا کر فرمایا، کہ ایسا نہ کیا کرو۔ کبھی روزہ رکھا کرو کبھی افطار کر لیا کرو۔ اور کبھی نفل پڑھا کرو، اور کبھی سو رہا کرو، کیونکہ تمہاری آنکھوں کا تم پہ حق ہے۔ تمہارے جسم کا تم پہ حق ہے، تمہاری بی بی کا تم پہ حق ہے۔ تمہارے مہمان کا تم پہ حق ہے۔ تمہارے دوست کا تم پہ حق ہے۔ دیکھو میں رات کو قیام بھی کرتا ہوں، اور سو بھی رہتا ہوں، دن کو کبھی روزہ بھی رکھ لیتا ہوں اور کبھی نہیں بھی رکھتا، الغرض اسلام نے عیسائیوں کی رہبانیت اور جوگیوں کی ریاضاتِ شاقہ کو ناجائز قرار دیا ہے، یعنی اسلام نے نہ تو حکم دیا ہے کہ اپنی خواہشات کو روکو۔ اور اُن میں کمی کرو، مگر یہ حکم نہیں دیا، کہ انہیں بالکل معدوم ہی کر دو ؛

حفاظتِ ناموسِ دین

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ اِنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ	حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، کہ انہوں نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے

يَقُوْلُ لَوِاطَّلَعَ فِيْ بَيْتِكَ اَحَدٌ وَلَمْ تَاْذَنْ لَهٗ فَخَذَفْتَهٗ بِحَصَاةٍ فَفَقَأْتَ عَيْنَهٗ مَا كَانَ عَلَيْكَ مِنْ جُنَاحٍ (صحیحین)

سنا کہ اگر تیرے گھر میں کوئی شخص جھانکے، اور تو نے اسے اجازت نہ دی ہو، پھر تو نے کنکری مار کر اس کی آنکھ پھوڑ دی ہو، تو تجھ پر کچھ گناہ نہیں ٭

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ دِيْنِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دَمِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ اَهْلِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ ٭

حضرت سعید بن زید سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص اپنے دین کی محافظت کے پیچھے قتل کیا جائے، وہ شہید ہے، اور جو شخص اپنے خون کی محافظت کے پیچھے قتل کیا جائے، وہ شہید ہے، اور جو شخص حفاظتِ مال کی وجہ سے قتل کیا جائے وہ شہید ہے اور جو اپنے اہل و عیال کے پیچھے قتل کیا جائے وہ شہید ہے ٭

لباس

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ لَكُمْ

اور اللہ تعالےٰ نے تمہارے واسطے تمہارے گھروں میں رہنے کی جگہ بنائی اور تمہارے لئے جانوروں کی کھال کے گھر بنائے، جن کو تم اپنے کوچ کے دن اور مقام کے دن ہلکا پاتے ہو، اور اُن کی اُون اور انکے روؤں اور اُن کے بالوں سے گھر کا سامان اور فائدے کی چیزیں ایک مدت تک کے لئے بنائیں، اور اللہ ہی نے تمہارے لئے اپنی

سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَأْسَكُمْ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ۔

(النحل ع ۱۱ - پارہ ۱۴)

پیدا کی ہوئی چیزوں کے سامنے بنائے۔ اور پہاڑوں میں تمہارے لئے پناہ کی جگہیں بنائیں، اور تمہارے لئے ایسے کرتے بنائے جو گرمی سے تمہاری حفاظت کریں۔ اور ایسے کرتے بنائے جو لڑائی سے تمہاری حفاظت کریں، اللہ تعالے تم پر اسی طرح اپنی نعمتیں پوری کرتا ہے، تاکہ تم فرمانبردار رہو۔

عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبِسَ جُبَّةً رُوْمِيَّةً ضَيِّقَةَ الْكُمَّيْنِ (بخاری مسلم)

حضرت مغیرہؓ بن شعبہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تنگ آستینوں کا رومی جُبّہ پہنا۔

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ اَحَبُّ الثِّيَابِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَمِيْصُ (ترمذی ابوداؤد)

حضرت اُمّ سلمہؓ کہتی ہیں، کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو سب کپڑوں میں کُرتا زیادہ پسند تھا۔

عَنْ سَمُرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِلْبَسُوا الثِّيَابَ الْبِيْضَ فَاِنَّهَا اَطْهَرُ وَاَطْيَبُ وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ (ترمذی)

حضرت سمرہؓ سے روایت ہے، کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سفید لباس پہنا کرو، کیونکہ وہ نہایت پاک اور پاکیزہ ہے، اور اپنے مُردوں کو سفید کپڑوں ہی میں کفن دیا کرو۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالْمُعَصْفَرِ وَعَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ وَعَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ فِي الرُّكُوْعِ۔ (مسلم)

حضرت علیؓ سے روایت ہے، کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ریشم اور کسم سے رنگے ہوئے کپڑے اور سونے کی انگوٹھی پہننے اور رکوع میں قرآن پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسیٰ الْاَشْعَرِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحِلَّ الذَّھَبُ وَالْحَرِیْرُ لِلْاِنَاثِ مِنْ اُمَّتِیْ وَاُحَرِّمُ عَلیٰ ذُکُوْرِھَا (نسائی)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سونا اور ریشم امت کی عورتوں کے لئے حلال اور مردوں کے واسطے حرام ٹھیراتا ہوں۔

عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیَّ ثَوْبٌ دُوْنٌ فَقَالَ لِیْ اَلَکَ مَالٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مِنْ اَیِّ الْمَالِ قُلْتُ مِنْ کُلِّ الْمَالِ قَدْ اَعْطَانِیَ اللّٰہُ مِنَ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالْخَیْلِ وَالرَّقِیْقِ قَالَ فَاِذَا اَتَاکَ اللّٰہُ مَالًا فَلْیُرَ اَثَرُ نِعْمَۃِ اللّٰہِ عَلَیْکَ وَکَرَامَتِہٖ ۔ (نسائی)

حضرت ابوالاحوص اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے بدن پر میلا کچیلا لباس تھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا۔ کیا تیرے پاس کچھ مال نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا ہے۔ فرمایا کس قسم کا مال ہے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ خدا نے مجھے اونٹ۔ گائے۔ بھیڑ بکری اور گھوڑے اور غلام وغیرہ ہر قسم کا مال دے رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تو جب خدا نے تجھے مال دیا ہے تو تجھ پہ خدا کی نعمت اور اس کی کرامت کا اثر دیکھا جانا چاہیئے۔

اسلام نے مسلمانوں کے لئے کسی خاص قسم کا لباس تجویز نہیں کیا۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کافۂ انام کی طرف مبعوث ہوئے ہیں۔ اگر کسی خاص وضع کا لباس تجویز کیا جاتا۔ تو وہ ہر ملک کی آب وہوا کے موافق نہ آتا۔ اور شیوع اسلام میں مانع آتا۔ مگر باایں ہمہ اسلام مسلمانوں کو محنتی اور جفاکش شخص بنانا چاہتا ہے۔ اس لئے یہ حکم دیا کہ ریشم مردوں کو پہننا حرام ہے۔ کیونکہ اس سے انسان عیش پرست اور نازک بدن ہو جاتا ہے۔ جفاکش نہیں رہتا۔ ہاں عورتوں کے لئے اجازت ہے کہ وہ فطرتاً نازک بدن ہوتی ہیں۔ اسی طرح سونے کی انگوٹھی پہننا بھی مردوں کو ناجائز قرار دیا کہ اس سے ایک طرح کی زینت حاصل ہوتی ہے۔ جو عورتوں ہی کے لئے زیبا ہے نہ کہ مردوں

کے لیئے، خاص خاص رنگوں کی بھی ممانعت کر دی، کہ وہ عورتوں ہی کو زیب دیتے ہیں، علاوہ ازیں لباس میں اس امر کا لحاظ بھی ضروری ہے، کہ کہیں وہ فریضۂ نماز کی ادائیگی میں مانع نہ ہو، اور بدن کا کوئی ایسا حصہ اس سے برہنہ نہ ہوتا ہو جس کا چھپانا شرعاً واجب ہے، نیز اس بات کا بھی لحاظ رہے، کہ کوئی لباس فخر اور تکبر کے لیئے نہ پہنے، کہ حدیث میں اس کی سخت ممانعت آئی ہے، چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے مروی ہے، کہ جو شخص فخر اور تکبر کے لیئے لباس پہنے گا، خدا اُسے قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا ؛

مُباحات

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ○ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ○ (البقرہ ع ۲۱ - پارہ ۲)

اے لوگو! زمین میں جو چیزیں حلال اور طیب ہیں، وہ بے شک کھاؤ، اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو، کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے ؛ اے ایمان والو! ہم نے جو تم کو رزق طیب دیا ہے، اُسے بلا تامل کھاؤ، اور خدا کا شکر کرو، اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو ؛

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ ۚ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ○

(الاعراف ع ۴ - پارہ ۸)

آپ فرما دیں، کہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کیئے ہوئے کپڑوں کو جن کو اُس نے اپنے بندوں کے واسطے بنایا ہے۔ اور کھانے پینے کی حلال چیزوں کو کس شخص نے حرام کیا ہے، آپ کہدیں کہ یہ سب چیزیں دنیاوی زندگی میں ایمانداروں کے لئے ہیں، اور آخرت میں تو صرف انہی کے لئے مخصوص ہوں گی، ہم اس طرح تمام آیات سمجھداروں کے واسطے صاف صاف بیان کرتے ہیں ؛

مذکورہ بالا آیات کے سوا قرآن مجید میں اور بہت سی آیات ہیں، جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے، کہ خداوند تعالیٰ نے زمین میں جو رزق طیب پیدا کیا ہے، وہ سب آدمی کے لئے ہی پیدا کیا ہے، تو آدمی کو چاہیئے .... کہ اُن کو کھائے پئے، مگر اسراف اور فضول خرچی سے بچے، کسی مباح اور جائز چیز کو اپنے لئے ناجائز قرار دے دینا ایک طرح سے خدا کی ناشکری ہے، ایک دفعہ صحابہؓ کی ایک جماعت نے ازواج مطہرات سے آنحضرت صلعم کے اعمال کی بابت دریافت کیا۔ تو انہوں نے فرمایا، کہ آنحضرت صلعم عبادت الٰہی میں مشغول رہتے ہیں، دنیا کے کام کاج بھی کرتے ہیں۔ کھاتے پیتے بھی ہیں، سوتے بھی ہیں، اپنی بیبیوں کے پاس بھی جاتے ہیں، اس پر انہوں نے کہا، کہ آنحضرت صلعم چونکہ معصوم ہیں۔ اُن کے اگلے پچھلے گناہ سب معاف ہو چکے ہیں، اس لئے انہیں زیادہ عمل کرنے کی ضرورت نہیں، ہمیں عبادت اور دنیاوی تعلقات کے ترک کی زیادہ ضرورت ہے، چنانچہ اُن میں سے ایک نے کہا، کہ میں آج سے لذیذ اور مزے دار کھانا نہ کھایا کروں گا۔ دوسرے نے کہا، میں رات عبادت الٰہی میں بسر کر دیا کروں گا، تیسرے نے کہا میں ہمیشہ روزہ رکھا کروں گا، ان باتوں کی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی۔ تو آپ نے نہایت خفگی کے لہجے میں فرمایا، کہ واللہ میں روزے بھی رکھتا ہوں افطار بھی کرتا ہوں۔ رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں، اور سو بھی رہتا ہوں، اچھا اور مزیدار کھانا بھی کھا لیتا ہوں، جو میرے طریق سے برطرف ہو، وہ میرے گروہ سے نہیں ؛

اِضاعتِ نسل (نسل کا ضائع کرنا)

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَاءَ سَبِيلًا ○

(بنی اسرائیل ع ۴ - پارہ ۱۵)

اور زنا کے نزدیک بھی نہ پھٹکو، کیونکہ وہ بڑی بیحیائی کی بات ہے، اور بہت بُرا راستہ ہے (کیونکہ اس پر عداوتیں فتنے اور اضاعتِ نسل مرتب ہوتے ہیں)؛

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ

یہ ایک سورت ہے، جس کو ہم نے نازل کیا ہے، اور اس کو ہم نے مقرر کیا ہے

تَذَكَّرُوْنَ ۝ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۠ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۡ وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

(النور - ع١ - پارہ ١٨)

اور اس میں صاف آیتیں نازل کی ہیں تاکہ تم سمجھو۔ زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والے مرد میں سے ہر ایک کو سو[۱] درّے مارو، اور تمہیں ان دونوں پر اللہ کے معاملہ میں ذرا رحم نہ آنا چاہیئے۔ اگر تم اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو، اور دونوں کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت کو حاضر رہنا چاہیئے۔ زانی نکاح بھی کسی کے ساتھ نہیں کرتا۔ بجز زانیہ یا مشرکہ کے اور یہ مسلمانوں پر حرام کیا گیا ہے[۲]۔

۱؎ یہ سزا اس زانی اور زانیہ کی ہے، جو آزاد اور عاقل و بالغ ہوں، اور نکاح کئے ہوئے نہ ہوں، یا نکاح کے بعد ہمبستری نہ کر چکے ہوں، جو آزاد نہ ہو، اُس کے پچاس دُرّے لگتے ہیں، اس کا حکم پارہ پنجم کے پہلے رکوع کے ختم پر مذکور ہے، اور جو عاقل یا بالغ نہ ہو، وہ مکلف ہی نہیں، اور جس مسلمان میں تمام صفات ہوں یعنی حریت بلوغ، عقل، نکاح اور ہمبستری سے فراغت تو ایسے شخص کو مُحصن کہتے ہیں، اس کی سزا رجم احادیث میں مذکور ہے۔ ۲؎ اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً کا مطلب یہ ہے، کہ جو لوگ زنا کے خوگر ہو جاتے ہیں، تو اُن کی اصل رغبت زنا کی طرف ہوتی ہے، اور اسی میں اُن کو زیادہ لذت آتی ہے، حتیٰ کہ جو عورت اُن کو پسند آتی ہے۔ اُن کا دل یہی چاہتا ہے۔ کہ اس سے زنا میسر ہو، اور یہ ہمارے ساتھ زانیہ ہونا گوارا کرے جب اس کوشش میں ناکامی ہوتی ہے، تو ہار کر نکاح ہی کی کوشش کرتے ہیں، لیکن ان دونوں حالتوں میں زیادہ لذیذ پہلی حالت کو سمجھتے ہیں۔ نکاح کو دل سے پسند نہیں کرتے، کیونکہ مقاصد نکاح کو وہ وبالِ جان سمجھتے ہیں اور چونکہ اُن کا اصلی مقصد زنا ہوتا ہے، اس لئے اُن کی رغبت مشرکات کی طرف بھی ہوتی ہے، اور اگر وہ مشرکہ کسی وجہ سے زنا پر راضی نہ ہو۔ اور نکاح کو شرطِ مواصلت ٹھہرائے تو وہ اشخاص اس نکاح کے جواز سے بھی بحث نہیں کرتے، فوراً اس پر آمادہ ہو جاتے ہیں، الغرض ایسے اشخاص کی رغبت اگر مسلمہ کی طرف ہوگی تو زانیہ کی طرف ہوگی اور مشرکہ کی طرف ہوگی، تو اس سے صحبت کرنا زنا ہوگا (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ
اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ خُذُوْا عَنِّيْ خُذُوْا عَنِّيْ قَدْ
جَعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا اَلْبِكْرُ
بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَّتَغْرِيْبُ عَامٍ
وَالثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ الرَّجْمُ۔
(مسلم)

حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے، کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھ سے لو۔ مجھ سے لو، خدا نے ان عورتوں کے لئے راہ نکال دی ہے، جو بدکاری کرتی ہیں، کنوارا مرد، کنواری عورت سے زنا کرے تو سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی اور بیاہا ہوا مرد بیاہی عورت سے زنا کرے تو سنگساری (تعذیب عام کا حکم جزو حد نہیں ہے، بلکہ بطور سیاست رائے حاکم پر مفوض ہے اسی واسطے اجلہ صحابہؓ سے اس پر عملدرآمد منقول نہیں ہے)۔

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ
الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ
مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ
الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَاۗءِ
بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۝ وَمَا
كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا
اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ اِنَّهُمْ
اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ۝ فَاَنْجَيْنٰهُ وَ
اَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ كَانَتْ مِنَ

اور ہم نے لوط علیہ السلام کو (چند بستیوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا) جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا، کہ تم ایسا فحش کام کرتے ہو، جس کو تم سے پہلے کسی نے دُنیا جہان والوں میں سے نہیں کیا، کیا تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو، اور تم تو حد ہی سے گزر گئے ہو۔ اور اُن کی قوم سے بجز اس کے اور کوئی جواب نہ بن پڑا کہ آپس میں کہنے لگے، کہ ان لوگوں کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) اور اگر بدوں نکاح صحبت ممکن نہ ہو۔ اور نکاح کے لئے وہ عورت اپنا مذہب تبدیل نہ کرنے کی شرط لگا دے، تو پھر بھی اس سے صحبت کرنا زنا میں داخل ہوگا اور اسی پر زانیہ کو بھی قیاس کر لو۔

الغابرین ۔ وامطرنا علیہم مطراً فانظر کیف کان عاقبۃ المجرمین

(الاعراف ع ۱۰ - پارہ ۸)

عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من وجدتموہ یعمل عمل قوم لوط فاقتلوا الفاعل والمفعول بہ

(ترمذی ابن ماجہ)

عن جابرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اخوف ما اخاف علی امتی عمل قوم لوط ۔

(ترمذی ۔ ابن ماجہ)

عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ملعون من عمل عمل قوم لوط ۔ (رزین)

عن ابن عباسؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا ینظر اللہ عزوجل الی رجل اتی رجلاً او امرأۃ فی دبرھا (ترمذی)

تم اپنی بستی سے نکال دو، یہ لوگ بڑے پاک وصاف بنتے ہیں، سو ہم نے لوطؑ اور اُن کے متعلقین کو بچا لیا، سوائے اُن کی بیوی کے کہ وہ اُنہی لوگوں میں رہی جو عذاب میں رہ گئے تھے، اور ہم نے اُن پر ایک نئی طرح کا مینہہ برسایا، سو دیکھ تو سہی کہ اُن مجرموں کا انجام کیسا ہوا ۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم جس کو قوم لوط کا سا عمل کرتے پاؤ، تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر ڈالو ۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اپنی اُمت پر جتنا قوم لوط کے عمل سے اندیشہ کرتا ہوں، اتنا کسی اور چیز سے اندیشہ نہیں کرتا ۔

حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے، کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص قوم لوط کا کام کرے وہ ملعون ہے ۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا اُس شخص کی طرف نظر رحمت نہ کریگا جو مرد کے ساتھ شہوت رانی کرے، یا عورت کے ساتھ پچھلی راہ

سے مجامعت کرے ؃

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَتٰى بَهِيْمَةً فَاقْتُلُوْهُ وَاقْتُلُوْهَا مَعَهُ قِيْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا شَأْنُ الْبَهِيْمَةِ قَالَ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ شَيْئًا وَلٰكِنْ اُرَاهُ كَرِهَ اَنْ يُّؤْكَلَ لَحْمُهَا اَوْ يُنْتَفَعَ وَقَدْ فُعِلَ بِهَا كَذٰلِكَ

(ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص چارپائے کے ساتھ مجامعت کرے۔ اُسے اور چارپائے دونوں کو قتل کردو۔ حضرت ابن عباسؓ سے کہا گیا کہ چارپائے کا کیا قصور ہے۔ انہوں نے کہا میں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے تو اس بارے میں کچھ سُنا نہیں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو ناپسند رکھا کہ اس کا گوشت کھایا جائے یا اس سے فائدہ اُٹھایا جائے حالانکہ اس کے ساتھ یہ فعل مکروہ کیا گیا ہو۔ اسواسطے اس کا قتل ہی کردینا مناسب ہے۔ فقہا لکھتے ہیں کہ اسکا گوشت جلادینا چاہیئے۔ تاکہ وہ کسی کام کا نہ رہے ؃

قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَتِ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَهُمَا زَانِيَتَانِ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب عورت عورت کے پاس آئے یعنی چپٹی بازی کرے تو وہ دونوں زانیہ ہیں ؃

قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاكِحُ الْيَدِ مَلْعُوْنٌ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاتھ سے منی نکالنے والا ملعون ہے ؃

نکاح

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ

اگر تم کو اس بات کا خوف ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کرسکو گے تو اور عورتوں سے جو تم کو پسند ہوں دو دو اور تین تین اور چار چار سے حسب استطاعت نکاح کرو اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ منکوحہ

ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ۝ وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا ۝

(النساء ع ۱ - پارہ ۵-۴)

عورتوں میں عدل نہ کر سکو گے۔ تو پھر ایک ہی بی بی پر بس کرو، یا جو لونڈی تمہاری ملک میں ہو وہی سہی، کیونکہ اس امر مذکور میں (یعنی ایک بی بی کے رکھنے یا صرف لونڈی پر بس کرنے میں) زیادتی اور بے انصافی نہ ہونے کی توقع قریب تر ہے۔ اور بیبیوں کو اُن کے مہر خوشدلی سے دے دیا کرو، ہاں اگر وہ خوشی سے سارا معاف کر دیں۔ یا کچھ حصہ چھوڑ دیں۔ تو تم اُسے مزہ دار اور خوشگوار سمجھ کر کھاؤ، یعنی پھر کوئی حرج یا گناہ نہیں ہے ۔

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ط

(النور ع ۴۔ پارہ ۱۸)

اور تم میں مسلمانوں سے جو بیوہ عورتیں ہوں، اُن کے نکاح کر دیا کرو۔ اور تمہارے غلام اور لونڈیوں میں جو اس لائق ہوں، اُس کا بھی اگر وہ لوگ مفلس ہوں گے، تو خدا تعالےٰ اُن کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا، اور اللہ تعالیٰ خوب وسعت والا اور خوب جاننے والا ہے ۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رض

حضرت عبد اللہ رض بن مسعود رض سے مروی ہے، کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے جوانوں کے گروہ تم سے جس شخص کو نکاح کا مقدور ہو، اُسے نکاح کرنا چاہیئے کیونکہ وہ آنکھ کے لئے زیادہ چشم پوشی کا

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمُ الْبَاءَۃَ فَلْیَتَزَوَّجْ فَاِنَّہٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَعَلَیْہِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّہٗ لَہٗ وِجَاءٌ۔ (صحیحین)

(ابوداؤد اور نسائی کی حدیث)

باعث ہے، اور شرمگاہ کے لئے بہتری کا سبب ہے، اور جو نکاح کی طاقت نہ رکھے اُسے روزے رکھنے چاہئیں، کیونکہ روزے اس کے لئے قاطع شہوت ہیں؛

حضرت معقل بن یسار سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت دوست رکھنے والی اور بہت جننے والی عورت سے نکاح کرو، کیونکہ میں تمہاری کثرت سے اور اُمتوں پہ فخر کروں گا؛

نباتات اور حیوانات میں اللہ تعالےٰ نے اپنا قائم مقام پیدا کرنے کی صلاحیت پیدا کی ہے، اور خدا تعالےٰ کا یہ منشاء ہے، کہ ان میں سے ہر ایک کا قائم مقام باقی رہے، کیونکہ دُنیا کا سلسلہ اسی طرح قائم رہ سکتا ہے، تو اس لحاظ سے صلاحیت کو قائم رکھنا اور ضائع نہ ہونے دینا منشاء الٰہی کو پورا کرنا ہے، اور حقوق اللہ میں داخل ہے۔ مگر اس میں حق النفس ہونے کی شان غالب ہے، کیونکہ اعضائے بدن اور اجزائے بدن کی حفاظت حق النفس ہے، نطفے کی حفاظت کا طریق نکاح متعارف ہے، اور اسی لئے شارع علیہ السّلام نے ہر اُس کام سے ممانعت کر دی ہے، جو اضاعت نطفہ کا باعث ہے، یہی وجہ ہے، کہ لواطت، زنا، استمناء، بالید اور متعہ وغیرہ باتیں جو اضاعتِ نطفہ کا باعث ہیں، حرام ہیں؛

ماکولات محرّمہ

حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِیْرِ وَمَا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ وَالْمُنْخَنِقَۃُ وَالْمَوْقُوْذَۃُ وَالْمُتَرَدِّیَۃُ وَالنَّطِیْحَۃُ

تم پر حرام کیا گیا ہے، مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور وہ جانور جو غیر اللہ کے نام ذکر کیا گیا ہو، اور جو گلا گھٹنے سے مر جائے، اور جو کسی ضرب سے مر جائے،

وَمَا اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا
ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا
بِالْاَزْلَامِ ۔
(المائدہ ع ١ - پارہ ٥ - ٦)

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كُلُّ ذِىْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ فَاَكْلُهٗ حَرَامٌ (مسلم)
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهٰى
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَنْ كُلِّ ذِىْ مِخْلَبٍ مِّنَ الطَّيْرِ (مسلم)

عَنْ اَبِىْ ثَعْلَبَةَ قَالَ حَرَّمَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لُحُوْمَ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ (بخاری ومسلم)
عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ اَكْلِ
الْهِرَّةِ (ترمذی)
عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى

اور جو کسی اونچی جگہ سے گر کر مر جائے اور جو کسی کی ٹکر سے مر جائے، اور جس کو کوئی درندہ کھانے لگے۔ لیکن جس کو ذبح کر ڈالو اور جو جانور پرستش گاہوں پہ ذبح کیا جائے اور یہ کہ قرعہ کے تیروں[ل] کے ذریعہ تقسیم کرو یہ سب گناہ ہیں۔ اور حرام ÷

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، کہ درندوں میں سے ہر کچلی والے جانور کا کھانا حرام ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے، کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے پرندوں میں سے ہر پنجے والے (یعنی شکاری) جانور کھانے سے منع فرمایا ہے ÷

حضرت ابو ثعلبہؓ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے گھریلو گدھوں کے گوشت کو حرام ٹھیرایا ہے ÷

حضرت جابرؓ سے روایت ہے، کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بلی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے ÷

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے، کہ آنحضرت

ل زمانہ جاہلیت میں رسم تھی، کہ ایک چیز کو مثلاً اونٹ کو کئی آدمی مل کر مساوی قیمت سے خرید لیتے، اور پھر اس کی تقسیم جوئے کے تیروں سے کرتے، جس سے بعض کو حصہ ملتا، اور بعض کو کچھ نہ ملتا، چونکہ یہ قمار کی ایک صورت تھی، اس لئے اس کو منع فرما دیا۔ ۱۲ ÷

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ اَکْلِ الْجَلَّالَۃِ وَاَلْبَانِہَا (ترمذی)

صلعم نے پلیدی کھانے والے جانور کے گوشت اور اس کے دودھ سے منع فرما دیا ہے ÷

شریعت اسلام میں جس قدر ماکولات حرام ہیں، اُن کے حرام ہونے میں ایک خاص حکمت مضمر ہے (چنانچہ اُن میں سے بعض کا کھانا تو ازروئے طب انسان کے لئے مضر ہے۔ اور بعض کے کھانے سے طبیعت نفرت کرتی ہے۔ اور بعض ایسے ہیں، جن کی حرمت مصلحتِ مذہبی پر مبنی ہے۔ مثلاً سُور اور کُتّے کے گوشت کو اطباء نے انسان کے لئے سخت مضر قرار دیا ہے، سُور کے گوشت میں ایک قسم کی نہایت ہی چھوٹی چھوٹی تھیلیاں پائی جاتی ہیں، جن میں ایک قسم کے جراثیم پائے جاتے ہیں۔ اور وہ تھیلیاں ایسی سخت ہوتی ہیں، کہ باوجود پکانے کے اُن کے جراثیم ہلاک نہیں ہوتے، اور کھانے والے کے جسم میں جاکر بڑھنے اور قسم قسم کی بیماریوں کا موجب بنتے ہیں۔ یہی حال کُتّے اور باقی حرام جانوروں کا ہے۔ کہ اُن کے گوشت میں کوئی نہ کوئی ضرر موجود ہوتا ہے۔ اگرچہ فی الحال ہم کو معلوم نہ ہو۔ جرمن کے مشہور ڈاکٹر کوخ کہتے ہیں، کہ جب میں نے آنحضرت صلعم کی وہ حدیث پڑھی۔ جس میں آپ نے حکم دیا ہے، کہ جس برتن میں کُتّا مُنہ ڈالے، اُس کو سات بار دھوڈالو۔ چھ بار پانی سے ایک بار مٹی سے۔ تو مجھے خیال آیا۔ کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم جیسے عظیم الشان پیغمبر ایسی فضول بات نہیں کہہ سکتے۔ ضرور اس میں کوئی نہ کوئی فائدہ مُضمر ہوگا۔ اس بنا پر میں نے مٹی کے اجزاء کی تحلیل شروع کی اور ہر ایک جزء کو داء الکلب میں استعمال کیا۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آخر جزو نوشادر کا استعمال کیا تو معلوم ہوا کہ اس بیماری کی یہی دوا ہے۔ تب میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قدر پہچانی۔ کہ مٹی سے صاف کرنے کی کیوں رغبت دلائی ہے۔ اب دیکھئے کہ مٹی سے صاف کرنے کے حکم کی بظاہر کوئی وجہ ذہن میں نہیں آتی تھی۔ مگر اس ڈاکٹر کی تحقیق سے اس کا سبب معلوم ہو گیا۔ اور یہی حال تمام شرعی احکام کا ہے ÷

جانوروں کی حلت وحرمت کے متعلق ذیل کی باتیں یاد رکھنی چاہئیں:۔

(۱) جن جانوروں کی حُرمت قرآن مجید اور حدیث شریف سے ثابت ہے۔ وہ سب حرام ہیں

جیسے سؤر اور پالتو گدھا ۔

(۲) شکاری درندے اور شکاری پرندے سب کے سب حرام ہیں ۔ جیسے شیر، چیتا اور باز وغیرہ ۔

(۳) حشرات الارض یعنی زمین کے اندر رہنے والے سب جانور حرام ہیں، مگر خرگوش حلال ہے ۔

(۴) مچھلی کے سوا دریا اور سمندر کے سب جاندار حرام ہیں ۔

مشروباتِ محرّمہ

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (المائدہ)

اے مسلمانو! شراب اور جُوا اور بُت اور پانسے سب کے سب حرام اور شیطانی کام ہیں، پس ان سے بچتے رہو، تاکہ تم فلاح پاؤ ۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ خَمْرٍ حَرَامٌ ۔ (مسلم)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر نشہ آور چیز شراب ہے، اور ہر نشیلی چیز حرام ہے ۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَالْكُوْبَةِ وَالْغُبَيْرَآءِ وَقَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ

حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ سے روایت ہے، کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے شراب اور جوئے اور شطرنج اور چینے کے پانی سے منع فرمایا ۔ اور ارشاد کیا، کہ ہر نشیلی چیز حرام ہے ۔

شراب کی حرمت کے لئے کسی دلیل کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں، ہر مذہب وملّت کے سلیم العقل لوگوں نے اس کا پینا ناجائز قرار دیا ہے ۔ عند الشرع تاڑی، بھنگ، افیون مدک وغیرہ سب شراب میں داخل اور حرام ہیں ۔ اور شراب خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ باعتبار نشہ کے

قوی یا ضعیف اور خواہ کسی چیز سے بنائی گئی ہو، حرام ہے۔

تعلیم

هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ

کیا عالم اور جاہل برابر ہو سکتے ہیں؟

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ

(التوبہ ع ۱۴ پارہ ۱۱)

اور یہ بھی مناسب نہیں۔ کہ سب مسلمان اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہوں۔ ایسا کیوں نہ کیا جائے۔ کہ اُن کی ہر بڑی جماعت میں سے ایک چھوٹی جماعت جایا کرے۔ تاکہ باقیماندہ لوگ دین کی سمجھ حاصل کرتے رہیں۔ اور جب اپنی قوم میں واپس جائیں تو اُن کو خدا کی نافرمانی سے ڈرائیں۔ تاکہ بُرے کاموں سے بچیں۔

عَنْ اَنَسٍ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَوَاضِعُ الْعِلْمِ عِنْدَ غَيْرِ اَهْلِهٖ كَمُقَلِّدِ الْخَنَازِيْرِ الْجَوْهَرَ وَاللُّؤْلُؤَ وَالذَّهَبَ (ابن ماجہ)

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ طلب علم ہر مسلمان پر فرض ہے اور نا اہل شخص کو علم سکھانے والا ایسا ہے۔ جیسے خنزیر کی گردن میں جواہر، موتی اور سونا لٹکانے والا۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَالْقُرْاٰنَ وَعَلِّمُوا النَّاسَ فَاِنِّيْ مَقْبُوْضٌ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو قرآن اور فرائض سیکھو۔ اور دوسرے لوگوں کو بھی سکھاؤ۔ کیونکہ میں دنیا سے اُٹھ جانے والا ہوں۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضؓ قَالَ قَالَ

حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ

رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ وَعَلِّمُوْہُ النَّاسَ تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَعَلِّمُوْھَا النَّاسَ فَاِنِّی امْرُءٌ مَقْبُوْضٌ وَالْعِلْمُ سَیُنْقَبِضُ حَتّٰی یَخْتَلِفُ اثْنَانِ فِی فَرِیْضَۃٍ لَا یَجِدَ انِ اَحَدًا یُفْصِلُ بَیْنَھُمَا۔ (دارمی قطنی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم سیکھو۔ اور لوگوں کو سکھاؤ۔ اور احکام و فرائض سیکھو۔ اور لوگوں کو سکھاؤ کیونکہ میں دُنیا سے اُٹھ جانے والا ہوں۔ اور علم بھی عنقریب اُٹھ جائے گا۔ حتےٰ کہ دو شخص ایک مسئلہ میں اختلاف کریں گے۔ اور کسی ایسے شخص کو نہ پائیں گے جو اُن میں فیصلہ کرے ؛

عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَلِمَۃُ الْحِکْمَۃِ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ فَحَیْثُ وَجَدَھَا فَھُوَ اَحَقُّ بِھَا۔ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم و دانش کی بات مومن کی گم شدہ چیز ہے۔ تو وہ اس بات کو جہاں پائے۔ اُسکے لینے کا وہی زیادہ حق دار ہے ؛

دُنیا میں علم تو بے شمار ہیں۔ اور کسی شخص کا یہ مقدور نہیں کہ اِن کو حاصل کرے۔ لیکن ایک مسلمان کے لئے تین قسم کے علوم کا حاصل کرنا از بس ضروری ہے۔ اوّل علم دین۔ اور اس سے یہ مراد نہیں کہ مسلمانوں میں ہر ایک شخص تمام مسائل دینی کا حافظ ہو۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ ہر ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ خواہ وہ مرد ہو یا عورت کہ دین کے ضروری مسائل سے واقف ہو۔ اسلام کی خوبیوں سے آگاہ ہو۔ اور اپنی الہامی کتاب یعنی قرآن مجید کا ترجمہ کسی عالم سے پڑھا ہوا ہو۔ دوسرا علم جس سے مسلمان کو واقف ہونا ضروری ہے۔ علم طب ہے۔ اور علم طب سے میری مراد یہ ہے۔ کہ صحت کے اصول اور فوائد سے واقف ہو۔ حدیث میں آیا ہے۔ اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْاَبْدَانِ وَعِلْمُ الْاَدْیَانِ یعنی علم حقیقت میں ۲ ہیں۔ دین کا علم اور علم طب۔ تیسرا علم جس کی واقفیت ہر ایک کے لئے ضروری ہے وہ علم ہے جس پر معاش کا دارومدار ہے۔ اور اس علم سے ہماری مراد عام ہے۔ خواہ وہ علم ستکاری ہو۔ یا کوئی پیشہ اور ہنر۔ کیونکہ دنیا میں جس قدر پیشے یا ہنر ہیں۔ وہ سب علم ہی ہیں۔ علم معیشت کا

حاصل کرنا اور اس پر عمل پیرا ہونا ایک اہم اسلامی فرض ہے۔ اس کے نہ جاننے اور اس پر عمل نہ کرنے کے باعث آج مسلمان ایک ذلت اور افلاس کے قعرِ عمیق میں غرق ہیں، اور دُنیا کی دوسری قومیں جو ایک مدت مدید اور عرصۂ بعید تک اہل اسلام کے خرمنِ کمالات کی خوشہ چین اور اِن کے بحرِ نوال کے دست نگر رہیں، دُنیوی اور مذہبی ترقیوں کے اُس معراج کمال پر جا پہنچی ہیں، کہ اس زمانہ کے مسلمان اُس کی بلندی کا تصور تک بھی نہیں کر سکتے۔ اس کی بھاری وجہ ایک تو جہالت ہے، کیونکہ یہ بوجہ جہالت اور لاعلمی اپنے مذہبی اُصول اور اپنے بزرگوں کے اعلیٰ کارناموں سے محض ناواقف ہیں، دوسرا اِن کے دماغوں میں ایک باطل خیال جما ہوا ہے، کہ کوئی کسب کرنا باعث ہتک اور موجب ننگ و عار ہے۔ حالانکہ کلام مجید میں کئی جگہ کسب معاش کی تاکید شدید آئی ہے۔ حتیٰ کہ حج جیسی ضروری اور مذہبی عبادت کے موقعہ پر بھی تجارت کرنے کی صریح اجازت موجود ہے۔ اور نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد طلب معاش میں نکل جانے کا صاف حکم ہے۔ اس کے علاوہ تمام انبیاء علیہم السّلام و صحابہ کرام اس اصول کسب معاش اور تجارت کے سختی سے پابند رہے۔ چنانچہ حضرت ادریسؑ خیاطی، حضرت نوحؑ نجاری، حضرت ابراہیمؑ بزازی، حضرت صدیق اکبرؓ بزازی اور حضرت عمرؓ بزازی، حضرت عثمانؓ بزازی اور تمام آئمہ دین خاص خاص الکساب اور خاص خاص تجارتیں کرتے تھے۔ مسلمانوں کو واضح رہے کہ کسب معاش اور اپنے ہاتھ کی کمائی سے روزی پیدا کرنا موجب عار نہیں، بلکہ عزت دارین کا باعث ہے ؎

حقوق علماء

تعظیم و توقیر

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا ط (فاطر ع ۴۔ پارہ ۲۲۔۵)	اور خدا سے تو صرف وہی بندے ڈرتے ہیں، جو علم رکھتے ہیں ؎

يَرْفَعُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ط

مجادلہ ع ۲۰ ۔ پارہ ۲۸)

تم لوگوں میں سے جو ایمان لائے ہیں اور جن کو علم دیا گیا ہے۔ اللہ اُن کے درجے بلند کرے گا ۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَطْلُبُ فِيْهِ عِلْمًا سَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ طَرِيْقًا مِنْ طُرُقِ الْجَنَّةِ وَاِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا رِضًى لِّطَالِبِ الْعِلْمِ وَاِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالْحِيْتَانُ فِیْ جَوْفِ الْمَاءِ وَاِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلٰى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ وَاِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ وَاِنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَاِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَهٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ (ترمذی۔ ابوداؤد)

حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ جو شخص علم طلب کرنے کے واسطے راستہ چلتا ہے، خدا تعالیٰ اُسے جنت کے راستوں میں سے ایک راستے میں لے جاتا ہے اور فرشتے طالب علم کی رضامندی کے لئے اپنے پَر بچھا دیتے ہیں، اور عالم کے لئے آسمانوں کے فرشتے زمین کے رہنے والے اور پانی کی مچھلیاں سب مغفرت کی دُعا کرتے ہیں۔ اور عالم کی بزرگی عابد پر ایسی ہے۔ جیسے چودھویں رات کے چاند کی بزرگی باقی تمام تاروں پر۔ اور علماء انبیاء نے کسی کو درہم و دینار کا وارث نہیں بنایا۔ بلکہ علم کا وارث ٹھیرایا ہے۔ پس جس نے علم حاصل کیا۔ اُس نے علم کا ایک بڑا حصّہ حاصل کیا۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِیِّ قَالَ ذُكِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا عَابِدٌ وَّالْاٰخَرُ عَالِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت ابوامامہؓ باہلی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر ہوا۔ ایک عابد کا دوسرے عالم کا تو آپ نے فرمایا۔ عالم کی فضیلت عابد پر

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ الْعَالِمِ
عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِيْ عَلٰى اَدْنَاكُمْ
ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ
وَاَهْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَتّٰى
النَّمْلَةَ فِيْ جُحْرِهَا حَتَّى الْحُوْتَ لَيُصَلُّوْنَ
عَلٰى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرَ (دارمی)

قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
مَنْ جَآءَهُ الْمَوْتُ يَطْلُبُ الْعِلْمَ
لِيُحْيِيَ بِهِ الْاِسْلَامَ فَبَيْنَهٗ وَبَيْنَ
النَّبِيِّيْنَ دَرَجَةٌ وَّاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ
(دارمی)

ایسی ہے، جیسے میری فضیلت تمہارے ادنیٰ شخص پر، پھر آپ نے فرمایا۔ کہ خدا اور اس کے فرشتے اور آسمان و زمین کے باشندے یہاں تک کہ چیونٹی اپنے بل میں اور مچھلی لوگوں کو بھلائی سکھانے والے کے لئے رحمت بھیجتے اور دُعا کرتے رہتے ہیں ؛

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، کہ جس کو اس حالت میں موت آئے کہ وہ اسلام کے زندہ کرنے کے لئے علم طلب کر رہا ہو، تو اُس کے اور انبیاء کے درمیان صرف ایک درجے کا فرق ہوگا ؛

مذکورہ بالا آیات اور احادیث سے طلب علم اور علماء کی بزرگی اور فضیلت ثابت ہوتی ہے، اور فضیلت اس بات کو مستلزم ہے، کہ جس کے لئے وہ ثابت ہو، اُس کی عزت اور تعظیم کی جائے، بنابریں مسلمانوں پر لازم ہے، کہ علمائے دین اور طالب علموں کی عزت و تعظیم کریں ؛

اقتداء

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ
فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ط
(الانعام ع ۱۰ - پارہ ۷)

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا
نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ

یہ (یعنی اگلے پیغمبر) وہ لوگ تھے جن کو اللہ تعالےٰ نے راہ راست دکھائی ہے اس لئے انہی کے طریقہ کی تم بھی پیروی کرو ؛

اور ہم نے تم سے پہلے بھی آدمی ہی ہی پیغمبر بنا کر بھیجے، اور ہم اُن کی طرف

إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

(الانبیاء - ع ۱ - پارہ ۱۷)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دَعَا اِلٰى هُدًى كَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهٗ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا (مسلم)

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيْغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَاَنَّ هٰذِهٖ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَاَوْصِنَا فَقَالَ اُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَاِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا فَاِنَّهٗ مَنْ يَّعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِيْ فَسَيَرٰى اخْتِلَافًا كَثِيْرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَاِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ كُلَّ

وحی بھیجا کرتے تھے ، اگر تم کو یہ بات معلوم نہیں ، تو اہل کتاب سے پوچھو ؂

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے لوگوں کو نیک راہ کی طرف بلایا ، تو تو اس کو اُن لوگوں کے اجر کے برابر ثواب ملیگا ، جو اس کی ہدایت کی پیروی کریں گے ، لیکن اُن کے ثواب سے کچھ بھی کمی نہ ہوگی ؂

عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے ، کہ ایک دن ہمیں پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی ، پھر ہماری طرف منہ کرکے کھڑے ہو گئے ۔ اور ایک نہایت فصیح اور مؤثر وعظ فرمایا ، جس کی وجہ سے آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور دل دہل گئے ۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ نصیحت تو گویا اس شخص جیسی ہے ، جو کسی کو وداع کرتا ہے تو آپ ہمیں وصیت کیجئے ۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں خدا سے ڈرنے اور حاکم وقت کی بات گوش دل سے سننے اور اس کی اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں ، اگرچہ حاکم حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو ، کیونکہ جو شخص تم میں سے میرے بعد زندہ رہیگا ، وہ بڑے بڑے اختلاف دیکھے تو تم کو چاہیئے کہ میرے اور میرے راہ یافتہ اور

عُھدَ ثَۃٍ بِدعَۃٍ وَکُلّ بِدعَۃٍ ضَلَالَۃٌ (مسند امام احمد)

اِن راشد خلفاء کے طریقے کو لازم پکڑو، اور اس کے ساتھ تمسک کرو، اور اُسے مضبوط پکڑو، اور نئے نئے کاموں سے اپنے آپ کو دور رکھو، کیونکہ ہر نیا کام بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے ؛

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّہٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ پیغمبرِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ سوادِ اعظم یعنی بڑی جماعت کی پیروی کرو، کیونکہ جو شخص جماعت سے علیحدہ ہوگیا، وہ دوزخ میں الگ جا پڑا ؛

ممانعتِ توہین

عَنْ مُعَاوِیَۃَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَزَالُ مِنْ اُمَّتِیْ اُمَّۃٌ قَائِمَۃٌ بِاَمْرِ اللّٰہِ لَا یَضُرُّھُمْ مَنْ خَذَلَھُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَھُمْ حَتّٰی یَاْتِیَ اَمْرُ اللّٰہِ وَھُمْ عَلٰی ذٰلِکَ (بخاری مسلم)

حضرت معاویہؓ کہتے ہیں، میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا، کہ میری اُمت میں ہمیشہ ایک جماعت قائم بامر اللہ رہے گی لوگوں کی تذلیل سے انہیں کچھ بھی نقصان نہ پہنچیگا، اور ان سے جو اُن کی مخالفت کریں گے حتیٰ کہ قیامت آجائے گی، اور وہ اسی بات پر قائم ہوں گے ؛

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُہٗ کُفْرٌ (بخاری مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں، پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو برا کہنا فسق اور اُسے قتل کر ڈالنا کفر ہے ؛

مالی خدمت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَقُّ مَا اَخَذْتُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا كِتَابُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ (بخاری)

حضرت ابن عباسؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، کہ آپ نے فرمایا کہ اے لوگو جن چیزوں پر تم اُجرت لیتے ہو سب میں زیادہ اُجرت کا استحقاق کتاب اللہ رکھتی ہے ۰

قَالَ الْحَكَمُ لَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا كَرِهَ اَجْرَ الْمُعَلِّمِ وَاَعْطَى الْحَسَنُ عَشْرَةَ دَرَاهِمَ (بخاری)

حکم (تابعی) کا قول ہے، کہ میں نے کسی کو نہیں سُنا کہ وہ معلم کی اُجرت کو مکروہ کہتا ہو، حسن بصری کو تعلیم کی اُجرت میں دس درہم دیئے گئے تھے، (اور انہوں نے لئے) ۰

علمائے حقانی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نائب اور قائم مقام ہیں، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، کہ عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ كَاَنْبِيَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِيْلَ یعنی میری امت کے عالم بنی اسرائیل کے نبیوں کی مانند ہیں۔ اس لئے ان کے احکام کی تعمیل کرنا اور ان کی عزت و توقیر کرکے توہین سے بچنا نہایت ضروری ہے، اور چونکہ وہ اپنا عزیز وقت ہماری اصلاح و درستی میں صرف کرتے ہیں۔ اس لئے اُن کو اس وقت کا معاوضہ دینا بھی لازم ہے ہاں اگر کسی شخص کو خدا نے توفیق دی ہو، اور لوگوں کی خدمت سے بے نیاز کر دیا ہو، اور وہ درس یا وعظ کی خدمت حسبتہً للہ بجالائے تو بہت بہتر ہے،

حقوقِ متعلم

تفہیم

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ

حضرت انسؓ کہتے ہیں، کہ نبی صلے اللہ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا تَکَلَّمَ بِکَلِمَۃٍ اَعَادَھَا ثَلَاثًا حَتّٰی تُفْھَمَ عَنْہُ وَاِذَا اَتٰی عَلٰی قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَیْہِمْ سَلَّمَ عَلَیْہِمْ ثَلَاثًا (بخاری)

علیہ وسلم جب کوئی بات کہتے، تو اُسے تین مرتبہ دُہراتے، تاکہ وہ بات آپ سے اچھی طرح سمجھی جائے، اور جب کسی جماعت کے پاس آکر سلام کرتے تو تین دفعہ سلام کرتے، اس کا مطلب یہ ہے، کہ اگر متعلم اچھی طرح نہ سمجھے تو تین مرتبہ اس مسئلہ کی تقریر کر دینا کافی ہے۔

تبلیغ و نصیحت

یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ ؕ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ (المائدہ ع ۱۰۔ پارہ ۔ ۶)

اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) جو احکام آپ پر آپ کے پروردگار کی طرف سے نازل ہوئے ہیں، وہ بلا کم و کاست پہنچا دو، اور آپ اگر ایسا نہ کریں گے، تو آپ نے گویا خدا کا کوئی پیغام نہیں پہنچایا، اور اللہ آپ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا، (کیونکہ اللہ تعالٰے کافروں کو راستہ ہی نہیں دکھاتا (کہ آپ پر دست درازی کر سکیں)۔

اُبَلِّغُکُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنْصَحُ لَکُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (الاعراف) ع ۸۔ پارہ ۸)

میں تم کو اپنے پروردگار کے احکام پہنچاتا ہوں، اور تمہارے حق میں خیر خواہی کرتا ہوں، اور میں اللہ سے ایسی باتیں جانتا ہوں، جن کو تم نہیں جانتے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

حضرت عبداللہؓ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ اٰيَةً (بخاری)

میری طرف سے پہنچا دو، اگرچہ ایک ہی آیت ہو۔

اُستاد کے لئے ضروری ہے، کہ وہ متعلمین کی بہتری اور خیر خواہی میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھے، کوئی بات اُن سے پوشیدہ نہ رکھے، اور تقریر کرے تو ٹھہر ٹھہر کر، تاکہ وہ اچھی طرح سے سمجھ لیں، تفہیم کے تحت جو حدیث ہم نے نقل کی ہے، اس سے یہ معلوم ہوگیا ہوگا، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک بات کو تین دفعہ دُہرایا کرتے تھے۔ تاکہ لوگ اچھی طرح سے سمجھ لیں، اور کسی قسم کا شک و شبہ باقی نہ رہے۔

حقوقِ حاکم

اطاعت

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا

(النساء ع-۸- پارہ ۵-ع)

اے ایمان والو تم اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرو، اور تم (مسلمانوں) میں سے جو لوگ اہل حکومت ہیں، ان کی بھی اطاعت کرو۔ پھر اگر باہم کسی امر میں اختلاف کرنے لگو، تو اس امر کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف حوالہ کیا کرو، اگر تم اللہ پر اور یوم قیامت پر ایمان رکھتے ہو، اور یہ سب امور دنیا میں بھی بہتر ہیں، اور ان کا انجام بھی اچھا ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَطَاعَنِيْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمَنْ

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے، کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی، اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی

يُطِعِ الْاَمِيْرَ فَقَدْ اَطَاعَنِيْ وَمَنْ يَّعْصِ الْاَمِيْرَ فَقَدْ عَصَانِيْ وَاِنَّمَا الْاِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَّرَائِهٖ وَيُتَّقٰى بِهٖ فَاِنْ اَمَرَ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَعَدَلَ فَاِنَّ لَهٗ بِذٰلِكَ اَجْرًا وَاِنْ قَالَ بِغَيْرِهٖ فَاِنَّ عَلَيْهِ مِنْهُ وِزْرًا۔

(صحیحین)

عَنْ اَنَسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ كَاَنَّ رَاْسَهٗ زَبِيْبَةٌ

(بخاری)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيْمَا اَحَبَّ وَكَرِهَ مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ (صحیحین)

اس نے خدا کی نافرمانی کی اور جو شخص امیر یعنی حاکم کی اطاعت کرتا ہے، اس نے میری اطاعت کی اور جو حاکم کی نافرمانی کرتا ہے اُس نے میری نافرمانی کی، حاکم بمنزلہ ڈھال کے ہے، کہ اُس کی آڑ میں جنگ کی جاتی ہے، اور اس کے ذریعہ بچاؤ ڈھونڈا جاتا ہے، اگر حاکم خدا سے ڈرے اور انصاف کرنے کا حکم دے گا، تو اُسے اُس کا اجر ملے گا، اور اگر اس کے برخلاف حکم دے گا، تو اُس کا بوجھ اُس پر پڑیگا۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے، کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ حاکم کی بات سُنو اور اس کی اطاعت کرو اگرچہ تم پر حبشی غلام ہی حاکم کیوں نہ مقرر کیا جائے، گویا کہ اس کا سر منقی کا دانہ ہے (یعنی خواہ وہ کم عقل ہی کیوں نہ ہو)۔

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں، کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان شخص کو حاکم کی بات سُننی اور اُس کا کہا ماننا چاہیئے، خواہ وہ بات پسندیدہ یا ناپسندیدہ نہ ہو، لیکن جب تک خدا کی نافرمانی کا حکم نہ کیا جائے، ہاں جب خدا کی نافرمانی کا حکم کیا جائے تو نہ اُسکی بات سُنی جائے اور نہ اُس کا کہا مانا جائے۔

غدر اور نقض عہد کی ممانعت

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ (المائدہ)

اے مسلمانو! اپنے اقراروں کو پورا کرو۔

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ۔

اور عہد کو پورا کرو، کیونکہ (قیامت کے دن) عہد کی باز پرس ہوگی۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْبَعٌ مَّنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ (صحیحین)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، چار ایسی باتیں ہیں جس میں وہ پائی جائیں گی، خالص منافق ہوگا، اور جس میں ایک خصلت پائی جائیگی اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی، حتی کہ اُسے ترک کردے (وہ خصلتیں یہ ہیں کہ) جب اُسے امین بنایا جائے خیانت کرے جب بات کہے، تو جھوٹ بولے، جب معاہدہ کرے تو توڑ دے، اور جب لڑائی جھگڑا ہو تو گالیاں بکنے لگے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا قَالَ لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهٗ ۔

(احمد)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جو خطبہ بھی سُنایا اُس میں یہ ضرور فرمایا، کہ جس میں امانت نہیں اس کا ایمان نہیں، اور جس میں ایفائے عہد نہیں اُس کا دین نہیں۔

عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ قَالَ بَعَثَنِيْ

حضرت ابورافعؓ سے روایت ہے

قُرَیْشٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُلْقِیَ فِیْ قَلْبِیَ الْاِسْلَامُ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ وَاللّٰہِ لَا اَرْجِعُ اِلَیْھِمْ اَبَدًا قَالَ اِنِّیْ لَا اَخِیْسُ بِالْعَھْدِ وَلَا اَحْبِسُ الْبُرُدَ وَلٰکِنِ ارْجِعْ فَاِنْ کَانَ فِیْ نَفْسِکَ الَّذِیْ فِیْ نَفْسِکَ الْاٰنَ فَارْجِعْ قَالَ فَذَھَبْتُ ثُمَّ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمْتُ۔

(ابوداؤد)

کہ مجھے قریش نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ تو جب میں نے آپ کو دیکھا، تو خدا نے میرے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ بخدا میں ہرگز قریش کی طرف لوٹ کر نہ جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا۔ میں عہد شکنی کرنا نہیں چاہتا، اور نہ قاصدوں کو روکتا ہوں، اب واپس چلے جاؤ۔ اگر تمہارے نفس میں وہی کیفیت باقی رہے جو اب موجود ہے تو پھر آ جانا۔ ابورافع کہتے ہیں کہ میں چلا گیا، اور پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لایا۔

بغاوت وفساد کی ممانعت

کُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰہِ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ۝

(البقر۔ ع۔ ۷۔ پارہ ۱)

اے لوگو! خدا کے دیئے ہوئے رزق سے کھاؤ اور پیو، اور زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو۔

لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِھَا وَادْعُوْہُ خَوْفًا وَّطَمَعًا اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝

(الاعراف ع۔ ۷۔ پارہ ۸)

اے لوگو! ملک کی اصلاح کے بعد اس میں فساد نہ پھیلاؤ، اور عذاب کے ڈر اور فضل کی اُمید سے خدا سے دُعائیں مانگتے رہو۔ کیونکہ خدا کی رحمت خلوص رکھنے والوں سے بہت قریب ہے۔

وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ط ذَالِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ہ (الاعراف ع ۔ ۷ پارہ ۸)

اور ملک میں اس کا بندوبست درست ہوئے پیچھے فساد نہ کرو ۔ اگر تم ایماندار ہو تو یہ تمہارے حق میں بہت بہتر ہے ؛

حکامِ وقت کی اطاعت خواہ وہ مسلمان ہوں ، یا غیر مسلم نہایت ضروری ہے ۔ اگر حاکمِ وقت مسلمان ہو ، تو اُس کی اطاعت تو قرآن اور حدیث سے ثابت ہو رہی ہے ۔ اور اگر غیر مسلم ہو ۔ تو اُس کی اطاعت بھی ضروری ہے ۔ بشرطیکہ اُس سے مداخلت فی المذہب نہ ہوتی ہو ، کیونکہ صحیح حدیث ہے ۔ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ اللّٰہِ خدا کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت نہ کی جائے ۔ حاکم غیر مسلم کی اطاعت اس لئے ضروری ہے ۔ کہ اس کے نہ کرنے سے نقضِ عہد اور فساد فی الارض پیدا ہوتا ہے ۔ بشرطیکہ اس سے کوئی عہد و پیمان ہوا ہو ۔ اور یہ پہلے معلوم ہی ہو چکا ہے ۔ کہ ایفائے عہد اور نہی عن الفساد فی الارض کو کیسے زوردار لفظوں میں بیان کیا گیا ہے ؛

حقوقِ رعایا

خبر گیری

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ یَسَارٍ قَالَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا مِنْ عَبْدٍ یَسْتَرْعِیْہِ اللّٰہُ رَعِیَّةً فَلَمْ یَحُطْهَا بِنَصِیْحَةٍ اِلَّا لَمْ یَجِدْ رِیْحَةَ الْجَنَّةِ (صحیح)

حضرت معقل بن یسار سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلٰوۃ والسّلام نے فرمایا کہ جس بندے کو اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کا محافظ اور نگہبان ٹھہرائے اور وہ رعیت کی خیر خواہی اور خیر اندیشی کے ساتھ حفاظت و نگرانی نہ کرے ۔ تو وہ بہشت کی بو بھی نہ سونگھ سکے گا ؛

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں ۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو ۔

وَسَلَّمَ اَلَا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ فَالْاِمَامُ الَّذِیْ عَلَی النَّاسِ رَاعٍ وَھُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰی اَھْلِ بَیْتِہٖ وَھُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ وَالْمَرْاَۃُ رَاعِیَۃٌ عَلٰی بَیْتِ زَوْجِھَا وَوُلْدِہٖ وَھِیَ مَسْئُولَۃٌ عَنْھُمْ وَعَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلٰی مَالِ سَیِّدِہٖ وَھُوَ مَسْئُولٌ عَنْہُ اَلَا فَکُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ۔ (صحیحین)

تم سب اپنی رعیت کے نگہبان ہو اور تم سے رعیت کی بابت پوچھا جائے گا۔ حاکم جو لوگوں کا محافظ ہے اپنی رعیت کی بابت پوچھا جائے گا۔ مرد اپنے گھر والوں کا محافظ ہے، اس سے اپنی رعیت کی بابت پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر اور اُس کے بچوں کی محافظ ہے، اور اس سے ان کی بابت سوال ہوگا۔ آدمی کا غلام اپنے مالک کے مال کا محافظ ہے اور اس سے اس کی بابت دریافت کیا جائے گا سُن لو تم سب کے سب حاکم ہو، اور سب سے اپنی اپنی رعیت کی بابت سوال ہوگا ؛

عدل و انصاف

اِنْ حَکَمْتَ فَاحْکُمْ بَیْنَھُمْ بِالْقِسْطِ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ۝ (المائدہ ع ۷ سیارہ ۶)

اگر فیصلہ کرو۔ تو اُن میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنا، کیونکہ اللہ تعالےٰ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے ؛

عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَفْضَلَ عِبَادِ اللّٰہِ مَنْزِلَۃً یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِمَامٌ عَادِلٌ رَفِیْقٌ وَاِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰہِ مَنْزِلَۃً یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِمَامٌ جَائِرٌ خَرِقٌ (بیہقی)

حضرت عمرؓ بن الخطاب سے روایت ہے، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ قیامت کے دن قدر و منزلت میں سب لوگوں سے افضل منصف اور نرم دل حاکم ہوگا، اور قیامت کے دن خدا کے نزدیک قدر و منزلت میں سب سے بدتر

ظالم اور احمق حاکم ہوگا ۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ السُّلْطَانَ ظِلُّ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ یَاْوِیْ اِلَیْہِ کُلُّ مَظْلُوْمٍ مِنْ عِبَادِہٖ فَاِذَا عَدَلَ کَانَ لَہُ الْاَجْرُ وَعَلَی الرَّعِیَّۃِ الشُّکْرُ وَاِذَا جَارَ کَانَ عَلَیْہِ الْاِصْرُ وَعَلَی الرَّعِیَّۃِ الصَّبْرُ

(ترمذی)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بادشاہ زمین میں سایۂ خدا ہے، اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ہر مظلوم اس کی طرف پناہ لیتا ہے، جب وہ انصاف کرتا ہے تو اُسے انصاف کرنے کا ثواب ملتا ہے، اور رعیت پر اُس کی شکر گزاری واجب ہوتی ہے۔ اور جب ظلم کرتا ہے، تو ظلم کے گناہ کا بوجھ اس پر ہوتا ہے۔ اور رعیّت کو صبر کرنا پڑتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَی اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَاَقْرَبَھُمْ مِنْہُ مَجْلِسًا اِمَامٌ عَادِلٌ وَاِنَّ اَبْغَضَ النَّاسِ اِلَی اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَاَشَدَّھُمْ عَذَابًا وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَاَبْعَدَھُمْ مِنْہُ مَجْلِسًا اِمَامٌ جَائِرٌ (ترمذی)

حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے، کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب لوگوں سے محبوب ترین اور مجلس کے لحاظ سے خدا سے زیادہ قریب منصف بادشاہ ہوگا۔ اور خدا کے نزدیک قیامت کے دن سب سے زیادہ دشمن اور عذاب میں سب سے زیادہ سخت اور ایک روایت میں ہے کہ باعتبار مجلس خدا سے بہت دور ظالم حاکم ہوگا ۔

منصب حکومت سے اجتناب

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
سَتَحْرِصُوْنَ عَلَى الْاِمَارَةِ وَ
وَسَتَكُوْنُ نَدَامَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ
فَنِعْمَتِ الْمُرْضِعَةُ وَبِئْسَتِ الْفَا
طِمَةُ ـ (بخاری)

عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ يَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تَسْتَعْمِلُنِىْ قَالَ
فَضَرَبَ بِيَدِهٖ عَلٰى مَنْكِبِىْ ثُمَّ
قَالَ يَا اَبَا ذَرٍّ اِنَّكَ ضَعِيْفٌ
وَاِنَّهَا اَمَانَةٌ وَاِنَّهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ
خِزْىٌ وَنَدَامَةٌ اِلَّا مَنْ اَخَذَهَا
بِحَقِّهَا وَاَدَّى الَّذِىْ عَلَيْهِ فِيْهَا
وَفِىْ رِوَايَةٍ قَالَ لَهٗ يَا اَبَا ذَرٍّ اِنِّىْ
اَرٰىكَ ضَعِيْفًا وَاِنِّىْ اُحِبُّ لَكَ
مَا اُحِبُّ لِنَفْسِىْ لَا تَأَمَّرَنَّ عَلٰى
اثْنَيْنِ وَلَا تَوَلَّيَنَّ مَالَ يَتِيْمٍ
(مسلم)

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ عنقریب حکومت کی حرص کروگے حالانکہ وہ قیامت کے دن ندامت اور پشیمانی کا باعث ہوگی۔ پس وہ ہے، دودھ پلانے والی اور ہے۔ دودھ چھڑانے والی یعنی اس کی حرص نہ کرنا اچھا اور اس کا لالچ بُرا ہے ؛

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یارسول آپ مجھے کہیں کا حاکم کیوں نہیں بنا دیتے۔ تو آنحضرت صلعم نے میرے کندھے پر ہاتھ مارکر فرمایا کہ اے ابوذر تو کمزور ہے، اور حکومت ایک امانت ہے، وہ قیامت کے دن رسوائی اور ندامت ہوگی، مگر اُس کے لئے نہیں جو اُسے اُس کے حق کے ساتھ حاصل کرتا ہے، اور اس حق کو ادا کرتا ہے، جو حکومت کی حالت میں اُس کے ذمے واجب ہوتا ہے۔ ایک روایت میں ہے، کہ حضور نے فرمایا اے ابوذر! میں تجھے دل کا کمزور دیکھتا ہوں اور تیرے لئے وہی چیز پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں، تو دو شخصوں پر امیر نہ بن، اور یتیم کے مال کا سرپرست اور والی نہ ہو ؛

حاکم ٹھیک فیصلہ نہ کرے تو اس کا حکم مردود ہے

عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ بَعَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِیْدِ اِلٰی بَنِیْ خُزَیْمَۃَ فَدَعَاھُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ وَلَمْ یُحْسِنُوْا اَنْ یَّقُوْلُوْا اَسْلَمْنَا فَجَعَلُوْا یَقُوْلُوْنَ صَبَانَا وَجَعَلَ خَالِدٌ قَتْلًا وَّاَسْرًا قَالَ فَدَفَعَ اِلٰی کُلِّ رَجُلٍ اَسِیْرَہٗ حَتّٰی اِذَا اَصْبَحَ یَوْمًا اَمَرَ خَالِدُ ابْنُ الْوَلِیْدِ اَنْ یَّقْتُلَ کُلُّ رَجُلٍ مِّنَّا اَسِیْرَہٗ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فَقُلْتُ وَاللّٰہِ لَا اَقْتُلُ اَسِیْرِیْ وَلَا یَقْتُلُ اَحَدٌ مِّنْ اَصْحَابِیْ اَسِیْرَہٗ قَالَ فَقَدِمْنَا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرُوْا لَہٗ صَنِیْعَ خَالِدٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَفَعَ یَدَیْہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَبْرَأُ اِلَیْکَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ وَفِیْ حَدِیْثِ بِشْرٍ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَبْرَأُ اِلَیْکَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ مَرَّتَیْنِ۔

(نسائی)

حضرت سالمؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالدؓ بن ولید کو قبیلہ بنی خذیمہ کی طرف روانہ کیا تو انہوں نے ان کو اسلام کی طرف بلایا۔ مگر وہ لوگ اَسْلَمْنَا (ہم لوگ اسلام لے آئے) کہنا اچھا نہ سمجھے۔ اور اس کی بجائے صَبَانَا (ہم دین سے پھر گئے) کہہ دیا۔ اور خالد ان کو قتل اور قید کرنے لگے۔ راوی کہتا ہے، کہ پھر خالدؓ نے ہر شخص کو اس کا قیدی دے دیا، حتیٰ کہ جب دوسرے دن کی صبح نمودار ہوئی تو خالدؓ نے حکم دیا کہ ہر شخص اپنے قیدی کو قتل کر دے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا واللہ میں تو اپنے قیدی کو قتل نہ کروں گا۔ اور نہ میرے یاروں میں سے کوئی اپنے قیدی کو قتل کرے گا۔ راوی کہتا ہے، کہ پھر ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور حضرت عبداللہؓ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے خالدؓ کی کارروائی کا ذکر کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا۔ اے اللہ میں خالد کی اس کرتوت

سے بری ہوں ، اور حدیث البشر میں آیا ہے کہ پیغمبر علیہ نے دو دفعہ فرمایا ، کہ اے خدا! میں خالدؓ کی اس کرتوت سے بیزار ہوں ؛

خیر خواہی

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ مَنْ وَلِيَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِيْ شَيْئًا فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَاشْقُقْ عَلَيْهِ وَمَنْ وَلِيَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِيْ شَيْئًا فَرَفَقَ بِهِمْ فَارْفُقْ بِهٖ۔

(مسلم)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، اے اللہ! جو شخص میری اُمت کے کسی کام کا حاکم مقرر کیا جائے اور وہ انہیں مشقت میں ڈالے ، تو تو اسے مشقت میں ڈال ، اور جو شخص میری اُمت کے کسی کام کا حاکم قرار دیا جائے اور وہ اُن کے ساتھ نرمی و مہربانی سے پیش آئے تو تو اس پر نرمی و مہربانی فرما ؛

عَنْ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ شَرَّ الرِّعَاءِ الْحُطَمَةُ۔ (مسلم)

عائذ بن عمروؓ سے روایت ہے ، کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ، کہ بدترین امراء وہ ہیں جو رعیت پر ظلم کریں ؛

عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَدَّهٗ اَبَا مُوْسٰى وَمُعَاذًا اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا

(صحیحین)

ابو بردہؓ سے روایت ہے ، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دادا ابو موسیٰؓ اور معاذؓ کو یمن کی طرف بھیجتے ہوئے فرمایا ، کہ تم دونوں آسانی کرنا مشکل میں نہ ڈالنا اور خوشخبری سنانا نفرت نہ دلانا ، اور باہم ایک دوسرے کی اطاعت کرنا تفرقہ اور پھوٹ نہ ڈالنا ؛

حکومت کے تعلق سے حاکم پر کئی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، مثلاً اس کا یہ فرض ہے کہ رعایا کی خبرگیری اور انصاف کرے، اور ہر وقت ہر فرد رعایا کے جزو و کل حالات سے باخبر رہے۔ ایسا نہ ہو کہ کسی مظلوم کی اس تک رسائی ہی نہ ہو۔ پھر اس باخبری کے باوجود مقدمات کا فیصلہ کرتے وقت کسی کی رو رعایت نہ کرے۔ گواہوں کی غلط بیانی کو پہچانے۔ کسی کی سفارش اور اپنی اغراض نفسانی سے متاثر نہ ہو۔ انہی باتوں کے باعث حدیث میں حکومت کی خواہش سے منع کیا گیا ہے۔ کیونکہ ان سب باتوں پر قائم رہنا نہایت مشکل ہے۔

حقوقِ والدین

والدین سے سلوک

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝

(احقاف۔ ع-۲- پارہ-۲۶)

اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا، اس کی ماں نے اس کو بڑی مشقت کے ساتھ پیٹ میں رکھا اور بڑی مشقت کے ساتھ اس کو جنا، اور اس کو پیٹ میں رکھنا اور اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینہ ہے، یہاں تک کہ جب اپنی جوانی کو پہنچ جاتا ہے، اور چالیس برس کا ہو جاتا ہے، تو (جو سعید ہوتا ہے) کہتا ہے کہ اے میرے پروردگار مجھ کو اس کی مداومت عطا کیجئے کہ میں آپ کی ان نعمتوں کا شکر کیا کروں، جو آپ نے مجھ کو اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی ہیں، اور میں نیک کام کیا کروں، جس سے آپ خوش ہوں، اور میری اولاد میں بھی صلاحیت پیدا کر دیجئے

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا۔

(نساء - ع ۶ - پارہ - ۵)

عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَبَرُّ قَالَ اُمَّكَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمَّكَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمَّكَ قُلْتُ ثُمَّ قَالَ اَبَاكَ ثُمَّ الْاَقْرَبُ فَالْاَقْرَبُ۔

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ قَالَتْ قَدِمَتْ عَلَيَّ اُمِّيْ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِيْ عَهْدِ قُرَيْشٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمِّيْ قَدِمَتْ عَلَيَّ وَهِيَ رَاغِبَةٌ اَفَاَصِلُهَا قَالَ نَعَمْ صِلِيْهَا۔ (صحیحین)

اور میں آپ کی جناب میں توبہ کرتا ہوں اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں ۔

اے لوگو! اللہ کی عبادت کرو، اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو ۔

بہز بن حکیم اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں کس کے ساتھ سلوک کروں؟ فرمایا اپنی ماں کے ساتھ میں نے عرض کیا پھر کس کے ساتھ آپ نے فرمایا اپنی ماں کے ساتھ - میں نے عرض کیا پھر کس کے ساتھ، فرمایا اپنی ماں کے ساتھ، میں نے عرض کیا پھر کس کے ساتھ فرمایا اپنے باپ کے ساتھ اور پھر جو زیادہ قریب ہو، اُس کے ساتھ سلوک کرو، اور علیٰ ہذا القیاس ۔

حضرت اسماءؓ بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ جس زمانے میں آنحضرت صلعم اور قریش کا عہد تھا، اُن دنوں میری ماں میرے پاس آئی۔ اور وہ مشرک تھی - میں نے عرض کیا، کہ یا رسول اللہ میری ماں میرے پاس آئی ہے اور اُس کو ابھی تک اسلام کے ساتھ رغبت نہیں، تو کیا میں اس کے ساتھ سلوک کروں؟ فرمایا ہاں سلوک کرو ۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ لِيْ مَالًا وَاِنَّ وَالِدِيْ يَحْتَاجُ اِلٰى مَالِيْ قَالَ اَنْتَ وَمَالُكَ لِوَالِدِكَ اِنَّ اَوْلَادَكُمْ مِنْ اَطْيَبِ كَسْبِكُمْ كُلُوْا مِنْ كَسْبِ اَوْلَادِكُمْ۔

(ابوداؤد)

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے پاس مال ہے اور میرا باپ میرے مال کا محتاج ہے۔ آپ نے فرمایا تو اور تیرا مال دونوں تیرے باپ کی ملک ہیں پھر فرمایا تمہاری اولاد تمہاری پاک کمائی ہے اس لئے تم اپنی اولاد کی کمائی سے بے شک کھاؤ۔

ادب اور نرمی سے گفتگو کرنا!

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ؕ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا۔

(بنی اسرائیل ع ۳ - پارہ ۱۵)

اور تیرے رب نے حکم دے دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو، اگر تیرے پاس ان میں سے ایک یا دونوں کے دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں، تو ان کو اُف تک نہ کہنا، اور نہ اُن کو جھڑکنا، اور اُن سے نہایت ادب سے بات کرنا اور اُن کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا، اور یوں دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحمت فرما۔ جیسا انہوں نے مجھے بچپن میں پرورش کیا۔

محبّت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ وَّلَدٍ بَارٍّ يَّنْظُرُ اِلٰى وَالِدَيْهِ نَظْرَةَ رَحْمَةٍ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِكُلِّ نَظْرَةٍ حَجَّةً مَّبْرُوْرَةً قَالُوْا وَاِنْ نَظَرَ كُلَّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ قَالَ نَعَمْ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَطْيَبُ (مسلم)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو نیکو کار لڑکا اپنے ماں باپ کو محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کی ہر نگاہ کے عوض ایک حج مقبول کا ثواب لکھتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اگرچہ دن میں سو مرتبہ دیکھے فرمایا ہاں خدا بزرگ تر اور پاک تر ہے۔

خلافِ شرع بات کے علاوہ ہر امر میں والدین کی اطاعت

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ؕ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

(عنکبوت ع ۱ پارہ ۲۰)

اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا۔ اور یہ بھی کہا کہ اگر وہ اس امر کے درپے ہوں کہ تو کسی کو ہمارا شریک ٹھہرائے جس کی تیرے پاس کوئی دلیل نہ ہو۔ تو اُن کا کہا نہ ماننا۔ تم کو ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے۔ پھر تم کو بتا دیں گے جو تم کیا کرتے تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرٍوؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِضَى الرَّبِّ فِيْ رِضَى الْوَالِدِ وَسُخْطُ الرَّبِّ فِيْ سُخْطِ الْوَالِدِ (ترمذی)

عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا کی رضامندی والد کی رضامندی اور خدا کی ناخوشی والد کی ناخوشی میں ہے۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا حَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِھِمَا قَالَ ھُمَا جَنَّتُکَ وَ نَارُکَ۔ (ابن ماجہ)

ابو امامہؓ سے روایت ہے، کہ ایک شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ والدین کا اولاد پر کیا حق ہے، آپ نے فرمایا، وہ تیرے لئے جنت بھی ہیں اور دوزخ بھی[1]

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ کَانَتْ تَحْتِیْ اِمْرَأَۃٌ اُحِبُّھَا وَکَانَ عُمَرُؓ یَکْرَھُھَا فَقَالَ لِیْ طَلِّقْھَا فَاَبَیْتُ فَاَتٰی عُمَرُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لَہٗ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَلِّقْھَا (ترمذی۔ ابوداؤد)

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں، کہ میرے نکاح میں ایک عورت تھی، جسے میں بہت دوست رکھتا تھا، اور میرے والد حضرت عمرؓ اس سے ناخوش تھے، انہوں نے مجھے اس کو طلاق دینے کے لئے کہا، اور میں نے انکار کر دیا، اس پر حضرت عمرؓ نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جاکر یہ واقعہ بیان کیا۔ تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اسے طلاق دے دو۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَصْبَحَ مُطِیْعًا لِلّٰہِ فِیْ وَالِدَیْہِ اَصْبَحَ لَہٗ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ الْجَنَّۃِ فَاِنْ وَاحِدًا فَوَاحِدًا وَمَنْ اَصْبَحَ عَاصِیًا لِلّٰہِ فِیْ وَالِدَیْہِ اَصْبَحَ لَہٗ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ النَّارِ اِنْ کَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا قَالَ رَجُلٌ

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص والدین کا حق ادا کرنے میں خدا کا مطیع ہوتا ہے، اس کے لئے جنت کے دو دروازے کھل جاتے ہیں، اور اگر والدین سے ایک زندہ ہوتا ہے، تو ایک دروازہ کھل جاتا ہے، اور جو شخص والدین کے حق میں خدا کا نافرمان ہوتا ہے۔ اس کے لئے

[1] مطلب اس کا یہ ہے کہ اگر والدین کے ساتھ نیکی کرو گے۔ تو جنت میں جاؤ گے۔ اگر ان کے ساتھ برائی کرو گے، تو دوزخ میں جاؤ گے ۱۲

وَاِنْ ظَلَمَاهُ قَالَ وَاِنْ ظَلَمَاهُ وَ اِنْ ظَلَمَاهُ وَاِنْ ظَلَمَاهُ۔ (بیہقی)

دوزخ کے دو دروازے کھل جاتے ہیں اور اگر والدین سے ایک زندہ ہوتا ہے۔ تو ایک دروازہ کھل جاتا ہے۔ اُس شخص نے عرض کیا اگرچہ والدین اس پر ظلم کریں۔ فرمایا ظلم کریں۔ اگرچہ ظلم کریں۔ اگرچہ ظلم کریں ؞

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرٍو قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَاْذَنَهٗ بِالْجِهَادِ فَقَالَ اَحَیٌّ وَالِدَاكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفِیْهِمَا فَجَاهِدْ وَفِیْ رِوَایَةٍ فَارْجِعْ اِلٰی وَالِدَیْكَ فَاَحْسِنْ صُحْبَتَهُمَا (صحیحین)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور جہاد میں شریک ہونے کی اجازت مانگنے لگا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ اُس نے عرض کیا ہاں زندہ ہیں۔ آپ نے فرمایا اُن کے حقوق کی حفاظت میں کوشش کرو۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ اپنے والدین کی طرف لوٹ جا اور اُن کے ساتھ سلوک کر اور خدمت بجالا ؞

ادب تعظیم

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَیْنَمَا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ یَتَمَاشُوْنَ اَخَذَهُمُ الْمَطَرُ فَمَالُوْا اِلٰی غَارٍ فِی الْجَبَلِ فَانْحَطَّتْ عَلٰی فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِّنَ الْجَبَلِ

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ایک دفعہ تین شخص چلے جارہے تھے کہ انہیں بارش نے آلیا۔ تو وہ ایک پہاڑ کی غار میں چلے گئے۔ غار کے منہ پر پہاڑ سے ایک

فَانْطَبَقَتْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ انْظُرُوا أَعْمَالًا عَمِلْتُمُوهَا لِلّٰهِ صَالِحَةً فَادْعُوا اللّٰهَ بِهَا لَعَلَّهُ يُفَرِّجُهَا فَقَالَ أَحَدُهُمْ اَللّٰهُمَّ إِنَّهُ كَانَ لِي وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ وَلِي صِبْيَةٌ صِغَارٌ كُنْتُ أَرْعَى عَلَيْهِمْ فَإِذَا رُحْتُ عَلَيْهِمْ فَحَلَبْتُ بَدَأْتُ بِوَالِدَيَّ أَسْقِيهِمَا قَبْلَ وَلَدِي وَإِنَّهُ قَدْ نَأَى بِيَ الشَّجَرُ فَمَا أَتَيْتُ حَتَّى أَمْسَيْتُ فَوَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ أَحْلُبُ فَجِئْتُ بِالْحِلَابِ فَقُمْتُ عِنْدَ رُءُوسِهِمَا أَكْرَهُ أَنْ أُوقِظَهُمَا وَأَكْرَهُ أَنْ أَبْدَأَ بِالصِّبْيَةِ قَبْلَهُمَا وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَيَّ فَلَمْ يَزَلْ دَأْبِي وَدَأْبُهُمْ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً نَرَى مِنْهَا السَّمَاءَ فَفَرَجَ اللّٰهُ لَهُمْ حَتَّى يَرَوْنَ السَّمَاءَ إِلَى آخِرِهٖ (صحیحین)

پتھر لڑھک آیا۔ اور اُن کا راستہ بند کر دیا اس پر ایک نے دوسرے کو کہا، کہ اپنے اُن نیک عملوں پر نظر کرو، جو تم نے خاص خدا کے لئے کئے ہیں، اور اُن کے ذریعہ خدا سے دُعا کرو، شاید خدا اس پتھر کو ہٹا دے، چنانچہ اُن میں سے ایک شخص نے کہا اے اللہ میرے ماں باپ بہت بوڑھے تھے۔ اور میرے کئی چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے، میں اُن کا نفقہ حاصل کرنے کے لئے بکریاں چرانے جایا کرتا تھا جب میں شام کے وقت واپس آتا تو دودھ دوہتا اور اپنے بچوں سے پہلے والدین کو پلایا کرتا تھا، ایک دن کا ذکر ہے، کہ مویشی چرانے کے درخت بہت دُور تھے، اور مجھے آتے آتے رات ہو گئی، یہاں آ کر میں نے والدین کو سوتا پایا، پس میں نے حسب معمول دودھ دوہا اور دودھ کا برتن لئے ہوئے اُن کے سرہانے کھڑا رہا۔ کیونکہ مجھے اُن کا جگانا ناپسند تھا، اور یہ بھی ناپسند تھا، کہ اُن سے پہلے بچوں کو دودھ پلا دوں، اور بچے بھوک کے مارے میرے قدموں میں لوٹتے اور چیختے تھے، الغرض میں اسی طرح کھڑا رہا حتیٰ کہ صبح نمودار ہوئی۔ اے خدا

اگر تو جانتا ہے، کہ میں نے یہ کام صرف تیری خوشنودی اور رضامندی کے لئے کیا ہے، تو ہمارے لئے پتھر اتنا ہٹا دے، کہ ہم آسمان کو دیکھ سکیں۔ چنانچہ اللہ نے وہ پتھر اتنا ہٹا دیا، کہ وہ آسمان کو دیکھنے لگے[1]۔

دُعائے مغفرت

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا ○

(بنی اسرائیل ع ۳۔ پارہ ۱۵)

اور اپنے والدین کے لئے خاکساری کا پہلو جھکائے رکھنا اور دُعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار جس طرح انہوں نے مجھے چھوٹے سے کو پالا ہے اسی طرح تو بھی اُن پر رحم کر ۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ

(ابراہیم ع ۶۔ پارہ ۱۳)

اے ہمارے پروردگار! مجھے اور میرے والدین اور تمام مومنوں کو قیامت کے دن بخش دیجیو ۔

عَنْ أَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَمُوتُ وَالِدَاهُ أَوْ أَحَدُهُمَا وَإِنَّهُ لَهُمَا عَاقٌّ فَلَا يَزَالُ يَدْعُو لَهُمَا يَسْتَغْفِرُ لَهُمَا حَتَّى يَكْتُبَهُ اللهُ بَارًّا (بیہقی)

حضرت انسؓ سے مروی ہے۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ کسی بندے کے والدین یا اُن میں سے ایک مرجاتا ہے، اور وہ اُن کا نافرمانبردار ہوتا ہے، پھر وہ اُن کے لئے دُعا اور استغفار کرتا رہتا ہے، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اُسکو سعادت مندوں میں لکھ لیتا ہے ۔

[1] یہ حدیث بہت لمبی ہے۔ بقدر ضرورت نقل کی گئی ہے

عَنْ اَبِیْ اُسَیْدِ نِ السَّاعِدِیْ قَالَ بَیْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ جَآءَہٗ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ سَلِمَۃَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ بَقِیَ مِنْ بِرِّ اَبَوَیَّ شَیْءٌ اَبَرُّھُمَا بِہٖ بَعْدَ مَوْتِھِمَا قَالَ نَعَمْ الصَّلٰوۃُ عَلَیْھِمَا وَالْاِسْتِغْفَارُ لَھُمَا وَاِنْفَاذُ عَھْدِھِمَا وَصِلَۃُ الرَّحِمِ الَّتِیْ لَا تُوْصَلُ اِلَّا بِھِمَا وَاِکْرَامُ صَدِیْقِھِمَا (ابوداؤد)

ابو اسید ساعدی رضؓ سے روایت ہے کہ ایک دن ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے، کہ اچانک قبیلہ بنی سلمہ کا ایک شخص آیا اور عرض کیا، کہ یا رسول اللہ کیا کوئی ایسی نیکی ہے، جو میں اپنے والدین کے ساتھ ان کے مرنے کے بعد کر سکوں؟ آپ نے فرمایا ہاں ان کے لئے دُعا اور استغفار کرنا اور اُن کے بعد اُن کے عہد و پیمان کو جاری کرنا اور صرف اُن کی رضا مندی اور خوشی کے لئے صلہ رحمی کرنا اور اُن کے ملنے والوں کی تعظیم و توقیر کرنا ؛

خواستگاری دُعا

قَالُوْا یٰاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا کُنَّا خٰطِئِیْنَ ۝ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَکُمْ رَبِّیْ اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝

(یوسف ع ۱۱ - پارہ ۱۳)

یعقوب علیہ السّلام کے سب بیٹوں نے کہا کہ اے ہمارے باپ ہمارے لئے گناہوں کی مغفرت کیجئے، ہم بیشک خطاوار تھے۔ یعقوبؑ نے فرمایا، میں عنقریب تمہارے لئے دعائے مغفرت کروں گا۔ بے شک وہ غفور رحیم ہے ؛

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اَصَبْتُ ذَنْبًا عَظِیْمًا فَھَلْ لِیْ مِنْ تَوْبَۃٍ

حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ سے روایت ہے، کہ ایک شخص نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کیا کہ میں نے ایک بڑا گناہ کیا ہے، کیا میرے لئے توبہ ہے؟ آپ

قَالَ وَهَلْ لَكَ مِنْ خَالَةٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَبَرَّهَا ۞

(ترمذی)

نے فرمایا کیا تیری ماں زندہ ہے، اُس نے عرض کیا نہیں سو آپ نے فرمایا تیری خالہ موجود ہے، اُس نے عرض کیا ہاں موجود ہے۔ آپ نے فرمایا، اس کے ساتھ نیکی واحسان کر ۞

تسلیم حکم

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَى قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ ٥

(صٰفٰت۔ ع ۳۔ پارہ ۲۳)

جب وہ لڑکا (یعنی حضرت اسمٰعیلؑ) ایسی عمر کو پہنچا کہ حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ چلنے پھرنے لگا، تو حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا، کہ برخوردار میں خواب میں دیکھتا ہوں، کہ تم کو ذبح کر رہا ہوں، سو تم بھی سوچ لو، تمہاری کیا رائے ہے، وہ بولے کہ ابّا جان آپ کو جو حکم ہوا آپ کریں۔ انشاء اللہ آپ مجھ کو صابروں میں سے پاؤ گے ۞

حقوقِ والدین کے متعلق ہم نے جو مختلف عنوانات کے ذیل میں آیات واحادیث جمع کی ہیں، وہ مُشتے نمونہ از خروارے ہیں، مگر ان کے پڑھنے سے بھی معلوم ہو جائے گا۔ کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے حقوق والدین کو کس وضاحت سے بیان کیا ہے اور ہم لوگ اُن سے کس قدر دُور پڑے ہوئے ہیں، خداوند تعالیٰ نے تو صاف الفاظ میں فرما دیا کہ والدین اگر تمہیں شرک پہ مجبور کریں تو اس امر میں اُن کی اطاعت نہ کرنا۔ لیکن باقی تمام باتوں میں اُن کی اطاعت ضروری سمجھنا۔ اور ایک جگہ تو ادائے شکر کے حکم میں اُن کو اپنے ساتھ شامل کیا۔ کہ اَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ (میرا اور اپنے والدین کا شکریہ ادا کرو) اب اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہو سکتی ہے۔ احادیث کو دیکھئے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خدمتِ والدین کو جہاد پہ ترجیح دی ہے، حالانکہ جہاد افضل العبادات ہے

والدین کی رضامندی کے بغیر حج جیسی عبادت کو ناجائز قرار دیا ہے۔ اور واقعی اگر غور کیا جائے تو والدین کا حق کبھی ادا ہو ہی نہیں سکتا۔ جس مصیبت سے ماں باپ اولاد کی پرورش کرتے اور بڑھاتے ہیں۔ اور جس ارمان اور چاؤ سے شادی کرتے ہیں، وہ خدا ہی جانتا ہے۔ مگر بعض کمبخت ان باتوں کی ذرا پروا نہیں کرتے۔ اور اپنے والدین کو ستاتے اور طرح طرح کی تکلیف دیتے اور درشت کلامی سے پیش آتے ہیں ٭

حقوق اولاد

افلاس کے خوف سے قتل نہ کرو

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝

(بنی اسرائیل ع ۴ - پارہ ۱۵)

اپنی اولاد کو افلاس کے ڈر سے قتل مت کرو، کیونکہ ان کو اور تم کو ہم ہی روزی عطا کرتے ہیں۔ اولاد کو قتل کر دینا بڑا بھاری گناہ ہے ٭

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الذَّنْبِ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ اَنْ تَدْعُوَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قَالَ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ اَنْ يَّطْعَمَ مَعَكَ۔

(صحیحین)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلعم خدا کے نزدیک کون سا گناہ سب سے بڑا ہے آپ نے فرمایا یہ کہ تو خدا کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے۔ حالانکہ اس نے تجھ کو پیدا کیا، اس نے عرض کیا پھر کونسا گناہ آپ نے فرمایا تیرا اپنی اولاد کو اس خوف سے قتل کر دینا۔ کہ بڑے ہو کر تیرے ساتھ کھائیں گے ٭

تربیت و پرورش

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَ

اور مائیں اپنے بچوں کو دو سال کامل دودھ

هُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۝ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ج لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۝ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ج فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ط وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ (البقرہ - ع - ۳
بارہ ۵ - ۲)

پلایا کریں، یہ مدت اس کے لئے ہے، جو شیر خوار کی تکمیل کرنا چاہے، اور جس کا بچہ ہے، اُسپر دستور کے مطابق ماؤں کا کھانا کپڑا دینا لازم ہے، ہر شخص کو اُس کی برداشت کے موافق حکم دیا جاتا ہے۔ کسی ماں کو اُسکے بچہ کی وجہ سے تکلیف نہ دی جائے، اور طریق مذکورہ کے مطابق (بچہ کی پرورش) اُس کے ذمہ ہے، جو بچے کا وارث ہو، پھر اگر والدین اپنی رضامندی اور مشورہ سے دُودھ چھڑانا چاہیں، تو اُن پر کسی قسم کا گناہ نہیں، اور اگر تم اپنے بچوں کو کسی اور کا دُودھ پلوانا چاہو، تب بھی تم پر کوئی گناہ نہیں، جبکہ قاعدہ کے موافق تم اُن کی مزدوری اُن کے حوالہ کر دو، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے واقف ہے ۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَنَا وَهُوَ هٰكَذَا وَضَمَّ اَصَابِعَهٗ ۔ (مسلم)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ جو شخص دو لڑکیوں کا اُن کے بالغ ہونے تک متکفل ہو، تو قیامت کے روز میں اور وہ اس طرح آئیں گے۔ اور آپ نے اپنی انگلیاں ملا کر فرمایا ۔

تعلیم و ادب

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاَنْ یُّؤَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَہٗ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّتَصَدَّقَ بِصَاعٍ (ترمذی)

حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کا اپنی اولاد کو ادب دینا ایک صاع (تقریباً چار سیر) خیرات کرنے سے بہتر ہے۔

عَنْ اَیُّوْبَ بْنِ مُوْسٰی عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَہٗ مِنْ نَحْلٍ اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ۔ (ترمذی)

ایوبؒ بن موسیٰؓ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی باپ نے اپنی اولاد کو نیک ادب سے افضل کوئی عطیہ عطا نہیں کیا۔

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی اولاد کو نماز کا حکم دیا کرو جبکہ وہ سات برس کے ہوں، اور اس وقت سے ان کو الگ سلایا کرو۔

شفقت و مہربانی

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ دَخَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اَبِیْ سَیْفِ الْقَیْنِ وَکَانَ ظِئْرًا لِّاِبْرَاہِیْمَ فَاَخَذَ رَسُوْلُ

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ابوسیف لوہار کے گھر گئے۔ اور یہ آنحضرت صلعم کے صاحبزادے ابراہیمؑ کی انّا کے شوہر تھے۔ پس رسول خدا

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِبْرَاهِيْمَ
فَقَبَّلَهٗ وَشَمَّهٗ ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَيْهِ
بَعْدَ ذَالِكَ وَاِبْرَاهِيْمُ يَجُوْدُ بِنَفْسِهٖ
فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَذْرِفَانِ فَقَالَ لَهٗ
عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَاَنْتَ
يَا رَسُوْلَ اللهِ فَقَالَ يَا ابْنَ عَوْفٍ
اِنَّهَا رَحْمَةٌ ثُمَّ اَتْبَعَهَا بِاُخْرٰى
فَقَالَ اِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ
يَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا يَرْضٰى
رَبُّنَا وَاِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا اِبْرَاهِيْمُ
لَمَحْزُوْنُوْنَ (صحیحین)

عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كَانَ
رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَاْخُذُنِيْ فَيُقْعِدُنِيْ عَلٰى فَخِذِهٖ
وَيُقْعِدُ الْحَسَنَ عَلٰى فَخِذِهِ الْاُخْرٰى
ثُمَّ يَضُمُّهُمَا ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ
ارْحَمْهُمَا فَاِنِّيْ اَرْحَمُهُمَا۔

(بخاری شریف)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَبَّلَ
رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْحَسَنَ ابْنَ عَلِيٍّ وَعِنْدَهُ الْاَقْرَعُ
بْنُ حَابِسٍ التَّمِيْمِيُّ جَالِسٌ فَقَالَ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیمؓ کو گود میں لے کر چوما۔ اور سونگھا اس کے بعد پھر جو ہمارا وہاں جانے کا اتفاق ہوا۔ تو ابراہیمؓ جان توڑ رہے تھے۔ پس آنحضرت صلعم کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اس پر عبدالرحمٰن بن عوفؓ کہنے لگے کہ یا رسول اللہ آپ بھی روتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے ابن عوف یہ اثر رحمت ہے اس کے بعد آپ پھر روئے۔ اور فرمانے لگے کہ آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غمگین ہوتا ہے اور ہم وہی بات کہتے ہیں جس سے ہمارا پروردگار راضی ہوتا ہے۔ اور اے ابراہیم ہم تیرے فراق میں بیشک مغموم ہیں۔

حضرت اسامہ بن زیدؓ کہتے ہیں کہ میں ابھی بچہ تھا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مجھے پکڑ کر اپنے زانوئے مبارک پر بٹھا لیتے اور دوسرے زانو پر حضرت حسنؓ کو پھر ان دونوں کو آپس میں ملاتے اور فرماتے کہ الٰہی ان دونوں پر رحم کرنا۔ کیونکہ میں ان سے مہربانی سے پیش آتا ہوں۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن حضرت حسنؓ بن علی کو چوما اور بوسہ دیا۔ اور اس وقت آپ کے پاس اقرع بن حابس

الاقرع اِنَّ لِی عشرۃً مِّن الوالِدِ مَا قبَّلتُ مِنھُم اَحَدًا فنظر اِلَیہِ رسُولُ اللّٰہِ صلَّی اللّٰہُ علَیہِ وَسلَّم ثُمَّ قَالَ مَن لَّا یَرحَمُ لَا یُرحَمُ (بخاری)

تمیمی بھی بیٹھا ہوا تھا، تو اقرع نے کہا میرے دس فرزند ہیں، لیکن میں نے اُن میں سے کسی کو کبھی نہیں چوما، اس پر حضور نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ جو شخص کسی پر مہربانی نہیں کرتا، اس پر خدا بھی مہربانی نہیں کرتا۔

عَن عَائِشَۃَ رض قَالَت جَاءَ اَعرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَتُقَبِّلُونَ الصِّبیَانَ فَمَا نُقَبِّلُھُم فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اَوَ اَملِکُ لَکَ اَن نَزَعَ اللّٰہُ مِن قَلبِکَ الرَّحمَۃَ ؛ (صحیحین)

حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں، کہ ایک اعرابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا۔ کہ کیا آپ بچوں کو چومتے اور پیار کرتے ہیں۔ ہم تو ایسا نہیں کرتے آپ نے فرمایا کیا میں اس بات کا اختیار رکھتا ہوں کہ خدا نے جو تیرے دل سے رحمت نکال لی ہے، میں اُسے منع کر دوں ؛

عقیقہ

عَن سَلمَانَ بنِ عَامِرِنِ الضَّبِّیِّ قَالَ سَمِعتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ یَقُولُ مَعَ الغُلَامِ عَقِیقَۃٌ فَاَھرِیقُوا عَنہُ دَمًا وَاَمِیطُوا عَنہُ الاَذٰی۔ (بخاری)

حضرت سلمان بن عامر ضبی کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ لڑکے کی ولادت کے ساتھ عقیقہ ہے، تو اس کی طرف سے خون بہاؤ۔ اور بالوں وغیرہ کی گندگی اس سے دُور کرو ؛

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ مَن وُّلِدَ لَہٗ وَلَدٌ فَاَحَبَّ اَن یَّنسُکَ عَنہُ فَلیَنسُک عَنِ الغُلَامِ

حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس کے ہاں بچہ پیدا ہو، تو میں اس بات کو دوست رکھتا ہوں، کہ اس

شَاتَیْنِ وَعَنِ الْجَارِیَةِ شَاةٌ۔
(ابوداؤد)

کی طرف سے قربانی کی جائے۔ لڑکے کی طرف سے دو بکرے یا بکریاں اور لڑکی کی جانب سے ایک بکرا یا بکری ÷

عقیقہ دراصل اُن بالوں کو کہتے ہیں۔ جو پہلے پہل بچے کے سر پر اُگتے ہیں۔ اور پیدا ہونے کے وقت موجود ہوتے ہیں، اور مجازاً اس جانور کو بھی کہتے ہیں۔ جو لڑکے کے لئے ذبح ہوتا ہے، کیونکہ لڑکے کے سر کے بال اس جانور کے ذبح کے باعث ہیں ÷

عقیقہ حنفیہ کے نزدیک مستحب ہے۔ مگر دوسرے امام سنت ہونے کے قائل ہیں عقیقہ کے جانور کے لئے وہی شرائط ہیں۔ جو قربانی کے لئے ضروری ہیں ÷

عقیقے کا گوشت تقسیم کرنے کا مستحب طریقہ یہ ہے، کہ جانور کا سر نائی کو دیں اور ایک ران دایہ کو دیں۔ اور باقی گوشت کے تین حصے کریں۔ ایک حصہ محتاجوں اور فقیروں کو دیں اور حصے اقربا اور ہمسایوں میں تقسیم کریں ÷

میراث

یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْٓ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ ج فَاِنْ کُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَیْنِ فَلَھُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَکَ ج وَاِنْ کَانَتْ وَاحِدَۃً فَلَھَا النِّصْفُ۔ (النساء ع پارہ ۴)

اللہ تعالیٰ اولاد کے بارے میں تمہیں وصیت کرتا ہے، کہ لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر حصہ دیا کرو۔ پھر اگر لڑکیاں دو یا دو سے زیادہ ہوں، تو ترکہ میں اُن کا حصہ دو تہائی ہے، اور اگر اکیلی ہو، تو اُس کا آدھا حصہ ÷

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَھَلَّ الصَّبِیُّ صُلِّیَ عَلَیْہِ وَوُرِثَ (ترمذی۔ ابن ماجہ)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے، کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بچہ پیدا ہو کر روئے تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے، اور وارث قرار دیا جائے ÷

عفو و درگزر

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

اے مسلمانو! تمہاری بیبیوں اور تمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں۔ اس لئے اُن سے احتیاط کرتے رہو۔ اور اگر تم معاف کرو۔ اور درگزر کرو۔ اور بخش دو۔ تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے ؂

بیٹی سے ناراض نہ ہونا

وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ (نحل ع ۷۔ پارہ ۱۴)

اور یہ کفار فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں ٹھہراتے ہیں۔ ایسی باتوں سے خدا پاک ہے۔ کیا اس کے لئے بیٹیاں اور اُن کے لئے سو کچھ وہ چاہیں۔ (یعنی بیٹے) حالانکہ جب اُن میں سے کسی کو بیٹی کی خوشخبری دی جاتی ہے۔ تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور وہ غصہ سے بھرا جاتا ہے ؂

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهٗ اُنْثٰى فَلَمْ يَئِدْهَا وَلَمْ يُهِنْهَا وَلَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهٗ عَلَيْهَا يَعْنِي الذُّكُوْرَ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں۔ کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے ہاں بیٹی پیدا ہو۔ پس وہ نہ تو اُسے زندہ درگور کرے اور نہ ذلت کی حالت میں رکھے اور نہ اولاد مذکور کو اس پر ترجیح دے۔ تو خدا تعالےٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا ؂

دوسرے ممالک کے مسلمانوں کا حال تو معلوم نہیں، مگر ہندوستان میں تو مسلمان اپنی اولاد کی تربیت میں نہایت بے توجہی سے کام لیتے ہیں، نہ تو ان کی صحت کا خیال رکھا جاتا ہے اور نہ اُن کے اخلاق و عادات کا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے، اور ہونا ہی تھا۔ کہ مسلمان بچے سب سے زیادہ گندہ، ناتراش ہوتے ہیں، بڑے بوڑھوں کا ادب اُن کے پاس تک نہیں پھٹکتا، بات کرنے کا سلیقہ وہ نہیں جانتے، صاف ستھرا رہنے کا خیال اُن کو نہیں ہوتا، اور مذہب سے کورے ہوتے ہیں، مسلمانوں کی پستی اور زوال کا یہی بڑا باعث ہے۔ کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت کا خیال نہیں رکھتے، جب شادی کا موقع آتا ہے۔ تو بغیر اس بات کے کہ لڑکے اور لڑکی کی مرضی دریافت کریں، جہاں دل چاہتا ہے، بیاہ کر دیتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اُن کے گھروں میں عموماً ناچاقی رہتی ہے۔ جو کبھی کبھی قطع تعلق تک جا پہنچتی ہے، اور شادی جس کے لئے خانہ آبادی کا لفظ مشہور ہے، خانہ بربادی بن جاتی ہے ٭

بلوغت سے پیشتر شادی کر دینے کے نتائج بھی اکثر بد سے بدتر نکلتے ہیں۔ لیکن بلوغت کے بعد ایک مدت دراز تک بٹھائے رکھنا ہزارہا مفاسد کا موجب ہوتا ہے، اس لئے والدین یا مربیان اطفال کے لئے یہ نہایت ہی مناسب بلکہ ضروری ہے۔ کہ جب لڑکا یا لڑکی سن شعور کو پہنچے تو پورے تدبر و تامل کے بعد جب کسی جگہ اُن کی شادی کرنے کا خیال رکھتے ہو۔ تو ان سے استمزاج کر لیا جائے۔ اور جب قرائن یا تصریح سے ان کی رضا معلوم ہو جائے۔ تو پھر ہرگز توقف کو روا نہ رکھا جائے۔ اور خلاف شرع اور فضول مروجہ رسوم کی فراہمی کے انتظار میں اُن کے صحیح اور جائز جذبات کا ناحق خون نہ کیا جائے ٭

حقوق الزوجین (میاں بیوی کے باہمی حقوق)

ہمبستری

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ

اے مسلمانو! روزوں کی راتوں میں اپنی بیبیوں کے پاس جانا تمہارے لئے جائز کر دیا گیا ہے۔ وہ تمہارا لباس ہیں، اور تم اُن کے

كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ج فَالْئٰنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ۔

(البقرہ ع ۲۳ - پارہ ۲)

لئے لباس ہو۔ اللہ نے دیکھا کہ تم (اُن کے پاس جاکر) اپنا نقصان کرتے تھے، تو اس نے تمہارا قصور معاف کر دیا، اور تمہاری خطا سے درگزر کی۔ پس اب رمضان کی راتوں میں بھی ان سے ہمبستر ہو سکتے ہو، اور جو خدا نے تمہارے لئے لکھ رکھا ہے (یعنی اولاد) اس کی خواہش کرو (نہ کہ محض شہوت رانی) اور کھاؤ پیو یہاں تک کہ رات کی کالی دھاری سے صبح کی سفید دھاری تم کو صاف دکھائی دینے لگے ❊

اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں ہمبستری کی غرض و غایت بیان کر دی ہے۔ کہ اس سے مراد محض شہوت رانی اور لذت نہیں۔ بلکہ اس سے مراد بقائے نسل ہے۔ نیز اس آیت سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے۔ کہ ہمبستری جیسے مرد کا حق ہے ویسے ہی عورت کا بھی حق ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے۔ کہ اگر کوئی مرد اپنی عورت کو ہمبستری کے لئے بلائے اور وہ انکار کر دے۔ تو فرشتے تمام رات اُس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔ اگر کوئی امر مانع ہمبستری ہو (جیسے ایام حیض وغیرہ) تو اُس کو سمجھا دینا چاہیئے ❊

میراث

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ج فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ط وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ

اور جو ترکہ تمہاری بیبیاں چھوڑ مریں۔ اگر اُن کے اولاد نہیں تو اُن کے ترکے میں تمہارا آدھا اور اگر اُن کے ہاں اولاد ہے تو اُن کے ترکے میں تمہارا چوتھا حصّہ ہے (مگر ان کی وصیت کی تکمیل اور ادائے قرض کے بعد) اور اگر تم

اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۞

(النساء - ع ۲ - پارہ ۴)

کچھ چھوڑ مرو اور تمہاری اولاد نہ ہو۔ تو بیبیوں کے لئے چوتھا حصہ ہے۔ اور اگر تمہاری اولاد ہو، تو تمہارے ترکہ میں بیبیوں کا آٹھواں حصہ ہے، اور یہ حصہ بھی تمہاری وصیت اور ادائے قرض کے بعد ۞

مرد، عورت کا سرپرست ہے

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا (النساء - ع ۶ - پارہ ۵)

مرد عورتوں کے سرپرست ہیں (پہلا) سبب یہ ہے کہ اللہ نے بعض کو بعض پر برتری عطا کی ہے۔ اور دوسرا سبب یہ کہ مردوں نے عورتوں پر اپنا مال صرف کیا ہے۔ پس جو نیک عورتیں ہیں، وہ مردوں کا کہا مانتی ہیں، اور خدا کی عنایت سے ان کی غیر حاضری میں ہر چیز کی حفاظت رکھتی ہیں، اور جن بیبیوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو، پہلے ان کو سمجھا دو، پھر ان کے ساتھ ہمبستری موقوف کر دو، اور نہ مانیں تو مار پیٹ سے پیش آؤ، پس اگر تمہاری اطاعت کریں، تو تم بھی ان پر خفگی کے پہلو نہ ڈھونڈھتے پھرو۔ اللہ غالب اور زبردست ہے ۞

خطبہ اور مخطوبہ کو دیکھنا (منگنی اور اپنی مانگ کو دیکھنا)

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت جابرؓ سے روایت ہے۔ کہ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ اَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ فَاِنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى مَا يَدْعُوْهُ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى نِكَاحِهَا فَلْيَفْعَلْ۔

(ابوداؤد)

رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی عورت کی خواستگاری کرے تو اگر ممکن ہو، تو اس چیز کو دیکھ لے جو نکاح کا باعث ہوتی ہے (یعنی مال وجمال یا حسب نسب یا عفت اور دین وغیرہ)

عَنْ مُغِيْرَةَ ابْنِ شُعْبَةَ قَالَ خَطَبْتُ امْرَأَةً قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ نَظَرْتَ اِلَيْهَا قُلْتُ لَا قَالَ فَانْظُرْ اِلَيْهَا فَاِنَّهٗ اَحْرٰى اَنْ يُّؤْدَمَ بَيْنَكُمَا۔

(ترمذی۔ ابن ماجہ)

حضرت مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں، کہ میں نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا، تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تو نے اس عورت کو دیکھ بھی لیا ہے، میں نے عرض کیا نہیں، تو حضرت نے فرمایا اُسے دیکھ لے، کیونکہ یہ دیکھ لینا زیادہ سزاوار ہے، کہ تم دونوں میں اُلفت پیدا کر دے۔

مخطوبہ کو نکاح سے پہلے خود خطبہ کنندہ کا دیکھ لینا بالاتفاق شرط نکاح نہیں۔ اسلئے امام ابوحنیفہؒ اور امام احمدؒ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں، کہ مخطوبہ کو نکاح سے پہلے دیکھنا جائز ہے۔ آج کل چونکہ زمانہ نہایت نازک ہے، اس لئے مصلحت اسی میں ہے کہ خود نہ دیکھے مگر اور کئی ایسے طریقے ہیں، جن سے معلوم کرنے والا بہت کچھ پتہ لگا سکتا ہے۔

عصمت و اطاعت (پاکدامنی اور فرمانبرداری)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرْأَةُ اِذَا صَلَّتْ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَاَطَاعَتْ بَعْلَهَا فَلْتَدْخُلْ مِنْ اَيِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ (صحیحین)

حضرت انسؓ سے روایت ہے، کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ عورت جب پانچوں وقت کی نماز پڑھے اور ماہ رمضان کے روزے رکھے اور پاکدامنی اختیار کرے اور اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرے، تو وہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَا الرَّجُلُ اِمْرَاَتَهٗ اِلٰی فِرَاشِهٖ فَاَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ لَعَنَتْهَا الْمَلَآئِکَةُ حَتّٰی تُصْبِحَ ۔

(صحیحین)

عَنْ طَلْقِ ابْنِ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا الرَّجُلُ دَعَا زَوْجَتَهٗ لِحَاجَتِهٖ فَلْتَاْتِهٖ وَاِنْ کَانَتْ عَلَی التَّنُّوْرِ ۔

(ترمذی)

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ تَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَیُّمَا امْرَاَةٍ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اَمَرْتُ اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ

جنت کے دروازوں میں سے جس دروازے سے چاہے گی داخل ہوگی ۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب خاوند اپنی بی بی کو اپنے بستر خواب کی طرف بلائے اور وہ انکار کرے۔ اور اس سبب سے وہ غضبناک ہوکر سورہے۔ تو فرشتے صبح تک اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں ۔

حضرت طلق بن علیؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب آدمی اپنی بی بی کو کسی ضرورت کے لئے بلائے۔ تو فوراً اس کے پاس آئے۔ خواہ وہ تنور پر (کھڑی) روٹی پکارہی ہو ۔

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں۔ کہ میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا۔ کہ جو عورت ایسی حالت میں مرے کہ اس کا خاوند اس سے راضی تھا۔ تو وہ جنت میں داخل ہوگی ۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر میں کسی شخص کو کسی دوسرے شخص کے لئے سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو دیتا۔ کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

لِزَوْجِهَا وَلَوْ اَنَّ رَجُلًا اَمَرَ امْرَأَتَهُ اَنْ تَنْقُلَ مِنْ جَبَلٍ اَحْمَرَ اِلٰى جَبَلٍ اَسْوَدَ وَمِنْ جَبَلٍ اَسْوَدَ اِلٰى جَبَلٍ اَحْمَرَ لَكَانَ نَوْلُهَا اَنْ تَفْعَلَ (ابن ماجہ)

اور اگر مرد عورت کو حکم دے کہ سُرخ پہاڑ کے پتھر سیاہ پہاڑ اور سیاہ پہاڑ کے پتھر سُرخ پہاڑ کی طرف لے جائے۔ تو ایسا کرنا اُسے سزاوار ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ النِّسَاءِ خَيْرٌ قَالَ الَّتِيْ تَسُرُّهُ اِذَا نَظَرَ وَتُطِيْعُهُ اِذَا اَمَرَ وَلَا تُخَالِفُهُ فِيْ نَفْسِهَا وَلَا فِيْ مَالِهَا بِمَا يَكْرَهُ۔
(نسائی)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا، کہ عورتوں سے بہتر عورت کون سی ہے؟ آپ نے فرمایا، وہ کہ جب مرد اس کو دیکھے تو اُس کو خوش کر دے، اور جب وہ حکم دے تو اُس کا حکم بجا لائے۔ اور اپنی جان اور مال میں کسی ایسی بات میں اس کی مخالفت نہ کرے جو اُس کو ناگوار ہو۔

پردہ

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ

آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، کیونکہ یہ ان کے لئے نہایت ہی بہتر اور پاکیزگی کا موجب ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ اُن کے ہر ایک فعل سے بخوبی واقف ہے

آپ مسلمان عورتیں سے بھی فرما دیں۔ کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت رکھیں، اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں۔ مگر جو اس میں سے کھلا رہتا ہے، اور

أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ
إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي
أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ
أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي
الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ
الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ
النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ
مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ وَتُوبُوا
إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ
تُفْلِحُونَ ٥

(النور - ع ۴ - پارہ ۱۸)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنْكُمُ
الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ
لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ
مِنْ قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ
تَضَعُونَ ثِيَابَكُمْ مِنَ الظَّهِيرَةِ
وَمِنْ بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ثَلَاثُ
عَوْرَاتٍ لَكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ
جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ طَوَّافُونَ عَلَيْكُمْ
بَعْضُكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ

اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ ہونے دیں۔ مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ پر یا اپنے شوہر کے باپ پر یا اپنے بیٹوں پر یا اپنے بھائیوں پر یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں پر یا اپنی بہنوں کے بیٹوں پر یا اپنی عورتوں پر یا اپنی لونڈیوں پر یا اُن مردوں پر جو طفیلی ہوں، اور ان کو کو بوجہ حواس درست نہ ہونے کے عورتوں کی طرف ذرا توجہ نہ ہو، یا ایسے لڑکوں پر جو عورتوں کے پردہ کی باتوں سے ابھی واقف نہیں ہوئے۔ اور اپنے پاؤں زور سے نہ رکھیں، کہ ان کا مخفی زیور معلوم ہو جائے اور اے مسلمانو! تم سب اللہ کے سامنے توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ ٭

اے ایمان والو! تمہارے غلاموں کو اور اُن کو جو تم میں سے حد بلوغ کو نہیں پہنچے، اِن تین وقتوں میں اجازت لے لینا چاہیئے (۱) نماز صبح سے پہلے (۲) اور جب دوپہر کو اپنے کپڑے اُتار دیا کرتے ہوں (۳) اور نماز عشاء کے بعد یہ تین وقت تمہارے پردہ کے ہیں، اِن اوقات کے سوا نہ تم پر کوئی الزام ہے، وہ بکثرت تمہارے پاس آتے جاتے رہتے ہیں۔ کوئی کسی کے پاس اور کوئی کسی کے پاس

اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ط كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

اسی طرح اللہ تم سے احکام صاف صاف بیان کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا خوب حکمت والا ہے۔ اور جب وقت تمہارے لڑکے حدِ بلوغ کو پہنچیں، تو اُن کو بھی اسی طرح اجازت لے لینا چاہیئے۔ جیسا اُن سے اگلے لوگ اجازت لیا کرتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ تم سے اپنے احکام صاف صاف بیان کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ جاننے والا اور حکمت والا ہے ؛

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِيْنَةٍ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ط وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

(النور۔ ع ۸۔ پارہ ۱۸)

اور بڑی بوڑھی عورتیں جن کو نکاح کی کچھ اُمید نہ رہی ہو، اُن کو اس بات میں کوئی گناہ نہیں، کہ وہ اپنے کپڑے اُتار رکھیں بشرطیکہ زینت کا اظہار نہ کریں، اور اس سے احتیاط رکھیں تو ان کے لئے زیادہ بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سُنتا اور سب کچھ جانتا ہے ؛

عَنْ اَبِيْ مُوْسٰی رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ وَاِنَّ الْمَرْاَةَ اِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَا وَكَذَا۔

(ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی)

حضرت ابوموسیٰ رض کہتے ہیں، کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر ایک آنکھ جو نظرِ بد سے دیکھے زانیہ (زناکار) ہے اور جو عورت خوشبو مل کر کسی مجلس کے پاس سے گزرتی ہے، تو وہ ایسی اور ایسی یعنی زانیہ ہے ؛

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّهَا كَانَتْ

حضرت اُمِّ سلمہ رض کہتی ہیں، کہ میں رسول

عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ اَقْبَلَ ابْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ فَدَخَلَ عَلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحْتَجِبَا مِنْہُ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلَیْسَ ھُوَ اَعْمٰی لَا یُبْصِرُنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفَعَمْیَاوَانِ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِہٖ (ابوداؤد، ترمذی)

خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی ہوئی تھی، کہ اتنے میں ابن ام مکتوم (جو ایک جلیل القدر نابینا صحابی تھے) آئے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو آپ نے فرمایا، تم دونوں پردے میں ہو جاؤ، اس پر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ابن مکتوم نابینا نہیں ہیں، کہ ہمیں نہیں دیکھتے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا، تم دونوں اندھی نہیں ہو کیا تم اُسے نہیں دیکھتیں؟

پردے کے متعلق جو آیات اوپر درج کی گئی ہیں، ان کے علاوہ قرآن مجید میں اور بھی کئی آیات ہیں۔ جن سے پردے کی تاکید ثابت ہوتی ہے۔ اور اس کی تاکید کی وجہ یہ ہے کہ عورت مرد کے مقابلے میں کمزور پیدا کی گئی ہے۔ اور جسمانی کمزوری کے علاوہ ناقص العقل بھی ہے۔ اس لئے حفظ عصمت کی اس کو زیادہ تاکید ہے۔ آج کل کئی ایک انگریزی خواں مسلمان پردے کے مخالف ہیں۔ مگر جس قدر دلائل وہ اپنی تائید میں پیش کرتے ہیں، وہ عنکبوت سے زیادہ مضبوط نہیں ۔

مہر

وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ مُّحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِہٖ مِنْھُنَّ فَاٰتُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ فَرِیْضَۃً ط وَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ فِیْمَا تَرٰضَیْتُمْ بِہٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِیْضَۃِ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیْمًا

جو عورتیں تم پر حرام کی گئی ہیں، اُن کے علاوہ سب عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں بشرطیکہ شہوت رانی کے لئے نہیں، بلکہ قید نکاح میں لانے کی غرض سے مہر کے بدلے نکاح کرنا چاہو۔ پھر جن عورتوں سے تم نے صحبت کا فائدہ اٹھایا۔ تو اُن سے جو

حَكِيمًا ۝

(النساء ع ۴ - پارہ ۵)

مہر ٹھہرایا تھا۔ اُن کے حوالے کر دو۔ اور مہر ٹھہرائے پیچھے اس کے کم وبیش کرنے پر آپس میں راضی ہو جاؤ۔ تو تم پر اس میں کچھ گناہ نہیں۔ بیشک اللہ تعالٰی جاننے والا حکمت والا ہے ۝

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـــًٔا مَّرِيْٓـــًٔا۔

(النساء۔ ع۔ ۱۔ پارہ ۵۔ ۴)

اور عورتوں کے مہر خوشدلی سے دیدیا کرو۔ اور اگر وہ خوشی سے اس میں سے کچھ تم کو چھوڑ دیں تو اس کو رچتا پچتا سمجھ کر مزے سے کھاؤ ۝

عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَقُّ مَا اَوْفَيْتُمْ بِهٖ مِنَ الشُّرُوْطِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوْجَ۔

(بخاری مسلم)

حضرت عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جن شرطوں کو تم پورا کرتے ہو۔ اُن سب میں زیادہ ضروری اس شرط کا پورا کرنا ہے جس کی وجہ سے تم نے عورتوں کے ناموس اپنے لئے حلال کی ہے ۝

مہر دراصل ایک قرض ہے۔ جو مرد کے ذمہ واجب الادا ہے۔ عورت جس وقت چاہے اس کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ شریعت نے کم از کم مہر کی کوئی خاص حد مقرر نہیں کی۔ البتہ ایک حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ دس درہم سے کم مہر جائز نہیں (ایک درہم ۲ ماشہ ڈیڑھ رتی کا ہوتا ہے) اسی لئے حضرات حنفیہؒ کہتے ہیں۔ کہ اس سے کم مہر جائز نہیں۔ زیادتی مہر کی بھی کوئی حد مقرر نہیں۔ جس قدر استطاعت ہو۔ اس کے موافق مہر باندھ سکتا ہے۔ مگر بنظر اتباع سنت مناسب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات اور بناتِ طیبات کے مہروں میں سے کسی مہر کو اختیار کرے ۝

مہر چونکہ عورت کا حق ہے۔ اس لئے وہ اسے معاف بھی کر سکتی ہے۔ لیکن اپنی مرضی سے

اگر جبراً معاف کرایا جائے تو درست نہیں۔ وہ ہر صورت میں دینا پڑے گا۔ اسی طرح اگر کوئی عورت مرض الموت میں معاف کرے تو بھی مطلقاً درست نہیں، بلکہ ایک طرح کی وصیت ہے، جو بعض صورتوں میں ایک حدِ معیّن تک جائز اور بعض صورتوں میں ناجائز ہے۔

نفقہ و سُکنیٰ (خرچ خوراک وغیرہ و جائے قیام)

اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ

(النساء ع ۶ - پارہ ۵)

مرد عورتوں پر فوقیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فوقیت دی ہے اور دوسرے یہ کہ مردوں نے عورتوں پر اپنا مال خرچ کیا ہے۔

عَنْ حَكِيْمِ ابْنِ مُعَاوِيَةَ الْقُشَيْرِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا حَقُّ زَوْجَةِ اَحَدِنَا عَلَيْهِ قَالَ اَنْ تُطْعِمَهَا اِذَا طَعِمْتَ وَتَكْسُوْهَا اِذَا اكْتَسَيْتَ وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ وَلَا تُقَبِّحْ وَلَا تَهْجُرْ اِلَّا فِي الْبَيْتِ

(ابوداؤد، ابن ماجہ)

حضرت حکیمؓ بن معاویہ قُشیری کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ہم میں سے ہر ایک کی بی بی کا اس پر کیا حق ہے، آپ نے فرمایا، کہ جس وقت تو کھائے اُسے بھی کھلائے، اور جب تو پہنے اُسے بھی پہنائے اور نہ تو اس کے منہ پر مارے، اور نہ یہ کہے کہ تیری شکل اچھی نہیں اور باہم لڑائی ہو تو صرف گھر ہی میں اس کی خواب گاہ علیحدہ کر دے۔

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ (طلاق - ع ۱ - پارہ ۲۸)

عورتوں کو اپنے مقدور کے موافق وہیں رکھو، جہاں تم خود رہو، اور ان پر سختی کرنے کے لیے اُن کو تکلیف نہ دو۔

عورت کا نفقہ بشرطیکہ وہ بہ نکاحِ صحیح زوجیت میں آئی ہو، اس کے شوہر پر ہر حال میں واجب ہے، خواہ وہ عورت مسلمان ہو یا کافرہ (کتابیہ) فقیر ہو یا مالدار۔ بڑی عمر کی ہو یا

چھوٹی عمر کی ؛

نفقہ کے متعلق تین چیزیں ہیں. کھانا. کپڑا اور رہنے کا مکان. کھانے میں اس امر کا لحاظ ضروری ہے. کہ اپنی اور اس عورت کی حیثیت کے موافق اس کو کھانا کھلائے. خانہ داری کے تمام سامانوں کا مہیا کر دینا مثل چکی. توے، دیگچی. پیالہ. رکابی. گھڑے. لوٹے اور فرش وغیرہ کے شوہر کے ذمہ ہے. اور عورت کی آرائش کی چیزوں کا مہیا کر دینا بھی شوہر کے ذمہ ہے؛

کھانے پینے کی طرح لباس میں بھی دونوں کی حیثیت کا لحاظ ضروری ہے. شوہر کے ذمہ واجب ہے. کہ سال میں دو مرتبہ اس کو کپڑے بنا دے. گرمیوں میں گرمیوں کی ضرورت کے موافق اور جاڑے میں جاڑے کی ضرورت کے موافق لباس کی تعداد اور اس کی نوعیت دونوں کی حیثیت کے موافق ہونی چاہیئے. یعنی اگر دونوں امیر ہیں تو امیروں کا لباس اور دونوں غریب ہیں تو غریبوں کا سا لباس اور اگر ایک غریب ہو. اور دوسرا امیر تو متوسط درجہ کا لباس کپڑے کی نوعیت میں ہر شہر کے رسم ورواج کا لحاظ بھی ضروری ہے؛

رہنے کا مکان بھی دونوں کی حیثیت کے مطابق ہونا چاہیئے. اور اس مکان میں عورت کی رضامندی کے بغیر شوہر کا کوئی عزیز نہیں رہ سکتا. سوائے ایسے نابالغ بچوں کے جو عورت مرد کے باہمی تعلقات نہ سمجھتے ہوں. اسی طرح شوہر کو بھی اختیار ہے. کہ اس مکان میں عورت کے کسی عزیز کو نہ رہنے دے؛

کئی عورتوں میں عدل وانصاف

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ذٰلِکَ اَدْنٰٓی اَلَّا تَعُوْلُوْا (نساء ع ۱ - پارہ ۴)

اگر تمہیں اس بات کا اندیشہ ہو، کہ یتیم لڑکیوں میں انصاف قائم نہ رکھ سکو گے، تو اپنی مرضی کے مطابق دو دو اور تین تین اور چار چار عورتوں سے نکاح کر لو. لیکن اگر تمہیں اس بات کا اندیشہ ہو. کہ تم عدل نہ کر سکو گے. تو صرف ایک ہی بی بی پر اکتفا کرو.

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا کَانَتْ عِنْدَ الرَّجُلِ امْرَاَتَانِ فَلَمْ یَعْدِلْ بَیْنَهُمَا جَآءَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ سَاقِطٌ۔

(ترمذی۔ابوداؤد۔نسائی)

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقْسِمُ بَیْنَ نِسَائِهٖ فَیَعْدِلُ وَیَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ هٰذَا قَسْمِیْ فِیْمَا اَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِیْ فِیْمَا تَمْلِكُ وَلَا اَمْلِكُ

(ترمذی۔ابوداؤد۔ونسائی)

یا جو لونڈی تمہارے قبضہ میں ہو نا مصنفانہ برتاؤ سے بچنے کے لئے یہ بات زیادہ قرین مصلحت ہے ؂

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی شخص کے پاس دو عورتیں ہوں۔ اور وہ اُن میں انصاف نہیں کرتا، تو قیامت کے دن وہ ایسی حالت میں آئے گا، کہ اس کا نصف بدن خمیدہ ہوگا ؂

حضرت عائشہ سے روایت ہے، کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنی بیبیوں میں باری کی رعایت کرتے اور نوبت میں انصاف فرماتے اور کرتے، اے خدا یہ میری تقسیم ہے جس میں مَیں اختیار رکھتا ہوں۔ اس لئے مجھے اس بات کے بارے میں ملامت نہ کیجیو۔ جس کا تو اختیار رکھتا ہے۔ اور میں اختیار نہیں رکھتا ؂

طلاق کے بعد مطلقہ کو کچھ فائدہ پہنچانا

وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَی الْمُتَّقِیْنَ ۝

(البقرہ۔ع۔۳۔پارہ ۲)

اور جن عورتوں کو طلاق دی جائے۔ اُن کے ساتھ مہر کے علاوہ بھی دستور کے مطابق کچھ سلوک کرنا مناسب ہے کہ پرہیزگاروں پر یہ حق ہے ؂

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً وَّمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ

(البقرہ - ع ۳۱ - پا - ۲)

تم پر کچھ مواخذہ نہیں، اگر بیبیوں کو ایسی حالت میں طلاق دے دو کہ نہ تم نے ان کو ہاتھ لگایا ہے، اور نہ ان کے لئے کچھ مہر مقرر کیا ہے، اور ان کو ایک جوڑا دیدو۔ صاحب وسعت کے ذمے اس کی حیثیت کے موافق ہے، اور تنگدست کے ذمے اس کی حیثیت کے موافق۔ قاعدہ کے موافق جوڑا دینا خوش معاملہ لوگوں پر واجب ہے۔

نکاح کے وقت مہر مقرر نہ کیا جائے تو بھی نکاح ہو جاتا ہے، اور مہر مثل دینا لازم آتا ہے۔ اور ایسی عورت کو اگر خلوت صحیحہ سے پہلے طلاق دے دے تو مہر نہیں دینا پڑتا بلکہ تین کپڑوں کا ایک جوڑا جس میں ایک کرتہ ہو، اور ایک سربند اور ایک اتنی بڑی چادر جو سر سے پاؤں تک آسکے۔ اور جس عورت کا مہر نکاح کے وقت مقرر ہو چکا ہو۔ اور بعد از خلوت صحیحہ یا دخول اس کو طلاق دی جائے، تو اُس کو پورا مہر دینا پڑتا ہے، اس کو جوڑا دینا ضروری نہیں، البتہ مستحب یہ ہے کہ دیدے۔

حُسنِ معاملت (خوش معاملگی)

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا

(النساء ع ۳ - پارہ - ۴)

اور عورتوں کے ساتھ حُسن سلوک سے رہو، اور اگر تم انہیں پسند نہ کرو، تو عجب نہیں کہ تم کو ایک چیز ناپسند ہو، اور اللہ اس میں بہت سی برکت عطا کرے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِىْ

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنے اہل کے حق میں بہتر ہو۔

وَاِذَا مَاتَ صَاحِبُكُمْ فَلَا عُوْهُ

(ترمذی)

اور میں اپنے اہل کے حق میں تم سب سے بہتر ہوں۔ اور جب تمہارا دوست مر جائے تو عیب نہ ظاہر کرو ؛

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَّاَلْطَفُهُمْ لِاَهْلِهٖ۔

(ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے کامل ایمان والا مومن وہ ہے۔ جو خلق میں بہت اچھا اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ نرم ہو ؛

عورتوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ ان کو تکلیف نہ دی جائے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ان کی درشت مزاجی اور ناحق شناسی کو برداشت کیا جائے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ جو شخص اپنی بیوی کی بدخلقی پر صبر کرے گا۔ اس کو اتنا ثواب ملیگا جتنا حضرت ایوبؑ کو ان کی مصیبت پر ملے گا ؛

ناگوار مار پیٹ کی ممانعت

عَنْ اِیَاسِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَضْرِبُوْا اِمَاءَ اللّٰهِ فَجَاءَ عُمَرُ رضؓ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذَئِرْنَ النِّسَاءُ عَلٰی عَلٰی اَزْوَاجِهِنَّ فَرَخَّصَ فِیْ ضَرْبِهِنَّ فَطَافَ بِاٰلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءٌ كَثِیْرٌ یَشْكُوْنَ اَزْوَاجَهُنَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی

حضرت ایاس رضؓ بن عبداللہ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنی بیبیوں کو نہ مارا کرو۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ آکر کہنے لگے۔ کہ حضور! عورتیں اپنے شوہروں پر دلیر ہو گئی ہیں، تو آپ نے انہیں مارنے کی اجازت دی۔ پھر بہت سی عورتوں نے آنحضرت صلعم کے گھر میں اپنے خاوندوں کی شکایت کے لئے آمد و رفت کی، تو آپ نے فرمایا آلِ محمد (صلعم) کے گھروں میں بہت

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقَدْ طَافَ بِاٰلِ مُحَمَّدٍ نِسَاءٌ کَثِیْرٌ یَشْکُوْنَ اَزْوَاجَھُنَّ لَیْسَ اُوْلٰئِکَ بِخِیَارِکُمْ۔

(ابوداؤد ابن ماجہ)

عورتوں نے اپنے شوہروں کی شکایت کرتے ہوئے آمد و رفت شروع کی ہے وہ لوگ جو اپنی عورتوں کو مارتے ہیں، وہ تم میں سے اچھے آدمی نہیں ہیں ؛

معاشرت (طرزِ معیشت)

عَنْ عَائِشَۃَ رض قَالَتْ کُنْتُ اَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَ لِیْ صَوَاحِبُ یَلْعَبْنَ مَعِیَ فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ یَنْقَمِعْنَ مِنْہُ فَیُسَرِّبُھُنَّ اِلَیَّ فَیَلْعَبْنَ مَعِیَ

(صحیحین)

حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں، کہ میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گڑیلیوں سے کھیلا کرتی تھی۔ اور میری کئی سہیلیاں تھیں جو میرے ساتھ کھیلا کرتی تھیں۔ جب آنحضرت صلعم تشریف لاتے تو میری سہیلیاں آپ سے پردے میں ہو جاتیں، مگر حضور ع انہیں میرے پاس بھیج دیتے اور وہ آکر میرے ساتھ کھیلنے لگتیں ؛

عَنْ عَائِشَۃَ رض اَنَّھَا کَانَتْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی السَّفَرِ قَالَتْ فَسَابَقْتُہٗ فَسَبَقْتُہٗ عَلٰی رِجْلَیَّ فَلَمَّا حَمَلْتُ اللَّحْمَ سَابَقْتُہٗ فَسَبَقَنِیْ قَالَ ھٰذِہٖ بِتِلْکَ السَّبْقَۃِ۔

(ابوداؤد)

حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ ایک سفر میں میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی، اور میں آپ کے ساتھ اس ارادے سے دوڑی کہ دیکھوں کہ آگے کون نکل جاتا ہے، چنانچہ دوڑ میں میں آپ سے آگے نکل گئی، لیکن جب میں موٹی اور تن دار ہوئی تو پھر میں آنحضرت کے ساتھ دوڑی تو آپ مجھ سے آگے نکل گئے اور فرمانے لگے یہ سبقت اُس سبقت کے بدلے ہے ؛

عَنْ عَائِشَةَ رضی قَالَتْ قَالَ لِيْ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ
اِذَا كُنْتِ عَنِّيْ رَاضِيَةً وَاِذَا كُنْتِ
عَلَيَّ غَضْبٰى فَقُلْتُ مِنْ اَيْنَ تَعْرِفُ
ذَالِكَ فَقَالَ اِذَا كُنْتِ عَنِّيْ
رَاضِيَةً فَاِنَّكِ تَقُوْلِ لَا وَرَبِّ
مُحَمَّدٍ وَاِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبٰى قُلْتِ
لَا وَرَبِّ اِبْرَاهِيْمَ قَالَتْ قُلْتُ
اَجَلْ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا اَهْجُرُ
اِلَّا اسْمَكَ (صحیحین)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک دن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ میں اُس وقت کو جانتا ہوں جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو اور جب مجھ سے ناراض ہوتی ہو۔ میں نے عرض کیا، یہ آپ کیونکر جانتے ہیں۔ فرمایا جب تم راضی ہوتی ہو، تو قسم کے وقت کہتی ہو لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ[1] اور جب خفا ہوتی ہو۔ تو لَا وَرَبِّ اِبْرَاهِيْمَ[2] میں نے عرض کیا جی ہاں بخدا یا رسول اللہ میں صرف آپ کا نام چھوڑ دیتی ہوں (آپ کی محبت میرے دل میں ہر وقت موجود رہتی ہے)۔

عنوانِ بالا کے ذیل میں ہم نے جو احادیث نقل کی ہیں۔ ان کے علاوہ اس مضمون کی اور کئی حدیثیں کتب احادیث میں موجود ہیں، اور ان سب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خاوند کو اپنی بی بی سے اس کی عقل کے موافق پیش آنا چاہیئے۔ کبھی کبھی اس کے ساتھ ہنسی اور مزاح سے پیش آئے، اور کبھی تنبیہ کرے، جو کام خلافِ شریعت ہوں اُن میں عورتوں کی موافقت ہرگز نہ کرے، بلکہ خوب ڈانٹے۔ حضرت عمرؓ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مرد کو اپنی بی بی کے ساتھ ایسا رہنا چاہیئے جیسا بچوں کے ساتھ رہتا ہے۔ کہ کبھی اُن کو ہنساتا ہے کبھی ڈراتا ہے کبھی کھلاتا پلاتا ہے۔ اور کبھی تنبیہ کرتا ہے۔ الغرض ع

"درشتی و نرمی بہم در بہ است" پر کار بند ہونا چاہیئے، ہر وقت منہ چڑھائے اور چیں بہ ابرو رہنا زیبا نہیں اور نہ ہی ہر وقت ہنسی مذاق میں مشغول رہنا مناسب ہے کہ اس طرح عورت کے دل سے مرد کی ہیبت اُٹھ جاتی ہے اور بے شمار دینی اور دنیوی مفاسد پیدا ہو جاتے ہیں۔

[1] قسم ہے پروردگار حضرت محمد کی۔ [2] قسم ہے پروردگار حضرت ابراہیم کی۔

طلاق و عدّت

اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○

وہ طلاق جس میں رجوع کرنا درست ہے، دو مرتبہ کی طلاق ہے، پھر دو مرتبہ طلاق دینے کے بعد اختیار ہے، یا تو دستور کے موافق زوجیت میں رکھے یا حُسن سلوک کے ساتھ رخصت کر دے۔ اور یہ بات تمہارے لئے حلال نہیں، کہ جو کچھ تم نے ان کو دیا تھا اس میں سے کچھ بھی لو۔ مگر یہ کہ میاں بی بی کو خوف ہو، کہ اللہ تعالےٰ کی مقرر کی ہوئی حدوں پر قائم نہ رہ سکیں گے، پس اگر تم کو یہ احتمال ہو کہ وہ دونوں حدودِ خداوندی پر قائم نہ رہ سکیں گے، تو اس بات میں دونوں پر کچھ گناہ نہیں کہ عورت کچھ دے کر جان چھڑا لے یہ خدا کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں، ان سے باہر نہ نکلو، اور جو شخص خدائی حدود سے باہر نکل جائے تو ایسے ہی لوگ اپنا نقصان کرنے والے ہیں پھر اگر عورت کو تیسری طلاق دے دے، تو اس کے بعد جب تک یہ عورت مطلّقہ دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے، اس اوّل کے لیے حلال نہیں ہوسکتی ہاں اگر دوسرا شوہر ہمبستری کے بعد اس کو طلاق دیدے تو دونوں پر کچھ گناہ نہیں کہ پھر

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ

فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ
بِمَعْرُوْفٍ اَوْسَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ
وَّلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا
وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ
نَفْسَهٗ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ
هُزُوًا وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ
عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ
وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ
وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ
وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاۗءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ
فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ
اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ
ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ
يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكُمْ
اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ
وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (بقرع ۳۲۔ پارہ ۲)

ایک دوسرے کی طرف رجوع کرلیں بشرطیکہ دونوں گمان غالب رکھتے ہوں، کہ وہ خدائی حدوں کو قائم رکھیں گے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں، جن کو وہ ان لوگوں کے لئے بیان کرتا ہے، جو دانشمند ہیں اور جب تم عورتوں کو دوبارہ طلاق دے چکو اور ان کی عدت پوری ہونے کو آئے تو تم اُن کو قاعدہ کے موافق نکاح میں رہنے دو، یا قاعدہ کے موافق اُن کو رہائی دیدو، اور ان کو تکلیف پہنچانے کی غرض سے نہ رکھو تاکہ اُن پر ظلم کیا کرو، اور جو شخص ایسا کرے گا، وہ اپنا ہی نقصان کرے گا، اور اللہ تعالےٰ کے احکام کو لہو و لعب نہ سمجھو، اور اللہ تعالےٰ کی جو نعمتیں تم پر ہیں، ان کو یاد کرو اور اس احسان کو بھی یاد کرو، کہ تم پر کتاب اور عقل کی باتیں اُتاردیں، تاکہ تم کو ان کے ذریعہ سے نصیحت کرے، اور اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہو، اور جان رکھو، کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے، اور جب تم عورتوں کو طلاق دے دو اور وہ اپنی مدت عدت ختم کرلیں، تو تم ان کو اس بات سے نہ روکو کہ اپنے تجویز کئے ہوئے شوہروں سے نکاح کرلیں، جبکہ قاعدہ کے موافق باہم

رضامند ہو جائیں، اس سے اُس شخص کو
نصیحت کی جاتی ہے، جو تم میں اللہ اور
روزِ آخرت پر یقین رکھتا ہو، یہ تمہارے لئے
بڑی پاکیزگی اور بڑی صفائی کی بات ہے،
اور اللہ تعالیٰ مصلحتوں کو جانتا ہے۔ اور
تم نہیں جانتے ۔

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ
ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ۗ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ
يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ
اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ
الْاٰخِرِ ۗ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ
فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ۗ
وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ
وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۗ وَاللّٰهُ
عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ (بقرع ۲۸ . پارہ ۲)

اور طلاق دی ہوئی عورتیں اپنے آپ
کو تین حیض تک روکے رکھیں، اور ان عورتوں
کے لئے یہ بات حلال نہیں کہ خدا نے جو کچھ
اُن کے رحموں میں پیدا کیا ہے اُس کو چھپا رکھیں
اور اگر وہ اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن
پر ایمان رکھتی ہیں، اور اُن کے شوہر عدت
کے اندر ان کو لوٹا لینے کا زیادہ حق رکھتے
ہیں، بشرطیکہ اصلاح کا ارادہ رکھتے ہوں،
اور جیسے مردوں کا حق عورتوں پر ہے ویسے
دستور کے مطابق عورتوں کا حق مردوں پر
ہے، البتہ مردوں کو عورتوں پر فوقیت ہے
اور اللہ غالب اور حکمت والا ۔

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ
وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ
بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ
فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ
فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۗ

اور جو لوگ تم میں سے وفات پا جاتے
ہیں اور بیبیاں چھوڑ جاتے ہیں، تو ان عورتوں
کو چاہیئے کہ اپنے آپ کو چار مہینے دس
دن تک روکے رکھیں اور جب وہ اپنی عدت
ختم کرلیں تو جائز طور پر جو کچھ اپنے حق میں

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ

البقرہ ۔ ع ۳۰ ۔ پارہ ۲

کریں اس کا تم پر کچھ الزام نہیں ۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ کو اس کی خبر ہے ؛

شریعت اسلامی میں طلاق ایک بہت ہی ناپسندیدہ بات ہے، لیکن بعض صورتوں میں اس کی ضرورت بھی ہوتی ہے ۔ اس لئے اسلام نے اس کو جائز رکھا ہے، لیکن بڑی احتیاط کے ساتھ کہ حتی الامکان طلاق کی نوبت نہ آئے اور آئے تو زوجین میں سے کسی کی حق تلفی نہ ہو ۔ عرب کے لوگوں نے طلاق کو کھیل بنا رکھا تھا، طلاق دینے پر آئے تو ایک دم سے سینکڑوں طلاقیں دیتے چلے جاتے، یا یہ کرتے کہ طلاق دیتے پھر رجوع کر لیتے، پھر طلاق دیتے اور پھر رجوع کر لیتے اور اس طرح طرح طرح کے مفاسد پیدا ہوتے ۔ اللہ تعالےٰ نے طلاق کے معاملے کو نہایت عمدگی سے سلجھا دیا ۔ طلاق کے بارے میں اپنی ناپسندیدگی بھی ظاہر فرمائی اور مجبوری دینی پڑے تو اس کے لئے قاعدے بھی بنا دیئے ۔

طلاق دینے کا اختیار صرف مرد کو ہے، عورت اپنے مرد کو طلاق نہیں دے سکتی، اور مرد کو بھی صرف تین طلاق دینے کا اختیار ہے، اس سے زیادہ کا نہیں ۔ اگر کوئی شخص تین سے زائد طلاقیں دے گا، تو تین ہی واقع ہوں گی ۔ طلاق کے لئے یہ بھی ضروری نہیں کہ کسی کے سامنے دی جائے اور نہ یہ ضروری ہے کہ بی بی اس کو سُنے طلاق ہر حال میں واقع ہو جاتی ہے ؛

طلاق کی تین قسمیں ہیں، ایک طلاق تو ایسی ہے جس میں نکاح بالکل ٹوٹ جاتا ہے اور بغیر نکاح کئے اس مرد کے پاس رہنا جائز نہیں، اگر پھر اسی کے پاس رہنا چاہے اور مرد بھی اس کے رکھنے پر راضی ہو، تو نکاح کرنا پڑے گا، ایسی طلاق کو بائن کہتے ہیں، دوسری قسم وہ ہے، جس میں نکاح ایسا ٹوٹتا ہے کہ دوبارہ نکاح بھی کرنا چاہیں، تو پہلے کسی دوسرے شخص سے نکاح کرنا پڑے گا، اور جب وہ اپنی خوشی سے طلاق دیگا تب بعد از عدت پہلے شخص کے ساتھ نکاح ہو سکے گا، ایسی طلاق کو مغلظہ کہتے ہیں ۔ تیسری وہ طلاق ہے، جس میں نکاح نہیں ٹوٹتا، یہ طلاق صاف لفظوں میں ایک یا دو طلاق دینے کے بعد واقع ہوتی ہے، اس میں اگر مرد پشیمان ہو، تو نئے سرے سے نکاح کرنا

ضروری نہیں، بغیر نکاح کئے بھی اس کو رکھ سکتا ہے۔ لیکن اگر طلاق کے بعد مرد اسی پہ قائم رہے اور عدت گزر جائے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے، عدت کے اندر اندر بغیر نکاح کئے رجوع جائز ہے۔ ایسی طلاق کو رجعی کہتے ہیں، رجوع زبان سے ہو۔ جیسے یہ کہے کہ میں نے رجوع کیا، یا عمل سے جیسے صحبت یا لوازم صحبت شرع کے لحاظ سے طلاق کی دو قسمیں ہیں، ایک تو یہ کہ صاف لفظوں میں کہہ دیا۔ کہ میں نے تجھے طلاق دی یا یوں کہا کہ میں نے اپنی بی بی کو طلاق دی، یعنی ایسی صاف بات کہہ دی، کہ جس میں طلاق دینے کے سوا کوئی اور معنی نہیں نکل سکتے، ایسی طلاق کو "صریح" کہتے ہیں۔ دوسری قسم یہ ہے، کہ صاف لفظ نہیں کہے بلکہ ایسے گول مول لفظ کہے، جن سے طلاق کا مطلب بھی نکل سکتا ہے، اور طلاق کے سوا دوسرے معنی بھی نکل سکتے ہیں، جیسے کوئی کہے میں نے تجھ کو چھوڑ دیا۔ تو اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ میں نے تجھ کو طلاق دیدی۔ اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ میں تجھے اپنے پاس نہ رکھوں گا، ہمیشہ اپنے میکہ میں پڑی رہو، میں تیری خبر نہ لوں گا۔ یا یوں کہے مجھے تجھ سے کچھ واسطہ نہیں، یا مجھے تجھ سے کچھ مطلب نہیں یا تو مجھ سے جدا ہوگئی، یا میں نے تجھ کو الگ کر دیا، یا جُدا کر دیا، میرے گھر سے چلی جا یا نکل جا، یا اسی طرح کے اور کلمات جن کے دو مطلب نکل سکتے ہیں۔ ایسی طلاق کو "کنایہ" کہتے ہیں ؛

طلاق "صریح" زبان سے نکلتے ہی واقع ہو جاتی ہے، طلاق دینے کی نیت ہو یا نہ ہو، بلکہ ہنسی اور دل لگی سے کہے۔ تو بھی واقع ہو جاتی ہے، لیکن طلاق رجعی واقع ہوتی ہے، یعنی عدت کے ختم ہونے تک اس کے رکھنے نہ رکھنے کا اختیار ہے ؛

طلاق بالکنایہ سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے، بشرطیکہ طلاق کی نیت ہو، اگر طلاق کی نیت نہ ہو، تو پھر طلاق واقع نہیں ہوتی، لیکن اگر قرینہ سے معلوم ہو جائے کہ طلاق ہی دینے کی نیت تھی، تو پھر طلاق واقع ہو جائے گی ؛

طلاق کی عدت تین حیض مقرر ہے۔ خواہ ایک طلاق دی ہو یا دو تین طلاقیں دی ہوں، اور طلاق بائن دی ہو یا رجعی۔ اگر چھوٹی لڑکی کو طلاق مل گئی، جس کو ابھی حیض نہیں آتا یا اتنی بڑھیا ہے، کہ اب حیض آنا بند ہو گیا ہے، تو ان دونوں کی عدت تین مہینے ہے۔

حاملہ عورت کی عدّت وضع حمل ہے۔ اگر کسی نے حیض کے زمانہ میں طلاق دی۔ تو جس حیض میں طلاق دی، اُس کا کچھ اعتبار نہیں، اس کو چھوڑ کر تین حیض اور پورے کرے ؂

جس عورت کا شوہر مر جائے اس کی عدت چار مہینے دس دن ہے، بشرطیکہ عورت حاملہ نہ ہو۔ اگر عورت حاملہ ہو، تو اس کی عدّت وضع حمل ہے، اور مہینوں کا کچھ اعتبار نہیں، اگر مرنے سے دو چار گھڑی بعد بچہ پیدا ہو جائے، تب بھی عدّت ختم ہو گئی ؂

خلع (بیوی کا شوہر کو کچھ مال دیکر نکاح سے آزادی حاصل کرنا)

وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

(بقرہ - ع ۲۹ - پارہ - ۲)

اور جو کچھ تم عورتوں کو دے چکے ہو، اُس میں سے کچھ بھی واپس لینا جائز نہیں مگر یہ کہ میاں بی بی کو خوف ہو، کہ خدا کی حدوں پر قائم نہ رہ سکیں گے (پس اگر تمہیں اس بات کا خوف ہو کہ میاں بی بی اللہ کی حدوں پر قائم نہ رہ سکیں گے، تو عورت اپنا آپ چھڑانے کے لئے کچھ دیدے پس دونوں پر کچھ گناہ نہیں، یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں، ان سے آگے نہ بڑھو اور جو لوگ اللہ کی حدّوں سے تجاوز کریں وہی ظالم ہیں۔ (اپنے آپ پر ظلم کر رہے ہیں) ؂

عَنْ حَبِيْبَةَ ؓ بِنْتِ سَهْلٍ اَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ ثَابِتِ ابْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ اِلَى الصُّبْحِ

حضرت حبیبہ ؓ بنت سہل سے روایت ہے، کہ ثابت بن قیس بن شماس کے نکاح میں تھیں، آنحضرت نماز صبح کے لئے نکلے تو حبیبہ ؓ کو اندھیرے میں اپنے حجرے کے

فَوَجَدَ حَبِیْبَۃَ بِنْتَ سَہْلٍ عِنْدَ بَابِہٖ فِی الْغَلَسِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ ھٰذِہٖ قَالَتْ اَنَا حَبِیْبَۃُ بِنْتُ سَہْلٍ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ مَاشَانُکِ قَالَتْ لَا اَنَا وَلَا ثَابِتُ بْنُ قَیْسٍ لِزَوْجِھَا فَلَمَّا جَاءَ ثَابِتُ ابْنُ قَیْسٍ قَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھٰذِہٖ حَبِیْبَۃُ بِنْتُ سَہْلٍ قَدْ ذَکَرَتْ مَاشَاءَ اللّٰہُ اَنْ تَذْکُرَ فَقَالَتْ حَبِیْبَۃُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کُلُّ مَا اَعْطَانِیْ عِنْدِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِثَابِتٍ خُذْ مِنْھَا فَاَخَذَ مِنْھَا وَجَلَسَتْ فِیْ اَھْلِھَا (نسائی)

دروازے کے پاس کھڑا پاکر ارشاد فرمایا یہ کون ہے؟ حبیبہؓ نے عرض کیا، یارسول اللہ میں سہل کی بیٹی حبیبہ ہوں۔ فرمایا تیرا کیا حال ہے۔ اس وقت کیسے آنا ہوا۔ عرض کیا، میں ثابت بن قیس کے ساتھ نہیں رہ سکتی اور نہ ثابت بن قیس میرے ساتھ رہ سکتا ہے۔ ثابت بن قیس آئے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا یہ سہل کی بیٹی حبیبہ ہے اس نے جو کچھ بیان کرنا تھا، بیان کردیا۔ حبیبہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ جو چیز ثابت نے مجھے دی ہے، سب میرے پاس ہے۔ آنحضرت نے ثابت سے فرمایا، کہ اس میں سے کچھ لے لو۔ انہوں نے لے لیا اور حبیبہؓ اپنے کنبے میں جا بیٹھی ؛

اگر میاں بی بی میں کسی طرح سے نباہ نہ ہوسکے اور مرد طلاق بھی نہ دیتا ہو، تو عورت کو جائز ہے، کہ کچھ مال دے کر یا اپنا مہر دے کر اپنے مرد سے کہے کہ اتنا روپیہ لے کر مجھے طلاق دیدے۔ شرع میں اسے خلع کہتے ہیں +

ایلاء (اپنی بی بی کے پاس نہ جانے کی قسم کھانا)

لِلَّذِیْنَ یُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِھِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَۃِ اَشْھُرٍ ج فَاِنْ فَآءُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ہ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ (بقرع ۲۸)

جو لوگ اپنی بیبیوں کے پاس جانے کی قسم کھا بیٹھیں، ان کو چار مہینے کی مہلت ہے، پھر اس مدت میں اگر رجوع کرلیں، تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے، اگر طلاق

کا ارادہ کرلیں تو اللہ تعالیٰ خوب سُنتا اور
خوب جانتا ہے ؁

ایلاء کے معنے ہیں بی بی کے پاس نہ جانے کی قسم کھالینا۔ اس کا حکم یہ ہے
کہ چار مہینے تک اگر اُس نے صحبت نہ کی۔ تو چار مہینے گزرنے پر عورت کو طلاق پڑ
جائے گی، اور اب وہ بے نکاح کئے میاں بی بی کی طرح نہیں رہ سکتے۔ اور اگر چار مہینے
کے اندر ہی اندر اس نے اپنی قسم توڑ ڈالی اور صحبت کرلی تو طلاق نہ پڑے گی، البتہ قسم
توڑنے کا کفارہ دینا پڑے گا۔ جو دس فقیروں کو کھانا کھلانا یا اِن کو کپڑے پہنانا یا ایک
غلام آزاد کرنا اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے۔ تو تین دن کے روزے رکھے۔ اگر کوئی شخص چار
مہینے سے کم کے لئے قسم کھائے تو اس سے ایلاء ثابت نہ ہوگا، ہاں جتنے روز کی قسم کھائی
ہے۔ اگر اس سے پیشتر عورت کے پاس جائے گا۔ تو کفارۂ قسم دینا لازم آئے گا ؁

ظہار (اپنی منکوحہ کو اپنی محرمات ابدیہ میں سے کسی کے ساتھ تشبیہ دینا)

اَلَّذِیْنَ یُظٰہِرُوْنَ مِنْکُمْ مِّنْ
نِّسَآئِہِمْ مَّا ہُنَّ اُمَّہٰتِہِمْ اِنْ
اُمَّہٰتُہُمْ اِلَّا الّٰٓئِیْ وَلَدْنَہُمْ وَ
اِنَّہُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْکَرًا مِّنَ الْقَوْلِ
وَزُوْرًا ؕ وَاِنَّ اللّٰہَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ
وَالَّذِیْنَ یُظٰہِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِہِمْ
ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَۃٍ
مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِکُمْ تُوْعَظُوْنَ
بِہٖ ؕ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ فَمَنْ
لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ شَہْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ
مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ

جو لوگ تم میں سے اپنی بیبیوں سے
ظہار کر بیٹھتے ہیں، تو وہ کچھ اُن کی مائیں
نہیں ہو جاتیں، اِن کی مائیں تو وہی ہیں
جنہوں نے اُن کو جنا ہے، ہاں وہ لوگ
بیشک بیہودہ اور جھوٹی باتیں کہتے ہیں۔
اور بیشک اللہ معاف کرنے والا اور
بخشنے والا ہے۔ اور جو لوگ اپنی بیبیوں
سے ظہار کرتے ہیں، اور پھر لوٹ کر وہی کام
کرنا چاہتے ہیں۔ جس کو کہہ چکے ہوں، تو
ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے
مرد کے ذمے ایک غلام آزاد کرنا ہے۔

فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ (المجادلہ ۔ ع ۱ ۔ پارہ ۲۸)

تم کو یہ نصیحت کی جاتی ہے، اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو، اللہ کو اس کی خوب خبر ہے، پھر جس کو غلام میسر نہ ہو۔ تو ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے مرد لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے۔ جو روزوں کی طاقت نہ رکھے۔ وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلادے یہ حکم اس لئے دیا جاتا ہے کہ تم لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ۔ اور یہ اللہ کی حدیں ہیں، اور منکروں کے لئے دردناک عذاب ہے ۔

اگر کوئی شخص اپنی بی بی سے یوں کہے کہ تو میری ماں کے برابر ہے۔ یوں کہے کہ تو میرے لئے ماں کے برابر ہے۔ یا ایسا تو میرے نزدیک ماں کے مثل ہے۔ یا ماں کی طرح ہے۔ تو اگر اُس نے اس سے یہ مطلب لیا ہے کہ بزرگی اور تعظیم میں ماں کے برابر ہے۔ یا یہ مطلب لیا کہ تو بالکل بڑھیا ہے، عمر میں میری ماں کے برابر ہے، تب تو اس کے کہنے سے کچھ نہیں ہوا اور اگر اس کہنے سے طلاق دینے اور چھوڑنے کی نیت کی تو عورت کو بائن طلاق واقع ہو گئی۔ اور اگر طلاق دینے کی بھی نیت نہیں تھی۔ اور عورت کا چھوڑنا بھی مقصود نہ تھا۔ بلکہ صرف اتنا مطلب تھا کہ اگرچہ تو میری بی بی ہے، اپنے نکاح سے تجھ کو الگ نہیں کرتا لیکن اب تجھ سے کبھی صحبت نہ کروں گا، تجھ سے صحبت کرنے کو اپنے اوپر حرام کر لیا، تو اس کو شرع میں ظہار کہتے ہیں، اور اس کا حکم یہ ہے کہ وہ عورت اسی مرد کے نکاح میں رہے گی لیکن کفارہ ادا کرنے سے پہلے اس سے صحبت نہیں کر سکتا۔ اور کفارہ قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیات میں مذکور ہو چکا ہے۔ یعنی ایک غلام کا آزاد کرنا، اگر یہ نہ ہو سکے۔ تو دو مہینے کے روزے رکھنا، اگر یہ بھی نہ ہو سکے، تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ۔

اور اگر اپنی بی بی کو بہن کے برابر یا بیٹی یا پھوپھی یا کسی اور ایسی عورت کے برابر کہا،

جس کے ساتھ نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہوتا ہے، تو اس کا بھی یہی حکم ہے ؛

اُجرتِ اِسترضاع یعنی دُودھ پلوانے کی اُجرت

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۚ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۚ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۗ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ (بقرہ ع ۳۰ پارہ ۲)

اور جو شخص (بعد از طلاق) پوری مدت دودھ پلوانا چاہے۔ تو اس کی خاطر مائیں اپنی اولاد کو پورے دو برس دودھ پلائیں اور باپ پر دستور کے مطابق ماؤں کو کھانا کپڑا دینا لازم ہے، ہر شخص کو اس کی گنجائش کے مطابق تکلیف دی جائے نہ تو ماں کو اس کے بچّے کے باعث نقصان پہنچایا جائے، اور نہ اس کو جس کا بچہ ہے، اور جیسا باپ پر نان ونفقہ کا حق ہے ایسا ہی اس کے وارث کے ذمّہ بھی ہے۔ پھر اگر ماں باپ اپنی مرضی سے وقت سے پہلے دودھ چھڑانا چاہیں تو اُن پر کچھ گناہ نہیں، اور اگر تم کسی اور دایہ سے دودھ پلوانا چاہو، تب بھی تم پر کوئی گناہ نہیں، بشرطیکہ جو کچھ تم نے دستور کے مطابق ماؤں کو دینا کیا تھا، ان کو دے دو، اور اللہ سے ڈرتے رہو، اور جان لو۔ کہ اللہ تعالےٰ جو کچھ تم کرتے ہو سب کو دیکھتا ہے ؛

طلاق کے بعد ماں کی گود میں اگر بچہ ہو، تو اس کی پرورش کا حق ماں کو ہے۔ باپ

اس کو چھین نہیں سکتا. لیکن لڑکے کا سارا خرچ باپ کو دینا پڑے گا. اگر ماں خود پرورش نہ کرے، باپ کے حوالے کردے، تو باپ کو لینا پڑے گا. زبردستی عورت کو نہیں دے سکتا لڑکا جب تک سات برس کا نہ ہو. تب تک اس کی پرورش کا حق رہتا ہے. جب سات برس کا ہوگیا، تو باپ اس کو زبردستی لے سکتا ہے. اور لڑکی کی پرورش کا حق نو برس تک رہتا ہے۔

لعان (قسما قسمی)

وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَاۤءُ اِلَّاۤ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَیْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ وَیَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِیْنَ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَیْهَاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِیْمٌ ۟

(نور۔ ع۔ ۱۔ پارہ ۱۸)

اور جو لوگ اپنی بیبیوں کو زنا کی تہمت لگائیں، اور اپنے سوا ان کا کوئی گواہ نہ ہو تو ایسے مدعیوں میں سے ہر ایک کا ثبوت یہی ہے، کہ وہ چار بار خدا کی قسم کھا کر بیان کرے کہ وہ بلاشبہ اپنے اس دعوے میں سچا ہے، اور پانچویں دفعہ کہے کہ اگر وہ جھوٹ بولتا ہو، تو اس پر اللہ کی لعنت۔ اور عورت سے سزا اس طرح ٹل سکتی ہے کہ وہ چار دفعہ قسم کھا کر بیان کردے، کہ یہ شخص جھوٹا ہے، اور پانچویں دفعہ یوں کہے، کہ اگر یہ شخص اپنے دعوے میں سچا ہو، تو مجھ پر غضب الہٰی نازل ہو، اور اگر تم پر خدا کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی، اور نیز یہ کہ اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور حکمت والا ہے (تو بہت فساد برپا ہو گئے ہوتے) ۔

اگر کوئی شخص اپنی بی بی کو زنا کی تہمت لگائے یا جو لڑکا پیدا ہوا اس کو کہے کہ یہ لڑکا

میرا نہیں نہ معلوم کس کا ہے۔ تو اس کا حکم یہ ہے۔ کہ عورت قاضی کے پاس جاکر فریاد کرے۔ اور قاضی دونوں سے قسم لے۔ پہلے شوہر سے اس طرح کہلاوے۔ کہ میں خدا کو گواہ کرکے کہتا ہوں، کہ جو تہمت میں نے اس کو لگائی ہے۔ اس میں سچا ہوں۔ چار دفعہ اس طرح کہے۔ اور پانچویں دفعہ یوں کہے۔ کہ اگر میں جھوٹا ہوں۔ تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ جب مرد پانچویں دفعہ کہہ چکے۔ تو عورت چار دفعہ اس طرح کہے۔ کہ میں خدا کو گواہ کرکے کہتی ہوں کہ اس نے جو تہمت مجھے لگائی ہے۔ اس تہمت میں یہ جھوٹا ہے۔ اور پانچویں دفعہ یوں کہے۔ کہ اگر اس تہمت لگانے میں یہ سچا ہو۔ تو مجھ پر خدا کا غضب ٹوٹے۔ جب دونوں قسم کھالیں۔ تو حاکم دونوں میں جدائی کرادے گا۔ اور ایک طلاق بائن پڑ جائے گی۔ اور اب یہ لڑکا باپ کا نہ کہا جائے گا۔ بلکہ ماں کا کہا جائے گا۔ اس قسما قسمی کو شرع میں لعان کہتے ہیں ؁

حقوق قرابت

حسن سلوک

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ج وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ج وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ج وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ط اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

کچھ سارا کمال اسی میں نہیں، کہ تم اپنا منہ مشرق کو کرلو۔ یا مغرب کو۔ بلکہ کمال تو یہ ہے، کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ پر یقین رکھے اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور کتابوں پر اور پیغمبروں پر۔ اور اللہ کی محبت میں رشتہ داروں، یتیموں، محتاجوں اور مسافروں اور سوال کرنے والوں کو آزاد کرانے میں مال دیتا ہو۔ اور نماز کی پابندی رکھتا ہو، اور زکوٰۃ بھی ادا کرتا ہو، اور جو شخص اپنے عہد کو پورا کرنے والے ہوں

الْمُتَّقُوْنَ ٥

(البقرہ - ع - ٢٢ - پارہ ٥ - ٢)

جب عہد کرلیں، اور وہ لوگ مستقل رہنے والے
ہوں تنگدستی، بیماری اور قتال میں۔ یہی
لوگ ہیں جو سچے ہیں اور یہی لوگ متقی ہیں ؛

يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلْ
مَا اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ
وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسَاكِيْنِ
وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ
فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ (البقرہ ع ٢٦ پارہ ٢)

لوگ آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ
راہ خدا میں کیا خرچ کریں۔ تو آپ اُن سے
کہدیں، کہ جو کچھ بھی تم خرچ کرو وہ حق ہے
ماں باپ کا اور قریب کے رشتہ داروں کا
اور یتیموں کا اور محتاجوں کا اور مسافروں کا
اور تم جو بھی بھلائی کروگے۔ اللہ اُس کو جانتا ہے ؛

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ
وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ٥
(بنی اسرائیل ٣ پارہ ١٥)

اور رشتہ دار اور غریب اور مسافر کو
اس کا حق پہنچاتے رہو۔ لیکن فضول خرچ
نہ کرو ؛

عَنْ اَنَسٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ
اَنْ يُّبْسَطَ لَهٗ فِيْ رِزْقِهٖ وَيُنْسَاَ لَهٗ فِيْ
اَثَرِهٖ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ
(بخاری، مسلم)

حضرت انس رض سے روایت ہے۔ کہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو
شخص اس بات کو دوست رکھتا ہو۔ کہ خدا
اس کی روزی میں وسعت اور اُس کی عمر
میں برکت دے۔ تو اُسے چاہیئے کہ اپنے
قریبیوں کے ساتھ سلوک کرتا رہے ؛

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ
الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِيْ وَلٰكِنَّ الْوَاصِلَ
الَّذِيْ اِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهٗ وَصَلَهَا
(بخاری)

حضرت ابن عمر رض سے روایت ہے۔ کہ
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو
جو شخص رشتہ داروں کے احسان کی تلافی
کرتا ہے۔ وہ صلۂ رحم کرنے والا نہیں بلکہ
کامل صلۂ رحم کرنے والا وہ ہے، کہ جب

صلہ رحمی نہ کی جائے۔ تو وہ برابر صلہ رحمی کرتا رہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَعَلَّمُوْا مِنْ اَنْسَابِکُمْ مَا تَصِلُوْنَ بِهٖ اَرْحَامَکُمْ فَاِنَّ صِلَةَ الرَّحِمِ مَحَبَّةٌ فِی الْاَهْلِ مَثْرَاةٌ فِی الْمَالِ مَنْسَاةٌ فِی الْاَثَرِ۔

(ترمذی)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے انساب کے متعلق اس قدر علم حاصل کرلو جس سے تم اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کر سکو کیونکہ صلۂ رحمی کرنے سے قرباء میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ اور مال میں کثرت اور عمر میں زیادتی ہوتی ہے۔

تعظیم اور شفقت و مہربانی

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا وَیَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَ عَنِ الْمُنْکَرِ۔

(ترمذی)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ہمارے چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کی تعظیم نہ کرے وہ ہمارے طریقے پر نہیں۔ اور جو شخص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرے وہ بھی ہمارے طریقے پر نہیں۔

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَقُّ کَبِیْرِ الْاِخْوَةِ عَلٰی صَغِیْرِهِمْ حَقُّ الْوَالِدِ عَلٰی وَلَدِهٖ (بیہقی)

حضرت سعید بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بڑے بھائی کا حق چھوٹے پر ایسا ہے جیسے باپ کا حق اولاد پر۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اَکْرَمَ شَابٌّ

حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس جوان

شَيْخًا مِنْ اَجَلِ سِنِّهٖ اِلَّا قَيَّضَ اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَ كِبَرِ سِنِّهٖ مَنْ يُّكْرِمُهٗ (ترمذی)

نے بوڑھے کی اس کی سن کی وجہ سے عزت کی تو خدا اُس کے بڑھاپے کے وقت ضرور ایسا شخص مقرر کرے گا۔ جو اس کی عزت کرے گا +

عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَّا يَرْحَمُ النَّاسَ (بخاری۔ مسلم)

حضرت جریرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگوں پر مہربانی نہیں کرتا۔ تو خدا بھی اس پر مہربانی نہیں کرتا +

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِى الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِى السَّمَآءِ (ابوداؤد۔ ترمذی)

حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مہربانی کرنے والوں پر خدا مہربانی کرتا ہے۔ تم زمین والوں پر مہربانی کرو۔ خدا جو آسمان میں ہے تم پر مہربانی کرے گا +

تعلیم و تبلیغ اور محبّت و مودّت

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ٥

(الشعراء ع ۱۱- پارہ ۱۹)

اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اپنے اقرباء کو خدا کے عذاب سے ڈراؤ۔ اور جو مسلمان تمہارے تابع ہیں۔ ان سے بتواضع پیش آؤ +

عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ ذُوْ سُلْطَانٍ مُقْسِطٌ مُتَصَدِّقٌ مُوَفَّقٌ وَرَجُلٌ رَحِيْمٌ

حضرت عیاض بن حمارؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جنتی تین قسم کے لوگ ہیں۔ اوّل منصف بادشاہ لوگوں کے ساتھ احسان

رَفِيقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِي قُرْبَى وَمُسْلِمٍ وَعَفِيفٌ مُتَعَفِّفٌ ذُو عِيَالٍ۔

(مسلم)

کرنے والا نیکی اور بھلائی کی توفیق دیا گیا، دوسرا مہربان اور نرم دل آدمی جو قریبیوں اور نیز ہر مسلمان کے ساتھ مہربانی سے پیش آئے اور عیالدار پارسا جو حرام سے باز رہتا ہو، اور محتاجی کے اظہار سے شرم کرتا ہو۔

میراث

وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْ بَعْدُ وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا مَعَكُمْ فَأُولٰئِكَ مِنْكُمْ وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلٰى بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

(الانفال ع ۱۰ - پارہ ۱۰)

اور جو لوگ بعد کو ایمان لائے اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ ہو کر انہوں نے جہاد بھی کئے تو وہ تم ہی میں داخل ہیں، اور رشتہ دار اللہ کے حکم کے مطابق ایک دوسرے کی میراث کے زیادہ حقدار ہیں۔ بیشک اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

اَلنَّبِيُّ أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلٰى بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ إِلَّا أَنْ تَفْعَلُوا إِلٰى أَوْلِيَاءِكُمْ مَعْرُوفًا كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا

(الاحزاب ع ۱ - پارہ ۲۱)

نبی (صلعم) مومنین کے ساتھ خود ان کے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں اور آپ کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں، اور رشتہ دار کتاب اللہ میں ایک دوسرے سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں، بہ نسبت دوسرے مومنین اور مہاجرین کے مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں سے کچھ سلوک کرنا چاہو تو وہ جائز ہے یہ بات لوح محفوظ میں لکھی جا چکی ہیں۔

اصحاب الفروض (وہ رشتہ دار جن کے حصص کلام مجید یا حدیث میں مذکور ہیں)

والدین (ماں باپ)

وَلِاَبَوَیۡهِ لِکُلِّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَکَ اِنۡ کَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنۡ لَّمۡ یَکُنۡ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ

(النساء - ع ۲ - پارہ ۴)

میت کے ترکہ سے ماں باپ میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے جبکہ میت کی اولاد ہو، اگر اس کے اولاد نہ ہو، اور اس کے وارث صرف ماں باپ ہوں تو اس کی ماں کا حصہ ایک تہائی (اور باقی باپ کا)

اصحاب الفروض وہ وارث ہیں، جن کا حصہ قرآن مجید یا حدیث شریف یا اجماع امت سے مقرر ہو چکا ہے، اور ترکہ میت کی تقسیم کا آغاز انہیں سے ہوتا ہے۔ یہ کل بارہ آدمی ہیں، چار مرد باپ، دادا، شوہر، ماں شریک بھائی جسے اخیافی بھائی کہتے ہیں، اور آٹھ عورتیں، ماں، دادی پڑدادی وغیرہ، زوجہ، بیٹی، پوتی اور پڑپوتی وغیرہ، حقیقی بہن، علاتی بہن یعنی باپ شریک بہن، اخیافی بہن ؂

باپ کی تین حالتیں ہیں، ایک حالت میں تو صرف اُسے چھٹا حصہ ملتا ہے، اور یہ اس صورت میں جب کہ میت کا بیٹا یا کسی درجہ کا پوتا ہو، دوسری حالت میں چھٹا حصہ بھی ملے گا، اور وارثوں کو دے کر جو مال بھی بچے گا اس کا وارث بھی ہوگا اور یہ اس صورت میں جب کہ میت کی بیٹی یا کسی درجہ کی پوتی موجود ہو، تیسری حالت یہ ہے کہ محض عصبہ ہو، اور یہ اُس وقت ہوگا، جب کہ میت کی کوئی (ذکور و اناث ذرینہ و مادینہ) اولاد نہ ہو، یعنی اس صورت میں باپ کے لئے کچھ حصہ مقرر نہیں، بلکہ عصبہ ہوگا تو سب مال اسی کو ملے گا، اور اگر اور اصحاب الفروض ہوں گے، تو اُن کو دیکر جو مال بچیگا وہ سب کا سب باپ کو ملے گا ؂

دادے کا حال بعینہ باپ کی طرح ہے، یعنی باپ کی عدم موجودگی میں احکام

میراث میں دادا باپ کی مانند ہے، مگر تین باتوں میں فرق ہے۔ اول یہ کہ باپ کے سامنے دادا محروم ہوتا ہے۔ دوسرا یہ کہ دادی باپ کے سامنے محروم ہوتی ہے، لیکن دادے کے سامنے محروم نہیں ہوتی۔ اور تیسرے یہ کہ باپ کے سامنے ماں کو جبکہ زوجین میں سے ایک موجود ہو، باقی کا تہائی حصہ ملتا ہے، لیکن دادے کے سامنے کل کی تہائی ملتی ہے ؛

میت کی ماں کی بھی تین حالتیں ہیں۔ میت کی اولاد ہو۔ یعنی بیٹا، بیٹی یا پوتا، پوتی موجود ہوں، تو ماں کو چھٹا حصہ ملے گا۔ اور اگر میت کے دو یا دو سے زیادہ بھائی بہن موجود ہوں، خواہ سگے ہوں یا سوتیلے تو پھر بھی ماں کو چھٹا حصہ ملے گا، کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے، فَاِنْ كَانَ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ یعنی اگر میت کے بھائی بہن ہوں تو ماں کے لئے چھٹا حصہ ہے۔ اگر مذکورہ بالا رشتہ داروں میں سے کوئی نہ ہو، تو پھر کل مال کا تہائی حصہ ماں کو ملے گا۔ بشرطیکہ شوہر اور باپ یا زوجہ اور باپ اس کے ساتھ موجود نہ ہوں۔ اور اگر ماں کے ساتھ باپ اور احد الزوجین موجود ہوں، تو اس صورت میں باقی کا تہائی حصہ ماں کو ملے گا۔ باقی کی تہائی سے یہ مراد ہے کہ ذوی الفروض سببی یعنی احد الزوجین کو دے کر جو بچے اس کا تہائی ماں کو ملے گا ؛

زوجین (میاں بیوی)

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ج فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ط وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ج فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ

اور تم کو اس ترکہ کا نصف ملے گا، جو تمہاری بیبیاں چھوڑ جائیں، اگر ان کے کچھ اولاد نہ ہو، اور اگر ان کے کچھ اولاد ہو تو تم کو ترکے سے چوتھائی ملے گا، قرضہ اور وصیت کے بعد جس کی وہ وصیت کر جائیں، اور ان بیبیوں کو چوتھائی ملے گا اس ترکہ سے جس کو تم چھوڑ جاؤ، اگر تمہارے کچھ اولاد

مِنۡۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ تُوۡصُوۡنَ بِهَاۤ اَوۡ دَيۡنٍؕ

(النساء ع ۲ - پارہ ۵ - ۴)

نہ ہو۔ اور اگر تمہارے کچھ اولاد ہو، تو اُن کو تمہارے ترکہ سے آٹھواں حصّہ ملے گا۔ اُس قرض اور وصیت کے بعد جس کی تم وصیت کر جاؤ۔

شوہر کی دو حالتیں ہیں۔ پہلی حالت میں وہ ترکہ زوجہ کے نصف کا مالک ہوگا، اور یہ اُس صورت میں جبکہ زوجہ کے اولاد نہ ہو، اور اولاد کے لئے یہ ضرور نہیں کہ اُسی خاوند سے ہو بلکہ جائز ہے، کہ میّت نے پہلے نکاح کیا ہو، اور اس سے یہ اولاد ہو، اور یہ شوہر میت کا دوسرا ہو۔ جو بوقت مرنے کے موجود ہے۔ دوسری حالت میں شوہر کو چوتھا حصہ ملے گا اور یہ اُس صورت میں جبکہ زوجہ کے اولاد ہو۔

زوجہ کی بھی دو حالتیں ہیں۔ ایک حالت میں چوتھائی کی مستحق ہوگی، اور یہ اس صورت میں جبکہ شوہر کے اولاد نہ ہو۔ (خواہ اس زوجہ کے بطن سے ہو یا پہلی زوجہ کے بطن سے) دوسری حالت میں آٹھویں حصے کی مالک ہوگی، اور یہ اس صورت میں جبکہ شوہر کے ساتھ اولاد ہو۔ اگر ایک سے زائد بیبیاں ہوں تو وہ سب چوتھے یا آٹھویں حصے میں شریک ہوں گی۔

اخیافی بھائی بہن!

وَاِنۡ كَانَ رَجُلٌ يُّوۡرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امۡرَاَةٌ وَّلَهٗۤ اَخٌ اَوۡ اُخۡتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا السُّدُسُ‌ۚ فَاِنۡ كَانُوۡۤا اَكۡثَرَ مِنۡ ذٰلِكَ فَهُمۡ شُرَكَآءُ فِى الثُّلُثِ مِنۡۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ يُّوۡصٰى بِهَاۤ اَوۡ دَيۡنٍۙ غَيۡرَ مُضَآرٍّ‌ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ‌ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَلِيۡمٌؕ

(النساء ع ۲ - پارہ ۴)

اور اگر کوئی میّت جس کی میراث دوسروں کو ملے گی، خواہ وہ میّت مرد ہو یا عورت ایسی ہو جس کے نہ اصول ہوں اور نہ فروع (یعنی باپ اور اولاد نہ ہو) اور اس کا ایک بھائی یا ایک بہن ہو، تو اِن دونوں میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملیگا اور اگر ایک سے زیادہ ہوں، تو ایک تہائی میں سب شریک ہیں، لیکن میّت کی وصیت

کی تعمیل اور ادائے قرض کے بعد بشرطیکہ میت نے کسی کو نقصان نہ پہنچانا چاہا ہو، یہ خدا کا حکم ہو، اور وہ خوب جاننے والا اور صاحب حلم ہے ؂

میت کے اخیافی بہن بھائی (ماں شریک بھائی بہن) کی تین حالتیں ہوتی ہیں، ایک بھائی یا ایک بہن ہو۔ تو چھٹا حصہ اور دو یا زیادہ ہوں، تو تہائی میں شریک ہوں گے اور ایسے بھائی بہن تقسیم میں برابر ہیں، یعنی سب کو یکساں حصہ ملتا ہے۔ اگر میت کے کوئی اولاد ہو یا باپ یا دادا موجود ہو، تو یہ سب محروم ہوتے ہیں، یعنی ان کو کچھ نہیں ملتا ؂

سگی اور سوتیلی بہنیں

یَسْتَفْتُوْنَكَ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ۭ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَھُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ۭ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ۭ وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَاۗءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

(النساء ع ۲۴۔ پارہ ۶)

لوگ آپ سے حکم دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجئے، کہ اللہ تعالےٰ تم کو کلالہ کے بارے میں حکم دیتا ہے۔ اگر کوئی شخص مرجائے جس کے اولاد نہ ہو اور اس کے ایک بہن ہو، تو اس کو اس کے تمام ترکہ کا نصف ملیگا، اور بھائی بہن کے ترکہ کا وارث ہوگا، اگر اس کی بہن کے اولاد نہ ہو، پھر اگر بہنیں دو ہوں (یا زیادہ) تو ان کو اس کے ترکہ میں سے دو تہائی اور اگر بہن بھائی ملے جلے ہوں، تو دو عورتوں کے حصے کے مطابق ایک مرد کا حصہ۔ اللہ تعالےٰ تمہارے بھٹکنے کے خیال سے اپنے حکم تم سے صاف صاف بیان کرتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ سب کچھ جانتا ہے ؂

میت کی حقیقی بہن کی پانچ حالتیں ہیں۔ اگر اکیلی ہو، تو نصف کی مستحق ہو گی، اور دو یا دو سے زیادہ ہوں تو دو تہائی لیں گی۔ جب بھائی کے ساتھ جمع ہوں گی، تو عصبہ ہو جائینگی اور ترکۂ میت لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ کی رو سے تقسیم ہو گا۔ یعنی مذکر کو دوہرا حصہ ملے گا۔ اور مونث کو اکہرا۔ میت کی بیٹیاں پوتیاں بہنوں کے ساتھ جمع ہوں گی، تو پھر بھی عصبہ ہو جائیں گی۔ یعنی بیٹیوں اور پوتیوں کے لینے کے بعد جو مال بچے گا، وہ بہنوں کا حق ہو گا۔ اگر بہنیں، بیٹے، پوتے یا باپ اور دادا کے ساتھ جمع ہوں تو محروم ہوں گی ؞

علاتی یعنی باپ شریک بہن کی سات حالتیں ہیں۔ چار حالتیں تو سگی بہن کی طرح ہیں یعنی ایک کا آدھا اور زیادہ کا دو تہائی، علاتی بھائی کے ساتھ عصبہ اور بیٹیوں کے ساتھ خود آپ عصبہ۔ تین نئے حال یہ ہیں، کہ ایک سگی بہن کے ساتھ چھٹا حصہ اور دو سگی بہنوں کے ساتھ محروم ہوتی ہے۔ مگر ان کے ساتھ سوتیلا بھائی ہو، تو اس صورت میں عصبہ ہو جائیں گی، اور باقی ترکہ اُن میں لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ کی رو سے تقسیم ہو گا۔ میت کے بیٹے یا پوتے (کسی درجہ کے ہوں) یا باپ یا دادا یا سگا بھائی یا سگی بہن جبکہ وہ عصبہ ہو گئی ہو، اِن سب کے سامنے علاتی بہن محروم ہو جاتی ہے ؞

بیٹی، پوتی

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ط وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ۔

(النساء۔ ع۔۱۰۔ پارہ ۵-۴)

تمہاری اولاد کے بارے میں اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے، کہ لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر حصہ دیا کرو۔ اور اگر لڑکیاں دو یا دو سے زیادہ ہوں، تو اُن کا حصہ دو تہائی ہے۔ اور اگر ایک ہے، تو اس کا حصہ نصف ہے ؞

بیٹی کی تین حالتیں ہیں۔ ایک ہو تو نصف کی مالک ہو گی، دو یا دو سے زیادہ ہوں، تو دو تہائی میں شریک ہوں گی۔ تیسری حالت میں عصبہ ہوں گی۔ اور یہ اس وقت

کہ جب بیٹا موجود ہو۔ اس صورت میں بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہو گا ÷

پوتی کی چھ حالتیں ہیں۔ تین حالتیں تو بیٹی کی طرح ہیں۔ یعنی ایک ہو تو آدھا، ایک سے زیادہ ہوں۔ تو دو تہائی۔ برابر یا نیچے درجے کے پوتے کے ساتھ عصبہ ہو جاتی ہیں، تین نئے حال یہ ہیں۔ کہ ایک بیٹی کے ساتھ چھٹا حصہ۔ دو بیٹیوں کے ساتھ محروم ہوتی ہیں، بشرطیکہ عصبہ نہ ہوں۔ اور بیٹے اور قریبی پوتے کے سامنے ہمیشہ محروم ہوتی ہیں ÷

عصبات (یعنی وہ ورثہ جو ذوی الفروض کی موجودگی میں مابقی کے وارث اور اُن کی عدم موجودگی میں تمام ترکہ پر قابض ہوتے ہیں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِاَھْلِھَا فَمَا بَقِیَ فَھُوَ لِاَوْلٰی رَجُلٍ ذَکَرٍ۔

(بخاری مسلم)

حضرت ابن عباس رض سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میراث کے مقررہ حصے ان کے اہل کو پہنچا دو۔ اور جو کچھ باقی رہے، وہ اس مرد کا حق ہے۔ جو میت سے قریب تر ہو ÷

عصبہ کے معنے عربی زبان میں پٹھے کے ہیں، اور اصطلاح شرع میں اُس شخص کو کہتے ہیں، جس کے عیب دار ہونے سے خاندان کو عیب لگے۔ اور اصحاب الفروض کی موجودگی میں مال مابقی کا مالک ہو، اور ان کی عدم موجودگی میں تمام ترکہ میت پر قابض ہو، شرع میں اصلی وارث عصبہ ہی ہوتا ہے، یہی وجہ ہے، کہ بیٹا اصحاب الفروض میں شامل نہیں کیا ÷

اس زمانہ میں عصبہ کی تین قسمیں پائی جاتی ہیں، عصبہ بنفسہٖ، عصبہ بالغیر اور عصبہ مع الغیر جہاں مطلق لفظ عصبہ لکھا جاتا ہے، اس سے عصبہ بنفسہٖ مراد ہوتا ہے، اور درحقیقت عصبہ یہی ہے، عصبہ بالغیر اور عصبہ مع الغیر دراصل اصحاب الفروض ہیں۔ ان کی عصوبت عارضی ہوتی ہے ÷

عصبہ بنفسہٖ وہی وارث ہے جو اصحاب الفروض سے نہ ہو، اور مرد ہو اور جتنے واسطے میت میں اور اس وارث میں ہوں سب مرد کے ہوں ÷

عصبہ بالغیر وہ عورت ہے۔ جو اصحاب الفروض میں سے ہو۔ لیکن کسی برابر یا کمتر درجے کے عصبہ کی وجہ سے عصبہ بن گئی ہو، جیسے بہن بھائی کے سبب سے عصبہ ہو جاتی ہے اور پوتی پوتے کے ساتھ عصبہ بن جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہؤا، کہ جو عورت اصحاب الفروض میں سے نہ ہو، وہ اپنے برابر کے عصبہ کے ساتھ عصبہ نہیں ہوتی۔ جیسے پھوپھی چچا کے ساتھ اور بھتیجی بھتیجے کے ساتھ عصبہ نہیں ہوتی، کیونکہ پھوپھی اور بھتیجی اصحاب الفروض سے نہیں عصبہ صرف تین ہی ہیں۔ یعنی بیٹی یا پوتی یا بہن جبکہ بیٹے یا پوتے یا بھائی کے ساتھ جمع ہوں؛

عصبہ مع الغیر وہ عورت ہے، جو اصحاب الفروض سے ہو، لیکن کسی دوسری ذوی الفروض عورت کے سامنے صرف خود ہی عصبہ ہو گئی ہو، جیسے بہن بیٹی کے ساتھ عصبہ ہو جاتی ہے، اصحاب الفروض سے نہیں رہتی، عصبہ مع الغیر صرف سگی بہن یا علاتی بہن ہے جبکہ بیٹی کے ساتھ جمع ہو؛

عصبوں کی ترتیب اس طرح پر ہے، کہ اوّل میت کا جزو کسی درجے کا ہو۔ جیسے بیٹا پوتا۔ پڑپوتا۔ سکڑپوتا وغیرہ ان کے سامنے اور کوئی عصبہ وارث نہیں ہوتا۔ دوسرے میت کے اصول جیسے باپ۔ دادا۔ پڑدادا۔ سکڑدادا وغیرہ۔ تیسرے باپ کا جزو اور اس کی اولاد جیسے چچا اور چچا کا بیٹا وغیرہ۔ پھر ان قسموں میں سے جو عصبہ میت کے قریب ہو، وہ بعید سے مقدم ہو گا۔ جیسے چچا۔ چچا کے بیٹے سے اور چچا کا بیٹا چچا کے پوتے سے مقدم ہے اگرچہ یہ دونوں چوتھی قسم کے عصبے ہیں۔ مگر بہن جب بیٹیوں کے ساتھ عصبہ ہو گئی۔ تو وہ بھی علاتی بھائی سے مقدم ہے۔ اگرچہ علاتی بھائی عصبہ بنفسہ ہے، اور بہن عصبہ مع الغیر؛

ذوی الارحام (وہ قریبی رشتہ دار جن کا واسطہ رحم سے ہو)

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِىْ كِتٰبِ اللّٰهِ

جو لوگ بعد کو ایمان لائے اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ ہو کر جہاد کیا، تو وہ تم ہی میں داخل ہیں، اور رشتہ دار اللہ کے حکم کے مطابق ایک دوسرے کی میراث کے

اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ۝ (الانفال۔ رکوع ۱۰۔ پارہ ۱۰)	زیادہ حقدار ہیں، بیشک اللہ ہر ایک چیز سے بخوبی واقف ہے ؛
عَنۡ اَنَسٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اِبۡنُ الۡاُخۡتِ مِنۡہُمۡ ۝	حضرت انس رض کہتے ہیں، کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قوم کا بھانجا قوم ہی میں سے ہے ؛

ذورحم دراصل کہتے ہیں صاحب قرابت کو، اور اصطلاح میں اس وارث کو کہتے ہیں، جو نہ اصحاب الفروض میں سے ہو، اور نہ عصبہ ہو، اور اس میں اور میت میں تمام واسطے مرد کے نہ ہوں، یا تمام واسطے مرد کے ہوں، لیکن آپ عورت ہو۔ ذورحم کے وارث ہونے کا درجہ عصبہ کے بعد ہے ؛

ذوی الارحام کی چار قسمیں ہیں، اول میت کی اولاد جیسے نواسہ نواسی یا ان کی اولاد جو ذوی الفروض اور عصبہ نہیں، پھر میّت کے اصول جیسے نانا، پھر میّت کے ماں باپ کی اولاد جیسے میّت کی بہن کی اولاد یا بھائیوں کی بیٹیاں وغیرہ، پھر میّت کی دادیوں اور دادوں کی اولاد جیسے پھوپھیاں یا چچا ماں کی طرف کا یا ماں شریک بھائی کا بیٹا، مگر سب میں شرط یہ ہے کہ ذوی الفروض اور عصبہ نہ ہو، ان میں سے مقدم وہ وارث ہوگا، جو میّت کے قریب ہوگا۔ جیسے نواسی مقدم ہے، پوتی کی بیٹی سے، کیونکہ نواسی میں ایک واسطہ ہے اور پوتی کی بیٹی میں دو واسطے ہیں، اگر درجوں میں برابر ہوں، تو جو ذوی الارحام وارث کی اولاد ہیں، وہ غیر وارث کی اولاد پر مقدم ہوں گے۔ جیسے پوتی کی بیٹی نواسی کے بیٹے سے مقدم ہے، کیونکہ یہ دختر پوتی کی ہے، اور پوتی وارث ہے بخلاف اس لڑکے کے یہ نواسی کا بیٹا ہے، اور نواسی وارث نہیں، ان کی پوری تفصیل اگر دیکھنی ہو، تو علم فرائض کی مطول و مفصل کتابوں میں موجود ہے ؛ مثلاً ناقمی کی کتاب اسلامی قانون وراثت، جو کتب خانہ دین محمدی سے مل سکتی ہے۔

حجب

حجب کے معنے ہیں روک اور آڑ کے، تقسیم وراثت کی بعض صورتوں میں بعض وارث

دوسروں کے لئے آڑ اور روک بن جاتے ہیں، یعنی ان تک حق وراثت پہنچنے نہیں دیتے یا پہنچنے دیتے ہیں۔ تو تھوڑا۔ ایسے شخصوں کو حاجب کہتے ہیں۔ حجب کی دو قسمیں ہیں۔ اول حجب نقصان اور دوسری حجب حرمان حجب نقصان یہ ہے، کہ کسی وارث کا حصہ بوجہ دوسرے وارث کے کم ہو جائے، اور یہ محجوبین پانچ وارث ہیں، شوہر، زوجہ، ماں، پوتی، علاتی بہن، چنانچہ شوہر کو اولاد ہونے کی صورت میں بجائے نصف کے ربع ملتا ہے، اور زوجہ کو اولاد ہونے کی صورت میں بجائے چوتھے حصے کے آٹھواں حصہ ملتا ہے، اسی طرح باقی وارثوں کا حال ہے۔ جو بالتفصیل پہلے مذکور ہو چکا ہے ؛

حجب حرمان یہ ہے کہ ایک وارث دوسرے کے سامنے بالکل محروم ہو، اور ان کے معلوم کرنے کے دو قاعدے ہیں، اول یہ کہ جس شخص کے وسیلے سے کوئی وارث میت کا رشتہ دار ہو، اس اصل کے سامنے یہ وارث محروم ہوگا، جیسے پوتا بیٹے کے سامنے۔ دادا باپ کے سامنے دادی ماں کے سامنے محروم ہیں، مگر ماں کی اولاد ماں کے سامنے محروم نہیں ہوتی، یہ اس قاعدے سے مستثنے ہے، دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ ایک نوعیت کے وارثوں میں سے قریب کا وارث بعید کا حاجب ہوگا۔ جیسے کسی نے چار پوتے یا چار دادیاں چھوڑیں، تو جو پوتا قریب ہوگا، مثلاً بیٹے کا بیٹا وہ بعید کو یعنی بیٹے کے پوتے کو حاجب ہوگا ایک نوعیت کی قید اس لئے لگائی ہے، کہ قریب کی پوتی کے سامنے دور کا پوتا محروم نہیں کیونکہ نوعیت ایک نہیں، علیٰ ہذا القیاس بھائی کے سامنے بہت دور کا پوتا محروم نہیں، خلاصہ یہ ہے، کہ وارث قریب بعید کا حاجب نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک نوع کے وارثوں میں سے جو قریب ہوگا۔ وہ اُسی نوع کے وارث بعید کو حاجب ہوگا ؛

تقسیم حصص کا بیان

ہم یہ پہلے بیان کر آئے ہیں، کہ جن وارثوں کا حصہ مقرر ہے، وہ صرف اصحاب الفروض ہیں، اور وہ تعداد میں بارہ ہیں، اور بیان سابق سے یہ بھی معلوم ہو گیا، کہ کل حصے چھ ہیں $\frac{1}{2}$ و $\frac{1}{4}$ و $\frac{1}{8}$ و $\frac{1}{3}$ و $\frac{2}{3}$ و $\frac{1}{6}$، اب اگر یہ فرض کیا جائے کہ سارے حصے جمع ہوں، تو چھوٹے

سے چھوٹا عدد چوبیس ہوگا، جس کے تمام حصے ہو سکتے ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ چوبیس (۲۴) سے زیادہ اصل مسئلہ نہیں ہو سکتا۔ اصل مسئلہ معلوم کرنے کا آسان قاعدہ یہ ہے، کہ جس قدر حصے جمع ہوں، اُن کا ذو اضعاف اقل نکال لیا جائے ؛

عَول

بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ اصل مسئلہ سے وارثوں کو جو حصے ملتے ہیں، ان کا حاصل جمع اصل مسئلہ سے بڑھ جاتا ہے، اس صورت میں ہر وارث کو پورا حصہ نہیں ملتا، بلکہ ہر ایک کا حصہ ایک نسبت سے کم کر دیا جاتا ہے، بس اسی کا نام عَول ہے، جس کے لغوی معنے تنگی اور ظلم کے ہیں اس کی توضیح مسئلہ ذیل سے ہوگی ؛

عَول (۷)

مسئلہ (۶)

میت ——— ۱ ہندہ ———

بہن	بہن	شوہر
۲	۲	۳

اس صورت میں شوہر کا حصہ ½ ہے، اور بہنوں کا ⅔۔ اصل مسئلہ ۶ سے ہوگا، جس سے ۳ تو شوہر کے حصے میں آئیں گے، اور چار دونوں بہنوں کو ملیں گے، ان کا حاصل جمع سات ہے لہذا سات کو اصل قرار دیا گیا۔ اب سب کے حصے کم ہو گئے، کیونکہ شوہر کو چھ سے تین ملنے چاہئیں تھے اب سات سے تین ملے، آدھا نہ ملا، اسی طرح بہنوں کو ۶ سے ۴ ملنے چاہتے تھے، مگر اب سات سے چار ملے ؛

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے، کہ جس مسئلہ میں کوئی عصبہ ہوگا، اس میں کبھی عول نہیں ہوگا، یعنی عول کی کوئی ایسی صورت نہیں، کہ جہاں بیٹا عصبہ ہو، پھر عول ہو۔ کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ بعض جگہ بیٹیا محروم ہو، اور دوسرے لوگ وارث ہوں ؛

عول صرف تین مسئلوں میں ہوتا ہے۔ چھ (۶)، بارہ (۱۲) اور چوبیس (۲۴)، چار مسئلوں یعنی دو (۲)، تین (۳)، چار (۴) اور آٹھ (۸) میں عول نہیں ہوتا۔ جب اصل مسئلہ چھ (۶) سے ہو، تو اس کا عَول سات (۷) یا آٹھ (۸) یا نو (۹) یا دس (۱۰)

سے ہو سکتا ہے، اور اصل مسئلہ ۱۲ سے ہو، تو عول تیرہ [13] پندرہ [15] اور سترہ [17] سے ہو سکتا ہے، اور جب اصل مسئلہ چوبیس [24] سے ہو، تو اس کا عول صرف ستائیس [27] سے ہو سکتا ہے۔

رَدّ

ردّ عول کی ضد ہے، یعنی عَول میں چونکہ حصہ مقرر سے کم ملتا ہے، اس لئے حصص کو بڑھانا پڑتا ہے، اور ردّ میں حصۂ مقررہ سے زیادہ ملتا ہے۔ لہٰذا ان کو کم کرنا پڑتا ہے۔ جس مسئلہ میں عصبہ موجود ہوں، اس میں کبھی رد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ عصبوں کا حق ذوی الفروض سے بچا ہوا ہوتا ہے۔ پھر ذوی الفروض پر کس طرح ردّ ہو گا۔ ذوی الفروض میں سے شوہر اور زوجہ قابل ردّ نہیں، کیونکہ یہ ذوی الفروض سببی کہلاتے ہیں، اور ذوی الفروض سببی قابلِ رد نہیں یعنی ان کا جو حصہ مقرر ہے، اس سے زیادہ نہیں مل سکتا، باقی تمام ذوی الفروض قابلِ ردّ ہیں اس زمانہ میں چونکہ بیت المال نہیں، اگر تنہا زوجین ہی موجود ہوں، تو قابل ردّ ہوں گے، لیکن اور ذوی الفروض کے ساتھ نہیں، ردّ کی تفصیل علم فرائض کی مفصل کتابوں میں موجود ہے۔

مناسخہ

جب کسی وارث کا حصہ تقسیم ہونے سے پہلے میراث بن جائے تو اصطلاح فرائض میں اسے مناسخہ کہتے ہیں۔ مثال کے طور پر یوں سمجھئے، کہ ایک شخص مر گیا۔ اور اس کے ورثہ میں مدت تک موافقت رہی تقسیم ترکہ کی نوبت نہ آئی۔ یہ مر گئے تو ان کے بعد جو وارث ہوئے، انہوں نے بھی ترکہ تقسیم نہ کیا۔ اسی طرح مدت تک السیاہی ہوتا گیا۔ پھر موجودہ ورثہ میں جھگڑا ہوا اور تقسیم میراث کی نوبت آئی۔ تو یہ صورت اصطلاح میں مناسخہ کہلائے گی۔ مناسخہ کا باب بہت مشکل ہے، عوام کی سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ اس لئے صرف تعریف پر اکتفا کیا گیا ہے[1]۔

موانع الارث (وہ امور جو وراثت سے روکنے والے ہیں)

اس زمانے اور اس ملک میں وراثت سے روکنے والی دو ہی چیزیں پائی جاتی

[1] یہ مشکل اسلامی قانون وراثت نے آسان کر دی گئی ہے۔

ہیں، اوّل مورث کو قتل کرنا خواہ عمداً خواہ خطاءً اور دوسرے اختلاف دین، یعنی وارث اور مورث کا دین مختلف ہونا، پس کافر مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا، اور مسلمان کافر کا وارث نہیں ہو سکتا، وراثت سے روکنے والی دو اور چیزیں بھی ہیں، ایک غلامی اور دوسرے اختلافِ دارین (ملک) لیکن ان دونوں کا وقوع اس زمانے میں نہیں. لہٰذا ان کی تشریح کی ضرورت نہیں[1]۔

تقسیم ترکہ کے متعلق اور بہت سے قواعد کا جاننا ضروری ہے. لیکن چونکہ وہ مشکل ہیں، اس لیے جو کچھ ہم نے لکھ دیا ہے، اسی پر اکتفاء کرنی چاہیئے۔

حقوق ہمسایہ

سلوک

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا۔ النساء ع-۶- پارہ ۵

اور تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اختیار کرو، اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو، اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اور اہل قرابت کے ساتھ بھی اور یتیموں کے ساتھ بھی اور غریب غرباء کے ساتھ بھی اور پاس والے پڑوسی کے ساتھ بھی اور دُور والے پڑوسی کے ساتھ بھی اور ہم مجلس کے ساتھ بھی اور راہ گیر کے ساتھ بھی اور اُن کے ساتھ بھی جو تمہارے مالکانہ قبضہ میں ہیں، بے شک اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں سے

[1] سنہ ۱۹۴۷ء کی تقسیم کے بعد یہ دیکھنا ہے کہ کیا پاکستانی کا وارث غیر پاکستانی یعنی بھارت کا مستقل باشندہ ہو سکتا ہے، باختلاف دارین موجود ہے یا نہیں

محبت نہیں رکھتے، جو اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہوں، شیخی کی باتیں کرتے ہوں، جو بخل کرتے ہیں، اور دوسرے لوگوں کو بھی بخل کی تعلیم کرتے ہوں، اور اس چیز کو پوشیدہ رکھتے ہوں، جو اللہ تعالےٰ نے اُن کو اپنے فضل سے دی ہے، اور ہم نے ناسپاس لوگوں کے لئے اہانت آمیز سزا تیار کر رکھی ہے ٭

عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا زَالَ جِبْرِيْلُ يُوْصِيْنِيْ بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَيُوَرِّثُهٗ (بخاری مسلم)

حضرت عائشہؓ اور ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرائیلؑ مجھے ہمسایہ کی نسبت ہمیشہ تاکید کرتے رہے۔ یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا، کہ وہ ہمسایہ کو وارث بنا دیں گے ٭

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيْسَ الْمُؤْمِنُ الَّذِيْ يَشْبَعُ وَجَارُهٗ جَائِعٌ.

(شعب الایمان)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، کہ وہ شخص کامل مومن نہیں جو خود تو سیر ہو کر کھانا کھائے اور اس کا پڑوسی بھوکا رہے ٭

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ الْاَصْحَابِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهٖ وَخَيْرُ الْجِيْرَانِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِجَارِهٖ ٭ (ترمذی دارمی)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے، کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے نزدیک بہترین دوست وہ ہے جو اپنے دوستوں کے حق میں بہتر ہو، اور خدا کے نزدیک بہترین ہمسایہ وہ ہے، جو

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهٖ وَلَوْ فِرْسَنُ شَاةٍ۔ (بخاری مسلم)

اپنے ہمسایہ کے حق میں بہتر ہو ۔
حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کو حقیر نہ سمجھے، اگرچہ بکری کا ایک کھر ہی کیوں نہ ہو ۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ لِیْ جَارَیْنِ فَاِلٰی اَیِّهِمَا اُهْدِیْ قَالَ اِلٰی اَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا (بخاری)

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے، کہ انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ میرے دو پڑوسی ہیں ران میں سے کس کو ہدیہ بھیجوں؟ فرمایا جس کا دروازہ تمہارے گھر سے زیادہ نزدیک ہو ۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا طَبَخْتَ مَرَقَةً فَاَكْثِرْ مَاءَهَا وَتَعَاهَدْ جِیْرَانَكَ (بخاری)

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم شوربا پکایا کرو تو اس میں پانی بڑھا دیا کرو ۔ اور اپنے پڑوسی کی خبر رکھا کرو ۔

برتنے کی چیزوں میں بخل نہ کرنا !

اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یُكَذِّبُ بِالدِّیْنِ فَذٰلِكَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْكِیْنِ ۝ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ هُمْ یُرَآءُوْنَ وَیَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝

کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے جو روز جزا کو جھٹلاتا ہے، سو وہ شخص ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے، اور محتاج کو کھانا دینے کی ترغیب نہیں دیتا، ایسے نمازیوں کے لئے بڑی خرابی ہے، جو اپنی نماز کو بھلا بیٹھتے ہیں، جو ایسے ہیں، کہ ریاکاری

کرتے ہیں۔ اور روزمرہ برتنے کی چیزوں کا بھی دریغ کرتے ہیں ؎

عدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ تین چیزیں ایسی ہیں۔ جن سے روکنا جائز نہیں۔ پانی، آگ اور نمک۔ ایک روایت میں یوں آیا ہے۔ کہ اگر تیرا پڑوسی تیرے تنور میں روٹی پکانا چاہے یا اپنا اسباب ایک روز یا نصف روز کے لئے تیرے پاس رکھنا چاہے۔ تو اُسے منع نہ کر ؎

کسی طرح کی تکلیف نہ دینا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَا یُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا یُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا یُؤْمِنُ قِیْلَ مَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِیْ لَا یَاْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ۔ (بخاری مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم وہ شخص کامل ایمان والا نہیں وہ شخص کامل ایمان والا نہیں۔ وہ شخص کامل ایمان والا نہیں۔ عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ وہ شخص کون ہے۔ فرمایا جس کا پڑوسی اُس کی ایذا دہی سے محفوظ نہیں ؎

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فُلَانَةَ تُذْكَرُ مِنْ كَثْرَةِ صَلٰوتِهَا وَصِیَامِهَا وَصَدَقَتِهَا غَیْرَ اَنَّهَا تُؤْذِیْ جِیْرَانَهَا بِلِسَانِهَا قَالَ هِیَ فِی النَّارِ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فُلَانَةَ تُذْكَرُ مِنْ قِلَّةِ صِیَامِهَا وَصَدَقَتِهَا وَصَلٰوتِهَا وَلَا تُؤْذِیْ بِلِسَانِهَا جِیْرَانَهَا قَالَ هِیَ فِی الْجَنَّةِ (احمد بیہقی)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ فلاں عورت کی نسبت لوگ کہتے ہیں۔ کہ وہ کثرت سے نماز پڑھتی ہے۔ بہت روزے رکھتی ہے۔ اور بہت صدقہ دیتی ہے۔ مگر اپنے ہمسایہ کو زبان سے تکلیف بھی پہنچاتی ہے۔ آپ نے فرمایا وہ دوزخ میں جائے گی۔ پھر اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ فلاں عورت کی نسبت کہتے ہیں

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَمْنَعْ جَارٌ جَارَہٗ اَنْ یَّغْرِزَ خَشَبَتَہٗ فِیْ جِدَارِہٖ (صحیحین)

عَنْ عُقْبَۃَ ابْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ الْخَصْمَیْنِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ جَارَانِ (مسند امام احمد)

کہ وہ نماز کم پڑھتی ہے۔ روزے تھوڑے رکھتی ہے۔ اور صدقہ بھی تھوڑا دیتی ہے مگر ہمسایہ کو زبان سے تکلیف نہیں دیتی آپ نے فرمایا وہ جنت میں جائے گی؛

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک ہمسایہ دوسرے ہمسایہ کو اپنی دیوار میں کھونٹی گاڑنے سے نہ منع کرے؛

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے باہم خصومت کرنے والے دو ہمسایہ ہوں گے (یعنی ہمسائیگی کے حق کی پہلے پرسش ہوگی؛

شفعہ

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْجَارُ اَحَقُّ بِشُفْعَتِہٖ یُنْتَظَرُ بِھَا اِنْ کَانَ غَائِبًا اِذَا کَانَ طَرِیْقُھُمَا وَاحِدًا

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمسایہ اپنے شفعہ کا زیادہ استحقاق رکھتا ہے۔ اگر وہ غائب ہو تو شفعہ کے لئے اس کا انتظار کیا جائے۔ مگر یہ شفعہ اس وقت ہوگا جب ان دونوں کا رستہ ایک ہو؛

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَضَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَۃِ

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے شفعے کا

فِي كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ فَاِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ (البخاری)

ہر اُس چیز میں حکم کیا۔ جو ہنوز تقسیم نہیں کی گئی۔ لیکن جب حدود واقع ہو جائیں اور راستے جدا جدا ہو جائیں۔ تو پھر شفعہ نہیں رہتا ۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَةِ فِي كُلِّ شِرْكَةٍ لَمْ تُقْسَمْ رَبْعَةٍ اَوْ حَائِطٍ لَا يَحِلُّ لَهُ اَنْ يَّبِيْعَ حَتّٰى يُؤْذِنَ شَرِيْكَهٗ فَاِنْ شَاءَ اَخَذَ وَاِنْ شَاءَ تَرَكَ فَاِذَا بَاعَ وَلَمْ يُؤْذِنْهُ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ ۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے، کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر شترک چیز میں شفعے کا حکم دیا، جب تک اس کی تقسیم نہ ہوئی ہو، خواہ مکان ہو، خواہ باغ۔ مالک کو جائز نہیں کہ اپنے شریک کو اطلاع کئے بغیر اُسے بیچ ڈالے، اور شریک کو اختیار ہے چاہے اس کو لے لے یا چھوڑ دے۔ لیکن جب مالک زمین کو بیچ ڈالیگا اور شریک کو اطلاع نہ دے گا۔ تو شریک اس کا زیادہ مستحق ہوگا ۔

شفعہ ہمسایہ کا ایک حق شرعی ہے، اور یہ ایسا حق ہے، جس کو دوسرے مذہب والوں نے بھی تسلیم کر لیا ہے، جن لوگوں نے علم فقہ پر مبسوط کتابیں لکھی ہیں، انہوں نے اس کو نہایت تفصیل سے بیان کیا ہے، مگر موجودہ زمانہ میں اس کی نسبت جو دعوے ہوتے ہیں، وہ انگریزی عدالتوں کی طرف منتقل ہو گئے ہیں، اس لئے اس کے احکام کی تفصیل غیر ضروری سمجھ کر نظر انداز کر دی گئی ہے ۔

حفظِ ناموسِ ہمسایہ

پڑوسی کی عزت و آبرو کی حفاظت و نگہداشت

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت

قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَیُّ الذَّنْبِ اَکْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ اَنْ تَدْعُوَ لِلّٰهِ وَهُوَ خَلَقَكَ قَالَ ثُمَّ اَیُّ قَالَ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ اَنْ يَّطْعَمَ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ اَیُّ قَالَ اَنْ تُزَانِیَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ۔

(بخاری مسلم)

ہے۔ کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ خدا کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟ فرمایا خدا کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا۔ حالانکہ اُس نے تجھ کو پیدا کیا ہے اُس نے عرض کیا پھر کونسا گناہ فرمایا اپنی اولاد اس خوف سے قتل کر ڈالنا کہ بڑے ہوکر تیرے ساتھ کھائیں پئیں گے۔ اس نے عرض کیا۔ پھر کونسا۔ فرمایا پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا ؂

ہمارے ہاں ایک کہاوت مشہور چلی آتی ہے، کہ "ہمسایا ماں کا جایا" بس یہ ہمسائے کے حقوق کا خلاصہ اور نچوڑ ہے۔ جس کی تفصیل ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ مگر ایک بات اور لکھنے کے قابل ہے۔ اور وہ یہ کہ احکام مذکورہ بالا صرف مسلمان ہمسایہ کے ساتھ ہی مخصوص نہیں، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ ہمسائے تین طرح کے ہیں، ایک وہ جن کا ایک ہی حق ہے۔ دوسرے وہ جن کے دو دو حق ہیں، تیسرے وہ جن کے تین تین حق ہیں، جس ہمسایہ کا ایک حق ہے۔ وہ مشرک ہمسایہ ہے، جس سے کسی طرح کی قرابت نہیں، سوائے پڑوسی کے تعلق کے۔ اور جس کے دو حق ہیں وہ مسلمان ہمسایہ ہے، کہ اس کے لئے ایک حق اسلام ہے۔ اور ایک حق ہمسائیگی۔ اور جس کے لئے تین حق ہیں وہ مسلمان قرابت دار ہمسایہ ہے، کہ اس کے لئے ایک حق اسلام کا ہے۔ دوسرا ہمسائیگی کا اور تیسرا قرابت کا ؂

حد ہمسائیگی میں علماء کا اختلاف ہے، حدیث سے ثابت ہے کہ حد ہمسائیگی چالیس گھر تک ہے، چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے، کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مساجد کے دروازوں پر پکار دو کہ حد ہمسائیگی چالیس گھر تک ہے ؂

چونکہ انسان کی نیک نامی و بدنامی کا مدار زیادہ تر پڑوسیوں کی تعریف و مذمت

ہے ۔ انہیں کے بیان سے اس کے مناقب و مثالب معلوم ہو سکتے ہیں ۔ اس کے گھر باہر کی حفاظت بہت بڑی حد تک انہیں پڑوسیوں کے ذمہ ہے ۔ اور ان امور میں مسلم اور غیر مسلم تقریباً برابر ہیں ۔ اسی واسطے شریعت عظمےٰ نے مطلقاً حقوق ہمسائیگی کی شدید تاکید فرمائی ۔ بالخصوص مسلمان اور قریبی رشتہ دار پڑوسی کی ، کیونکہ علاوہ ہمسائیگی کے ان میں دیگر موجبات (اسلام ۔ قرابت) ہمدردی بھی موجود ہیں ؎

حقوق مہمان

ضیافت وغیرہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رض قَالَ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَقُوْمُ اللَّيْلَ وَتَصُوْمُ النَّهَارَ قُلْتُ بَلٰى قَالَ فَلَا تَفْعَلْ قُمْ وَنَمْ وَصُمْ وَاَفْطِرْ فَاِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَاِنَّ لِعَيْنَيْكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَاِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا

(بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے ۔ اور فرمانے لگے ۔ مجھے یہ خبر پہنچی ہے ، کہ تم ساری رات نماز پڑھتے ہو ، اور دن کو روزہ رکھتے ہو ، میں نے عرض کیا جی ہاں ایسا ہی کرتا ہوں ۔ آپ نے فرمایا ، ایسا ہرگز نہ کیا کرو نماز بھی پڑھا کرو ۔ اور سو بھی رہا کرو ، اور روزہ بھی رکھا کرو ۔ اور افطار بھی کیا کرو کیونکہ تمہارے جسم کا تم پر حق ہے ، اور تمہاری آنکھوں کا تم پر حق ہے اور تمہارے مہمانوں کا تم پر حق ہے ، اور تمہاری بی بی کا تم پر حق ہے ؎

مشایعت (مہمان کو رخصت کرتے وقت اسکے ساتھ کچھ آگے تک جانا)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ السُّنَّۃِ اَنْ یَّخْرُجَ الرَّجُلُ مَعَ ضَیْفِہٖ اِلٰی بَابِ الدَّارِ۔

(ابن ماجہ۔ بیہقی)

ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سنت میں سے ایک بات یہ ہے۔ کہ آدمی اپنے مہمان کے ساتھ اس کی تعظیم کے لئے گھر کے دروازے تک جائے۔

ایثار (اپنی حاجت اور ضرورت پر دوسرے کی حاجات و ضروریات کو ترجیح دینا)

وَالَّذِیْنَ تَبَوَّءُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِھِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ ھَاجَرَ اِلَیْھِمْ وَلَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِھِمْ حَاجَۃً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ وَلَوْ کَانَ بِھِمْ خَصَاصَۃٌ وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

حشر ع ۱ - پارہ ۲۸

اور ان لوگوں کا بھی حق ہے۔ جو دارالاسلام یعنی مدینہ میں اور ایمان میں ان سے پہلے قرار پکڑے ہوئے ہیں جو ان کے پاس ہجرت کر کے آتا ہے اس سے یہ لوگ محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ ملتا ہے۔ اس سے یہ اپنے دلوں میں کچھ رشک نہیں پاتے اور انہیں اپنے سے مقدم رکھتے ہیں۔ اگرچہ ان پر فاقہ ہی ہو۔ اور جو شخص اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا گیا تو ایسے ہی لوگ فلاح پانیوالے ہیں۔

لہ ترمذی میں یُؤْثِرُوْنَ الخ کے بارے میں ایک روایت ہے۔ کہ ایک انصاری کے ہاں ایک مہمان شب باش ہوا۔ اور اس انصاری کے پاس اس کی اور اس کے بچوں کی خوراک کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ اور اس نے اپنی بی بی سے کہا بچوں کو سلادو۔ اور چراغ گل کردو اور جو کچھ تمہارے پاس ہو مہمان کے سامنے رکھ دو۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

خاطر و مدارات

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَهٗ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا یُؤْذِ جَارَهٗ وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَصْمُتْ۔

(صحیحین)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اُسے چاہیئے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے، اور جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اُسے چاہیئے کہ اپنے ہمسایہ کو تکلیف نہ دے، اور جو شخص خدا اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیئے، کہ اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے ؛

عَنْ اَبِیْ شُرَیْحِ نِ الْکَعْبِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَهٗ وَجَائِزَتُهٗ یَوْمٌ وَّلَیْلَةٌ وَّالضِّیَافَةُ ثَلٰثَةُ اَیَّامٍ فَمَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ۔

(صحیحین)

حضرت ابو شریح کعبیؓ سے روایت ہے، کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص خدا اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے۔ اُسے چاہیئے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ اور اس کے ساتھ خاطر و مدارات کی مدت ایک دن رات ہے۔ اور مہمان داری تین دن اس کے بعد جو احسان کیا جائے، وہ خیرات ہے ؛

مہمان نوازی نہایت ہی عمدہ صفت ہے۔ اور اس کی فضیلت احادیث سے ثابت ہے، چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے، کہ جو شخص مہمان دار نہیں، اُس

میں کچھ بھی کھلائی نہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مہمانوں کے لیئے بہت اہتمام فرمایا کرتے تھے، آپ کے پاس کچھ نہ ہوتا، تو قرض لیکر ان کی مدارات میں صرف کرتے پھر جب مہمان رخصت ہونے لگتا، تو بیتِ نبوت کے دروازے تک رخصت کرنے آتے۔ حضرت ابراہیمؑ کی نسبت مشہور ہے کہ وہ مہمان کے بغیر کھانا ہی نہ کھاتے تھے۔

میزبانوں کے حقوق مہمانوں پر

بے اجازت گھر میں نہ جانا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝

(نور ع ۴ - پارہ ۱۸)

اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں گھر والوں سے پوچھے اور ان پر سلام کیئے بغیر نہ جایا کرو یہی تمہارے حق میں بہتر ہے، اور یہ حکم اس لیئے ہے کہ شاید تم اس کا خیال رکھو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَٰكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ ۝

(الاحزاب - ع ۷ - پارہ ۲۳)

اے مسلمانو! پیغمبر (صلعم) کے گھر میں نہ جایا کرو، مگر اس وقت کہ تم کو کھانے کے لیئے اجازت دی جائے، لیکن ایسی صورت میں کہ تم کو کھانے کے تیار ہونے کا انتظار نہ کرنا پڑے، مگر جب تم کو بلایا جائے تو عین وقت پر آجاؤ اور جب کھا چکو تو چلے جاؤ، باتوں میں نہ لگ جاؤ، کہ اس سے پیغمبر صلعم کو ایذا ہوتی تھی، اور وہ تمہارا لحاظ کرتے تھے، اور اللہ تعالیٰ اظہار حق میں لحاظ نہیں کرتا۔

بے اجازت کسی کے گھر جانا بری بات ہے ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا باوجود جلالتِ قدریہ دستور تھا کہ جب کسی کے مکان پر تشریف لے جاتے تو دروازے پر کھڑے ہو کر تین دفعہ سلام کہتے ۔ اگر اندر سے جواب ملتا تو اندر تشریف لے جاتے ورنہ واپس تشریف لے آتے ۔ اجازت لینے میں یہ حکمت بھی ہے ۔ کہ مستورات پردے میں ہو جاتی ہیں ، کیونکہ ہر گھر میں زنانخانے اور مردانے مکان الگ الگ نہیں ہوتے ، کھانا کھانے کے بعد فوراً چلا آنا چاہیئے ، کیونکہ زیادہ دیر بیٹھنے سے گھر والوں کو تکلیف ہوتی ہے ۔

مہمان کیساتھ دوسرا شخص ہو تو اس کی اطلاع میزبان کو کر دینا ضروری ہے

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ کَانَ مِنَ الْاَنْصَارِ رَجُلٌ یُقَالُ لَہٗ اَبُوْ شُعَیْبٍ رضی اللہ عنہ وَکَانَ لَہٗ غُلَامٌ لَحَّامٌ وَ قَالَ اصْنَعْ لِیْ طَعَامًا اَدْعُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَۃٍ فَدَعٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَۃٍ فَتَبِعَھُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّکَ دَعَوْتَنَا خَامِسَ خَمْسَۃٍ وَھٰذَا رَجُلٌ قَدْ تَبِعَنَا فَاِنْ شِئْتَ اَذِنْتَ لَہٗ وَاِنْ شِئْتَ تَرَکْتَہٗ قَالَ بَلْ اَذِنْتُ لَہٗ ۔

(بخاری)

حضرت ابو مسعود سے روایت ہے کہ انصار میں ایک شخص تھا ، جس کو ابو شعیب رضی اللہ عنہ کہتے تھے ، اور اس کا ایک غلام تھا قصاب ۔ انصاری نے اپنے غلام سے کہا کہ میرے لیے تھوڑا سا کھانا تیار کر دے ، کہ میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کروں گا اور چار آدمی آپ کے ساتھ اور ہوں گے اور آپ ان کے پانچویں ہوں گے ، چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بلائے گئے ، اور آپ کے ہمراہ چار آدمی اور ، رستے میں ایک اور شخص بھی ان کے پیچھے ہو لیا ، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاری سے فرمایا ، کہ تو نے ہم پانچ آدمیوں کو بلایا تھا ، یہ شخص رستے میں ہمارے ساتھ

ہولیا ہے، اگر چاہو تو آنے کی اجازت دے دو ورنہ چھوڑ دو، انہوں نے عرض کیا میں نے اس کو اجازت دیدی ہے۔

دستر خوان بچھانے کے بعد کوئی اٹھ کر نہ جائے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَتِ الْمَائِدَةُ فَلَا يَقُوْمُ رَجُلٌ حَتّٰى تُرْفَعَ الْمَائِدَةُ وَلَا يَرْفَعُ يَدَهٗ وَاِنْ شَبِعَ حَتّٰى يَفْرُغَ الْقَوْمُ وَلْيُعْذِرْ فَاِنَّ ذَالِكَ يُخْجِلُ جَلِيْسَهٗ فَيَقْبِضُ يَدَهٗ وَعَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ فِى الطَّعَامِ حَاجَةٌ

(ابن ماجہ)

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دستر خوان بچھا دیا جائے تو کوئی شخص نہ اٹھے حتی کہ دستر خوان اٹھا نہ لیا جائے، اور اپنا ہاتھ کھانے سے نہ اٹھائے، تاوقتیکہ اور لوگ اطمینان سے نہ کھالیں، خواہ خود سیر ہی ہوگیا ہو، اور اگر پہلے دست کشی کرنا چاہتا ہے، تو اپنا عذر ظاہر کر دے کیونکہ بعذر دست کشی کرنا ہمنشیں کو شرمندہ کرتا ہے، اور وہ بھی اپنا ہاتھ سکیڑ لیتا ہے اور ممکن ہے، کہ اسے کھانے کی ضرورت ہو۔

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَكَلَ مَعَ قَوْمٍ كَانَ اٰخِرَهُمْ اَكْلًا۔ (مشکوۃ)

حضرت جعفر بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب لوگوں کے ساتھ کھانا کھاتے تو سب سے پیچھے کھانے سے فارغ ہوتے۔

دعائے خیر

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رض اَنَّ رَسُوْلَ

حضرت انس بن مالک رض کہتے ہیں، کہ

اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَارَ أَهْلَ بَيْتٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَطَعِمَ عِنْدَهُمْ طَعَامًا فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ يَّخْرُجَ اَمَرَ بِمَكَانٍ مِنَ الْبَيْتِ فَنُضِحَ لَهٗ عَلٰى بِسَاطٍ فَصَلّٰى عَلَيْهِ وَدَعَا لَهُمْ۔ (بخاری)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے ایک گھر والوں سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے اور وہیں کھانا تناول فرمایا، جب واپس تشریف لانے لگے۔ تو آپ نے گھر کے ایک گوشہ کی طرف اشارہ کیا، اور وہاں چٹائی پہ پانی چھڑکا گیا (تاکہ نرم ہو جائے) تو آپ نے اس پہ نماز پڑھی، اور ان کے لئے دعا فرمائی۔

مہمان تین دن سے زیادہ قیام نہ کرے

حقوق مہمان میں خاطر و مدارات کے ذیل میں ابوشریح کعبیؓ کی حدیث ہم نقل کر آئے ہیں، اس سے یہ ثابت ہے کہ مہمانی صرف تین دن رات ہوتی ہے، اس کے بعد جو سلوک مہمان سے کیا جاتا ہے وہ صدقہ ہے، اس حدیث کی ایک روایت میں اس قدر زائد ہے کہ مہمان کو میزبان کے پاس اتنا ٹھہرنا جائز نہیں، جس سے وہ تنگ ہو جائے، آج کل اس امر کی سخت ضرورت ہے، کہ مہمان اپنی آمد سے میزبان کو اطلاع دیدے، بلا اطلاع آنے سے میزبان کو نہایت تکلیف ہوتی ہے، خصوصاً ان کو جن کے پاس ضرورت سے زائد مکان نہیں ہوتا، یا ضرورت سے زائد دیگر ضروریات اور لوازمات قیام مثلاً بستر و چارپائی وغیرہ موجود نہیں ہوتے، اس کے علاوہ چونکہ آج کل کے مسلمانوں میں ضرورت سے زیادہ تکلفات ناجائز کا رواج پڑ گیا ہے، اس لئے مہمان کے بلا اطلاع آجانے سے میزبان کو بہت سی تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جس کا خمیازہ اس کو عمر بھر بھگتنا پڑتا ہے۔ پس بجائے اس کے کہ وہ مہمان اس میزبان کے لئے نزول رحمت کا باعث ہو، نزول زحمت کا موجب ثابت ہوتا ہے، اسلام کا اصل اصول سادگی ہے نہ کہ تکلف و تصنع ہے، چنانچہ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ یعنی نہ میں اس پر تم سے اجر

طلب کرتا ہوں۔ اور نہ ہی اس میں تکلف کرتا ہوں۔ ایک حدیث شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے اُمَّتِی لَا یَتَکَلَّفُوْنَ میری اُمت کے چیدہ لوگ تکلف و بناوٹ نہیں کرتے ؛

حقوق السائل (سوالی کے حقوق)

دیکر احسان نہ جتلانا اور دکھاوے کے لیے خرچ نہ کرنا

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰىۙ كَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَیْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًاؕ لَا یَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَیْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْاؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ (البقرۃ۔ ع ۳۶۔ پارہ ۳)

اے مسلمانو! احسان جتلا کر اور سائل کو تکلیف دے کر اپنی خیرات کو اس شخص کی طرح باطل اور ضائع نہ کرو، جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرتا ہے، اور اللہ اور روز آخرت پر ایمان نہیں رکھتا۔ اس کی خیرات کی مثال اس پتھر کی سی ہے کہ اس پر کچھ مٹی پڑی ہو، اور اس پر زور کا مینہ برسے اور مٹی کو بہا کر اس کو سپاٹ کر دے، ان لوگوں کو ان کی کمائی سے کچھ بھی ہاتھ نہ آئے گا، اور اللہ تعالیٰ ناشکر گزاروں کو ہدایت نہیں دیا کرتا ؛

اصرار سائل پر نرمی سے جواب دینا اور اس کو صبر کی تلقین کرنا

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّ مَغْفِرَةٌ خَیْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ یَّتْبَعُهَاۤ اَذًىؕ وَ اللّٰهُ غَنِیٌّ حَلِیْمٌ (بقرہ۔ ع ۳۶۔ پارہ ۳)

نرمی سے جواب دے دینا اور (سائل کے اصرار سے) درگزر کرنا اس خیرات سے بہت بہتر ہے، جس کے پیچھے تکلیف دی جائے، اور اللہ تعالیٰ بے نیاز اور بُردبار ہے ؛

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رض اَنَّ نَاسًا مِّنَ الْاَنْصَارِ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَاھُمْ ثُمَّ سَاَلُوْہُ فَاَعْطَاھُمْ حَتّٰی اِذَا نَفِدَ مَا عِنْدَہٗ قَالَ مَا یَکُوْنُ عِنْدِیْ مِنْ خَیْرٍ فَلَنْ اَدَّخِرَہٗ عَنْکُمْ وَمَنْ یَّسْتَعْفِفْ یُعِفَّہُ اللّٰہُ وَمَنْ یَّتَصَبَّرْ یُصَبِّرْہُ اللّٰہُ وَمَا اُعْطِیَ اَحَدٌ عَطَاءً ھُوَ خَیْرٌ وَّاَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ

(صحیحین)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ انصار کے چند آدمی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مانگنے آئے، تو آپ نے اُن کو دیدیا۔ پھر مانگا۔ آپ نے پھر دے دیا۔ حتیٰ کہ جو کچھ آپ کے پاس تھا، وہ ختم ہوگیا، تو آپ نے فرمایا میرے پاس جتنا مال بھی ہو، میں تم سے دریغ کرنے والا نہیں لیکن یہ بات ہے کہ جو شخص مانگنے سے بچا رہے گا۔ خدا اسے محتاجی سے بچائے رکھے گا، اور طبیعت کو مجبور کر کے صبر کرے گا۔ خدا اسے صبر کی توفیق دیگا، اور کوئی شخص صبر سے بہتر اور فراخ چیز نہیں دیا گیا ؏

مالی امداد

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِکَةِ وَالْکِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ ۔ (البقرہ ع ۲۲۔ پارہ ۲)

نیکی صرف یہی نہیں، کہ اپنا منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرلو، بلکہ نیکی تو اُن کی ہے جو اللہ اور روز آخرت اور فرشتوں اور کتابوں پر ایمان لائے اور اپنے مال کو اللہ کی حُب پر رشتہ داروں، یتیموں، محتاجوں، مسافروں اور مانگنے والوں کو دیا اور قیدیوں کو چھڑانے میں صرف کیا ؏

عَنْ اُمِّ بُجَیْدٍ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت اُم بجیدؓ کہتی ہیں، کہ رسول خدا

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رُدُّوْا السَّائِلَ وَلَوْ بِظِلْفٍ مُحْرَقٍ۔

(ابوداؤد۔ نسائی)

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مانگنے والوں کو خالی ہاتھ نہ پھیرو کچھ نہ کچھ دیدو خواہ ایک سوختہ کھُر ہی کیوں نہ ہو ۔

عَنِ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِلسَّائِلِ حَقٌّ وَاِنْ جَاءَ عَلٰی فَرَسٍ (ابوداؤد)

حضرت امام حسینؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مانگنے والے کا حق ہے۔ خواہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے ۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَعَاذَ مِنْکُمْ فَاَعِیْذُوْہُ وَمَنْ سَاَلَ بِاللّٰہِ فَاَعْطُوْہُ وَمَنْ دَعَاکُمْ فَاَجِیْبُوْہُ۔

(ابوداؤد)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے، کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص تم سے پناہ چاہے اُسے پناہ دو، اور جو خدا واسطہ دے کر مانگے اُسے دو، اور جو تمہیں دعوت کے لئے بلائے، اُس کی دعوت قبول کرو ۔

اگرچہ جس سے خدا کا واسطہ دیکر سوال کیا جائے، اس کو چاہیئے کہ اس مقدس کام کی عزت کرے، اور سائل کو خالی ہاتھ نہ پھرائے، مگر سائل کا فرض ہے کہ بلا اشد ضرورت خدا یا رسول کا واسطہ دیکر سوال نہ کرے ۔

سائل کو جھڑکنا نہیں چاہیئے

فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْھَرْ وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْھَرْ وَاَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ (سورہ الضحیٰ ۱۔ پارہ ۳۰۔)

پس یتیم پر کسی طرح کا ظلم نہ کرو، اور سائل کو نہ جھڑکو، اور اپنے پروردگار کے احسانات کا تذکرہ کرتے رہو ۔

اس میں کچھ شک نہیں، کہ جو سائل مستحق ہو، اس کو دینا باعث ثواب ہے، مگر شامت اعمال سے مسلمانوں میں ایک ایسا گروہ پیدا ہو گیا ہے، جنہوں نے مانگنا اپنا پیشہ قرار دے لیا ہے، اور دینے والے بلا امتیاز ہر ایک کو دیئے جاتے ہیں، اور یہی وجہ ہے، کہ جتنے

مانگنے والے مسلمانوں میں موجود ہیں، اتنے شاید ہی کسی قوم میں موجود ہوں، اس لئے اس بہم بدکے انسداد کے لئے نہایت ہی ضروری ہے، کہ جو شخص مانگنے آئے اُس کی حالت اور وضع وقطع میں خوب غور کر لیا جائے، اگر وہ لینے کا مستحق ہو، تو اُسے دے دیا جائے، ورنہ نہ دیا جائے۔ کیونکہ اول تو مسلمانوں میں اس عالمگیر مرض کے باعث سینکڑوں بلکہ لاکھوں موٹے تازے کھانے کے لائق اشخاص نے اسی کو ذریعہ معاش سمجھ کر دیگر جائز کسب معاش سے مطلق بے اعتنائی اختیار کر لی ہے، جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا ہے، کہ قوم کے بہت سے قیمتی افراد اعضائے مختلفہ کی طرح بے کار ثابت ہو رہے ہیں۔ بلکہ دوسروں کے لئے وبالِ جان۔ دوسرے ایسے مفت خوروں کو دینے اور حقدار و غیر حقدار میں امتیاز نہ کرنے سے دوسرے کمانے والے محنتی و جفاکش اشخاص کو بھی اسی طرف رغبت ہوتی جاتی ہے، چنانچہ بہتوں نے یہی پیشہ اختیار کر لیا ہے، جس کا یقینی نتیجہ یہ نکلا ہے، کہ مسلمانوں سے تمام علوم و فنون و قیمتی کمالات و مفید و کار آمد ہنر یک بیک رخصت ہو گئے ہیں، اور اب اہلِ اسلام میں بہت قلیل تعداد منعدد کمالات پر جلوہ گر نظر آتی ہے۔ اندریں حالات باحیثیت مسلمانوں کا فرض ہے، کہ ان مفت خوروں کی تعداد گھٹائیں، اور سوا مسلمانوں کے کسی غیر مستحق کو ایک حبہ تک نہ دیں، تاکہ وہ جائز ذرائع معاش کی تلاش و تحصیل و تکمیل کی خود فکر کریں ۔

حقوق یتامیٰ (یتیموں کے حقوق)

سلوک

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ۔

(النساء ع ۶ - پارہ ۵ - ۶)

اور اللہ تعالےٰ کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، اور ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں کے ساتھ نیک سلوک کرو ۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

خَيْرُ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِيْنَ بَيْتٌ فِيْهِ يَتِيْمٌ يُحْسَنُ اِلَيْهِ وَشَرُّ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِيْنَ بَيْتٌ فِيْهِ يَتِيْمٌ يُسَاءُ اِلَيْهِ

(ابن ماجہ)

مسلمانوں کے گھروں میں سب سے بہتر وہ گھر ہے، جس میں یتیم ہو، اور اُس سے اچھا سلوک کیا جاتا ہو، اور مسلمانوں کے گھروں میں سب سے بُرا گھر وہ ہے، جس میں یتیم ہو، اور اُس سے بدسلوکی کی جائے ۔

عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰى يَتِيْمَةٍ اَوْ يَتِيْمٍ عِنْدَهٗ كُنْتُ اَنَا وَهُوَ فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ وَقَرَنَ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ۔

(احمد۔ ترمذی)

حضرت ابُواُمامہؓ کہتے ہیں، کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو کسی یتیم لڑکی یا یتیم لڑکے کے ساتھ سلوک کرے گا جو اُس کے پاس ہے، تو میں اور وہ جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح اکٹھے ہونگے اور آپؐ نے دونوں انگلیوں کو ملا کر لوگوں کو دکھایا ۔

مُدارات اور خیر خواہی

فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ۭ وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ۚ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ۙ وَلَا تَحٰۗضُّوْنَ عَلٰي طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۙ

(فجر۔ ع ۱۔ پارہ ۳۰)

انسان کی تو یہ حالت ہے کہ جب اس کا پروردگار اس کو آزماتا ہے، اس طرح کہ اس کو عزت اور نعمت دیتا ہے تو وہ کہتا ہے۔ کہ میرا پروردگار میری تکریم و تعظیم کرتا ہے۔ اور جب وہ اس طرح آزماتا ہے کہ اُس کی روزی اس پر تنگ کر دیتا ہے، تو وہ کہنے لگتا ہے، کہ خدا مجھے ذلیل سمجھتا ہے ۔ ایسا خیال نہ کرنا چاہیئے بلکہ تم خود تکریم و تعظیم نہیں کرتے اور ایک

دوسروں کو محتاجوں کے کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتے ؛

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتَامٰى قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ وَلَوْشَاءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ٥

(بقرہ ع ۲۷ - پارہ ۲)

لوگ آپ سے یتیموں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں، تو آپ ان سے کہہ دیں کہ ان کی اصلاح کرنا بہتر ہے۔ اور اگر تم ان سے مل جل کر رہو، تو وہ تمہارے بھائی ہیں، اور اللہ تعالےٰ بگاڑنے والے کو اصلاح کرنے والے سے اچھی طرح پہچانتا ہے۔ اگر خدا چاہتا تو تم کو مشکل میں ڈال دیتا۔ بے شک اللہ زبردست اور حکمت والا ہے ؛

شفقت اور مہربانی

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَسَحَ رَاْسَ يَتِيْمٍ لَمْ يَمْسَحْهُ اِلَّا لِلّٰهِ كَانَ لَهٗ بِكُلِّ شَعْرَةٍ تَمُرُّ عَلَيْهَا يَدُهٗ حَسَنَاتٌ۔

(ترمذی)

حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے، اور محض خدا کی رضا مندی سے ایسا کرتا ہے تو اُسے ہر بال کے عوض جس پر اس کا ہاتھ گزرتا ہے، نیکیاں ملتی ہیں ؛

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا شَكٰی اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْوَةَ قَلْبِهٖ فَقَالَ امْسَحْ رَاْسَ الْيَتِيْمِ وَاَطْعِمِ الْمِسْكِيْنَ۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنی سنگدلی کی شکایت کی، تو آپ نے فرمایا، یتیم کے سر پہ ہاتھ پھیرا

(مسند امام احمد) کرو اور محتاج کو کھانا کھلایا کرو ؟

کھانے کی امداد

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۝ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ۝ (الدھر ع ۱- پارہ ۲۹)

نیکوکار وہ لوگ ہیں، جو خدا کی محبت سے محتاج اور یتیم کو کھانا کھلاتے ہیں، اور اُن کو یہ کہہ دیتے ہیں، کہ ہم تو صرف خدا کے لئے کھلاتے ہیں، نہ تو ہم تم سے بدلہ چاہتے ہیں، اور نہ شکر گذاری ؟

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰوٰى يَتِيمًا اِلٰى طَعَامِهٖ وَشَرَابِهٖ اَوْجَبَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ اَلْبَتَّةَ اِلَّا اَنْ يَّعْمَلَ ذَنْبًا لَا يُغْفَرُ الخ۔ (شرح السنۃ)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یتیم کو اپنے کھانے پینے میں شریک کرے گا، خدا اس کے لئے جنت واجب کرے گا بشرطیکہ کسی گناہ کا مرتکب نہ ہو جو قابل معافی نہ ہو[1] الخ

حفظ مال یتیم کی تاکید اور اس میں تصرف ناجائز کی ممانعت

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ۝ (النساء ع ۱- پارہ ۴)

اور یتیموں کے مال ان کے حوالے کر دیا کرو، اور مال طیّب کو مال حرام سے نہ بدلو، اور یتیموں کے مال اپنے مال سے ملا جلا کر نہ کھاؤ، کیونکہ یہ بڑا گناہ ہے،

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۝

جو لوگ ناحق یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں انگارے بھرتے ہیں

[1] یہ حدیث بڑی لمبی ہے، اس کا ضروری حصّہ لے لیا گیا ہے ؟

وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا (نساء ع ۱ - پاره ۴) وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا ۝ وَابْتَلُوا الْيَتَامَىٰ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ آنَسْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا وَبِدَارًا أَنْ يَكْبَرُوا وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوا عَلَيْهِمْ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا (نساء ع ۱ پاره ۴)

اور وہ عنقریب دوزخ میں جا پڑیں گے ۔ اور تم کم عقلوں کو اپنے یعنی اُن کے وہ مال نہ دو۔ جن کو خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے مایۂ زندگی بنایا ہے۔ اور اِن مالوں میں سے ان کو کھلاتے پلاتے رہو۔ اور ان سے معقول بات کہتے ہو۔ اور تم یتیموں کو آزمالیا کرو۔ یہاں تک کہ جب وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں۔ بعد از بلوغ اگر تم ان میں تمیز دیکھو۔ تو ان کے مال اِن کے حوالے کر دو۔ اور اِن کے بڑے ہونے کے اندیشے سے فضول خرچی کر کے جلدی جلدی ان کا مال کھا پی نہ جاؤ۔ جو شخص غنی ہو۔ وہ اپنے آپ کو بالکل بچائے اور جو حاجتمند ہو۔ وہ مناسب مقدار سے کھالے۔ اور جب اُن کے مال تم اُن کے حوالے کرنے لگو۔ تو اُن پر گواہ بھی کر لیا کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کافی حساب لینے والا ہے ۔

یتیم لڑکیاں نکاح میں ہوں تو خاص کر اُن کے حقوق کی رعایت اور عدل و انصاف

وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ

اگر تم کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ قائم رکھ سکو گے تو اپنی خواہش کے مطابق دو دو اور تین تین

خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ذٰلِكَ اَدْنٰى اَلَّا تَعُوْلُوْاؕ (نساء ع ۱ پارہ ۴)

اور چار چار عورتوں سے نکاح کرلو لیکن اگر تم کو اس بات کا اندیشہ ہو، کہ ان میں برابری نہ کرسکو گے، تو ایک ہی پر کفایت کرنا ہے، یا جو (لونڈی) تمہارے قبضہ میں ہو، یہ تدبیر زیادہ قرین مصلحت ہے ناانصافی سے بچنے کے لئے ؛

وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِى النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِى الْكِتٰبِ فِىْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِىْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا۝

(النساء ع - ۱۹ - پارہ ۵)

یہ لوگ آپ سے یتیم لڑکیوں کے بارے میں حکم دریافت کرتے ہیں، تو آپ کہدیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے نکاح کے بارے میں اجازت دیتا ہے، اور وہ آیات بھی جو قرآن کے اندر تم کو پڑھ کر سنائی جایا کرتی ہیں، جبکہ ان یتیم عورتوں کے باب میں ہیں جن کو جو ان کا حق مقرر ہے نہیں دیتے، اور ان کے ساتھ نکاح کرنے سے نفرت کرتے ہو، اور کمزور بچوں کے باب ہیں کہ یتیموں کی کارگزاری انصاف کے ساتھ کرو، اور جو نیک کام کروگے سو بلاشبہ اللہ تعالےٰ اس کو خوب جانتا ہے ؛

صدقات وغیرہ سے یتیموں کی مدد کرو

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ

لوگ آپ سے دریافت کرتے ہیں، کہ کیا خرچ کریں، تو آپ اُن سے کہدیں کہ تم جو مال بھی خرچ کرو، ماں باپ کا حق ہے

وَابْنِ السَّبِيْلِ ط وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ہ

(البقرع ۲۶ - پارہ ۲)

اور قریب کے رشتہ داروں کا اور یتیموں کا اور محتاجوں کا اور مسافروں کا اور جو بھلائی بھی تم کرو گے، اللہ تعالےٰ اس کو خوب جانتا ہے:

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ہ (انفال - ع ۵ - پارہ ۱۰)

اور مسلمانو! تم جان لو، کہ جو چیز تم لوٹ کر لاؤ اس کا پانچواں حصہ خدا اور رسول کا اور قرابت داروں کا اور یتیموں کا اور محتاجوں کا اور مسافروں کا حق ہے:

یتیمی ایک ایسی مصیبت ہے، جس کا اندازہ صرف وہی لوگ لگا سکتے ہیں، جو اس میں سے گزرے ہوں، شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب کہا ہے، ؎

مرا باشد از درد طفلاں خبر | کہ در طفلی از سر برفتم پدر

کم عمری میں باپ کا سایہ سر سے اُٹھ جانا جو سارے گھر کا سرپرست ہوتا ہے۔ ایسا نقصان ہے، جس کی تلافی ناممکن ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن اور حدیث میں ان کی اعانت کرنے اور ان پر شفقت کرنے کی نہایت تاکید آئی ہے۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یتیم سے بڑھ کر کوئی شخص اعانت کا مستحق نہیں، اور بہترین سلوک جو یتیم کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس کو اس قابل بنا دیا جائے کہ وہ اپنے پیروں پر کھڑا ہو سکے، حکیم امت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ نے بوستان کے دوسرے باب میں یتیموں پر شفقت کرنے کے بارے میں ایک دردانگیز گفتار لکھی ہے، ہم اس کے چند اشعار نقل کئے بغیر نہیں رہ سکتے ؎

پدر مردہ را سایہ بر سر افگن | غبارش بیفشاں و خارش بکن
ندانی چہ بودش فرو ماندہ سخت | بود تازہ بے بیخ ہرگز درخت
چو بینی یتیمے سر افگندہ پیش | مدہ بوسہ بر روئے فرزند خویش
یتیم ار بگرید کہ نازش خرد | وگر خشم گیرد کہ بارش برد
الا تا نگرید کہ عرش عظیم | بلرزد ہمے چوں بگرید یتیم

برحمت بکن آبش از دیدہ پاک
اگر سایہ خود برفت از سرش

بشفقت بیفشانش از چہرہ خاک
تو در سایہ خویشتن پرورش

لونڈی غلاموں کے حقوق

آزاد کرنا

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَلِّمْنِي عَمَلًا يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ قَالَ لَئِنْ كُنْتَ اَقْصَرْتَ الْخُطْبَةَ لَقَدْ اَعْرَضْتَ الْمَسْأَلَةَ اَعْتِقِ النَّسَمَةَ وَفُكَّ الرَّقَبَةَ قَالَ اَوَلَيْسَا وَاحِدًا قَالَ لَا عِتْقُ النَّسَمَةِ اَنْ تَنْفَرِدَ بِعِتْقِهَا وَفَكُّ الرَّقَبَةِ اَنْ تُعِيْنَ فِيْ ثَمَنِهَا وَالْمِنْحَةُ الْوَكُوْفُ وَالْفَيْءُ عَلَى ذِي الرَّحِمِ الظَّالِمِ فَاِنْ لَمْ تُطِقْ ذٰلِكَ فَاَطْعِمِ الْجَائِعَ وَاسْقِ الظَّمْاٰنَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ فَاِنْ لَمْ تُطِقْ ذٰلِكَ فَكُفَّ لِسَانَكَ اِلَّا مِنْ خَيْرٍ (بیہقی)

حضرت براءؓ بن عازبؓ سے روایت ہے کہ ایک بدوی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کی، کہ مجھے کوئی ایسا کام بتایئے کہ جو مجھے جنت میں داخل کرے، آپؐ نے فرمایا اگرچہ تو نے کلام میں اختصار کیا ہے لیکن تیرا سوال بہت لمبا چوڑا ہے، اچھا تو غلام آزاد کر اور گردن چھڑا، اُس نے عرض کیا، یہ دونوں باتیں ایک ہی نہیں ہیں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں، غلام آزاد کرنے کے یہ معنے ہیں، کہ اس کے آزاد کرنے میں تنہا ہو، اور گردن چھڑانے کا یہ مطلب ہے، کہ تو اس کی قیمت میں مدد کرے، اور دودھ دینے والا جانور کسی محتاج کو دودھ پینے کے لئے مستعار دے اور رشتہ دار پر احسان و رحمت کے ساتھ رجوع کرے، اگرچہ وہ ظالم اور قاطع رحم ہی کیوں نہ ہو، پھر اگر تو ان باتوں کی طاقت نہیں رکھتا تو بھوکے

کو کھلا اور پیاسے کو پلا اور اچھی باتوں کا حکم دے اور بُری باتوں سے روک اور اگر تو اس بات کی طاقت نہیں رکھتا۔ تو بھلائی کے سوا ہر بات سے اپنی زبان بند رکھ ٭

انکاح یعنی نکاح کر دینا

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ٥

(نور - ع - ۴ پارہ ۱۸)

اور اپنی رانڈوں کے نکاح کر دیا کرو اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں میں سے ان کے جو نیک بخت ہوں، اگر یہ لوگ محتاج ہوں گے، تو خدا اپنے فضل سے ان کو غنی کر دے گا۔ اور اللہ گنجائش والا اور واقف ہے ٭

مُکَاتبت (عہد نامۂ آزادیٔ غلام بشرط ادائے مال مقررہ)

وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰكُمْ (نور - ع - ۴ - پارہ ۱۸)

اور تمہارے غلاموں میں سے جو مکاتبت کے خواہاں ہوں، تو تم ان کے ساتھ مکاتبت کر لیا کرو۔ بشرطیکہ تم اُن میں بہتری پاؤ، اور خدا کے مال سے جو اس نے تم کو دے رکھا ہے اُن کو بھی دو ٭

عَنْ عُمَرَ بْنِ اَنَسٍ قَالَ سَاَلَ سِيْرِيْنُ اَنَسًا الْمُكَاتَبَةَ وَكَانَ كَثِيْرَ الْمَالِ فَاَبٰى سَيِّدُهٗ فَانْطَلَقَ سِيْرِيْنُ اِلٰى عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَدَعَاهُ

حضرت عمرؓ بن انسؓ کہتے ہیں، کہ حضرت سیرینؓ نے حضرت انسؓ سے مکاتبت کی درخواست کی اور حضرت سیرینؓ بڑا دولت مند آدمی تھا، حضرت انسؓ نے مکاتبت

عُمَرَ رضہ فَقَالَ لَہٗ کَاتِبْہُ فَاَبٰی فَضَرَبَہٗ بِالدِّرَّۃِ وَتَلَا فَکَاتِبُوْھُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِیْھِمْ خَیْرًا فَکَاتَبَہٗ۔

(بخاری)

سے انکار کر دیا۔ تو حضرت سیرین رضہ نے حضرت عمر رضہ سے شکایت کی، عمر رضہ نے انس رضہ کو بلایا، اور کہا سیرین رضہ سے مکاتبت کر لے، اُس نے آپ کے سامنے انکار کر دیا۔ تو حضرت عمر رضہ نے اسے دُرّہ مارا اور یہ آیت پڑھی فَکَاتِبُوْھُمْ الخ تو انس رضہ نے مکاتبت کر لی۔

مکاتبت ایک شرعی معاہدہ ہے۔ آقا اور غلام کے درمیان اس کی صورت اس طرح ہے، کہ آقا غلام سے یہ کہے، کہ تو مجھ کو اس قدر مال کما کر دیدے۔ تو تو آزاد ہے اور غلام اس کو قبول کر لے۔ اس کا حکم یہ ہے، کہ اگر اتنا مال کما کر دے دیگا۔ تو آزاد ہو جائے گا ورنہ کتابت فسخ ہو جائے گی۔

حرامکاری پر مجبور نہ کرنا

وَلَا تُکْرِھُوْا فَتَیٰتِکُمْ عَلَی الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَمَنْ یُّکْرِھْھُّنَّ فَاِنَّ اللّٰہَ مِنْۢ بَعْدِ اِکْرَاھِھِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

(نور ع - ۴ - پارہ - ۱۸)

اور اپنی لونڈیوں کو حرام کاری پر مجبور نہ کرو، جبکہ وہ پاکدامن رہنا چاہیں محض اس لئے کہ دُنیاوی زندگی کا کچھ فائدہ تمہیں حاصل ہو جائے، اور جو شخص ان کو مجبور کرے گا، تو اللہ تعالٰے اُن کے مجبور کئے جانے کے بعد بخشنے والا مہربان ہے۔

جاہلیت میں بعض لوگ لونڈیوں کی خرچی کی کمائی کھایا کرتے تھے۔ چنانچہ عبد اللہ بن اُبی منافق نے بھی اپنی دو لونڈیوں کو اس پر مجبور کیا تھا، انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی۔ تو اس پر یہ آیت مذکور نازل ہوئی، اس سے ثابت ہوا۔ (اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا) کی قید بلحاظ اصل واقعہ ہے، نہ یہ کہ اگر وہ تحصّن کا ارادہ کریں تو پھر اکراہ درست ہے۔ یا ان لونڈیوں کو ایسا کرنا جائز ہے۔

ماں باپ اور اولاد میں تفریق نہ کرنا

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ وَالِدَۃٍ وَّ وَلَدِھَا فَرَّقَ اللّٰہُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اَحِبَّتِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (ترمذی)

حضرت ابو ایوب رض کہتے ہیں، کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا، کہ جو شخص ماں اور اس کے بچے کے درمیان جدائی ڈالے گا۔ تو خدا قیامت کے دن اس میں اور اُس کے پیاروں میں جدائی ڈالے گا۔

عَنْ عَلِیٍّ رض قَالَ وَھَبَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غُلَامَیْنِ اَخَوَیْنِ فَبِعْتُ اَحَدَھُمَا فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا فَعَلَ غُلَامُکَ فَاَخْبَرْتُہٗ فَقَالَ رُدَّہٗ رُدَّہٗ۔ (ترمذی)

حضرت علی رض سے روایت ہے، کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے دو غلام عطا کیے۔ جو دونوں بھائی بھائی تھے میں نے اُن میں سے ایک کو فروخت کر دیا۔ تو حضور ؐ نے مجھ سے فرمایا۔ اے علی رض تمہارا غلام کیا ہوا؟ میں نے آپ کو بتلایا تو فرمایا اُسے پھیر لو۔ اُسے پھیر لو۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ الْوَالِدِ وَوَلَدِہٖ وَبَیْنَ الْاَخِ وَبَیْنَ اَخِیْہِ۔ (ترمذی)

حضرت ابو موسیٰ رض سے روایت ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص پر لعنت کی، جو باپ بیٹے اور بھائی بھائی میں جُدائی ڈالے۔

ان احادیث سے جس تفریق کی ممانعت ثابت ہوتی ہے، وہ تفریق صغار ہے نہ مطلق تفریق، ورنہ کسی ماں باپ یا بہن بھائی والی لونڈی کی بیع ہبہ وغیرہ بالاتفاق ناجائز ہوتے، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

شفقت و مدارت

عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ رض عَنِ النَّبِیِّ

اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہ رض نبی صلی اللہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ مَرَضِهِ الصَّلٰوةَ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ (ابوداؤد)

علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں، کہ آپ اپنے مرض وفات میں فرماتے تھے، کہ لوگو! نماز کی محافظت اور لونڈی غلاموں کے حقوق کی رعایت کرنا ٭

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَنَعَ لِاَحَدِكُمْ خَادِمُهٗ طَعَامَهٗ ثُمَّ جَاءَ بِهٖ وَقَدْ وَلِیَ حَرَّهٗ وَدُخَانَهٗ فَلْيُقْعِدْهُ مَعَهٗ فَلْيَاْكُلْ فَاِنْ كَانَ الطَّعَامُ مَشْفُوْهًا قَلِيْلًا فَلْيَضَعْ فِیْ يَدِهٖ مِنْهُ اُكْلَةً اَوْ اُكْلَتَيْنِ (مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا خادم اس کے لئے کھانا تیار کر کے لائے، اور اُس نے آگ کی گرمی اور دھوئیں کی تکلیف اٹھائی ہو۔ تو اُسے اپنے ساتھ بٹھا کر اس کے ساتھ کھانا کھلائے، اور اگر کھانا بہت کم ہو۔ تو اس میں سے خدمت گار کے ہاتھ پر ایک لقمہ یا دو لقمے رکھ دے ٭

نیک خوئی

عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ يَسَّرَ اللّٰهُ حَتْفَهٗ وَاَدْخَلَهٗ جَنَّتَهٗ رِفْقٌ بِالضَّعِيْفِ وَشَفَقَةٌ عَلَى الْوَالِدَيْنِ وَاِحْسَانٌ اِلَى الْمَمْلُوْكِ۔ (ترمذی)

حضرت جابرؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، کہ حضور نے فرمایا۔ کہ جس میں تین خصلتیں ہوں، خدا اس کی موت آسان کر دیتا ہے، اور اُسے جنت میں داخل کرے گا۔ ناتوانوں اور مسکینوں کے ساتھ نرمی کرنا، اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا، اور غلام سے احسان کرنا ٭

عَنْ رَافِعِ بْنِ مَكِيْثٍ اَنَّ النَّبِیَّ

حضرت رافع بن مکیثؓ سے روایت ہے

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ حُسْنُ الْمَلَکَۃِ یُمْنٌ وَسُوْءُ الْخُلُقِ شُؤْمٌ۔

(ابوداؤد)

کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، غلاموں کے ساتھ نیک خوئی سے برتاؤ کرنا برکت کا باعث ہے، اور بدخلقی سے پیش آنا بے برکتی کا موجب ہے ؛

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِشِرَارِکُمْ اَلَّذِیْ یَأْکُلُ وَحْدَہٗ وَیَجْلِدُ عَبْدَہٗ وَیَمْنَعُ رِفْدَہٗ۔

(مشکوٰۃ)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں تم کو بتادوں کہ تم میں سے بدترین شخص کون ہے۔ جو تنہا کھاتا ہے، اور اپنے غلام کو چابک مارتا ہے، اور اپنی بخشش اس سے روک لیتا ہے ؛

کھانا، کپڑا

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِلْمَمْلُوْکِ طَعَامُہٗ وَکِسْوَتُہٗ وَلَا یُکَلَّفُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَا یُطِیْقُ (مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھانا کپڑا غلام کا حق ہے، اور اس کو وہی تکلیف دی جائے۔ جس کی وہ طاقت رکھتا ہے ؛

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھُمْ اِخْوَانُکُمْ جَعَلَھُمُ اللّٰہُ تَحْتَ اَیْدِیْکُمْ فَمَنْ جَعَلَ اللّٰہُ اَخَاہُ تَحْتَ یَدَیْہِ فَلْیُطْعِمْہُ مِمَّا یَأْکُلُ وَلْیُلْبِسْہُ مِمَّا یَلْبَسُ وَلَا یُکَلِّفْہُ مِنَ الْعَمَلِ مَا یَغْلِبُہٗ

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے، کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ غلام تمہارے بھائی ہیں، خدا نے انہیں تمہارے ماتحت کر دیا ہے، تو جس کے بھائی کو خدا اس کا ماتحت کر دے۔ تو چاہیئے کہ اُسے اسی قسم کا کھانا کھلائے

تَتَبِعُهُ عَلَيْهِ ۔

(صحیحین)

جس قسم کا آپ کھاتا ہے ، اور اسی قسم کا لباس پہنائے ۔ جس قسم کا خود پہنتا ہے اور اُسے ایسے کام کی تکلیف نہ دے جو اس پر غالب آجائے ، اور اگر کبھی اُسے ایسے کام کی تکلیف دے جو اس پر غالب آجائے ۔ تو خود اس کی مدد کرے ؛

مار پیٹ نہ کرنا اور کسی طرح کی تہمت نہ لگانا

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِنِ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ كُنْتُ اَضْرِبُ غُلَامًا لِیْ فَسَمِعْتُ مِنْ خَلْفِیْ صَوْتًا اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ اَللّٰهُ اَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَيْهِ فَالْتَفَتُّ فَاِذَا هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هُوَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللّٰهِ فَقَالَ اَمَا لَوْ لَمْ تَفْعَلْ لَلَفَحَتْكَ النَّارُ ۔ (مسلم)

حضرت ابو مسعود انصاریؓ سے روایت ہے ۔ کہ میں ایک دن اپنے غلام کو مار رہا تھا ۔ کہ پیچھے سے آواز آئی ، ابو مسعود! خدا تجھ پر زیادہ قدرت رکھتا ہے ۔ میں نے جو منہ موڑ کر دیکھا تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تھے ۔ میں نے جلدی سے عرض کیا ۔ یا رسول اللہ ۔ میں نے اس کو خدا کے لئے آزاد کر دیا ۔ آپ نے فرمایا ۔ اگر تو ایسا نہ کرتا تو دوزخ کی آگ تجھے جھلس دیتی ؛

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ضَرَبَ غُلَامًا حَدًّا لَمْ يَأْتِهِ اَوْ لَطَمَهُ فَكَفَّارَتُهُ اَنْ يُعْتِقَهُ (مسلم)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ۔ کہ جو شخص اپنے غلام کو حد مارے ، حالانکہ غلام اس کام مرتکب نہیں

عَنْ اَبِی هُرَیْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ قَذَفَ مَمْلُوْکَہٗ وَھُوَ بَرِیٌٔ مِمَّا قَالَ جُلِدَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ کَمَا قَالَ۔

(صحیحین)

ہوا یا ناحق اس کو طمانچہ مارے، تو اس کا کفارہ بس یہی ہے کہ غلام کو آزاد کرے ۞

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا، کہ جو شخص اپنی لونڈی غلام کو عیب لگائے اور وہ اس عیب سے پاک ہو، تو عیب لگانے والے کے چابک لگائے جائینگے ہاں اگر غلام ویسا ہی ہو جیسا اُس نے کہا تو پھر نہیں ۞

عفو و درگزر

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَمْ نَعْفُوْا عَنِ الْخَادِمِ فَسَکَتَ ثُمَّ اَعَادَ عَلَیْہِ الْکَلَامَ فَصَمَتَ فَلَمَّا کَانَتِ الثَّالِثَۃُ قَالَ اَعْفُوْ عَنْہُ کُلَّ یَوْمٍ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً۔ (ابوداؤد۔ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے، کہ ایک شخص نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ ہم خدمتگار کے قصوروں سے کتنی دفعہ درگزر کیا کریں، آپؐ خاموش ہو رہے، اُس نے پھر اسی کلام کو دہرایا آپ پھر خاموش ہو رہے، جب تیسری دفعہ اُس نے دریافت کیا، تو آپؐ نے فرمایا، ہر روز ستر دفعہ درگزر کیا کرو ۞

غلاموں کے متعلق احکام لکھنے کی ضرورت تو نہ تھی رکیونکہ یہاں ان کا رواج ہی نہیں مگر ان کے متعلقہ احکام کا لکھنا اس لئے ضروری سمجھا گیا رکہ بعض جاہل لوگ جو یہ اعتراض کرتے ہیں، کہ اسلام غلامی کا حامی ہے، انہیں اپنے اعتراض کی لغویت معلوم ہو جائے

اسلام نے جیسی نرمی اور رحمدلی کی تعلیم دی ہے اور صرف رحمدلی اور نرمی نہیں بلکہ مساوات کا حکم دیا ہے، اس کا عشر عشیر بھی کوئی مذہب غلاموں کے ساتھ نہیں دکھا سکتا، مسلمانوں نے لونڈیوں کو بیبیاں اور غلاموں کو داماد تک بنا لیا، اور ان کے غلاموں نے سالہا سال تک سلطنتیں کیں، کیا کوئی قوم ایسی مثال پیش کر سکتی ہے؟

اگرچہ آجکل اُن غلاموں کا رواج نہیں، جن کا اوپر ذکر گذرا، مگر ویسے نوکر چاکر خدمتگار بالعموم موجود ہیں، شرعاً ان کے ساتھ بھی اسی قسم کے حُسنِ معاملات و حُسنِ معاشرت کا حکم ہے جن کی تاکید شدید احادیث منقولہ بالا سے ثابت ہوئی ۔

آقاؤں کے حقوق غلاموں کے ذمّے

خدمت گذاری

عَنْ اَبِی مُوسٰی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَۃٌ لَّھُمْ اَجْرَانِ رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اٰمَنَ بِنَبِیِّہٖ وَاٰمَنَ بِمُحَمَّدٍ وَّالْعَبْدُ الْمَمْلُوْکُ اِذَا اَدّٰی حَقَّ اللّٰہِ وَحَقَّ مَوَالِیْہِ وَرَجُلٌ کَانَتْ عِنْدَہٗ اَمَۃٌ یَطَأُھَا فَاَدَّبَھَا فَاَحْسَنَ تَاْدِیْبَھَا وَعَلَّمَھَا فَاَحْسَنَ تَعْلِیْمَھَا ثُمَّ اَعْتَقَھَا فَتَزَوَّجَھَا فَلَہٗ اَجْرَانِ

(صحیحین)

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے، کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ تین شخصوں کے دُہرے اجر ہیں ایک اہل کتاب میں سے وہ شخص جو اپنے نبی پہ ایمان لایا، اور محمد صلعم پہ بھی ایمان لایا۔ اور دوسرے وہ غلام جو خدا کا حق بھی ادا کرتا ہے، اور اپنے آقاؤں کا بھی اور تیسرے وہ شخص جس کے پاس لونڈی ہو، اور بلحاظ ظ تک وہ اس سے ہمبستر ہوتا ہو۔ پھر اُس نے اچھا ادب سکھایا، اور اچھی تعلیم دی، پھر اس کو آزاد کر کے اُس سے نکاح کر لیا، تو اس کے لئے بھی دو اجر ہیں ۔

عَنْ جَرِیْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت جریرؓ سے روایت ہے، کہ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَبَقَ الْعَبْدُ لَمْ یُقْبَلْ لَہٗ صَلٰوۃٌ وَفِیْ رِوَایَۃٍ عَنْہُ قَالَ اَیُّمَا عَبْدٍ اَبَقَ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْہُ الذِّمَّۃُ وَفِیْ رِوَایَۃٍ عَنْہُ قَالَ اَیُّمَا عَبْدٍ اَبَقَ مِنْ مَوَالِیْہِ فَقَدْ کَفَرَ حَتّٰی یَرْجِعَ اِلَیْہِمْ۔

(مسلم)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب غلام بھاگ جاتا ہے، تو اس کی کوئی نماز قبول نہیں کی جاتی۔ اور انہی سے ایک روایت میں یوں آیا ہے، کہ حضور نے فرمایا جو غلام بھاگ جاتا ہے۔ وہ اسلام کے ذمّے اور عہد سے خارج ہوجاتا ہے اور ایک روایت میں انہی سے یوں آیا ہے کہ جو غلام اپنے آقاؤں کی خدمت سے منہ پھیر کر بھاگ جاتا ہے جب تک اس کے پاس واپس نہ آئے کافر رہتا ہے۔

حق شناسی اور خیر خواہی

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رضؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْعَبْدُ اِذَا نَصَحَ لِسَیِّدِہٖ وَاَحْسَنَ عِبَادَۃَ اللّٰہِ فَلَہٗ اَجْرُہٗ مَرَّتَیْنِ

(صحیحین)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ غلام جب اپنے آقا کی خیر خواہی کرتا ہے، اور اچھی طرح خدا کی عبادت کرتا ہے، تو اُسے دُہرا ثواب ملتا ہے۔

عنوان بالا کے متعلق صحیحین میں ایک اور حدیث بھی مذکور ہے، کہ حضورؐ نے فرمایا، تم سب ایک رعیت کے نگہبان ہو، اور تم سب سے اس کی رعیت کے بارے میں پرسش ہوگی، چنانچہ حاکم کو اپنی رعایا سے اور مرد کو اپنے اہل بیت سے اور زوجہ کو خاوند کے گھر بار سے اور غلام کو آقا کے مال سے پرسش ہوگی۔

فقراء، مساکین اور مسافروں کے حقوق

مالی امداد

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ج وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ ج

(البقرہ ع-۲۲-پارہ ۲)

نیکی صرف یہی نہیں کہ نماز میں اپنا منہ مشرق یا مغرب کی طرف کر لو۔ بلکہ نیکی ان کی ہے۔ جو اللہ اور روز آخرت اور فرشتوں اور کتابوں اور پیغمبروں پر ایمان لائے۔ اور اللہ کی حب پر رشتے داروں، یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور مانگنے والوں اور غلام چھڑانے میں خرچ کرے ؎

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِىْ يَطُوْفُ عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلٰكِنَّ الْمِسْكِيْنَ الَّذِىْ لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيْهِ وَلَا يُفْطَنُ بِهٖ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ وَلَا يَقُوْمُ فَيَسْأَلُ النَّاسَ۔

(صحیحین)

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسکین وہ نہیں جو لوگوں میں گھومتا پھرے۔ اور ایک ایک دو دو لقمے یا ایک ایک دو دو کھجوریں اس کو در بدر پھرائیں۔ بلکہ مسکین وہ ہے۔ جو اس قدر تونگری نہ پائے۔ جو اُسے بے نیاز کرے اور کسی کو اُس کی خبر بھی نہ ہو۔ تاکہ لوگ اُسے خود خیرات دیں۔ اور وہ مانگنے کے لئے بھی کھڑا نہ ہو ؎

مال غنیمت میں ان لوگوں کا حصہ

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ

یہ بات جان لو۔ کہ جو چیز تم لڑائی میں

فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ۵ (انفال ع ۵۔ پارہ ۱۰)

لوٹ کر لاؤ۔ اس کا پانچواں حصہ خدا اور رسول صلعم اور رسول صلعم کے قریبیوں کا اور محتاجوں کا اور مسافروں کا حق ہے ؛

قربانی کے گوشت میں ان کا حصہ

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَکُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَکُمْ فِیْهَا خَیْرٌ فَاذْکُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَیْهَا صَوَآفَّ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَکُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ کَذٰلِکَ سَخَّرْنٰهَا لَکُمْ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ۵ (حج ع ۵۔ پارہ ۱۷)

اور ہم نے تمہارے لئے قربانی کے اونٹوں کو ان چیزوں میں سے قرار دیا ہے جو خدا کے ساتھ نامزد کی جاتی ہیں، ان میں تمہارے لئے فائدے ہیں۔ تو ان کو کھڑا رکھ کر ان پر خدا کا نام لو (یعنی ذبح کرو) اور پھر جب کسی پہلو پر گر پڑیں، تو ان میں سے کھاؤ۔ اور قناعت پیشہ اور گدائی پیشہ محتاجوں کو کھلاؤ، ہم نے ان جانوروں کو تمہارے مطیع کر دیا ہے، تاکہ تم شکر کرو ؛

کھانا کھلانا

وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا ۵

(الدہر ع ۱۔ پارہ ۲۹)

(نیک لوگ وہ ہیں) جو محض خدا کی محبت کے لئے محتاج اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلا دیتے ہیں ؛

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِیْمَةِ یُدْعٰی لَهَا الْاَغْنِیَاءُ وَیُتْرَکُ الْفُقَرَاءُ وَمَنْ تَرَکَ الدَّعْوَةَ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سب میں برا کھانا اس ولیمے کا کھانا ہے جس کے لئے دولت مند لوگ بلائے جائیں اور مسکین و محتاج چھوڑ دیئے جا

فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (صحیحین)

اور جس نے قبول دعوت سے انکار کیا اس نے خدا اور رسول کی نافرمانی کی ؛

اس میں شک نہیں کہ فقراء اور مساکین صدقے اور خیرات کے مستحق ہیں، لیکن وہ جو واقعی مستحق ہوں، غیر مستحقین کو دینا بھیک منگوں کے گروہ کو ترقی دینا ہے، جو بدقسمتی سے مسلمانوں میں یوماً فیوماً ترقی کر رہا ہے۔ اور یہ ایک گھن کا کیڑا ہے، جو مسلمانوں کی پسینے کی کمائی کو ضائع کر رہا ہے، اس لئے صدقہ و خیرات دینے میں نہایت احتیاط برتنی چاہیئے، اس کے انسداد کی معقول صورت یہ ہے کہ مستحق اور غیر مستحق کی پوری چھان بین کے بعد ان کے ضروری مذہبی تعلیم و تربیت اور دستکاری تجارت وغیرہ مفید و ضروری امور و ذرائع معاش سکھلانے پر روپیہ صرف کیا جائے، تاکہ یہ لوگ آئندہ اپنے پاؤں پر آپ کھڑے ہو سکیں، اس قسم کی امداد دین و دنیا میں نہایت مفید ہے، اور اس کا ثواب تا قیامت بطور پنشن امداد کنندہ کو ہمیشہ پہنچتا رہے گا ؛

حقوق احباب (دوستوں کے حقوق)

اتحاد و بے تکلفی

لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الْمَرِیْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ اَنْ تَاْکُلُوْا مِنْۢ بُیُوْتِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اٰبَآئِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اُمَّھٰتِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اِخْوَانِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَخَوٰتِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَعْمَامِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ عَمّٰتِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَخْوَالِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ خٰلٰتِکُمْ اَوْ مَا مَلَکْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِیْقِکُمْ لَیْسَ

نہ تو اندھے کے کچھ مضائقہ ہے، اور نہ لنگڑے کے لئے اور نہ بیمار کے لئے اور نہ دیگر مسلمانوں کے لئے اپنے گھروں سے کھاؤ، یا اپنے باپ کے گھر سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا ان گھروں سے جن کی کنجیاں تمہارے

عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ
اَشْتَاتًا ط فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا
عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ
مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ط كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ
لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝
(النور ـ ع ۸ ـ پارہ ۱۸)

اختیار میں ہیں۔ یا اپنے دوستوں کے گھروں سے اوراس میں بھی کچھ گناہ نہیں، کہ سب مل کر کھاؤ۔ یا الگ الگ، اور جب گھروں میں جانے لگو، تو گھر والوں پر سلام کرلیا کرو۔ جو اللہ کی طرف سے برکت والی اور عمدہ دعائے خیر ہے، اللہ تعالیٰ اسی طرح اپنے احکام کھول کھول کر بیان کرتا ہے کہ تم سمجھو۔

ایثار (اپنی حاجت پر دوسرے کی حاجت کو ترجیح دینا)

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ
مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ
اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ
حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى
اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ
وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الْمُفْلِحُوْنَ (حشر ع ۱ پارہ ۲۸)

(اور جو مال بے لڑے ہاتھ آئے) وہ ان لوگوں کا بھی حق ہے، جو مہاجرین سے پہلے مدینہ میں رہتے اور اسلام میں داخل ہوچکے ہیں (انصار) جو ان کی طرف ہجرت کرکے آتا ہے، اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، اور مہاجرین کو جو کچھ دیا جائے اس کی وجہ سے اپنے دل میں کوئی طلب نہیں پاتے اور اپنے اوپر تنگی ہی کیوں نہ ہو، مہاجرین کو اپنے سے مقدم رکھتے ہیں، اور جس شخص نے اپنی طبیعت کو بخل سے محفوظ رکھا۔ تو ایسے ہی لوگ فلاح پائیں گے۔

رُوِيَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ كَانَ قَسَمَ اَمْوَالَ بَنِي النَّضِيْرِ
عَلَى الْمُهَاجِرِيْنَ وَلَمْ يُعْطِ الْاَنْصَارَ

روایت ہے، کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر کے مال مہاجرین پر تقسیم کردیے اور انصار میں سے صرف تین محتاج آدمیوں

إِلَّا ثَلَاثَةَ نَفَرٍ مُحْتَاجِينَ أَبَا دُجَانَةَ سِمَاكَ بْنَ خَرَشَةَ وَسَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ وَالْحَارِثَ بْنَ الصِّمَّةِ قَالَ لَهُمْ إِنْ شِئْتُمْ قَسَمْتُمْ لِلْمُهَاجِرِينَ مِنْ أَمْوَالِكُمْ وَدِيَارِكُمْ وَشَارَكْتُمُوهُمْ فِي هٰذِهِ الْغَنِيمَةِ وَإِنْ شِئْتُمْ كَانَتْ لَكُمْ دِيَارُكُمْ وَأَمْوَالُكُمْ وَلَمْ نَقْسِمْ لَكُمْ شَيْئًا مِنَ الْغَنِيمَةِ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ بَلْ نَقْسِمُ لَهُمْ مِنْ أَمْوَالِنَا وَدِيَارِنَا وَنُؤْثِرُهُمْ بِالْغَنِيمَةِ وَلَا نُشَارِكُهُمْ فِيهَا۔ (بخاری)

کو دیئے۔ ایک ابودجانہ دوسرے سماک بن خرشہ اور تیسرے سہل بن حنیف اور پھر انصار سے فرمایا۔ تم چاہو تو اپنے مال اور اپنے گھر مہاجرین کے ساتھ تقسیم کر لو۔ اور اس غنیمت میں شریک ہو جاؤ۔ اور چاہو تو تمہارے مال اور تمہارے گھر تمہارے پاس رہیں۔ اور غنیمت میں سے تمہیں کچھ نہ دیا جائے۔ انصار نے عرض کیا۔ کہ آپ ہمارے مال اور ہمارے گھر انہیں تقسیم کر دیجئے اور ہم غنیمت میں بھی انہیں ترجیح دیتے ہیں اور اس میں شریک نہیں ہوتے ۔

احسان وسلوک

النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ إِلَّا أَنْ تَفْعَلُوا إِلَىٰ أَوْلِيَائِكُمْ مَعْرُوفًا كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا ۝

(الاحزاب ع ۱ پارہ ۲۱)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ

پیغمبر صلعم مسلمانوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں۔ اور پیغمبر صلعم کی بیبیاں اُن کی مائیں ہیں اور رشتے دار کتاب اللہ کی رُو سے تمام مسلمانوں اور مہاجرین سے بڑھ کر ایک دوسرے کے حقدار ہیں۔ مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں کے ساتھ سلوک کرنا چاہو۔ یہی حکم لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے ۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

أَبَرُّ الْبِرِّ صِلَةُ الرَّجُلِ وُدَّ أَبِيهِ بَعْدَ أَنْ يُوَلِّيَ۔ (مسلم)

سب سے بڑھ کر نیکی آدمی کا اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ سلوک کرنا ہے بعد اس کے کہ باپ کہیں چلا جائے یا مر جائے ؏

تعارف (باہمی واقفیت اور روشناسی)

عَنْ يَزِيدَ بْنِ نَعَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا آخَى الرَّجُلُ الرَّجُلَ فَلْيَسْأَلْهُ عَنْ إِسْمِهِ وَإِسْمِ أَبِيهِ وَمِمَّنْ هُوَ فَإِنَّهُ أَوْصَلُ لِلْمَوَدَّةِ۔ (ترمذی)

حضرت یزیدؓ بن نعامہ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب ایک شخص دوسرے شخص سے دوستی اور بھائی چارہ کرے تو چاہیئے کہ اس کا اور اس کے باپ کا نام پوچھ لے اور دریافت کر لے۔ کہ کن لوگوں میں سے ہے۔ کیونکہ یہ بات دوستی کی زیادہ قوت کا باعث ہے ؏

ایک دوست کے دوسرے دوست پر کئی طرح کے حقوق ہیں۔ اُن میں سے ایک تو یہ ہے کہ مال کو اپنے دوست سے عزیز نہ رکھے۔ بلکہ اُس کے حق کو مقدم سمجھے اور اپنا حصہ بخوشی اُس کے سامنے پیش کرے۔ دوسرا حق یہ ہے کہ دوست کی استدعا سے پہلے اس کی مدد کے لئے کھڑا ہو جائے۔ اور نہایت خندہ پیشانی سے اس کی خدمت گزاری میں مصروف ہو۔ تیسرا حق یہ ہے کہ دوست کے حق میں ہمیشہ اچھی بات کہے۔ اس کے عیوب کا لوگوں میں اظہار نہ کرے۔ چوتھا حق یہ ہے۔ کہ دوست کی محبت اور شفقت جو دل میں ہو اسے دوست سے ظاہر بھی کر دے۔ پانچواں حق یہ ہے کہ اپنے دوست کو علم دین کی ضروری تعلیم بھی دے۔ کیونکہ دوست کو عذاب دوزخ سے بچانا دنیا کے رنج و غم سے چھڑا دینے کی نسبت بہتر ہے۔ چھٹا حق یہ ہے۔ کہ اگر دوست سے کوئی قصور سرزد ہو جائے

تو اس پر مواخذہ نہ کرے، بلکہ معاف کر دے، اور اگر وہ قصور گناہ کی قسم سے ہو، تو نرمی سے نصیحت کرے۔ ساتواں حق یہ ہے، کہ دوست کو اس کی زندگی میں اور مرنے کے بعد دعائے خیر سے یاد رکھے۔ آٹھواں حق یہ ہے کہ اس کی دوستی اور وفاداری کو فراموش نہ کرے۔ نواں حق یہ ہے کہ دوست سے تکلف نہ کرے، حضرت علیؓ کا قول ہے، کہ جو دوست معذرت اور تکلف کرے وہ سب دوستوں سے بدتر ہے۔ دسواں حق یہ ہے کہ اپنے آپ کو سب دوستوں سے کمتر سمجھے اور اُن سے کسی بات کی اُمید و آرزو نہ رکھے۔

حقوقِ دُشمن

عدل وانصاف

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

(المائدہ ع-۲-پارہ ۶-)

اے ایمان والو! اللہ تعالےٰ کے لئے پوری پابندی کرنے والے انصاف کے ساتھ شہادت ادا کرنے والے رہو اور کسی خاص قوم کی عداوت تمہارے لئے اس بات کا باعث نہ ہو جائے، کہ تم عدل نہ کرو۔ عدل کیا کرو۔ کہ وہ تقوےٰ کے زیادہ قریب ہے۔ اور اللہ تعالےٰ سے ڈرو، بلاشبہ خداتعالیٰ کو تمہارے سب اعمال کی پوری اطلاع ہے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا ۝ وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

بیشک ہم نے آپ کے پاس یہ نوشتہ بھیجا ہے، واقع کے موافق تاکہ آپ لوگوں کے درمیان اس کے موافق فیصلہ کریں جو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تبلایا ہے، اور آپ

(النساء ع-١٦- پارہ ٥)

ان خائنوں کی طرفداری کی بات نہ کیجئے اور آپ استغفار کریں۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

ظلم وزیادتی کی ممانعت

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۞

(البقرہ۔ ع ٢٤۔ پارہ ٢)

وَلَا تُقَاتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقَاتِلُوْكُمْ فِيْهِ ج فَاِنْ قَاتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكَافِرِيْنَ ۞ فَاِنِ انْتَهَوْا ۔ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ۞ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۞

(البقرہ ٢٤۔ پارہ ٢)

جو لوگ تم سے لڑتے ہیں، تم بھی اُن کے ساتھ خدا کے راستے میں لڑو، لیکن زیادتی نہ کرو۔ کیونکہ زیادتی کرنے والوں کو خدا دوست نہیں رکھتا۔

اور مسجد حرام کے پاس کافروں سے نہ لڑو، حتیٰ کہ وہ تمہارے ساتھ اس کے پاس لڑیں، پس اگر وہ تم سے لڑیں، تو تم بھی اُن کے ساتھ لڑو، کیونکہ کافروں کی یہی سزا ہے، پھر اگر وہ باز آجائیں، تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے، اور اُن سے یہاں تک لڑو کہ فساد باقی نہ رہے، اور دین صرف خدا کے لئے ہو جائے۔ اور اگر وہ فساد سے باز آجائیں، تو اُن پر کسی طرح کی زیادتی نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ زیادتی صرف ظالموں پر ہی ہوا کرتی ہے۔

دشمن کے قاصد اور عورتوں اور بچوں کی رعایت

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ يَجِيْكُمْ

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے۔

ابْنُ النَّوَّاحَةِ وَابْنُ اُثَالٍ رَسُوْلَا مُسَيْلِمَةَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُمَا اَتَشْهَدَانِ اَنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَا لَا اَشْهَدُ اَنَّ مُسَيْلِمَةَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ لَوْ كُنْتُ قَاتِلًا رَسُوْلًا لَقَتَلْتُكُمَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَمَضَتِ السُّنَّةُ اَنَّ الرَّسُوْلَ لَا يُقْتَلُ ۔ (احمد)

کہ مسیلمہ کذاب کے دو قاصد ابن النواحہ اور ابن اُثال رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، تو آپ نے ان دونوں سے فرمایا۔ کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ میں خدا کا رسول ہوں، انہوں نے کہا ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں، کہ مسیلمہ خدا کا رسول ہے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں اللہ اور اُس کے سب پیغمبروں پر ایمان لایا۔ اگر میں قاصد اور ایلچی کو مار ڈالنے والا ہوتا، تو تم دونوں کو قتل کر دیتا عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں، کہ اب یہ طریقہ جاری ہوگیا ہے، کہ قاصدوں کو قتل نہیں کرتے ۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ النِّسَآءِ وَالصِّبْيَانِ ۔ (صحیحین)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے عورتوں اور بچوں کے قتل کرنے سے منع فرمایا ہے ۔

عنوان مذکور کے متعلق اور بھی کئی حدیثیں ہیں۔ بخوف تطویل ہم نے ان کو ترک کر دیا ہے، منجملہ ان کے ایک حدیث میں آیا ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا، نہ عورت کو قتل کیا جائے اور نہ مزدور کو، اندھے، لنگڑے، اپاہج اور بڈھے کھوسٹ بھی عورتوں اور بچوں میں شامل ہیں۔ لیکن اگر عورت وغیرہ صاحب حکومت یا کسی مخالف اسلام کی حکومت کے ایسے مشیر کار ہوں کہ مسلمانوں کے قتل و غارت کے یہی ذمہ دار ہوں یا اس میں ان کو دخل تام ہو تو ایسی خاص صورتوں میں ان کو قتل کر دینا جائز ہے ۔

غدر اور بے وفائی سے بچنا

وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ۝

(انفال ع ۷- پارہ ۱۰)

اگر تم کو کسی قوم کی طرف سے دغا کا اندیشہ ہو، تو مساوات کو ملحوظ رکھ کر اُن کے عہد کو اُلٹا ان کی طرف پھینک مارو، بے شک اللہ دغا بازوں کو پسند نہیں کرتا۔

عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ بَيْنَ مُعَاوِيَةَ وَبَيْنَ الرُّوْمِ عَهْدٌ وَكَانَ يَسِيْرُ نَحْوَ بِلَادِهِمْ حَتّٰى اِذَا انْقَضَى الْعَهْدُ اَغَارَ عَلَيْهِمْ فَجَآءَ رَجُلٌ عَلٰى فَرَسٍ اَوْ بِرْذَوْنٍ وَهُوَ يَقُوْلُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَفَاءٌ لَا غَدْرٌ فَنَظَرُوْا فَاِذَا هُوَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ فَسَاَلَهُ مُعَاوِيَةُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَلَا يَحُلَّنَّ عَهْدًا وَلَا يَشُدَّنَّهُ حَتّٰى يَمْضِيَ اَمَدُهٗ اَوْ يَنْبِذَ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ قَالَ فَرَجَعَ مُعَاوِيَةُ بِالنَّاسِ

(ترمذی- ابوداؤد)

حضرت سلیم بن عامرؓ سے روایت ہے، کہ حضرت معاویہؓ اور روم کے درمیان معاہدہ تھا (کہ فلاں زمانہ تک جنگ نہ کریں گے) اور حضرت معاویہؓ آہستہ آہستہ اِن کے شہروں کی طرف بڑھ رہے تھے کہ معاہدہ کا زمانہ ختم ہو تو دفعتہً اُن پر چھاپہ ماریں۔ اتنے میں ایک شخص گھوڑے یا خچر پر سوار آیا، اور وہ کہتا جاتا تھا، اللہ اکبر اللہ اکبر لے لوگو عہد کو نباہو، بدعہدی نہ کرو۔ لوگوں نے دیکھا تو وہ عمرو بن عبسہ صحابی ہیں، حضرت معاویہؓ نے اُن سے اس بارہ میں پوچھا، تو انہوں نے کہا میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے سُنا ہے کہ جس شخص میں اور کسی قوم میں عہد ہو تو اُسے چاہیئے کہ عہد کو نہ کھولے اور نہ باندھے (یعنی اس میں

تغیر و تبدل نہ کرے) حتیٰ کہ عہد کی مدت گزر جائے یا جتا بتا کر اُن کے عہد کو اِن کی طرف پھینک مارے۔ راوی کہتا ہے کہ یہ سُن کر حضرت معاویہؓ لشکر سمیت واپس چلے آئے ؛

دشمن صلح کی طرف مائل ہوں تو صلح کر لینا

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ (الانفال ع ۸ پارہ ۱۰)

اگر کفار صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی اُس کی طرف جھکو، اور اللہ پر بھروسہ رکھو ؛

لیکن صلح و جنگ کے نشیب و فراز و منافع و مضرات وقت و بیوقت کو خوب سوچ لینا چاہیئے ؛

نقض عہد نہ کرنا

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ خُطْبَتِهٖ اَوْفُوْا بِحِلْفِ الْجَاهِلِيَّةِ فَاِنَّهٗ لَا يَزِيْدُهٗ يَعْنِي الْاِسْلَامَ اِلَّا شِدَّةً وَّلَا تُحْدِثُوْا حِلْفًا فِي الْاِسْلَامِ (ترمذی)

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبے میں فرمایا، کہ جاہلیت کے عہد و پیمان کو پورا کرو، کیونکہ اسلام وفائے عہد کو اور مضبوط کرنے کا حکم دیتا ہے، اور اسلام میں کوئی نیا عہد و پیمان پیدا نہ کرو (جس کی ضرورت نہ ہو)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَاِنَّ رِيْحَهَا يُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ اَرْبَعِيْنَ عَامًا۔

(بخاری)

ہے۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنے ہم عہد کو قتل کر ڈالا۔ وہ جنت کی بو تک نہ سونگھے گا۔ حالانکہ اس کی مہک چالیس سال کی مسافت تک پائی جائے گی۔

پناہ میں آئیں تو پناہ دینا

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝

(توبہ ع ۱۰۔ پارہ ۱۰)

مشرکوں میں سے کوئی شخص اگر آپ سے پناہ چاہے تو اُس کو پناہ دیدو، حتیٰ کہ وہ کلام خدا کو سُن لے، پھر اس کو اس کے امن کی جگہ واپس پہنچا دو۔ اور یہ اس لئے کہ یہ لوگ حقیقت اسلام سے واقف نہیں۔

دین کے بارے میں زبردستی نہ کرنا

لَاۤ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ ۙ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَىِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

(بقرہ ع ۳۴۔ پارہ ۳)

دین میں کسی قسم کی زبردستی نہیں (کیونکہ) ہدایت گمراہی سے ظاہر ہو چکی ہے۔ تو جو شخص جھوٹے معبودوں کو نہ مانے اور اللہ پہ ایمان لائے تو اُس نے مضبوط رسی کو پکڑ لیا۔ جو ٹوٹنے والی نہیں۔ اور اللہ سب کچھ سُنتا اور جانتا ہے

حقوق اہلِ کتاب

بحث میں نرمی

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّکَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ ۔

(نحل ع ۱۶ - پارہ ۱۴)

(اے پیغمبر صلعم) دانائی کی باتوں اور اچھی اچھی نصیحتوں سے اپنے پروردگار کے راستے کی طرف بلاؤ۔ اور ان کے ساتھ بحث کرو تو ایسے طور پر جو بہت ہی پسندیدہ ہو۔ بے شک تمہارا پروردگار ان لوگوں کے حال سے بخوبی واقف ہے جو اس کے راستے سے بھٹک گئے اور ان لوگوں سے بھی بخوبی واقف ہے۔ جو راہ راست پر ہیں ؛

وَلَا تُجَادِلُوْا اَهْلَ الْکِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْا اٰمَنَّا بِالَّذِیْ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْکُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُکُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝

(العنکبوت ع ۰ - پارہ ۲۱)

اے مسلمانو! اہل کتاب کے ساتھ جھگڑا نہ کیا کرو۔ مگر ایسی طرح پر جو نہایت عمدہ ہو۔ ہاں جو لوگ ان میں سے زیادتی کریں (ان کے ساتھ جھگڑا کرنے کا مضائقہ نہیں) تم ان لوگوں سے کہدو کہ جو کتاب ہم پر نازل ہوئی ہے۔ اور جو کتابیں تم پر نازل ہوئیں ہم سب کو مانتے ہیں۔ ہمارا اور تمہارا خدا ایک ہی ہے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں ؛

بحث اور مناظرہ ہوا کرتا ہے۔ اظہار حق کے لئے۔ مگر آج کل جو مناظرے ہوتے

ہیں - وہ سب کے سب مکابرہ سے ہیں، کیونکہ اِن سے اظہارِ حق مقصود نہیں ہوتا، بلکہ مقصود محض یہ ہوتا ہے - کہ لوگ مناظرین کی طاقتِ لسانی اور قابلیت کے قائل ہو جائیں - پھر لطف یہ ہے کہ آج تک کسی شخص نے مناظرہ میں مغلوب ہو کر حق بات کو قبول نہیں کیا، اس لئے اچھی بات تو یہی ہے کہ سرے سے مذہبی بحث ہی نہ کی جائے، اور اگر کبھی بحث و مناظرہ کی ضرورت پیش ہی آجائے - تو نہایت متانت اور سنجیدگی سے ہونا چاہیئے ؂

کسی طرح کی زیادتی نہ کرنا

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَيَحْسَبُ اَحَدُكُمْ مُتَّكِئًا عَلٰى اَرِيْكَتِهٖ يَظُنُّ اَنَّ اللّٰهَ لَمْ يُحَرِّمْ شَيْئًا اِلَّا مَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ اَلَا وَ اِنِّيْ وَاللّٰهِ قَدْ اَمَرْتُ وَوَعَظْتُ وَنَهَيْتُ عَنْ اَشْيَاءَ اِنَّهَا مِثْلُ الْقُرْاٰنِ اَوْ اَكْثَرُ وَاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يُحِلَّ لَكُمْ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا بِاِذْنٍ وَلَا ضَرْبَ نِسَاءِ هِمْ وَلَا اَكْلَ ثِمَارِهِمْ اِذَا اَعْطَوْكُمُ الَّذِيْ عَلَيْهِمْ (ابوداؤد)

حضرت عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک دن کھڑے ہوئے اور فرمایا، کیا تم میں سے کوئی شخص اپنے تخت پر تکیہ لگائے - یہ خیال کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان چیزوں کے سوا جو قرآن مجید میں ہیں، اور کوئی چیز حرام نہیں کی، سنو بخدا میں نے حکم کیا اور نصیحت کی اور جن چیزوں سے منع کیا ہے وہ مقدار میں قرآن کے برابر ہیں، یا قرآن سے زیادہ ہیں، بیشک خدا نے اس بات کو حلال نہیں کیا، کہ اہل کتاب کے گھروں میں ان کی اجازت کے بغیر داخل ہو جاؤ اور نہ یہ حلال کیا ہے کہ ان کی عورتوں کو مارو، اور نہ یہ ان کے پھل کھاؤ، جب وہ تم کو وہ چیز دیتے رہیں، جو اُن پر مقرر ہے (یعنی جزیہ ادا کر دیتے ہیں) ؂

میل جول

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَا اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْ اَخْدَانٍ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ

(المائدہ ع ۱ پارہ ۶)

آج تمام پاکیزہ چیزیں تمہارے لئے حلال رکھی گئی ہیں۔ اور اہل کتاب کا کھانا بھی تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے۔ اور وہ پارسا عورتیں بھی تمہارے لئے حلال ہیں۔ جو مسلمان ہوں۔ یا ان لوگوں میں سے ہوں، جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے۔ جبکہ تم ان کو معاوضہ (یعنی مہر) دیدو اس طرح سے کہ تم اُن کو بیوی بناؤ۔ نہ تو علانیہ بدکاری کرو۔ اور نہ خفیہ آشنائی کرو۔ اور جو شخص ایمان لانے کی چیزوں کے ساتھ کفر کرے گا۔ تو اُس شخص کا ہر نیک عمل اکارت جائے گا۔ اور وہ شخص آخرت میں بالکل زیان کار ہوگا ؛

اہل کتاب کا کھانا حلال ہے۔ بشرطیکہ وہ کوئی ایسی چیز نہ ہو۔ جو ہمارے مذہب میں حرام ہے۔ اور اُن کا ذبیحہ بھی حلال ہے۔ مگر دو شرط سے۔ ایک تو یہ کہ اصل کتابی ہو، مرتد نہ ہو، اور یہ کہ ذبح کے وقت اللہ کے سوا اور کسی کا نام نہ لے۔ ورنہ حرام ہوگا۔ کتابیہ عورت سے نکاح جائز ہے۔ اور قرآن مجید میں جو پارسا ہونے کی شرط ہے۔ وہ عورت کے لئے ہے۔ مگر یہ یاد رہے کہ مسلمان عورت کسی کتابی سے نکاح نہیں کر سکتی ؛

فیصلے میں انصاف کرنا

فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ

(اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم) اگر یہ

اِذَا اَعْرَضَ عَنْهُمْ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْئًا ۚ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝

(المائدہ - ع ۷ - پارہ ۶)

یہودی آپ کے پاس آئیں، تو آپ کو اختیار ہے، کہ ان میں فیصلہ کرو، یا ان کے معاملات سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ اور اگر آپ ان سے کنارہ کشی کریں گے، تو یہ آپ کو کسی طرح کا نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اگر آپ فیصلہ کریں تو انصاف سے فیصلہ کریں، کیونکہ اللہ انصاف کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے ؛

حقوق اہل معاملہ

ماپ تول میں انصاف

وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ۔

(ہود ع ۸ - پارہ ۱۲)

اور (شعیب نے کہا) اے میری قوم ماپ اور تول انصاف کے ساتھ کیا کرو اور لوگوں کو اُن کی چیزیں کم نہ دیا کرو اور ملک میں فساد نہ پھیلاتے پھرو ؛

وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ۔

(الرحمٰن ع ۱ - پارہ ۲۷)

اور خدا ہی نے آسمان کو بلند کیا اور ترازو بنا دی تاکہ تولنے میں تم لوگ حدِ اعتدال سے نہ بڑھو۔ اور انصاف کے ساتھ سیدھی تول تولو، اور کم نہ تولو ؛

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝

(التطفیف ع ۱ - پارہ ۳۰)

کم دینے والوں کے لئے بڑی تباہی اور بربادی ہے۔ کہ لوگوں سے ماپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں۔ اور جب ان کو ماپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِ الْکَیْلِ وَالْمِیْزَانِ اِنَّمَا قَدْ وُلِّیْتُمْ اَمْرَیْنِ ھَلَکَتْ فِیْھِمَا اُمَمُ السَّابِقَۃُ (ترمذی)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے، کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ماپنے اور تولنے والوں سے فرمایا کہ تم دو ایسی باتوں کے متولی بنائے گئے ہو، جن کی وجہ سے پہلی اُمتیں ہلاک ہوئیں۔

اُدھار کا لین دین ہو تو اُسے لکھ لینا

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَاکْتُبُوْہُ ط وَلْیَکْتُبْ بَّیْنَکُمْ کَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ وَلَا یَاْبَ کَاتِبٌ اَنْ یَّکْتُبَ کَمَا عَلَّمَہُ اللّٰہُ فَلْیَکْتُبْ ج وَلْیُمْلِلِ الَّذِیْ عَلَیْہِ الْحَقُّ وَلْیَتَّقِ اللّٰہَ رَبَّہٗ وَلَا یَبْخَسْ مِنْہُ شَیْئًا فَاِنْ کَانَ الَّذِیْ عَلَیْہِ الْحَقُّ سَفِیْھًا اَوْ ضَعِیْفًا اَوْ لَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یُّمِلَّ ھُوَ فَلْیُمْلِلْ وَلِیُّہٗ بِالْعَدْلِ وَاسْتَشْھِدُوْا شَھِیْدَیْنِ مِنْ رِّجَالِکُمْ ج فَاِنْ لَّمْ یَکُوْنَا رَجُلَیْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّھَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰھُمَا فَتُذَکِّرَ اِحْدٰھُمَا الْاُخْرٰی ط وَلَا یَاْبَ الشُّھَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ط وَلَا تَسْئَمُوْٓا اَنْ تَکْتُبُوْہُ صَغِیْرًا اَوْ کَبِیْرًا

اے ایمان والو! جب تم ایک میعاد معین تک اُدھار کا معاملہ کرنے لگو، تو اس کو لکھ لیا کرو۔ اور یہ ضرور ہے، کہ تمہارے درمیان کوئی لکھنے والا انصاف کے ساتھ لکھے، اور لکھنے والا لکھنے سے انکار بھی نہ کرے، جیساکہ خدا تعالےٰ نے اس کو سکھلا دیا ہے، اس کو چاہیئے کہ لکھ دیا کرے، اور جس کے ذمّے وہ حق واجب ہو وہ لکھوا دے، اور وہ اللہ تعالےٰ سے جو اس کا پروردگار ہے ڈرتا رہے، اور اس میں ذرّہ برابر کمی نہ کرے، اور اگر وہ شخص جس کے ذمہ حق واجب تھا خفیف العقل یا ضعیف البدن ہو، یا خود لکھنے کی قدرت نہ رکھتا ہو، تو اُس کا کارکن ٹھیک ٹھیک لکھوا دے، اور اپنے مردوں میں سے دو شخصوں کو گواہ کرلیا کرو۔

إلى أجله ۚ ذلكم أقسط عند الله
وأقوم للشهادة وأدنى ألا ترتابوا
إلا أن تكون تجارة حاضرة تديرو
نها بينكم فليس عليكم جناح ألا
تكتبوها ۗ وأشهدوا إذا تبايعتم ۚ
ولا يضار كاتب ولا شهيد ۚ وإن تفعلوا فإنه
فسوق بكم ۗ واتقوا الله ۖ ويعلمكم
الله ۗ والله بكل شيء عليم ۝ وإن
كنتم على سفر ولم تجدوا كاتبا
فرهان مقبوضة ۖ فإن أمن
بعضكم بعضا فليؤد الذي اؤتمن
أمانته وليتق الله ربه ۗ ولا
تكتموا الشهادة ۚ ومن يكتمها
فإنه آثم قلبه ۗ والله بما تعملون
عليم ۝

(البقرہ ع ۳۹ - پارہ ۳)

اگر دو مرد نہ ہوں، تو ایک مرد اور دو عورتیں
ایسے گواہوں میں سے جن کو تم پسند کرتے
تاکہ ان دونوں عورتوں میں سے اگر کوئی بھول
بھی جائے تو ایک دوسری کو یاد دلائے
اور گواہوں کو جب بلایا جائے، تو انکار نہ
کریں، اور تم معاملہ (دین وادھار) لکھنے سے
اُکتایا نہ کرو، خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا، کیونکہ
خدا کے نزدیک یہ لکھ لینا انصاف کا زیادہ
قائم رکھنے والا اور شہادت کا زیادہ درست
رکھنے والا ہے، اور اس بات کا زیادہ
سزاوار ہے، کہ تم اس معاملہ کے متعلق
کسی شبہ میں نہ پڑو، مگر کوئی سودا دست
بدست ہو، جس کو تم باہم لیتے دیتے ہو
تو اس کے نہ لکھنے میں تم پر کوئی الزام
نہیں، اور خرید و فروخت کے وقت گواہ
کر لیا کرو، اور نہ کسی کاتب کو اور نہ کسی گواہ
کو تکلیف دی جائے، اگر تم ایسا کرو گے
تو اس میں تمہیں گناہ ہوگا، اور خدا تعالیٰ
سے ڈرو اور اللہ تمہیں سکھاتا ہے، اور
اللہ تعالیٰ سب چیزوں کا جاننے والا ہے
اور اگر کہیں تم سفر میں ہو، اور کوئی کاتب
نہ پاؤ، تو ایسی حالت میں (ذریعہ اطمینان)
رہن رکھنے کی چیزیں جو قبضہ میں دے دی

جائیں۔ اور اگر ایک دوسرے کا اعتبار کرتا ہو (اور رہن کی ضرورت نہ سمجھے) تو جس شخص کا اعتبار کر لیا گیا ہو (یعنی مدیون) اس کو چاہیئے کہ دوسرے کا حق پورا پورا ادا کر دے۔ اور اللہ تعالیٰ سے جو اس کا پروردگار ہے ڈرتا رہے۔ اور گواہی کو نہ چھپاؤ۔ اور جو شخص اس کا اخفا کرے گا اس کا دل گنہگار ہوگا۔ اور اللہ تعالےٰ تمہارے کئے ہوئے کاموں کو خوب جانتا ہے ؏

خوش معاملگی

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَخَذَ اَمْوَالَ النَّاسِ یُرِیْدُ اَدَاءَهَا اَدَّی اللّٰهُ عَنْهُ وَمَنْ اَخَذَ یُرِیْدُ اِتْلَافَهَا اَتْلَفَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص لوگوں کے مال لیتا ہے، اور اس کے ادا کرنے کی نیت رکھتا ہے، تو خدا اس سے ادا کرا دیتا ہے۔ اور جو لوگوں کے مال ہضم کرنے کی غرض سے لیتا ہے۔ خدا اس مال کو ہلاک کر دیتا ہے (یعنی ادائیگی کی توفیق عطا نہیں کرتا) ؏

عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ رض قَالَ اسْتَسْلَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَکْرًا فَجَاءَتْهُ اِبِلٌ مِّنَ الصَّدَقَةِ فَـهَ

ابورافع رض کہتے ہیں، کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جوان اونٹ قرض لیا۔ اور زکوٰۃ کے اونٹ

قَالَ اَبُوْرَافِعٍ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اَقْضِیَ الرَّجُلَ بَکْرَہٗ فَقُلْتُ لَا اَجِدُ اِلَّا جَمَلًا خِیَارًا رَبَاعِیًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَعْطِہٖ اِیَّاہُ فَاِنَّ خَیْرَ النَّاسِ اَحْسَنُھُمْ قَضَاءً۔ (مسلم)

آئے تو ابورافعؓ کہتے ہیں کہ مجھے پیغمبر خدا صلعم نے حکم دیا کہ اس شخص کا جوان اونٹ ادا کر دوں۔ میں نے عرض کیا ہیں تو ان اونٹوں میں سوائے عمدہ رباعی اونٹوں کے اور اونٹ پاتا نہیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ رباعی اونٹ ہی دے دو کیونکہ بہترین شخص وہ ہے۔ جو ادائے قرض میں اچھا ہو ؂

عَنْ جَابِرٍ قَالَ کَانَ لِیْ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَیْنٌ فَقَضَانِیْ وَزَادَنِیْ۔ (ابوداؤد)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر میرا کچھ قرضہ آتا تھا۔ تو آپ نے میرا قرضہ ادا ادا کر دیا اور اوپر سے کچھ زیادہ بھی دیا ؂

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ رَبِیْعَۃَ قَالَ اِسْتَقْرَضَ مِنِّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْبَعِیْنَ اَلْفًا فَجَاءَہٗ مَالٌ فَدَفَعَہٗ اِلَیَّ فَقَالَ بَارَکَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ اَھْلِکَ وَمَالِکَ اِنَّمَا جَزَاءُ السَّلَفِ الْحَمْدُ وَ الْاَدَاءُ۔ (نسائی)

حضرت عبداللہ بن ابی ربیعہ کہتے ہیں کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے چالیس ہزار قرض لئے۔ اور آپ کے پاس مال آیا تو آپ نے میرا قرض پورا ادا کر دیا۔ اور فرمایا۔ تجھے تیرے مال اور اہل میں برکت دے۔ قرض کی تلافی بس یہی ہے۔ کہ قرضہ ادا کر دیا جائے۔ اور قرض دینے والے کا احسان مانا جائے ؂

مدیون مالدار ہے تو ادائے قرض میں تاخیر ظلم ہے اور فقیر ہے تو معذور ہے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ کہ حضور علیہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ فَإِذَا أُتْبِعَ أَحَدُكُمْ عَلَى مَلِيٍّ فَلْيَتْبَعْ۔ (بخاری مسلم)

الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا، مالدار آدمی کا ادائے قرض میں دیر کرنا ظلم ہے۔ اور جب تم میں سے کوئی غنی کے حوالہ کر دیا جائے تو حوالہ قبول کر لینا چاہیئے (مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی مقروض شخص کسی غنی پر اپنے قرض کا حوالہ کر دے تو اُسے قبول کر لینا چاہیئے) ؛

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ أُصِيبَ رَجُلٌ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثِمَارٍ ابْتَاعَهَا فَكَثُرَ دَيْنُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقُوا عَلَيْهِ فَتَصَدَّقَ النَّاسُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ وَفَاءَ دَيْنِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِغُرَمَائِهِ خُذُوا مَا وَجَدْتُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ إِلَّا ذٰلِكَ۔ (مسلم)

حضرت ابو سعید کہتے ہیں۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایک شخص کو اس کے پھلوں میں آفت پہنچنے کی وجہ سے نقصان ہوا، اور اس پر بہت سا قرضہ ہو گیا۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے لوگوں کو فرمایا، کہ اسے خیرات دو۔ لوگوں نے خیرات دی، مگر یہ خیرات اس کے قرض کو پورا نہ کر سکی اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرض خواہوں سے فرمایا۔ کہ جو کچھ تم نے پالیا ہے۔ اِس پر کفایت کرو۔ تمہیں صرف یہی ملے گا ؛

مدیُون محتاج کیلئے قرض کی معافی یا فراخی تک مہلت

وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ ۚ وَأَنْ تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللّٰهِ ۖ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ۔ (بقرع ۳۸ پارہ ۳)

اور اگر کوئی تنگدست ہو۔ تو فراخی تک کی مہلت دینا ہے۔ اور اگر تم سمجھو، تو تمہارے حق میں زیادہ بہتر یہ ہے کہ اس کو قرضہ بخش دو، اور اس دن سے ڈرو، جبکہ تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ پھر ہر

شخص کو اس کے کئے کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا ؛

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ کَانَ تَاجِرٌ یُدَایِنُ النَّاسَ فَاِذَا رَاٰی مُعْسِرًا قَالَ لِفِتْیَانِهٖ تَجَاوَزُوْا عَنْهُ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ یَّتَجَاوَزَ عَنَّا فَتَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں، کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک تاجر لوگوں سے قرض کا معاملہ کیا کرتا تھا، اور جب وہ کسی کو تنگدست دیکھتا تو اپنے گماشتوں کو کہہ دیتا کہ اسے معاف کر دو، شاید خدا ہمیں معاف کر دے، چنانچہ خدا نے اُس کے قصور معاف کر دیئے ؛

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ یُّنْجِیَهُ اللّٰهُ مِنْ کُرَبِ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ فَلْیُنَفِّسْ عَنْ مُعْسِرٍ اَوْ یَضَعْ عَنْهُ (مسلم)

حضرت ابو قتادہؓ کہتے ہیں، کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جسے یہ بات اچھی لگے کہ قیامت کے دن خدا اُسے تکالیف اور غموں سے نجات دے۔ تو اُسے چاہیئے، کہ تنگدست مقروض کو مہلت دے یا سارا قرض اُسے معاف کر دے ؛

حقدار کو سختی کرنے کا حق حاصل ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ اَنَّ رَجُلًا تَقَاضٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَغْلَظَ لَهٗ فَهَمَّ اَصْحَابُهٗ فَقَالَ دَعُوْهُ فَاِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا وَاشْتَرُوْا لَهٗ بَعِیْرًا فَاَعْطُوْهُ اِیَّاهُ قَالُوْا لَا نَجِدُ اِلَّا اَفْضَلَ مِنْ سِنِّهٖ قَالَ

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے تقاضا کیا، صحابہؓ نے زجر و توبیخ کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا، اس کو چھوڑ دو کیونکہ حقدار کو سختی کرنے کا حق ہے۔ تم ایک اونٹ خرید کر اس کے حوالہ کر دو صحابہؓ

اشْتَرُوْهُ فَاعْطُوْهُ اِيَّاهُ فَاِنَّ خَيْرَكُمْ اَحْسَنُكُمْ قَضَاءً۔

(صحیحین)

نے عرض کیا، ہمیں اس کے اونٹ سے اچھا اونٹ ملتا ہے۔ فرمایا وہی اونٹ خرید کر دے دو، کیونکہ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے، جو قضائے دَین میں بہتر ہو۔

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ تَقَاضٰى ابْنَ اَبِيْ حَدْرَدٍ دَيْنًا عَلَيْهِ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا حَتّٰى سَمِعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ بَيْتِهٖ فَخَرَجَ اِلَيْهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهٖ وَنَادٰى كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ يَا كَعْبُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَشَارَ بِيَدِهٖ اَنْ ضَعِ الشَّطْرَ مِنْ دَيْنِكَ قَالَ كَعْبٌ قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ قُمْ فَاقْضِهٖ (بخاری)

حضرت کعب بن مالک رضؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ابن ابی حدرد سے اس قرضہ کی بابت جو اُن کا اس کے ذمے تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عین مسجد میں تقاضا کیا، اور ان کی آوازیں اتنی بلند ہوئیں، کہ آنحضرت صلعم نے ان کی آوازیں اپنے گھر کے اندر سنیں، اور آپ نے ان کے پاس آنے کے ارادہ سے اپنے حجرہ کا پردہ اٹھایا، اور کعب بن مالک کو آواز دی۔ اور فرمایا، اے کعبؓ! انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں حاضر ہوں۔ پھر آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا، کہ اپنے قرض سے نصف معاف کر دے، انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں نے ایسا ہی کر لیا ہے۔ تو آپ نے ابن ابو حدرد کو فرمایا جاؤ، اور ان کا قرضہ ادا کرو۔

معاملات میں سہولت و آسانی

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَحِمَ

حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

اللّٰہُ رَجُلاً سَمْحًا اِذَا بَاعَ وَاِذَا اشْتَرٰی وَاِذَا اقْتَضٰی۔

(بخاری)

فرمایا، خدا اس شخص پر رحم کرے۔ جو بیچنے خریدنے اور تقاضا کرنے میں فیاضی کرنے والا ہو ؛

حقوقِ تجارت

قسم کھانے سے بچنا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلْحَلَفُ مُنْفِقَةٌ لِلسِّلْعَةِ مُمْحِقَةٌ لِلْبَرَکَةِ۔ (بخاری مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ کہ میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ قسم مال تجارت کے بکنے کا باعث تو ہے مگر سلب برکت کا باعث ہے ؛

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا یُکَلِّمُھُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْھِمْ وَلَا یُزَکِّیْھِمْ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ خَابُوْا وَخَسِرُوْا مَنْ ھُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَہٗ بِالْحَلْفِ الْکَاذِبَةِ

(مسلم)

حضرت ابوذرؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا، خدا قیامت کے دن تین قسم کے لوگوں سے بات نہ کرے گا، اور نہ انکی طرف نظرِ رحمت سے دیکھے گا، اور نہ انہیں گناہوں سے پاک کرے گا۔ ابوذرؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہؐ وہ رحمت خدا سے محروم ہوئے، اور انہوں نے سخت نقصان اٹھایا، وہ ہیں کون ؟ فرمایا تکبر سے آزار لٹکانے والا، دے کر احسان رکھنے والا، اور جھوٹی قسم سے مال فروخت کرنے والا ؛

عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِي غَرَزَةَ قَالَ كُنَّا نُسَمّٰى فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّمَاسِرَةَ فَمَرَّ بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمَّانَا بِاسْمٍ هُوَ اَحْسَنُ مِنْهُ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ اِنَّ الْبَيْعَ يَحْضُرُهُ اللَّغْوُ وَالْحَلْفُ فَشُوْبُوْهُ بِالصَّدَقَةِ

(ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی)

حضرت قیس بن ابوغرزہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ہم لوگ (جو سوداگر تھے) سمسار کے نام سے پکارے جاتے تھے۔ تو حضورؐ نے ہمارا نام اس سے بہت اچھا یعنی تجار رکھا، اور ارشاد فرمایا اے تاجروں کی جماعت خرید و فروخت میں بیہودہ باتیں اور قسمیں شامل ہوتی ہیں، اس لئے صدقہ دے کر اس کو پاک و صاف کر لیا کرو۔

سوداگر لوگ خریداروں کو ترغیب دلانے کے لئے عموماً قسمیں کھایا کرتے ہیں، حدیث میں اس سے منع کر دیا گیا ہے، کیونکہ یہ قسمیں عموماً جھوٹی ہوتی ہیں، اور محض مال کی نکاسی کے لئے کھائی جاتی ہیں، بلکہ آنحضرت صلعم نے تو فرما دیا کہ ایسے موقع پر سچی قسم بھی نہ کھائی جانی چاہئے۔

وہ بیوع جن کی شرعاً ممانعت ہے

عَنْ اَنَسٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى تُزْهِيَ قِيْلَ وَمَا تُزْهِيْ قَالَ حَتّٰى تَحْمَرَّ وَقَالَ اَرَءَيْتَ اِذَا مَنَعَ اللّٰهُ الثَّمَرَةَ فَبِمَ يَاْخُذُ اَحَدُكُمْ مَالَ اَخِيْهِ۔

(بخاری، مسلم)

حضرت انسؓ کہتے ہیں، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پھلوں کی خرید و فروخت سے منع فرمایا۔ جب تک کہ ان کی پختگی کے آثار ظاہر نہ ہو جائیں۔ کسی نے عرض کیا کہ پختگی سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا یہاں تک کہ سرخ ہو جائے، پھر فرمایا۔ بھلا یہ تو بتلاؤ کہ اگر خدا پھل کو روک دے تو تم میں سے ایک شخص اپنے بھائی کا مال کس طرح لے سکتا ہے؟

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْ بَیْعِ النَّخْلِ حَتّٰی یَزْھُوَ وَعَنِ السُّنْبُلِ حَتّٰی یَبْیَضَّ وَیَاْمَنَ الْعَاھَۃَ نَھَی الْبَائِعَ وَالْمُشْتَرِیَ۔

(بخاری مسلم)

حضرت عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے درخت کی خرید و فروخت سے منع فرمایا۔ حتیٰ کہ کھجوریں سُرخ نہ ہو جائیں۔ اور کھیتی کی بالوں کی خرید فروخت سے یہاں تک کہ سفید نہ پڑ جائیں اور آفات کا خوف نہ رہے۔ خریدنے اور بیچنے والے دونوں کو منع فرمایا ؏

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا یَبِعْہُ حَتّٰی یَسْتَوْفِیَہٗ۔

(بخاری مسلم)

حضرت جابرؓ کہتے ہیں۔ کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص غلہ خریدے تو جب تک اس پر قبضہ نہ ہولے اس کو نہ بیچے ؏

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰی صُبْرَۃِ طَعَامٍ فَاَدْخَلَ یَدَہٗ فِیْھَا فَنَالَتْ

. . . .

. . . فَاَدْخَلَ یَدَہٗ فِیْھَا فَنَالَتْ اَصَابِعُہٗ بَلَلًا فَقَالَ مَا ھٰذَا یَا صَاحِبَ الطَّعَامِ قَالَ اَصَابَتْہُ السَّمَاءُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَفَلَا جَعَلْتَہٗ فَوْقَ الطَّعَامِ حَتّٰی یَرَاہُ النَّاسُ مَنْ غَشَّ فَلَیْسَ مِنِّیْ (مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم غلّے کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے۔ اور اس میں اپنا ہاتھ داخل کیا۔ تو آپ کی انگلیوں میں تری محسوس ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔ اے غلے والے یہ کیا ہے۔ اُس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ بارش سے تر ہو گیا ہے۔ فرمایا بھیگے ہوئے غلے کو تو نے اوپر کیوں نہیں رکھا۔ کہ لوگ اسے دیکھ لیتے جو شخص دھوکا دے۔ وہ میرے طریقے پر نہیں ؏

عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ بَاعَ عَيْبًا يُنَبِّهُ لَمْ يَزَلْ فِيْ مَقْتِ اللّٰهِ وَلَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تَلْعَنُهُ ۔ (ابن ماجہ)

واثلہ بن اسقع کہتے ہیں، کہ میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ جو شخص عیب دار چیز بیچے گا، اور خریدار کو اس کے عیب سے مطلع نہ کرے گا، وہ ہمیشہ غضب الٰہی میں رہے گا اور فرشتے اس پر ہمیشہ لعنت کرتے رہیں گے ۔

عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ نَهَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَبِيْعَ مَا لَيْسَ عِنْدِيْ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَاْتِيْنِي الرَّجُلُ فَيُرِيْدُ مِنِّي الْبَيْعَ وَلَيْسَ عِنْدِيْ فَاَبْتَاعُ لَهٗ مِنَ السُّوْقِ قَالَ لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ ۔

(ترمذی)

حضرت حکیم بن حزام کہتے ہیں، کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے منع فرمایا ہے کہ جو چیز میرے پاس نہ ہو، اُسے بیچوں۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میرے پاس ایک شخص آتا اور مجھ سے ایک چیز خریدنا چاہتا ہے۔ حالانکہ وہ چیز میرے پاس نہیں ہوتی۔ پھر بازار سے خرید کر اس کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہوں، کیا یہ جائز ہے فرمایا جو چیز تیرے پاس نہیں اُسے نہ بیچ ۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَسُمِ الرَّجُلُ عَلٰى سَوْمِ اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ ۔ (مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنے بھائی مسلمان کی خریداری پر اپنی خریداری کی خواہش نہ کرے ۔

عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدِ نِ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابومسعود انصاریؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم

نَهٰی عَنْ ثَمَنِ الْکَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِیِّ وَ حُلْوَانِ الْکَاهِنِ (بخاری)

نے کُتّے کی قیمت، زانیہ کی خرچی اور چڑھاوے سے منع فرمایا ہے ؂

جوازِ نیلام

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَاعَ حِلْسًا وَّقَدَحًا فَقَالَ مَنْ یَّشْتَرِیْ ھٰذَا الْحِلْسَ وَالْقَدَحَ فَقَالَ رَجُلٌ اٰخُذُھُمَا بِدِرْھَمٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یَّزِیْدُ عَلٰی دِرْھَمٍ فَاَعْطَاہُ رَجُلٌ دِرْھَمَیْنِ فَبَاعَھُمَا مِنْہُ۔ (ابن ماجہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ٹاٹ اور ایک پیالہ لکڑی کا فروخت کرنا چاہا۔ (یہ دونوں چیزیں ایک محتاج اصحابی کی تھیں) تو فرمایا، اس ٹاٹ اور پیالے کو کون خریدتا ہے؟ ایک شخص نے کہا میں ان دونوں چیزوں کو ایک درہم کے عوض خریدتا ہوں۔ حضور نے فرمایا ایک درہم سے کون بڑھتا ہے۔ اس پر ایک شخص نے دو درہم دیئے، تو آپ نے دونوں چیزیں اُس کے ہاتھ بیچ ڈالیں؂

بیعِ سَلَم و رہن

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَۃَ وَھُمْ یُسْلِفُوْنَ فِی الثِّمَارِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے، تو اہل مدینہ کی یہ حالت تھی

؎ حدیث میں جو ثمن کلب کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ یہ موقت یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مزید احتیاط کیلئے منع فرمادیا تھا۔ اب کُتّے کی بیع جائز اور اس کی قیمت حلال ہے یہی وجہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کُتّے اور چیتے وغیرہ کی خرید و فروخت جائز رکھتے ہیں ۱۲

السَّنَةَ وَالسَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَ فَقَالَ مَنْ أَسْلَفَ فِي شَيْءٍ فَلْيُسْلِفْ فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ ۔ (بخاری مسلم)

کہ کبھی ایک سال کبھی دو سال کبھی تین سال تک بیع سلم کرتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا، جو شخص سلم کرے تو چاہیئے، کہ معلوم پیمانہ کے ساتھ معلوم وزن کے ساتھ ایک معین مدت تک معاملہ کرے۔

عَنْ أَبِي أَوْفَى قَالَ كُنَّا نُسْلِفُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ (بخاری)

حضرت ابن ابی اوفیٰ کہتے ہیں، کہ ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے عہد میں گیہوں، جو، منقّے اور کھجور میں بیع سلف کیا کرتے تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اشْتَرَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا مِنْ يَهُودِيٍّ إِلَى أَجَلٍ وَرَهَنَهُ دِرْعًا لَهُ مِنْ حَدِيدٍ (بخاری مسلم)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے غلہ خریدا اور اپنی لوہے کی زرہ اس کے پاس رہن رکھی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظَّهْرُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا وَلَبَنُ الدَّرِّ يُشْرَبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا وَعَلَى الَّذِي يَرْكَبُ وَيَشْرَبُ النَّفَقَةُ (بخاری)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سواری کا جانور رہن رکھا جائے۔ تو اس کے خرچ کے بدلے میں مرتہن کو اس پر سوار ہونا جائز ہے، اور شیر دار جانور رہن رکھا جائے تو اس کے خرچ کے بدلے میں اس کا دودھ پینا جائز ہے۔ اور دودھ پینے والے اور سوار ہونے والے پر جانور کا نفقہ واجب ہے۔

سلم اور سلف اُس بیع کو کہتے ہیں جس میں قیمت پیشگی دی جاتی ہے، اور مال دینے کے لئے ایک مدت معین ہوتی ہے۔ اس کے جواز پر تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے۔ رہن

کے معنے ہیں گرو رکھنے کے اور یہ بھی جائز ہے۔ مگر اس بات میں اختلاف ہے۔ کہ آیا مُرتہن شے مرہون سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے یا نہیں۔ اہل حدیث کا تو یہ مذہب ہے کہ مُرتہن جانور کی خوراک اور خرچ کے بدلے اس پر سواری کر سکتا ہے۔ اس کا دودھ لے سکتا ہے۔ فقہا کے نزدیک مُرتہن کو مرہون سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں۔ لیکن بعض علماء نے اس کے جواز کا فتویٰ دے دیا ہے ؛

احتکار یعنی گراں بیچنے کے لئے غلّہ روک رکھنا

عَنْ مَعْمَرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ احْتَکَرَ فَھُوَ خَاطِئٌ۔ (مسلم)

حضرت معمرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو گراں بیچنے کے لئے غلّہ روک رکھے وہ گنہگار ہے ؛

عَنْ عُمَرَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْجَالِبُ مَرْزُوْقٌ وَالْمُحْتَکِرُ مَلْعُوْنٌ۔ (ابن ماجہ)

حضرت عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا باہر سے غلّہ لاکر بیچنے والے کی روزی میں برکت دی جاتی ہے۔ اور اگر گرانی کے انتظار میں غلّہ کو روک رکھنے والا ملعون ہے ؛

عَنْ مُعَاذٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ بِئْسَ الْعَبْدُ الْمُحْتَکِرُ اِنْ اَرْخَصَ اللّٰہُ الْاَسْعَارَ حَزِنَ وَاِنْ اَغْلَاھَا فَرِحَ۔ (بیہقی)

حضرت معاذ سے روایت ہے۔ کہ میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے۔ کہ گرانی کے انتظار میں غلے کو روکنے والا بہت بُرا بندہ ہے۔ اگر خدا تعالےٰ نرخوں کو ارزاں کرتا ہے۔ تو غمگین ہوتا ہے۔ اور گراں کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے ؛

احتکار کے معنے یہ ہیں کہ زمانہ قحط میں غلہ بند رکھے اور اس بات کا منتظر رہے

کہ جب زیادہ مہنگا ہوگا، تب بیچوں گا۔ یہ بات شرعاً حرام اور ناجائز ہے۔ امام نووی لکھتے ہیں۔ کہ جو احتکار حرام ہے۔ وہ خاص اناج کا احتکار ہے۔ یعنی گرانی کی حالت میں اناج خرید کر بند رکھے۔ اس خیال سے کہ جب گراں ہوگا بیچوں گا۔ لیکن اگر ارزانی کی حالت میں خریدے یا دوسرے ملک سے لائے اور اُسے گرانی کے وقت بیچنے کے لئے رکھ چھوڑے تو یہ حرام نہیں۔ صاحب ہدایہ لکھتے ہیں۔ انسان اور جانوروں کی غذا میں احتکار مکروہ ہے۔ مگر اس حالت میں جب کہ شہر والوں کو اس سے نقصان پہنچتا ہو۔ اگر کوئی شخص اپنے کھیت کے غلہ کا احتکار کرلے یا باہر سے لائے تو اس میں کچھ گناہ نہیں ؎

شرکت و وکالت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَتِ الْاَنْصَارُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَقْسِمْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ اِخْوَانِنَا النَّخْلَ قَالَ تَکْفُوْنَنَا الْمَؤُنَةَ فَنَشْرَکُکُمْ فِی الثَّمَرَةِ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا (بخاری)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ انصارؓ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ ہم میں اور ہمارے مہاجرین بھائیوں میں نخلستان کو تقسیم کر دیجئے؛ حضورؐ نے فرمایا نہیں بلکہ تم ہمارے لئے مشقت اٹھاؤ۔ اور ہم پھل میں تمہارے ساتھ شریک ہو جائیں گے۔ تو انہوں نے کہا ہمیں یہ بسر و چشم منظور ہے ؎

عَنْ زُهْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ اَنَّهٗ کَانَ یَخْرُجُ بِهٖ جَدُّهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هِشَامٍ اِلَی السُّوْقِ فَیَشْتَرِی الطَّعَامَ فَیَلْقَاهُ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ الزُّبَیْرِ فَیَقُوْلَانِ لَهٗ اَشْرِکْنَا فَاِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ دَعَا لَكَ بِالْبَرَکَةِ فَیَشْرَکُهُمْ فَرُبَّمَا

حضرت زہرہؓ بن معبد کہتے ہیں، کہ میرے دادا عبداللہ بن ہشام مجھے اپنے ساتھ بازار لے جاکر غلہ خریدتے۔ راستے میں انہیں ابن عمرؓ اور ابن الزبیرؓ مل کر کہتے کہ اس غلہ میں ہمیں بھی شریک کرلو کیونکہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تمہارے

وَسَلَّمَ فَمَسَحَ رَأْسَهٗ وَدَعَا لَهٗ بِالْبَرَكَةِ

(بخاری)

حق میں برکت کی دعا کی ہے۔ چنانچہ میرے دادا انہیں شریک کر لیتے تو اکثر ایسا ہوتا کہ میرے دادا اونٹ بھر بوجھ فائدہ اٹھاتے اور اسے گھر بھیج دیتے۔ عبداللہ بن ہشام کی ماں انہیں جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لیجا کر حاضر ہوئی تھیں، تو آپ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا، اور ان کے حق میں برکت کی دعا کی تھی ؂

الربوا یعنی سود

الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ إِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوْا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ ...

... وَحَرَّمَ الرِّبٰوا فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهٗٓ إِلَى اللّٰهِ وَمَنْ عَادَ فَأُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيْمٍ ۝

(البقرہ ع ۳۸ - پارہ ۳)

جو لوگ سود کھاتے ہیں، وہ قیامت کے دن اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے، جس کو شیطان چھو کر مدہوش و حیران بنادے اور یہ سزا اس لئے ہوگی، کہ انہوں نے کہا تھا، کہ بیع بھی سود کی طرح ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال فرمایا ہے، اور سود کو حرام کر دیا ہے، تو جس شخص کو اس کے پروردگار کی طرف سے اس بارہ میں نصیحت پہنچے اور وہ باز آگیا۔ تو جو کچھ وہ پہلے لے چکا ہے، وہ اسی کا ہو چکا اور معاملہ اس کا خدا کے حوالہ رہا۔ اور جو شخص اس حکم کے بعد پھر سود لے تو ایسے ہی لوگ دوزخی ہیں۔ اور وہ ہمیشہ دوزخ ہی میں

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ (البقرہ ع ۳۸ پارہ ۳)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔

(آل عمران ع ۱۴ پارہ ۴)

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰكِلَ الرِّبٰوا وَمُوْكِلَهٗ وَكَاتِبَهٗ وَشَاهِدَيْهِ وَقَالَ هُمْ سَوَآءٌ (مسلم)

رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے، اور صدقات کو بڑھاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کسی کفر کرنے والے گنہگار کو دوست نہیں رکھتا ۔

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو، اور جو کچھ سود کا بقایا ہے، اس کو چھوڑ دو، اگر تم ایمان والے ہو، اگر ایسا نہیں کرتے تو اللہ اور اس کے رسول سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ، اگر تم توبہ کر لو گے تو تمہیں تمہارے اصل مال مل جائیں گے، نہ تم کسی پر ظلم کرنے پاؤ گے، اور نہ تم پر کوئی ظلم کرنے پائے گا (کہ تمہارا اصل مال بھی نہ دلایا جائے) ۔

اے مسلمانو! سود در سود نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو، امید ہے، کہ تم کامیاب ہو جاؤ ۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے، کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے سود لینے والے اور دینے والے اور لکھنے والے اور اس پر گواہی دینے والے سب پر لعنت کی اور فرمایا، یہ سب گناہ میں برابر ہیں ۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلرِّبٰوا سَبْعُوْنَ جُزْءًا اَیْسَرُهَا اَنْ یَّنْکِحَ الرَّجُلُ اُمَّهٗ۔ (ترمذی)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتَیْتُ لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِیْ عَلٰی قَوْمٍ بُطُوْنُهُمْ کَالْبُیُوْتِ فِیْهَا الْحَیَّاتُ تُرٰی مِنْ خَارِجِ بُطُوْنِهِمْ فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ قَالَ جِبْرِیْلُ هٰؤُلَاءِ اٰکِلَةُ الرِّبٰوا

(احمد-ابن ماجه)

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِیْرُ بِالشَّعِیْرِ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلًا بِمِثْلٍ سَوَآءً بِسَوَاءٍ یَدًا بِیَدٍ فَاِذَا اخْتَلَفَ هٰذِهِ الْاَصْنَافُ فَبِیْعُوْا کَیْفَ شِئْتُمْ اِذَا کَانَ یَدًا بِیَدٍ۔ (بخاری مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سود کے ستر جزو ہیں۔ ان میں سب سے کمتر آدمی کا اپنی ماں سے ہمبستر ہونا ہے ٭

حضرت ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس رات مجھے معراج ہوئی۔ میرا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا۔ جن کے پیٹ ایسے تھے۔ جیسے بڑے گھر ان میں سانپ تھے۔ جو پیٹوں کے باہر کی طرف سے دکھائی دیتے ہیں۔ میں نے کہا یہ کون لوگ ہیں۔ جبرائیل نے جواب دیا۔ یہ سود خوار ہیں ٭

عبادہ بن صامت رضؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سونا سونے سے بدلنا اور چاندی چاندی سے بدلنا اور گیہوں گیہوں سے بدلنا اور کھجور کھجور سے بدلنا اور نمک نمک سے بدلنا برابر برابر دست بدست تو جائز ہے (مگر زیادتی اور ادھار جائز نہیں) ہاں جب قسمیں بدل جائیں۔ تو جس طرح چاہو بیچو۔ بشرطیکہ دست بدست ہو (ادھار نہ ہو) ٭

مذکورۃ الصدر حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ سونے چاندی۔ گیہوں۔ جو۔ کھجور۔ نمک

میں سے ہر ایک کو اُس کی جنس سے ادھار اور کمی بیشی کے ساتھ بیچنا یا بدلنا ناجائز اور حرام ہے، البتہ اگر جنس مختلف ہو، تو کمی بیشی کے ساتھ بیچنا یا بدلنا درست ہے، بشرطیکہ اُدھار نہ ہو، بلکہ دست بدست ہو۔ لیکن اس امر میں علماء کا اختلاف ہے۔ کہ کیا صرف انہی چھ چیزوں میں خصوصیت کے ساتھ ربٰو ہے، یا اور چیزیں بھی ان میں شامل ہیں، مجتہدوں نے تو اور چیزوں کو بھی ان پر قیاس کیا ہے۔ جیسے لوہا، چونا اور تمام اقسام کے غلّے اور ہر ایک کی جداگانہ علت بیان کی ہے، چنانچہ حضرات حنفیہؒ کے نزدیک حرمت ربٰو کی دو علتیں ہیں، کیلی و زنی ہونا، ہمجنس ہونا۔ پس اگر دونوں علتیں پائی جائیں گی۔ تو تفاضل (زیادتی) اور اُدھار دونوں حرام ہوں گے۔ جیسے چار سیر گندم کے عوض پانچ سیر گندم بیچنا یا چار سیر کے عوض چار ہی سیر بیچنا مگر اُدھار کرنا، لیکن اگر ان دونوں میں سے صرف صرف ایک ہی علت موجود ہو، تو پھر تفاضل جائز ہے، مگر اُدھار حرام ہے۔ جیسے چار سیر گندم کے عوض مثلاً دس سیر جَو لینا درست ہے، بشرطیکہ ادھار نہ ہو، اور اُدھار درست نہیں ہے، یہ بھی یاد رہے کہ اشیاء ربویہ میں جیّد اور ردّی بحکم حدیث شریف برابر ہیں پس یہ درست نہیں، کہ ایک روپیہ کھرا دے کر دو روپے کھوٹے لے لیجئے۔ ہاں اگر اس چیز کا نصف سے زائد حصّہ کھوٹا ہو، تو پھر حکم رخت میں ہے۔ پھر جائز ہے، مگر اصحاب ظواہر جو قیاس کے منکر ہیں، وہ صرف انہی چھ چیزوں میں ربٰو ثابت کرتے ہیں ۔

بعض علماء کا خیال ہے کہ قرآن مجید میں جس سود کی ممانعت ہے، وہ سود در سود ہے چنانچہ امام رازی لکھتے ہیں، کہ سود کی صرف دو قسمیں ہیں۔ ایک نقد اور ایک اُدھار۔ اُدھار سود تو وہ ہے، جو زمانۂ جاہلیت میں مشہور و متعارف تھا، کہ لوگ اپنا مال دوسروں کو اس شرط پہ قرض دیتے تھے، کہ ہر مہینے میں مقدار معیّن فائدہ لیں گے، اور اصل رقم جُوں کی تُوں برقرار رہے گی، پھر جب میعاد قرض گزر جاتی تو قرضخواہ مقروض سے اپنی اصل رقم کا مطالبہ کرتا۔ اگر مقروض اُس وقت ادا نہ کر سکتا۔ تو قرضخواہ اپنے اصل مال اور مدت میں توسیع کر دیتا۔ نقد سود یہ تھا، مثلاً سیر بھر گیہوں دو سیر گیہوں سے بدل لیتے اور اسی طرح ان چیزوں میں کرتے جو گیہوں کے مشابہ ہیں، بہرحال سود کے بارے

میں علماء مختلف الخیال. مگر صحیح بات یہ ہے ، کہ مسلمانوں سے سود لینا ناجائز ہے ، خواہ وہ مطلق سود ہو ، یا سود در سود ، البتہ دار الحرب میں حربی سے سود لینا یا اُس کو دینا جائز ہے ، چنانچہ امام نسفی کی تفسیر میں ہے ، کہ امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہا اللہ کے نزدیک دار الحرب میں مسلمانوں اور کافروں کے درمیان فاسد و باطل معاملات جیسے سود وغیرہ جائز نہیں . شاہ عبدالعزیز صاحبؒ ایک استفتاء کے جواب میں لکھتے ہیں ، کہ حربیوں سے سود لینا اس لئے جائز ہے ، کہ حربی کا مال مباح ہے ، بشرطیکہ کسی طرح کی عہد شکنی نہ ہو ، اور جب حربی خود بخود دیتا ہے ، تو بلاشبہ حلال ہو گا ، اور حربیوں کو سود دینا اس لئے حلال ہے ، کہ مسلمانوں کو حرام چیز کھلانا درست نہیں ، اور کافر بے دغدغہ حرام کھاتے ہیں . تو اگر تھوڑا سا مال بطریق سود ان کو دے دیا جائے گا . تو اس سے زیادہ اور کیا خرابی لازم آسکتی ہے ، کہ انہیں حرام مال کھلایا گیا . دار الاسلام میں جو ذمی رہتے ہیں ، اگرچہ وہ کافر حرام خوار ہیں ، مگر انہیں سود دینا اس لئے حرام ہے ، کہ سود کا رواج دار الاسلام میں پھیلتا ہے . دار الحرب میں چونکہ یہ دونوں وجہیں نہیں پائی جاتیں . اس لئے مباح ہے ۔

ہندوستان کو اکثر علماء نے دار الحرب قرار دیا ہے . چنانچہ مولانا عبدالحی صاحبؒ لکھتے ہیں ، کہ نصاریٰ کی عملداری صاحبین یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہا اللہ کے نزدیک دار الحرب ہے . کیونکہ ان کی عملداری میں کُفر کے شعائر بے کھٹکے کھلم کھلا پھیل گئے ہیں . شاہ عبدالعزیزؒ کی بھی یہی رائے ہے . کہ ہندوستان دار الحرب ہے . اس بناء پر یہاں نصاریٰ یا ہندوؤں وغیرہ سے سود لینا یا ان کو سود دینا دونوں باتیں جائز ہوں گی . لیکن چونکہ مسئلہ مختلف فیہا ہے . چنانچہ ان دونوں بزرگوں کی رائے کے برخلاف بہت سے علمائے کرام کی رائے ہے . اس لئے سُود کے لین دین سے حتی الامکان احتراز بہتر ہے . مجبوری کی حالت جُدا ہے ، کیونکہ الضرورات تبیح المحظورات ۔

حقوقِ عامۂ عباد یعنی وہ حقوق جو عام لوگوں سے تعلق رکھتے ہیں

صلح و سازگاری

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِکُمْ وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗٓ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۔

(انفال ع ۱ پارہ ۹)

لوگ آپ سے مال غنیمت کا حکم دریافت کرتے ہیں، آپ اُن سے کہہ دیں، کہ مال غنیمت تو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کا ہے، پس خدا سے ڈرو، اور اپنے باہمی معاملہ کی اصلاح کرو۔ اور اگر تم مسلمان ہو۔ تو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَھُمَا فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰىھُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰہِ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَھُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ

(حجرات ع ۱ پارہ ۲۶)

اگر مسلمانوں کے دو فرقے آپس میں لڑ پڑیں، تو ان میں صلح کرا دو۔ اور اگر ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو جو زیادتی کرے اس سے لڑو، حتیٰ کہ وہ حکم خدا کی طرف رجوع کرو۔ اور جب وہ رجوع کرے تو فریقین میں برابری کے ساتھ صلح کرا دو۔ اور انصاف کو ملحوظ رکھو، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں، تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرا دیا کرو۔ اور خدا سے ڈرتے رہو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْٓ اِلَّا بِاللّٰہِ

میں تو بقدر طاقت لوگوں کی اصلاح چاہتا ہوں اور میری کامیابی تو صرف تائید

عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ۔

(ہود ع ۸۔ پارہ ۱۲)

الٰہی سے ہے۔ میں اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتی ہوں ؂

امر بالمعروف ونہی عن المنکر (یعنی نیک کام کی ہدایت کرنا اور بُری بات سے روکنا)

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○

(ال عمران ع ۱۱ پارہ ۲)

تم میں سے ایک ایسا گروہ بھی (ضرور) ہونا چاہیئے، جو لوگوں کو نیک کاموں کی طرف بلائے، اور اچھے کام کرنے کو کہے اور بُرے کاموں سے منع کرے، اور ایسے ہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں ؂

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۗ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔

آل عمران ع ۱۲۔ پارہ ۴)

اے مسلمانو! تم اُن سب اُمتوں میں سے بہترین ہو، جو لوگوں کی راہنمائی کے لئے پیدا ہوئیں، تم لوگوں کو اچھے کام کرنے کے لئے کہتے ہو، اور بُرے کاموں سے منع کرتے ہو، اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو، اگر اہل کتاب بھی ایمان لے آتے، تو اُن کے حق میں بہتر تھا، لیکن اُن میں سے تھوڑے ایمان لائے ہیں، اور اکثر نافرمان ہیں ؂

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَّاٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ (مسلم)

حضرت ابوسعید خدریؓ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، کہ آپؐ نے فرمایا کہ میں تم میں سے جو کوئی نامشروع بات دیکھے تو اُسے اپنے ہاتھ سے مٹائے اور ہاتھ سے نہ مٹا سکے، تو زبان سے اور اگر اس کی طاقت بھی نہ رکھے تو

دل سے بُرا جانے ، اور یہ ضعیف ترین ایمان ہے ؛

عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ اَوْ لَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ عِنْدِهٖ ثُمَّ لَتَدْعُنَّهٗ وَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ۔ (ترمذی)

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے ، کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، مجھے اُس ذات کی قسم ہے ، جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ، تم اچھے کاموں کا حکم اور بُرے کاموں سے منع کرتے رہو ورنہ خدا تم پر اپنے پاس سے کوئی عذاب بھیجے گا ، پھر تم اس سے دُعا کرو گے ، اور تمہاری دُعا قبول نہ کی جائے گی ؛

عَنْ عَدِيِّ بْنِ عَدِيٍّ الْكِنْدِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا مَوْلًى لَّنَا اَنَّهٗ سَمِعَ جَدِّيْ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَا يُعَذِّبُ الْعَامَّةَ بِعَمَلِ الْخَاصَّةِ حَتّٰى يَرَوُا الْمُنْكَرَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ وَهُمْ قَادِرُوْنَ عَلٰى اَنْ يُّنْكِرُوْهُ فَلَا يُنْكِرُوْهُ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَذَّبَ اللّٰهُ الْعَامَّةَ وَالْخَاصَّةَ۔ (مشکوٰۃ)

حضرت عدیؓ بن عدی کندی کہتے ہیں کہ ہمارے آزاد غلام نے ہم سے حدیث بیان کی کہ اُس نے میرے دادا کو کہتے ہوئے سُنا ، کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے ، کہ اللہ تعالےٰ عام لوگوں کو خواص کے گناہوں کے باعث گرفتار نہیں کرتا ، جب تک کہ خواص اپنے سامنے بُرے کام ہوتے دیکھیں ، اور ان کے مٹانے پر قدرت رکھتے ہوئے اُن کو نہ مٹائیں ، پس جب خواص ایسا کرتے ہیں تو خدا عوام و خواص دونوں کو عذاب دیتا ہے ؛

عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت انسؓ سے روایت ہے ، کہ رسول

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْحَی اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اِلٰی جِبْرَئِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنِ اقْلِبْ مَدِیْنَۃَ کَذَا وَکَذَا بِاَھْلِھَا فَقَالَ یَا رَبِّ اِنَّ فِیْھِمْ عَبْدَکَ فُلَانًا لَمْ یَعْصِکَ طَرْفَۃَ عَیْنٍ قَالَ اقْلِبْھَا عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ فَاِنَّ وَجْھَہٗ لَمْ یَتَمَعَّرْ فِیْ سَاعَۃٍ قَطُّ۔

خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ خدا نے جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا، کہ ایسے ایسے شہر کو اس کے باشندوں سمیت الٹ دو۔ انہوں نے عرض کیا۔ اے پروردگار ان میں تیرا فلاں بندہ بھی ہے جس نے بقدر چشم زدن بھی تیری نافرمانی نہیں کی۔ خدا نے فرمایا۔ اس شہر کو اس شخص پر اور سب لوگوں پر الٹ دو۔ کیونکہ اس شخص کا چہرہ میرے لئے ایک لحظہ کیلئے بھی متغیر نہیں ہوا۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس رات مجھے معراج ہوئی میں نے کتنے لوگوں کو دیکھا کہ آگ کی قینچیوں سے ان کے ہونٹ کاٹے جاتے ہیں میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں جبرئیل نے جواب دیا یہ آپ کی امت کے خطیب اور واعظ ہیں جو لوگوں کو تو نیکی کرنے کا حکم دیتے ہیں اور اپنے تئیں بھلا دیتے ہیں۔

گواہی

وَاسْتَشْھِدُوْا شَھِیْدَیْنِ مِنْ رِّجَالِکُمْ فَاِنْ لَّمْ یَکُوْنَا رَجُلَیْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّھَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰھُمَا فَتُذَکِّرَ اِحْدٰھُمَا الْاُخْرٰی وَلَا یَاْبَ الشُّھَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ط

(البقرہ ع ۳۹ پارہ ۳)

اور اپنے مردوں میں سے دو مردوں کو گواہ بنالیا کرو۔ اگر دو مرد نہ ہوں، تو ایک مرد اور دو عورتیں ان لوگوں میں سے جن سے تمہارا اطمینان ہو اور دو عورتیں اس لئے) کہ ان میں سے ایک بھول جائے تو ایک دوسری کو یاد دلادے۔ اور جب گواہ بلائے جائیں۔ تو وہ حاضر ہونے سے انکار نہ کریں۔

وَلَا تَکْتُمُوا الشَّھَادَۃَ وَمَنْ یَّکْتُمْھَا فَاِنَّہٗ اٰثِمٌ قَلْبُہٗ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ۔

(اے لوگو) گواہی کو نہ چھپاؤ۔ جو اس کو چھپائے گا۔ تو اس کا دل گنہگار ہے۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو۔ اللہ کو سب

(البقرہ ع ۳۹ پارہ ۳)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا
قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ
وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ
اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى
بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا
وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ
بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝

(النساء ع ۲۰ پارہ ۵)

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ
وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝

(الفرقان ع ۶ پارہ ۱۹)

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ الشُّهَدَآءِ الَّذِيْ
يَاْتِيْ بِشَهَادَتِهٖ قَبْلَ اَنْ يُّسْاَلَهَا

(مسلم)

عَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ قَالَ رَسُوْلُ

معلوم ہے ؛

اے ایمان والو! انصاف پر خوب قائم رہنے والے اور اللہ کے لئے گواہی دینے والے رہو۔ اگرچہ اپنی ہی ذات پر ہو یا والدین اور دوسرے رشتہ داروں کے مقابلہ میں ہو، وہ شخص امیر ہے۔ تو اور غریب ہے تو دونوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو زیادہ تعلق ہے۔ خواہش کی پیروی نہ کرو۔ کہ حق سے انحراف کرنے لگو۔ اور اگر تم کج بیانی کرو گے یا پہلو تہی کرو گے تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال سے پوری خبر رکھتا ہے ؛

اور (خدا کے خاص بندے وہ ہیں) جو جھوٹی گواہی نہ دیں، اور جب بیہودہ مشغلوں کے پاس سے گزریں، تو وضعداری کے ساتھ گزریں ؛

حضرت زید بن خالدؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں تمہیں بہترین گواہ کی خبر کیا دوں۔ یہ وہ شخص ہے۔ جو گواہی کی بابت دریافت کئے جانے سے پہلے اپنی گواہی ادا کرے ؛

حضرت خریمؓ بن فاتک سے روایت

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی صَلٰوۃَ الصُّبْحِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَامَ قَائِمًا فَقَالَ عُدِلَتْ شَہَادَۃُ الزُّوْرِ بِالْاِشْرَاكِ بِاللّٰہِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَرَءَ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ حُنَفَآءَ لِلّٰہِ غَیْرَ مُشْرِكِیْنَ بِہٖ ○

(ابوداود- ترمذی)

ہے، کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز ادا کی جب فارغ ہوئے تو کھڑے ہوکر ارشاد فرمایا، جھوٹی گواہی خدا کے ساتھ شرک کرنے کے برابر ہے۔ تین مرتبہ آپ نے اسی طرح فرمایا، پھر آپ نے پڑھا ہے، بتوں کی پرستش کی گندگی سے بچتے رہو، اور ایک اللہ ہی کے رہو۔ اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو ۔

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَجُوْزُ شَہَادَۃُ خَائِنٍ وَّلَا خَائِنَۃٍ وَّلَا مَجْلُوْدٍ حَدًّا وَّلَا ذِیْ غِمْرٍ عَلٰی اَخِیْہِ وَلَا ظَنِیْنٍ فِیْ وَلَاءٍ وَّلَا قَرَابَۃٍ وَّلَا الْقَانِعِ مَعَ اَہْلِ الْبَیْتِ۔

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خیانت کرنے والے مرد اور خیانت کرنے والی عورت کی گواہی مقبول نہیں اور نہ اُس کی جس پر حد لگائی گئی ہو، اور نہ اس کی جو اپنے بھائی سے کینہ رکھتا ہو۔ اور نہ اُس کی ولاء[1] اور قرابت میں متہم ہو۔ اور نہ اس شخص کی اپنے خاندان کے متعلق گواہی مقبول ہے جس کا خرچ اس خاندان پر منحصر ہے ۔

قرض

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ

[1] ولاء میں متہم ہونے کی صورت یہ ہے، کہ ایک شخص کو آزاد تو کسی نے کیا ہے، مگر وہ اپنی آزادی کسی دوسرے کی طرف منسوب کرتا ہے، یعنی کہتا ہے، کہ مجھے فلاں شخص نے نہیں بلکہ فلاں آدمی نے آزاد کیا ہے، قرابت میں متہم ہونے کی یہ صورت ہے، کہ ایک شخص اپنی قرابت کسی ایسے شخص سے ظاہر کرے، جس کا وہ قریبی نہیں۔ ۱۲ ۔

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَۃٌ بِدَیْنِہٖ حَتّٰی یُقْضٰی عَنْہُ (ترمذی)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کا نفس اس کے قرض کے ساتھ معلق رہتا ہے، یہاں تک کہ اس کی طرف سے قرض ادا کیا جائے ۔

عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَاحِبُ الدَّیْنِ مَاْسُوْرٌ بِدَیْنِہٖ یَشْکُوْا اِلٰی رَبِّہٖ الْوَحْدَۃَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ (مشکوٰۃ)

حضرت براء بن عازب کہتے ہیں۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قرضدار اپنے قرض کے بدلے محبوس ہوگا اور قید کی تنہائی کا قیامت کے روز اپنے پروردگار سے گلہ کرے گا ۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَعْظَمَ الذُّنُوْبِ عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ یَّلْقَاہُ بِھَا عَبْدٌ بَعْدَ الْکَبَائِرِ الَّتِیْ نَھَی اللّٰہُ عَنْھَا اَنْ یَّمُوْتَ رَجُلٌ وَّعَلَیْہِ دَیْنٌ لَا یَدَعُ لَہٗ قَضَاءَ دَیْنِہٖ ۔ (ابوداؤد)

حضرت ابوموسیٰ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا ان کبیرہ گناہوں کے بعد جن سے خدا نے منع فرمایا ہے، سب سے بڑا گناہ خدا کے نزدیک جسے لیکر بندہ خدا کے حضور میں حاضر ہوگا۔ یہ ہے۔ کہ آدمی قرضدار مرے اور اتنا مال نہ چھوڑے، جس سے اس کا قرض ادا کیا جا سکے ۔

قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَوْ اَنَّ رَجُلًا قُتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ عَاشَ ثُمَّ قُتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ عَاشَ وَعَلَیْہِ دَیْنٌ مَا دَخَلَ الْجَنَّۃَ حَتّٰی یُقْضٰی دَیْنُہٗ ۔ (مشکوٰۃ)

روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر کوئی شخص راہ خدا میں مارڈالا جائے پھر زندہ ہو، پھر راہِ خدا میں مار ڈالا جائے پھر زندہ ہو، اور اس کے ذمّہ قرض ہو، تو

وہ اُس وقت تک جنت میں داخل نہ ہو گا، جب تک اس کا قرض نہ ادا کیا جائے گا ۔

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ اُتِيَ بِجَنَازَةٍ فَقَالُوْا صَلِّ عَلَيْهِ فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ قَالُوْا لَا فَصَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ اُتِيَ بِجَنَازَةٍ اُخْرٰى فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ قِيْلَ نَعَمْ فَقَالَ هَلْ تَرَكَ شَيْئًا قَالُوْا ثَلَاثَةَ دَنَانِيْرَ فَصَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ اُتِيَ بِالثَّالِثَةِ فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ قَالُوْا ثَلَاثَةُ دَنَانِيْرَ قَالَ هَلْ تَرَكَ شَيْئًا قَالُوْا لَا قَالَ صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ قَالَ اَبُوْ قَتَادَةَ صَلِّ عَلَيْهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلَيَّ دَيْنُهٗ فَصَلّٰى عَلَيْهِ ۔ (بخاری)

حضرت سلمہؓ بن اکوع سے روایت ہے ، کہ ہم جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک جنازہ لایا گیا ۔ لوگوں نے عرض کیا ، کہ اس پر نمازِ جنازہ پڑھیئے ، فرمایا کیا اس پر قرضہ ہے ، عرض کیا نہیں ۔ آپ نے اس پر نماز پڑھی ، پھر دوسرا ایک جنازہ لایا گیا ، آپ نے فرمایا کیا اس کے ذمے قرض ہے ، عرض کیا گیا جی ہاں ، فرمایا کچھ اس نے چھوڑا ہے عرض کیا تین اشرفیاں ۔ پس آپ نے اُس پر بھی نماز پڑھی ۔ پھر تیسرا جنازہ لایا گیا آپ نے فرمایا ، اس پر کچھ قرض ہے لوگوں نے عرض کیا ، تین اشرفیوں کا قرض ہے ، فرمایا کچھ چھوڑ بھی مرا ہے ، عرض کیا نہیں ، فرمایا اپنے دوست پر تم ہی نماز پڑھ لو ۔ ابو قتادہؓ نے عرض کیا ، یا رسول اللہ ، آپ اس پر نماز پڑھئے ، اس کے قرض کا ادا کرنا میرے ذمے آیا ، پس آپ نے اِس پر نمازِ جنازہ پڑھی ۔

دے کر احسان نہ جتانا

عَنْ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَایَدْخُلُ الْجَنَّۃَ خَبٌّ وَّلَا بَخِیْلٌ وَّلَا مَنَّانٌ۔ (ابوداؤد)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دھوکا دینے والا اور بخیل اور احسان جتانے والا تینوں جنت میں داخل نہیں ہوں گے ۔

کسی کے ساتھ احسان کرنا اعلیٰ درجے کا نیک کام ہے، اور جس طرح احسان فراموشی بدترین خصلت ہے، اسی طرح احسان جتانا بھی خسیس ترین عادت ہے، ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

جو احسان کر کے جتانے لگے ۔۔۔ وہ اپنے کئے کو مٹانے لگے

بُرائی کے مقابلہ میں بھلائی کرنا

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِہٖ ھُمْ بِہٖ یُؤْمِنُوْنَ وَاِذَا یُتْلٰی عَلَیْھِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِہٖٓ اِنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا کُنَّا مِنْ قَبْلِہٖ مُسْلِمِیْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ یُؤْتَوْنَ اَجْرَھُمْ مَّرَّتَیْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَیَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَۃِ السَّیِّئَۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝

(القصص ع ۶ پارہ ۲۰)

جن لوگوں کو ہم نے قرآن سے پہلے کتاب عنایت کی، وہ تو اس قرآن پر ایمان لے آتے ہیں، اور جب اُن کو قرآن سنایا جاتا ہے، تو بول اُٹھتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے۔ بے شک یہ برحق ہے، اور ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے، اور ہم اس کو پہلے ہی مانتے تھے، یہی لوگ ہیں، جن کو ان کے صبر کے بدلے دوہرا اجر دیا جائے گا، یہ لوگ برائی کے بدلے نیکی کرتے ہیں، اور جو کچھ ہم نے اُن کو

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَکُوْنُوْا اِمَّعَۃً تَقُوْلُوْنَ اِنْ اَحْسَنَ النَّاسُ اَحْسَنَّا وَاِنْ ظَلَمُوْا ظَلَمْنَا وَلٰکِنْ وَطِّنُوْا اَنْفُسَکُمْ اِنْ اَحْسَنَ النَّاسُ اَنْ تُحْسِنُوْا وَاِنْ اَسَاءُوْا فَلَا تَظْلِمُوْا

(ترمذی)

دیا ہے، اس سے خرچ کرتے ہیں ۔

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے، کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم دوسروں کی رائے کے تابع نہ ہو، تم کہتے ہو، اگر لوگ ہم سے احسان کرینگے تو ہم بھی اُن سے احسان کریں گے، اور اگر ہم پر ظلم کریں گے تو ہم بھی اُن پر ظلم کریں گے (یہ نہیں چاہیئے) بلکہ اپنے دلوں کو برقرار رکھو۔ اگر لوگ تم پر احسان کریں تو تم بھی احسان کرو، اور اگر بُرائی کریں تو ظلم نہ کرو ۔

بُرائی کے بدلے نیکی کرنا بڑی بہادری کا کام ہے، جو شخص بڑا ہی متحمل مزاج ہو وہ ایسا ہی کر سکتا ہے، ہر کہ ومہ کا یہ کام نہیں، اس صفت کو اپنے اندر پیدا کرنے کے لئے پہلے ترک انتقام کی صفت پیدا کرنی چاہیئے، جو تحمل کا ادنےٰ درجہ ہے۔ کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے۔ ؎

بدی را بدی سہل باشد جزا اگر مردی اَحْسِنْ اِلٰی مَنْ اَسَا

(بُرائی کا بدلہ بُرائی آسان ہے — اگر تم جوانمرد ہو تو بُرے سے بھلا کرو)

افشاء راز نہ کرنا

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ الْحَدِیْثَ ثُمَّ الْتَفَتَ فَھِیَ اَمَانَۃٌ ۔ (ترمذی۔ ابوداود)

حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب کسی شخص نے بات کہنا کر اِدھر اُدھر دیکھا (کہ کوئی سُنتا نہیں) تو وہ بات

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمَجَالِسُ بِالْاَمَانَۃِ اِلَّا ثَلَاثَۃَ مَجَالِسَ سَفْکُ دَمٍ حَرَامٍ اَوْ فَرْجٌ حَرَامٌ اَوِ اقْتِطَاعُ مَالٍ بِغَیْرِ حَقٍّ۔ (ابوداؤد)

امانت ہوگئی ۔

حضرت جابرؓ کہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجلسوں میں جو باتیں کی جائیں، وہ امانت ہیں مگر تین باتیں امانت نہیں، ایک ناحق خونریزی، دوسرے زنا۔ تیسرے بےوجہ کسی کا مال لے لینا ۔

کسی کے سامنے اُس کی تعریف میں مبالغہ کرنا

عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَیْتُمُ الْمَدَّاحِیْنَ فَاحْثُوْا فِیْ وُجُوْھِھِمُ التُّرَابَ۔ (مسلم)

حضرت مقداد بن اسودؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم تعریف میں مبالغہ کرنے والوں کو دیکھو۔ تو ان کے مونہوں میں خاک ڈال دو (یعنی انہیں کچھ نہ دو اور محروم واپس کر دو ۔

عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ اَثْنٰی رَجُلٌ عَلٰی رَجُلٍ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَیْلَکَ قَطَعْتَ عُنُقَ اَخِیْکَ ثَلَاثًا مَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَادِحًا لَّا مُحَالَۃَ فَلْیَقُلْ اَحْسِبُ فُلَانًا وَاللّٰہُ حَسِیْبُہٗ اِنْ کَانَ یَرٰی اَنَّہٗ کَذٰلِکَ وَلَا یُزَکِّیْ عَلَی اللّٰہِ اَحَدًا اھ (بخاری مسلم)

حضرت ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص نے ایک شخص کی تعریف کی۔ تو حضور نے فرمایا۔ تجھے خرابی ہو تو نے تو اپنے بھائی کی گردن کاٹ ڈالی، تین مرتبہ اسی طرح فرمایا۔ پھر فرمایا۔ اگر تم میں سے کسی کو کسی طرح کی مدح کرنی ضرور ہو، تو یوں کہے کہ میرا گمان ہے کہ فلاں

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا مُدِحَ الْفَاسِقُ غَضِبَ الرَّبُّ تَعَالٰی وَاھْتَزَّ لَہُ الْعَرْشُ ۔ (مشکوٰۃ)

ایسا ہے، آگے خدا جانتا ہے، لیکن یہ بھی اس وقت جبکہ وہ جانتا ہے، کہ وہ شخص واقعی ایسا ہے، ورنہ خدا پر کسی کی تعریف کا حکم نہ کرے، یعنی یقین کے ساتھ نہ کہے کہ فلاں ایسا ہے ؛

حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے۔ تو خدا کا غضب بھڑک اٹھتا ہے، اور عرش معلیٰ کانپنے لگتا ہے ؛

مزدور کی پوری مزدوری دے دینا

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْطُوا الْاَجِیْرَ اَجْرَہٗ قَبْلَ اَنْ یَّجِفَّ عَرَقُہٗ ۔ (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ سے روایت ہے، کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کے حوالے کر دو ؛

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی ثَلَاثَۃٌ اَنَا خَصْمُھُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ رَجُلٌ اَعْطٰی بِیْ ثُمَّ غَدَرَ وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَاَکَلَ ثَمَنَہٗ وَ رَجُلٌ اسْتَاْجَرَ اَجِیْرًا فَاسْتَوْفٰی

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، تین آدمیوں سے قیامت کے دن میں خود لڑوں گا، اول وہ جس نے میرے نام سے عہد کر کے عہد شکنی کی۔ دوم وہ شخص جس نے آزاد شخص

مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِهِ اَجْرَهٗ - (بخاری)

کو بیچ کر اُس کی قیمت کھالی - تیسرے وہ جس نے کام پر مزدور لگایا اور اس سے پورا کام لے لیا اور مزدوری نہ دی ؛

زنا

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلًا ٥

(بنی اسرائیل ع ۴ - پارہ ۱۵)

اے لوگو! زنا کے قریب بھی نہ جاؤ کیوں کہ وہ بے حیائی اور بہت بُرا طریقہ ہے ؛

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا - (فرقان) ع ۶ - پارہ ۱۹)

اور خدا کے خاص بندے وہ ہیں جو خدا کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود نہیں ٹھیراتے اور ناحق کسی شخص کو نہیں مارتے کہ اس کو خدا نے حرام کر رکھا ہے اور نہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں ، اور جو یہ کام کرے گا وہ اپنے گناہ کا خمیازہ بھگتے گا ، اور قیامت کے دن اُسے دُگنا عذاب ہوگا جس میں وہ ذلت کے ساتھ ہمیشہ رہے گا ؛

قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَا مِنْ قَوْمٍ يَظْهَرُ فِيْهِمُ الزِّنَا اِلَّا اُخِذُوْا بِالسَّنَةِ وَمَا مِنْ قَوْمٍ يَظْهَرُ فِيْهِمُ الرُّشَا اِلَّا اُخِذُوْا بِالرُّعْبِ - (مشکوٰۃ)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے ، کہ جس قوم میں زنا ظاہر ہوتا ہے ، وہ قحط کے عذاب سے پکڑے جاتے ہیں ، اور جس قوم میں رشوت ظاہر ہوتی ہے وہ خوف کے ساتھ پکڑے جاتے ہیں اور اُنکے دلوں پر رُعب چھا جاتا ہے ؛

زنا گناہ کبیرہ میں سے ہے اور قرآن و احادیث سے اس کی مذمت ثابت ہے۔ ہم نے اختصاراً صرف ایک ہی حدیث نقل کی ہے۔ اور بہت سی احادیث ہیں، جن سے ان کی بُرائی ثابت ہے، چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے۔ کہ جس قوم میں زنا پھیلتا ہے اس میں وبا پھیلتی ہے۔ ایک حدیث میں یوں آیا ہے۔ کہ زنا کرتے وقت زانی پورا مومن نہیں رہتا۔ زنا اور لواطت چونکہ ایک قبیح ترین جرم ہونے کے علاوہ کمال بے غیرتی کی دلیل اور نسل انسان کے ضائع کرنے کا موجب اور بعد شادی عموماً زمین میں دنگہ و فساد کا باعث ہے، جو اصولِ تمدن کے سخت مخالف ہے۔ اس لئے اس کی قباحت و شناعت سے کتب احادیث و آثار پُر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے ثبوت کے لئے چار گواہ کا ہونا ضروری ہے۔ اور اس جرم کی سزا یعنی سنگساری سب جرائم کی پاداش سے بدتر و سنگین تر مقرر ہوئی ہے۔

چوری

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰہُ السَّارِقَ یَسْرِقُ الْبَیْضَۃَ فَتُقْطَعُ یَدُہٗ وَیَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ یَدُہٗ۔

(صحیحین)

حضرت ابوہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، کہ آپ نے فرمایا چور پر خدا کی لعنت وہ ایک انڈا چراتا ہے اور اس کی سزا میں اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور رسی چراتا ہے۔ اور اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔

باوجود اس کے کہ چوری ایک نہایت مذموم اور قبیح فعل ہے۔ جس کے لئے علاوہ اُخروی سزا کے دنیوی سزا بھی مقرر ہے، اور قرآن و حدیث سے اس کی بُرائی ثابت ہے مگر پھر بھی جتنے مسلمان اس فعل بد کے مرتکب ہوتے ہیں، شاذ ہی دوسرے لوگ مرتکب ہوتے ہوں۔ اس کی مزید تفصیل کہ کن کن صورتوں میں چور کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔ اور کن کن صورتوں میں نہیں کاٹا جاتا کتب فقہ میں موجود ہے۔

غصب (یعنی کسی کا مال چھین لینا)

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ زَیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا فَاِنَّہٗ یُطَوَّقُہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مِنْ سَبْعِ اَرْضِیْنَ (صحیحین)

حضرت سعیدؓ بن زید سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص بالشت بھر زمین بھی ظلم سے لے گا، قیامت کے دن وہ قطعہ زمین ساتویں زمین تک طوق بنا کر اُس کی گردن میں ڈالا جائے گا۔

عَنْ اَبِیْ حُرَّۃَ الرَّقَاشِیِّ عَنْ عَمِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا لَا تَظْلِمُوْا اَلَا لَا یَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ اِلَّا بِطِیْبِ نَفْسٍ مِّنْہُ۔ (مشکوۃ)

حضرت ابو حُرّہ رقاشی اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خبردار ظلم نہ کرو۔ کسی شخص کا مال اس کی خوشی اور رضامندی کے بغیر حلال نہیں۔

رشوت

وَلَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِھَآ اِلَی الْحُکَّامِ لِتَاْکُلُوْا فَرِیْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

(البقرہ ع ۲۳ - پارہ - ۲)

اے مسلمانو! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔ اور نہ مال کو حاکموں کے پاس رسائی کا ذریعہ بناؤ۔ کہ لوگوں کے مال میں تھوڑا سا جو ہاتھ لگے، جان بوجھ کر ناحق کھا جاؤ۔ حالانکہ تم جانتے ہو۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حضرت عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت

اَلرَّاشِیْ وَالْمُرْتَشِیْ ۔ (مشکوٰۃ)

دینے اور رشوت لینے والے دونوں کو لعنت کی ہے ۔

رشوت کے متعلق کئی ایک اور حدیثیں بھی ہیں ۔ جن کو ہم نے بخوف تطویل ترک کر دیا ہے ۔ چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے ۔ کہ رشوت لینے والا اور رشوت دینے والا دونوں دوزخ میں جائیں گے ۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ جو رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے میں دلال ہو ۔ اس پر بھی لعنت ہے ۔ رشوت دہی اور رشوت ستانی ایک ایسا جرم ہے ۔ جس کے جائز ہوتے ہوئے مظلوم و داد خواہ کی دادرسی کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی ۔ گویا یہ عدل و انصاف کی بیخ کنی کر دیتی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی قباحت اور شناعت پر دنیا بھر کے عقلاء و حکماء متفق ہیں ۔

قتل

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِیِّهٖ سُلْطَانًا فَلَا یُسْرِفْ فِّی الْقَتْلِ اِنَّهٗ کَانَ مَنْصُوْرًا (بنی اسرائیل ع ۴ ۔ پارہ ۱۵)

اور کسی کو ناحق قتل نہ کرو جس کا مارنا اللہ نے حرام کر دیا ہے ۔ اور جو شخص ظلم سے مارا جائے ۔ تو ہم نے اُس کے ولی کو اختیار دے دیا ہے ۔ تو اُس کو چاہیئے ۔ کہ خون کا بدلہ لینے میں زیادتی نہ کرے ۔ کیونکہ واجبی بدلہ لینے میں بھی اس کی جیت ہے ۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْکَبَائِرُ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْیَمِیْنُ الْغَمُوْسُ (بخاری)

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ گناہ کبیرہ یہ ہیں ۔ خدا کے ساتھ شریک ٹھہرانا والدین کی نافرمانی کرنا ۔ کسی کو بیگناہ قتل کرنا ۔ جھوٹی قسم کھانا ۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَزَالَ الْمُؤْمِنُ فِيْ فُسْحَةٍ مِّنْ دِيْنِهٖ مَا لَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا (بخاری)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن اپنے دین کی طرف سے ہمیشہ آسانی میں رہے گا۔ جب تک کہ حرام خونریزی کا مرتکب نہ ہو گا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ۔ (صحیحین)

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن سب سے پہلے لوگوں میں خون کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا۔

قصاص و خونبہا

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ؕ فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَاءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○ (البقرہ ع ۲۲ - پارہ ۲)

اے ایمان والو! تم پر قصاص فرض کیا جاتا ہے۔ مقتولین کے بارہ میں آزاد آزاد کے بدلے اور غلام غلام کے بدلے اور عورت عورت کے بدلے ہاں جس کو اُس کے فریق سے کچھ معافی ہو جائے۔ تو معقول طور پر مطالبہ کرنا۔ اور خوبی کے ساتھ اس کو پہنچا دینا۔ یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تخفیف اور ترحم ہے۔ پھر جو شخص اس کے بعد ظلم کا مرتکب ہو۔ تو اس کو بڑا دردناک عذاب ہوگا۔ اور سمجھ دار لوگو اس قانون قصاص میں تمہاری

جانوں کا بڑا بچاؤ ہے۔ ہمیں اُمید ہے، کہ تم لوگ پرہیز رکھو گے (یعنی اس قانون امن کی خلاف ورزی نہ کرو گے) ؎

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَأً ۚ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ۚ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۭ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۔

(سورہ نساع ۱۳ پارہ ۵)

کسی مومن کے لیئے یہ جائز نہیں، کہ مسلمان کو مار ڈالے، مگر غلطی سے مار ڈالے تو ایک مسلمان آزاد کرے، اور مقتول کے وارثوں کو خونبہا دے، مگر یہ کہ وہ معاف کر دیں۔ اور اگر وہ مقتول ان لوگوں میں سے ہو، جو تمہارے دشمن ہیں، اور وہ خود مسلمان ہو، تو صرف ایک مسلمان غلام آزاد کرنا ہوگا، اور اگر مقتول ان لوگوں میں سے ہو جن کی تمہارے ساتھ صلح اور عہد و پیمان ہے تو قاتل کو چاہیئے، کہ مقتول کے وارثوں کو خونبہا دے، اور علاوہ ازیں ایک مسلمان غلام بھی آزاد کرے۔ غلام آزاد کرنے کا مقدور نہ ہو، تو دو مہینے لگاتار روزے رکھے، یہ اللہ کی جانب سے توبہ ہے، اور اللہ سب حال سے واقف ہے، اور حکمت والا ہے ؎

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ۭ فَمَنْ

اور ہم نے یہودیوں پر توریت میں یہ بات فرض کر دی تھی، کہ جان جان کے بدلے اور ناک ناک کے بدلے اور کان کان کے بدلے اور دانت دانت کے بدلے

تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

اور زخموں کا بدلہ ویسے ہی زخم ہیں ۔ اور جو بدلہ معاف کر دے، وہ اس کا کفارہ ہو گا، اور جو خدا کی اُتاری ہوئی کتاب کے مطابق حکم نہ دے، تو وہی لوگ بے انصاف ہیں!

تعزیر و حدود

اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ؕ

(المائدہ ع ۶ پارہ ۶)

مرد چوری کرے تو اور عورت چوری کرے تو ان کے داہنے ہاتھ اس کرتوت کے بدلے کاٹ ڈالو، یہ تعزیر خدا کی طرف سے ہے اور وہ بڑا زبردست اور مصلحتوں سے واقف ہے ۔

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔

(نور ع ۔ پارہ ۱۸)

عورت اور مرد زنا کریں تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو سو درّے مارو، اگر تم اللہ اور روز آخرت کا یقین رکھتے ہو، تو اللہ کے حکم کی تعمیل میں تمہیں ان کے حال پر ترس نہ آجائے، نیز ان کو سزا دیتے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت موجود رہے (تاکہ وہ زناکار رسوا و ذلیل ہوں اور دوسروں کو عبرت ہو)

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ

جو لوگ پاکدامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں، اور چار گواہ نہ لاسکیں، تو ان کو اسّی درّے مارو، اور کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو، اور یہ لوگ خود بدکار ہیں، مگر جنہوں نے اس کے بعد توبہ کرلی اور اپنی عادت کی

أَصْلَحُوا۟ وَأَصْلَحُوا۟ فَإِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (نور)	اصلاح کر لی۔ تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۔

اسلامی شریعت نے جس جرم کے لئے جو سزا وضع کر دی ہے۔ اس جرم کے انسداد کے لئے اس سے بہتر کوئی سزا نہیں ہو سکتی۔ اگر آج ان قواعد پر عمل درآمد ہونے لگے۔ تو ارتکاب جرائم خطۂ دنیا سے قریباً قریباً ناپید ہو جائے۔ یا کم از کم بہت کم لوگوں کو ارتکاب جرائم کا حوصلہ پڑے شرع نے چور کے لئے قطعِ ید کی سزا مقرر کی ہے۔ اگر اس پر عمل ہونے لگے۔ تو بہت کم لوگوں کو چوری کا حوصلہ پڑے ۔

زانی اور زانیہ اگر دونوں محصن یعنی شادی شدہ نہ ہوں۔ تو ان کے لئے سو دُرّے سزا مقرر ہے۔ اور اگر شادی شدہ ہوں۔ تو اُن کے لئے یہ سزا ہے کہ سنگسار کر دیا جائے۔ کسی کو سزا کی تہمت لگانے کی سزا اسّی درّے مقرر ہے۔ الغرض اسلام نے جو سزائیں مقرر کر دی ہیں وہ جرائم کے انسداد کے لئے ہیں نہ کہ جیل خانے بھرنے کے لئے ۔

حقوقِ میّت

غسل

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ٱبْنَتَهُ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ فَأَلْقَى إِلَيْنَا حَقْوَهُ وَقَالَ أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ	حضرت اُمّ عطیہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، جبکہ ہم آپ کی صاحبزادی (حضرت زینبؓ) کو نہلا رہے تھے۔ تو آپ نے فرمایا۔ زینب کو تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا اس سے زیادہ اگر زیادہ کی ضرورت ہو پانی اور بیری کے پتوں سے نہلا دو۔ اور پچھلی مرتبہ کے غسل میں کافور کا استعمال کرو۔ یا فرمایا کچھ تھوڑے سے کافور کا استعمال کرو۔ نہلانے

وَفِي رِوَايَةٍ اغْسِلْنَهَا وِتْرًا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا وَابْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا وَقَالَتْ فَضَفَرْنَا شَعْرَهَا ثَلٰثَةَ قُرُوْنٍ فَأَلْقَيْنٰهَا خَلْفَهَا۔ (بخاری مسلم)

سے فارغ ہو جاؤ، تو مجھے اطلاع دینا جب ہم فارغ ہوئیں، تو آپ کو اطلاع دی، آپ نے ہماری طرف اپنا تہ بند پھینک کر فرمایا، زینب کو اس میں لپیٹ دو۔ ایک روایت میں یوں آیا ہے، کہ حضور نے فرمایا۔ کہ زینبؓ کو طاق یعنی تین یا پانچ یا سات دفعہ نہلاؤ۔ اور دائیں طرف کے اعضاء اور اعضاء وضو سے دھونا شروع کرو، حضرت اُمّ عطیہؓ کہتی ہیں، کہ پھر ہم نے زینبؓ کے سر کے بالوں کی تین مینڈھیاں گوندھ کر انہیں پیٹھ کے پیچھے ڈال دیا۔

میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے۔ اگر کوئی میّت بے غسل دفن کر دی جائے تو تمام وہ مسلمان جن کو اس کی خبر تھی گنہگار ہوں گے۔ اگر کسی میّت کو بے غسل قبر میں رکھ دیا گیا ہو، مگر ابھی مٹی نہ ڈالی گئی ہو۔ تو اس کو قبر سے نکال کر غسل دینا ضروری ہے ہاں اگر مٹی پڑ چکی ہو، تو پھر نہ نکالنا چاہیئے۔

میّت کے غسل کا مسنون و مستحب طریقہ یہ ہے، کہ میّت کو کسی ایسے تختے پر لٹا کر جس کو تین یا پانچ یا سات مرتبہ کسی خوشبودار چیز سے دھونی دی جا چکی ہو، اس کے ستر پر گاڑھا کپڑا ڈال دیں، بعد ازاں اس کو استنجا کرائیں۔ اس طرح کہ نہلانے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر اس کے خاص اور مشترک حصّے کو دھو دے۔ بعد ازاں اس کو وضو کرائیں۔ مگر اس میں نہ کلی کرائی جائے اور نہ ناک میں پانی ڈالا جائے۔ اس کے بعد سر اور ڈاڑھی کے بال اس پانی سے دھوئیں۔ جس میں خطمی یا صابون ملایا گیا ہو۔ بعد ازاں میّت کو بائیں پہلو پر لٹا کر تمام بدن میں پانی بہا دیا جائے۔ پھر دوسری مرتبہ دائیں پہلو

پر لٹا کر تمام بدن میں پانی بہائیں۔ پھر اس کو بٹھا کر اس کا پیٹ آہستہ آہستہ ملیں تاکہ آلائش نکل جائے۔ کچھ آلائش نکلے تو اس کو دھو دیا جائے۔ بعد ازاں پھر بائیں پہلو پر لٹا کر تمام بدن پر پانی بہا دیا جائے۔ پہلی مرتبہ خالص پانی سے غسل دیں، دوسری مرتبہ اس پانی سے جس میں بیری یا خطمی کے پتے جوش دیئے گئے ہوں، اور تیسری مرتبہ اس پانی سے جس میں کافور ملا ہو۔ جب غسل سے فراغت ہو جائے۔ تو میت کا بدن کسی کپڑے سے خشک کر لیا جائے۔ تاکہ بدن کی تری سے کفن نہ خراب ہو۔ پھر زعفران اور وسمہ کے سوا کوئی اور خوشبو اس کے سر ڈاڑھی میں لگا دی جائے۔ اس کی پیشانی اور ناک اور دونوں ہاتھوں پر کہنیوں تک اور گھٹنوں پر کافور مل دیا جائے ؛

نہلانے والا ایسا شخص ہونا چاہیئے۔ جس کو میت کا دیکھنا جائز ہو۔ عورت کو مرد کا اور مرد کو عورت کا غسل دینا جائز نہیں۔ ہاں منکوحہ عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے۔ کیونکہ وہ عدت کے زمانہ تک اس کے نکاح میں سمجھی جائے گی۔ بخلاف شوہر کے وہ عورت کے مرتے ہی اس عورت کا غسل دینا جائز نہ ہوگا ؛

بہتر یہ ہے۔ کہ نہلانے والا میت کا کوئی عزیز ہو۔ اگر عزیز نہلانا نہ جانتا ہو۔ تو کوئی متقی پرہیزگار آدمی اس کو غسل دے اور بہتر یہ ہے۔ کہ جس جگہ میت کو غسل دیا جائے وہاں سوائے غسل دینے والے اور اس شخص کے جو اس کے نہلانے میں شریک ہو کوئی دوسرا نہ جائے ؛

کفن

عَنْ عَائِشَةَ رضی قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِيْ ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ يَمَانِيَةٍ بِيْضٍ سَحُوْلِيَّةٍ مِنْ كُرْسُفٍ لَيْسَ فِيْهَا قَمِيْصٌ وَلَا عِمَامَةٌ۔ (صحیحین)

حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں۔ کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم یمن کے تین سفید دھلے ہوئے کپڑوں میں جو روئی کے تھے کفنائے گئے۔ جن میں نہ کرتہ تھا اور نہ عمامہ تھا ؛

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَفَّنَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفَنَهٗ (مسلم)

حضرت جابرؓ کہتے ہیں۔ کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کفن دے۔ تو عمدہ اور اچھا کفن دے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلْبَسُوْا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَاِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ وَمِنْ خَيْرِ اَكْحَالِكُمُ الْاِثْمِدُ فَاِنَّهٗ يُنْبِتُ الشَّعْرَ وَيَجْلُو الْبَصَرَ (ترمذی۔ ابن ماجہ)

حضرت ابنؓ عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفید کپڑے پہنو۔ کیونکہ یہ تمہارے سب کپڑوں میں بہتر ہیں۔ اور انہی کپڑوں میں اپنے مردوں کو کفناؤ۔ اور تمہارے سب سرموں میں بہتر سرمہ اثمد ہے۔ کیونکہ وہ پلکوں کے بال اگاتا ہے۔ اور بینائی روشن کرتا ہے۔

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ اَنَّهٗ لَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ دَعَا بِثِيَابٍ جُدُدٍ فَلَبِسَهَا ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْمَيِّتُ يُبْعَثُ فِيْ ثِيَابِهِ الَّتِيْ يَمُوْتُ فِيْهَا۔ (ابوداؤد)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے۔ کہ جب ان کے انتقال کا وقت قریب آیا۔ تو آپ نے نئے کپڑے منگوا کر پہنے۔ پھر کہا میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے۔ کہ میت کو اس کے انہی کپڑوں میں اٹھایا جائے گا جن میں وہ مرتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلٰى اُحُدٍ اَنْ يُّنْزَعَ عَنْهُمُ الْحَدِيْدُ وَالْجُلُوْدُ وَاَنْ يُّدْفَنُوْا بِدِمَائِهِمْ وَثِيَابِهِمْ۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے احد کے بارے میں حکم فرمایا۔ کہ ان کے جسموں سے اوزار اور زرہیں اتار لی جائیں

(ابو داؤد) ابن ماجہ

اور ان کو انہی کے خونوں اور کپڑوں میں دفن کر دیا جائے ؛

مرد کے کفن میں تین کپڑے مسنون ہیں۔ تہ بند۔ کفنی۔ چادر۔ اور عمامہ مکروہ ہے۔ مگر حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ علماء و مشائخ کے لئے جائز ہے عورت کے لئے پانچ کپڑے مسنون ہیں۔ تہ بند۔ کفنی۔ دوپٹہ۔ سینہ بند۔ چادر اگر مرد کے کفن میں صرف کفنی اور تہ بند اکتفا کی جائے، یا عورت کے کفنی میں صرف کفنی اور تہ بند یا صرف دو تہ بندوں پر اکتفا کی جائے تو بھی جائز ہے، کفن پہنانے سے پہلے کفنی میں تین مرتبہ کسی خوشبودار چیز کی دھونی دے دینا مستحب ہے ؛

مرد کو کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے، کہ پہلے کفن کی چادر چارپائی پر بچھائی جائے اور اس کے اوپر تہ بند بچھا دیا جائے، اور میت کو کفنی پہنا کر تہ بند پر لٹا دیں، اور پہلے تہ بند لپیٹ دیں، اس طرح کہ پہلے اس کی بائیں جانب میت کے بدن پر رکھیں اس کے بعد دائیں جانب تاکہ دائیں جانب بائیں کے اوپر رہے۔ بعد ازاں پھر چادر کو اسی طرح لپیٹ دیں، عورت کو کفنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے کفن کی چادر نیچے بچھائیں، اس کے اوپر تہ بند بچھائیں۔ اور عورت کو کفنی پہنا کر اس کے بالوں کے دو حصے کر کے ایک حصہ گردن کے پیچھے سے دائیں جانب اور دوسرا گردن کے پیچھے سے بائیں جانب لا کر سینہ پر رکھ دیں۔ کفنی کے اوپر، بعد ازاں دوپٹہ سر سے لیکر منہ تک ڈال دیں۔ بعد ازاں اس کے تہ بند پر اس کو لٹا دیں، اور مثل سابق تہ بند کو لپیٹ دیں، اس کے بعد چادر کو اور ان سب کے بعد سینہ بند کو لپیٹ دیں، اگر ہوا وغیرہ سے کفن کھل جانے کا خوف ہو، تو اس کو کسی چیز سے باندھ دیں ؛

جنازے کے ساتھ چلنا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَسْرِعُوْا

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

بِالْجَنَازَةِ فَإِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُونَهَا إِلَيْهِ وَإِنْ تَكُ سِوَى ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ (بخاری)

نے فرمایا، کہ جنازے کو قبر کی طرف لے جانے میں جلدی کرو، کیونکہ وہ اگر نیکوکار ہے تو قبر اس کے لیئے آرام گاہ ہے جس میں تم اُسے جلد پہنچائے دیتے ہو، اور اگر ایسا نہیں، تو وہ ایک بُرائی ہے، جس کو تم اپنے سروں سے اُتار رہے ہو ؛

عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰى اَعْنَاقِهِمْ (بخاری)

حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جنازہ تیار کر کے رکھ دیا جائے، تو لوگ اُسے اپنے کندھوں پر اُٹھالیں ؛

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً وَحَمَلَهَا ثَلٰثَ مِرَارٍ فَقَدْ قَضٰى مَا عَلَيْهِ مِنْ حَقِّهَا۔ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جنازے کے پیچھے چلا اور اُسے تین دفعہ کندھا دے، تو اُس نے میت کا حق جو اس پر تھا ادا کر دیا ؛

اگر میت کوئی شیر خوار بچہ یا اس سے کچھ بڑا ہو، لوگوں کو چاہیئے کہ اس کو دست بدست لے جائیں، یعنی ایک شخص اس کو دونوں ہاتھوں پر اٹھائے پھر اس سے دوسرا آدمی لے لے، اسی طرح بدلتے ہوئے لے جائیں، اگر میت کوئی بڑا آدمی ہو، تو اس کو چارپائی پر رکھ کر لے جائیں، اور اس کے چار پایوں کو ایک ایک آدمی اٹھائے میت کی چارپائی ہاتھوں سے اُٹھا کر شانوں پر رکھنا چاہیئے ؛

میت کے اُٹھانے کا مستحب طریقہ یہ ہے، کہ پہلے اس کا اگلا دایاں پایہ دائیں شانے پر رکھے اور کم از کم دس قدم چلے، اس کے بعد پچھلا دایاں پایہ دائیں شانے پر رکھ کر کم از کم دس قدم چلے، اس کے بعد اگلا بایاں پایہ بائیں شانے پر رکھ کر کم از کم

دس قدم چلے۔ تاکہ چاروں پایوں کو ملا کر چالیس قدم ہو جائیں ؂

جو لوگ جنازہ کے ہمراہ جائیں، اُن کو جنازہ زمین پر رکھنے سے پہلے بیٹھنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر کوئی ضرورت بیٹھنے کی پیش آئے، تو کچھ مضائقہ نہیں، جو لوگ جنازہ کے ساتھ نہ ہوں، بلکہ کہیں بیٹھے ہوئے ہوں، تو انہیں جنازہ کو دیکھ کر کھڑا ہو جانا چاہیئے۔

جنازہ کے ہمراہ پیادہ پا جانا مستحب ہے، اگر کسی سواری پر ہو تو جنازہ کے پیچھے چلے، جنازہ کے ہمراہ جو لوگ ہوں اُن کو کوئی دُعا یا ذکر بلند آواز سے پڑھنا مکروہ ہے ؂

دفن

قَالَ سَعْدُ ابْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ رض فِی الْمَرَضِ الَّذِیْ هَلَكَ فِیْهِ اِلْحَدُوْا لِیْ لَحْدًا وَّانْصِبُوْا عَلَیَّ اللَّبِنَ نَصْبًا كَمَا صُنِعَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (مسلم)

حضرت سعد بن ابی وقاص رض نے مرض الموت میں فرمایا، کہ میرے دفن کے لئے لحد بنانا، اور مجھ پر کچی اینٹیں کھڑی کر دینا جیسا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا گیا تھا ؂

عَنْ سُفْیَانَ التَّمَّارِ اَنَّهٗ رَاٰی قَبْرَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُسَنَّمًا (بخاری)

حضرت سفیان تمار (تابعی) سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر کو دیکھا کہ اونٹ کے کوہان جیسی بنی ہوئی ہے ؂

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ سُلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قِبَلِ رَاْسِهٖ۔ (مشکوٰۃ)

حضرت ابن عباس رض سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سر کی طرف سے قبر میں داخل کئے گئے ؂

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَدْخَلَ الْمَیِّتَ الْقَبْرَ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ

حضرت ابن عمر رض سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم مردے کو قبر میں اُتارتے وقت فرمایا کرتے تھے۔

وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔

(ترمذی - ابن ماجہ)

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَثّٰى عَلَى الْمَيِّتِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ بِيَدَيْهِ جَمِيْعًا وَاَنَّهٗ رَشَّ عَلٰى قَبْرِ ابْنِهٖ وَوَضَعَ عَلَيْهِ حَصْبَاءَ۔

(مشکوۃ)

عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُجَصَّصَ الْقَبْرُ وَاَنْ يُّبْنٰى عَلَيْهِ وَاَنْ يُّقْعَدَ عَلَيْهِ۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ مَرْثَدٍ الْغَنَوِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجْلِسُوْا عَلَى الْقُبُوْرِ وَلَا تُصَلُّوْا اِلَيْهَا۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُجَصَّصَ الْقُبُوْرُ وَاَنْ يُّكْتَبَ عَلَيْهَا وَاَنْ تُوْطَاءَ (ترمذی)

بِسْمِ اللّٰهِ الخ یعنی خدا کے نام سے اور خدا کی مغفرت کی توقع کے ساتھ اور رسول خدا کے مذہب پر اسے قبر میں اتارتے ہیں ✦

حضرت امام جعفر صادقؑ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مُردے پر دونوں ہاتھ ملا کر تین لپیں مٹی کی ڈالا کرتے تھے، اور آپ نے اپنے بیٹے ابراہیم کی قبر پر پانی چھڑکا اور ان پر کنکریاں رکھیں ✦

حضرت جابرؓ سے روایت ہے، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کے گچ کرنے سے منع فرمایا ہے، اور اس بات سے بھی کہ اس پر عمارت بنائی جائے اور اس پر بیٹھا جائے ✦

حضرت ابو مرثد غنویؓ سے روایت ہے، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبروں پر نہ بیٹھو اور ان کی طرف منہ کر کے نماز نہ پڑھو ✦

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کے پختہ اور گچ دار بنانے اور ان پر لکھنے اور انہیں پائمال کرنے سے منع فرمایا ✦

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا مَاتَ اَحَدُکُمْ فَلَا تَحْبِسُوْہُ وَاَسْرِعُوْا بِہٖ اِلٰی قَبْرِہٖ وَلْیُقْرَأْ عِنْدَ رَأْسِہٖ فَاتِحَۃُ الْبَقَرَۃِ وَعِنْدَ رِجْلَیْہِ بِخَاتِمَۃِ الْبَقَرَۃِ۔ (بیہقی)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں۔ کہ میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا۔ کہ جب تم میں سے کوئی شخص مر جائے، تو اُسے گھر میں روکے نہ رکھو بلکہ اس کو قبر کی طرف جلد لے جاؤ۔ اور دفن کر چکو تو اُس کے سرہانے سورۂ بقر کی ابتدائی آیتیں (مفلحون تک) اور پاؤں کی طرف سورۂ بقر کا خاتمہ (اٰمَنَ الرسول سے آخر تک) پڑھا جاوے ؛

میت کی قبر کم از کم اُس کے نصف قد کے برابر گہری کھودی جائے۔ اور اُس کے قد کے موافق لمبی ہو۔ بغلی قبر بہ نسبت صندوقی کے بہتر ہے۔ البتہ اگر زمین بہت نرم ہو اور بغلی کھودنے میں زمین کے بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو۔ تو پھر بغلی نہ کھودی جائے یہ بھی جائز ہے۔ کہ بغلی نہ کُھد سکے۔ تو میت کو کسی صندوق میں رکھ کر دفن کریں۔ خواہ صندوق لکڑی کا ہو یا پتھر کا یا لوہے کا۔ مگر اس صندوق میں مٹی بچھا دی جائے ؛

جب قبر تیار ہو چکے تو میت کو قبلے کی طرف سے قبر میں اُتاریں۔ اس کی صورت یہ ہے۔ کہ جنازہ قبر سے قبلہ کی جانب رکھا جائے اور اُتارنے والے قبلہ رو کھڑے ہو کر میت کو اُٹھا کر قبر میں رکھ دیں اور قبر میں اُتارتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ کہنا مستحب ہے۔ اور قبر میں رکھ کر داہنے پہلو پر قبلہ رُخ کر دینا مسنون ہے اس کے بعد کچی اینٹوں یا لکڑی کے تختوں سے بند کرنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر زمین نرم ہو۔ تو خیر ؛

جب میت کو قبر میں رکھ چکیں تو جس قدر مٹی اس کی قبر سے نکلی ہو وہ اس پر ڈال دیں۔ اس سے زیادہ مٹی ڈالنا مکروہ ہے۔ مٹی ڈالتے وقت مستحب یہ ہے۔ کہ سرہانے کی طرف سے ابتداء کی جائے۔ اور ہر شخص اپنے دونوں ہاتھوں میں مٹی بھر کر قبر میں ڈالدے

اور پہلی مرتبہ پڑھے مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ اور دوسری مرتبہ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ اور تیسری مرتبہ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى پڑھے ؛

دفن کے بعد تھوڑی دیر تک قبر پر ٹھیرنا اور میت کے لئے دعائے مغفرت کرنا یا قرآن مجید پڑھ کر اس کا ثواب اس کو پہنچانا مستحب ہے اور مٹی ڈال چکنے کے بعد قبر پر پانی چھڑک دینا بھی مستحب ہے۔ قبر کا ایک بالشت سے زیادہ بلند کرنا بھی مکروہ ہے ؛

زیارت قبور

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ زَارَ قَبْرَ اَبَوَيْهِ اَوْ اَحَدِهِمَا فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ غُفِرَ لَهٗ وَكُتِبَ بَرًّا۔ (مشکوٰۃ)

حضرت محمد بن نعمانؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر ہفتہ میں اپنے ماں باپ یا اُن میں سے ایک کی قبر کی زیارت کرے گا اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے، اور وہ ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنیوالوں کے گروہ میں لکھا جائے گا ؛

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَدْخُلُ بَيْتِيَ الَّذِيْ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَكْرٍ وَاِنِّيْ وَاضِعٌ ثَوْبِيْ وَاَقُوْلُ اِنَّمَا هُوَ زَوْجِيْ وَاَبِيْ فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَا دَخَلْتُهٗ اِلَّا وَاَنَا مَشْدُوْدَةٌ عَلَيَّ ثِيَابِيْ حَيَاءً مِنْ عُمَرَ رضؓ (مشکوٰۃ)

حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ کہ میں اپنے اس گھر میں جہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ مدفون تھے۔ بے چادر اوڑھے چلی جاتی تھی، اور کہتی تھی کہ یہ تو میرے شوہر اور یہ میرے باپ ہیں، لیکن جب حضرت عمرؓ فاروق وہاں مدفون ہوئے تو خدا کی قسم میں اس گھر میں اسی حالت میں گئی۔ کہ مجھ پر میرے کپڑے بندھے ہوئے ہوتے تھے، کیونکہ مجھے حضرت عمرؓ سے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقُبُوْرٍ بِالْمَدِیْنَۃِ فَاَقْبَلَ عَلَیْہِمْ بِوَجْہِہٖ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَہْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ (ترمذی)

شرم آتی تھی ✤

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کی چند قبروں کے پاس سے گزرے، اور ان کی طرف منہ کرکے فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یعنی اے اہل قبور تم پر سلام ہو، خدا ہمیں اور تمہیں دونوں کو بخشے، تم ہمارے پیشرو ہو، اور ہم تمہارے پیچھے پہنچنے والے ہیں ✤

قبروں کی زیارت کرنا مستحب، کیونکہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا، کہ میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا، مگر اب تمہیں اجازت دیتا ہوں، علاوہ ازیں قبروں کی زیارت سے اگر انسان خیال کرے تو بہت بڑی عبرت حاصل ہو سکتی ہے اور اپنی موت کو یاد کرنے کی تو اس سے بہتر کوئی صورت نہیں اور موت کا یاد کرنا بھی عبادت ہے، چنانچہ اَکْثِرُوْا ذِکْرَ ہَاذِمِ اللَّذَّاتِ صریح حدیث موجود ہے ✤

بہتر یہ ہے کہ ہفتہ میں کم از کم ایک مرتبہ زیارت قبور کے لئے جائے، اور مناسب یہ ہے، کہ وہ دن جمعہ کا ہو، علامہ شامی ردالمختار میں لکھتے ہیں، کہ جمعہ کے دن اور ایک دن اس سے پہلے اور ایک دن اس کے بعد اگر کوئی شخص قبر کی زیارت کرے تو میت کو اس کا علم ہوتا ہے ✤

قبر کی زیارت کے لئے سفر کرنا بھی جائز ہے، کیونکہ اولیاء اللہ کی قبور سے مختلف اقسام کے فیوض جاری ہیں، اس لئے ان کی قبروں کی زیارت کے لئے سفر کرنا بے سود نہ ہوگا۔ اور یہ امر سلف سے منقول ہے، امام شافعیؒ سے منقول ہے، کہ امام کاظمؒ کی قبر مبارک اجابت دعا کے لئے تریاق مجرب ہے ✤

زیارت قبر کے وقت کھڑے رہنا اور کھڑے کھڑے کچھ پڑھ کر اس کا ثواب میت کو پہنچانا اور اس کے لئے اور اپنے لئے دعا کرنا مستحب ہے، زیارت قبور کا محض اس

خیال سے ترک کر دینا زیبا نہیں کہ وہاں لوگ بدعت وشرک کی باتیں مثل طوافِ قبور اور سجدہ قبور وغیرہ کرتے ہیں، یا نامحرم عورتیں وہاں جمع ہوتی ہیں۔ بلکہ ایسی حالت میں چاہیئے کہ لوگوں کو ایسی حالت سے روکے اور زیارت قبور سے نہ روکے۔

عورتوں کے لئے بھی زیارت قبور جائز ہے۔ بشرطیکہ جوان نہ ہوں، اور نہ رنج وغم تازہ کرنے کے لئے زیارت نہ کریں۔ بلکہ عبرت اور برکت حاصل کرنے کی غرض سے چنانچہ حضرت عائشہؓ کی منقولہ بالا حدیث اس کا بیّن ثبوت ہے۔

اجراءِ وصیّت یعنی وصیّت کا نافذ کرنا

كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ
الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ
لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوفِ ج
حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ۝ فَمَنْ بَدَّلَهُ
بَعْدَ مَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى
الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهُ إِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ط
فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا أَوْ
إِثْمًا فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ
إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

(البقرہ ع ۲۲ ، پارہ ۲)

تم پر فرض کیا جاتا ہے، کہ جب کسی کو موت نزدیک معلوم ہونے لگے، بشرطیکہ کچھ مال بھی ترکہ میں چھوڑا ہو، تو والدین اور اقارب کے لئے معقول طور پر کچھ وصیت کر جائے، متقی لوگوں کے واسطے یہ بات ضروری ہے۔ پھر جو شخص سُن لینے کے بعد اس کو تبدیل کر دے گا تو اس کا گناہ انہی لوگوں کو ہوگا، جو اس کو تبدیل کریں گے، اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا اور سُننے والا ہے۔ ہاں جس شخص کو وصیّت کرنے والے کی جانب سے کسی بے اعتدالی یا کسی جرم کے ارتکاب کی تحقیق ہوئی ہو اور یہ شخص ان میں مصالحت ادا کرا دے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور رحم

کرنے والا ہے ؛

شروع اسلام میں جب تک میراث کے حصّے شرع سے مقرر نہ ہوئے تھے، یہ حکم تھا۔ کہ ترکہ کے ایک ثلث تک مردہ اپنے والدین اور دوسرے رشتہ داروں کو جتنا جتنا مناسب سمجھے دینا بتلا جاوے۔ اتنا تو ان لوگوں کا حق تھا۔ باقی جو کچھ رہتا، وہ سب اولاد کا حق ہوتا تھا۔ لیکن آیت میراث سے یہ حکم ساقط ہوگیا ہے۔ یعنی کسی وارث شرعی کے لئے وصیّت مالیہ باطل ہے۔ لیکن جو شرعی وارث نہ ہوں، اُن کے لئے وصیت جائز ہے۔ بشرطیکہ ثلث مال سے زائد نہ ہو۔ البتہ اگر وارث راضی ہوں۔ تو ثلث مال سے زائد وصیّت کرنا بھی جائز ہے۔ اور جو کچھ مردہ وصیّت کر جائے، اس پر عمل کرنا بھی واجب اور ضروری ہے۔ بشرطیکہ وہ وصیت خلاف شرع شریف نہ ہو۔ اگر کسی کام کے لئے وصیّت کی ہو تو اولیا وصیت کو اسے مطابق شریعت تبدیل کرنا بحکم منقولہ بالا آیت شریف درست ہے ؛

عِدّت بیوہ

وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ج فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ فِیْمَا فَعَلْنَ فِیْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝

(البقرہ ع۔ ۳۰۔ پارہ ۲)

اور تم میں سے جو لوگ مرجائیں اور بیبیاں چھوڑ دیں۔ تو اُن کو چاہیئے کہ چار مہینے دس دن تک اپنے آپ کو روک رکھیں، پھر جب اپنی عدت کی مدت پوری کرلیں، تو جائز طور پر جو کچھ وہ اپنے حق میں کریں، اس کا تم پر کچھ الزام نہیں اور تم لوگ جو کچھ بھی کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی پوری خبر ہے ؛

عَنْ اُمِّ عَطِیَّةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُحِدُّ امْرَاَةٌ عَلٰی مَیِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ

حضرت اُمّ عطیّہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی عورت تین دن سے زیادہ کسی میّت

إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ وَلَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَمَسُّ طِيبًا إِلَّا إِذَا طَهُرَتْ نُبْذَةً مِنْ قُسْطٍ أَوْ مِنْ أَظْفَارٍ۔

(بخاری مسلم)

پر سوگ نہ کرے البتہ خاوند کے مرجانے پر چار مہینے دس دن تک اسے سوگ کرنا چاہیئے اس عرصہ میں رنگین کپڑا نہ پہنے۔ ہاں اگر ایسا کپڑا ہو۔ کہ بُنے جانے سے پہلے اس کا تانا بانا رنگین ہے۔ تو اس کے پہننے کا مضائقہ نہیں اور نہ سرمہ لگائے اور نہ خوشبو کو چھوئے مگر حیض سے پاک ہو۔ تو تھوڑا سا قسط یا اظفار استعمال میں لانا درست ہے ؛

عَنْ مِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةَ نُفِسَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ فَجَاءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَتْهُ أَنْ تَنْكِحَ فَأَذِنَ لَهَا فَنَكَحَتْ۔

(بخاری)

مسور بن مخرمہؓ سے روایت ہے کہ سُبیعہ اسلمیہ اپنے خاوند کے انتقال کے چند ہی راتوں بعد بچہ جنیں تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اور نکاح ثانی کی اجازت مانگی تو آپ نے اجازت دے دی اور انہوں نے نکاح کر لیا ؛

جس عورت کا خاوند مرجائے۔ اس کی عدت چار مہینے دس دن بیان کی گئی ہے اور اس سے مراد وہ عورت ہے۔ جو حاملہ نہ ہو۔ جو حاملہ ہوگی۔ اس کی عدت وضع حمل ہے یعنی جب تک بچہ پیدا نہ ہوئے وہ نکاح ثانی نہیں کر سکتی ؛

میّت کو بھلائی سے یاد کرنا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْكُرُوا مَحَاسِنَ مَوْتَاكُمْ وَكُفُّوا عَنْ

ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مُردوں کی خوبیاں بیان کرو۔ اور ان کی بُرائیوں سے زبان

مَسَاوِیْهِمْ (ابوداؤد)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَالِكٌ بِسُوْءٍ فَقَالَ لَا تَذْكُرُوْا هَلْكَاكُمْ اِلَّا بِخَيْرٍ (نسائی)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ فَاِنَّهُمْ قَدْ اَفْضَوْا اِلٰى مَا قَدَّمُوْا (نسائی)

بند رکھو۔

اُم المومنین حضرت عائشہؓ کہتی ہیں، کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک مرنے والا برائی کے ساتھ یاد کیا گیا۔ فرمایا، لوگو! اپنے مردوں کو بھلائی سے یاد کیا کرو۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ مردوں کو برا نہ کہو، کیونکہ جو عمل انہوں نے آگے بھیجے تھے۔ وہ اُس کی جزا سزا کو پہنچ گئے۔

اخلاق و آداب

فضائل قوت غضبیہ

شجاعت (بہادری)

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝

(بقرہ ع ۲۴ پارہ ۲)

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ

اے مسلمانو! جو لوگ تم سے لڑیں تم بھی اللہ کے راستے میں اُن سے جنگ کرو، لیکن زیادتی نہ کرنا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

اے مسلمانو! تم ہمت نہ ہارو اور نہ آزردہ خاطر ہو، تم ہی غالب رہو گے اگر تم پورے مومن رہے۔ اگر تم کو شکست

الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ
نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ
وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ وَلِيُمَحِّصَ
اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

(آل عمران ع ۱۴ پارہ ۴)

وَلَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ
اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ
كَمَا تَاْلَمُوْنَ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ
مَا لَا يَرْجُوْنَ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا

(النساء ع ۱۵ - پارہ ۵)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ
النَّاسِ وَاَجْوَدَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسِ
وَلَقَدْ فَزِعَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ ذَاتَ
لَيْلَةٍ فَانْطَلَقَ النَّاسُ قِبَلَ الصَّوْتِ
فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَدْ سَبَقَ النَّاسَ اِلَى الصَّوْتِ
وَهُوَ يَقُوْلُ لَمْ تُرَاعُوْا لَمْ تُرَاعُوْا
وَهُوَ عَلٰى فَرَسٍ لِاَبِيْ طَلْحَةَ عُرْيٍ

کا زخم پہنچ جائے۔ تو اس قوم کو بھی ایسا ہی زخم پہنچ چکا ہے۔ اور ان ایام کو ہم لوگوں میں ادلتے بدلتے رہتے ہیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو جان لے اور تم میں سے بعض کو شہید بنائے۔ اور اللہ تعالیٰ ظالموں سے محبت نہیں رکھتا۔ نیز خدا یہ چاہتا ہے کہ مومنوں کو میل کچیل سے صاف کر دے اور کافروں کو مٹا دے ؛

اے مسلمانو! دشمنوں کا پیچھا کرنے میں ہمت نہ ہارو۔ اگر جنگ میں تم کو تکلیف پہنچتی ہے۔ تو تمہاری طرح ان کو بھی تکلیف پہنچتی ہے اور تم خدا سے وہ امید رکھتے ہو جو وہ نہیں رکھتے۔ اور اللہ تعالےٰ خوب جاننے والا اور حکمت والا ہے ؛

حضرت انس رضی سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ خوبصورت تھے اور سب سے بڑھ کر سخی اور سب سے بڑھ کر شجاع اور دلیر تھے۔ ایک رات کا ذکر ہے کہ مدینہ کے باشندے گھبرا گئے (یعنی ایسا معلوم ہوا کہ کوئی دشمن چڑھ آیا ہے۔ پس کچھ لوگ اس آواز کی طرف دوڑے تو راستے میں انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم

مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ وَفِي عُنُقِهِ سَيْفٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْتُهُ بَحْرًا۔

(بخاری مسلم)

واپس آتے ہوئے ملے، آپ اس آواز کی طرف تنہا تشریف لے گئے تھے۔ اور آپ فرماتے تھے۔ گھبراؤ مت، ڈرو مت اور آپ ابوطلحہؓ کے برہنہ پشت گھوڑے پر سوار تھے۔ اور آپ کی گردن میں تلوار لٹکی ہوئی تھی اور آپ فرما رہے تھے کہ میں نے اس گھوڑے کو (تیز رفتاری میں) دریا پایا ہے۔

عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كُنَّا وَاللّٰهِ إِذَا احْمَرَّ الْبَأْسُ نَتَّقِي بِهِ وَإِنَّ الشُّجَاعَ مِنَّا لَلَّذِي يُحَاذِي بِهِ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(بخاری۔ مسلم)

حضرت براءؓ کہتے ہیں۔ کہ جب لڑائی نہایت خونریز اور سخت ہوتی، تو ہم آنحضرت صلعم کی پناہ ڈھونڈا کرتے تھے، اور ہم میں سے بڑا دلیر وہ شخص ہوتا تھا۔ جو آنحضرت صلعم کے پہلو میں کھڑا ہوتا تھا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْخَنْدَقِ وَوَضَعَ السِّلَاحَ وَاغْتَسَلَ أَتَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ قَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ وَاللّٰهِ مَا وَضَعْنَاهُ اخْرُجْ إِلَيْهِمْ قَالَ فَإِلَى أَيْنَ قَالَ هٰهُنَا وَأَشَارَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ۔

(بخاری مسلم)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جنگ خندق سے واپس آئے اور ہتھیار اتارے اور غسل کیا تو جبریل علیہ السلام آکر کہنے لگے۔ کہ آپ نے تو ہتھیار اتار دیئے۔ اور بخدا ہم نے ابھی تک ہتھیار نہیں اتارے آپ ان پر جلد چڑھائی کیجئے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کس طرف جبریلؑ نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا

کہ ادھر تشریف لیجایئے۔ چنانچہ آپ نے بنی قریظہ پر چڑھائی کی ؛

شجاعت کے لغوی معنے ہیں۔ بہادری اور علم اخلاق کی اصطلاح میں قوت غضبی کو اعتدال کے ساتھ استعمال کرنے کا نام ہے۔ علامہ جلال الدین دوانی "اخلاق جلالی" میں لکھتے ہیں کہ شجاعت اس ملکہ کا نام ہے۔ جس کے باعث قوت غضبی نفس ناطقہ کے مطیع ہو کر خوف و ہلاکت کی جگہوں میں ثابت قدم رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تحفظ کا جو بڑا زبردست حربہ عطا کیا ہے۔ وہ غصہ ہے اور یہ صرف انسان میں ہی نہیں۔ بلکہ تمام حیوانات میں موجود ہے۔ مگر انسان کو اللہ تعالیٰ نے عقل بھی عطا کی ہے۔ جس کی رُو سے قوت غضبیہ کو اعتدال کے ساتھ استعمال کر کے فضیلتِ شجاعت کے ساتھ آراستہ ہو سکتا ہے۔ لیکن دوسرے حیوانات میں یہ مادہ موجود نہیں اس لئے اپنی حفاظت کے لئے جو افعال اُن سے صادر ہوتے ہیں۔ وہ شجاعت میں داخل نہیں۔ عوام الناس شجاعت کے معنے سمجھنے میں غلطی کرتے ہیں۔ اُن کے نزدیک شجاعت قوت غضبیہ کو افراط کے ساتھ استعمال کرنے کا نام ہے۔ حالانکہ علم اخلاق میں یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے۔ کہ کوئی سی بھی فضیلت ہو۔ ذرا سا بھی افراط یا تفریط کی طرف جھکنے سے رذیلت ہو جاتی ہے ؛

علمِ اخلاق کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اخلاقِ فاضلہ دراصل چار ہیں۔ حکمت[۱]۔ شجاعت[۲] عفت[۳] اور عدالت[۴] اور پھر ان میں سے ہر ایک کی بہت سی قسمیں ہیں۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ شجاعت ایک نہایت ہی شریف ملکہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفتِ شجاعت سے علیٰ وجہ الکمال متصف تھے ؛

ثبات اور استقلال و استقامت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (انفال ع ۶۔ پارہ ۱۰)

اے مسلمانو! جب تم کافروں کے کسی گروہ سے مقابلہ کرو۔ تو ثابت قدم رہا کرو اور اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو۔

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ه

(محمد ع ۱ پارہ ۲۶)

تاکہ تم فلاح پاؤ ؛

اے مسلمانو! اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے۔ تو اللہ بھی تمہاری مدد کرے گا، اور تمہارے قدموں کو ثابت رکھے گا ؛

وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ ه

(بقر ع ۳۳ پارہ ۲)

جب طالوت کے متبعین جالوت اور اس کی فوجوں کے مقابل ہوئے تو کہنے لگے کہ اے ہمارے پروردگار ہم پر استقلال نازل فرما، اور ہمارے قدم جمائے رکھ اور ہمیں ان کافروں کی قوم پر غالب کر ؛

جن لوگوں نے علم اخلاق پر مستقل کتابیں لکھی ہیں، ان کے نزدیک ثبات اور استقلال و استقامت شجاعت کی قسم ہے۔ یا یوں سمجھئے کہ شجاعت کے لوازمات سے ہے۔ ثبات و استقلال کا نہ ہونا ضعفِ ہمت اور بزدلی کی دلیل ہے۔ ثبات و استقلال تمام دینی اور دنیوی امور کی کامیابی کا اصلِ اصول ہے۔ نامستقل مزاج کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا ؛

حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو وہ اعمال زیادہ محبوب ہوتے ہیں، جن پر مداومت کی جائے۔ یعنی جن پر انسان استقلال سے قائم رہے۔ علامہ جلال الدین دوانی اخلاق جلالی میں لکھتے ہیں کہ ثبات کے معنی یہ ہیں، کہ انسان کو آلام و شدائد سے مقابلہ کرنے کی قوت حاصل ہو جائے تاکہ رنج و غم بدن یا نفس ہیں اپنی مقدار سے زیادہ اثر نہ کریں، مسلمانوں میں اس خصلت کے پیدا کرنے کی بڑی ضرورت ہے۔ کیونکہ اُن کے تمام دینی و دنیوی کام اس خصلت کے نہ ہونے سے اُدھورے پڑے ہیں ؛

عُلُوِّ ہمت یعنی بلند ہمتی

يَابُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ

اے بیٹا نماز پڑھا کر اور اچھے کاموں کی نصیحت اور بُرے کاموں سے منع کیا کر اور

عَلٰی مَآ اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (لقمان ع ۲ پارہ ۲۱)

اور جو مصیبت تمہیں پہنچے اُس پر صبر کرو بیشک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں ؂

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ لَمْ يَلْبَثُوْا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ بَلٰغٌ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (احقاف ع ۴ پارہ ۲۶)

اسے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) تم اسی طرح صبر کرو. جیسا کہ اور ہمت والے پیغمبروں نے صبر کیا. اور ان کے لئے عذاب کی جلدی نہ چاہو. جس دن وہ قیامت کو دیکھ لیں گے. جس کا وعدہ ان سے کیا جاتا ہے. تو اُن کو ایسا معلوم ہوگا. کہ گویا وہ دنیا میں ایک گھڑی سے زیادہ عرصہ نہیں ٹھہرے. ان کو حکم پہنچا دیا گیا. اب اس کے بعد جو لوگ نافرمان ہوں گے وہی ہلاک ہوں گے ؂

علوِ ہمت کا مطلب یہ ہے. کہ نفس میں اس بات کا ملکہ پیدا ہو جائے کہ وہ کمالات و فضائل طلب کرنے میں دنیوی منافع اور مکروہات کو مدنظر رکھے. کسی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

ہمت بلند دار کہ نزدِ خدا و خلق
باشد بقدرِ ہمت تو اعتبار تو!

علوِ ہمت بھی شجاعت کی ایک قسم ہے. یا یوں سمجھئے کہ اس کے لوازم میں سے ہے حصولِ مدعا میں جو مشکلیں پیش آتی ہیں. اُن پر صبر کرنا اعلیٰ درجہ کی بہادری ہے. دُنیا عالم اسباب ہے. اور حصولِ مدعا کا پہلا اور قوی سبب عزمِ مصمّم ہے. جسے ہم نے علوِ ہمت سے تعبیر کیا ہے. جس شخص میں اس کا ملکۂ راسخہ موجود ہوگا. وہی دینی اور دنیوی امور میں فائز المرام ہوگا ؂

آہستگی

وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ

اور انسان جس طرح بہتری کی دُعا

بِالْخَيْرِ، وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ۞

(بنی اسرائیل ع ۲ پارہ ۱۵)

عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدِ نِ السَّاعِدِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْاَنَاةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْعُجْلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ (ترمذی)

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ الْاَعْمَشُ لَا اَعْلَمُهٗ اِلَّا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ التُّؤَدَةُ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ خَيْرٌ اِلَّا فِيْ عَمَلِ الْاٰخِرَةِ۔ (ترمذی)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ رضہ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلسَّمْتُ الْحَسَنُ وَالتُّؤَدَةُ وَالْاِقْتِصَادُ جُزْءٌ مِّنْ اَرْبَعٍ وَّعِشْرِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ۔ (ترمذی)

مانگتا ہے، اسی طرح کبھی برائی کی دعا بھی مانگنے لگتا ہے، اور انسان بڑا جلد باز ہے۔

سہل بن سعد ساعدی رضہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کاموں میں آہستگی اختیار کرنا خدا کی طرف سے ہے اور جلدی شیطان کی طرف سے ہے۔

مصعب بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، اعمش کہتے ہیں، کہ میں اس حدیث کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ہی مروی جانتا ہوں۔ مصعب کے باپ نے کہا آہستگی ہر چیز میں بہتر ہے، مگر عمل آخرت میں بہتر نہیں۔ یعنی امور متعلقہ آخرت کے اختیار کرنے میں جلدی بہتر ہے۔

حضرت عبداللہ بن سرجس رضہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک چلنی اور آہستگی اور میانہ روی نبوت کے چوبیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ (مطلب یہ ہے کہ یہ خصلتیں پیغمبروں کی ہیں)

آہستگی جلدی کی ضد ہے، جلدی ہر کام میں بری ہے، خواہ دنیوی کام ہو، یا اخروی اور یہ جو حدیث میں آیا ہے، کہ عمل آخرت میں جلدی کرنی چاہیئے، اس کا مطلب یہ ہے کہ عمل میں نہیں بلکہ عمل کے اختیار کرنے میں جلدی کرو۔ کیونکہ زندگی کا بھروسہ نہیں، آہستگی ایک نہایت ہی عمدہ صفت ہے، اور ہر ایک کام خیر و خوبی کے ساتھ انجام پانا اسی پر موقوف

ہے، قرآن مجید میں مذکور ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے اس کارخانۂ عالم کو چھ دن میں پیدا کیا۔ حالانکہ خدا اس کو ایک لحظہ میں بھی پیدا کر سکتا تھا۔ چھ دن میں پیدا کرنا محض آہستگی کی تعلیم کے لئے تھا ؛

غصّے کو پی جانا

وَسَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

(آل عمران ع ۱۴ پارہ ۴)

اے مسلمانو! اپنے پروردگار کی مغفرت اور جنت کی طرف جلدی کرو، جس کی وسعت ایسی ہے، جیسے سب آسمان اور زمین اور وہ خدا سے ڈرنے والوں کے لئے تیار کی گئی ہے، وہ ایسے لوگ ہیں جو فراغت اور تنگی میں خرچ کرتے ہیں اور غصّے کو ضبط کرنے والے ہیں، اور اللہ تعالےٰ ایسے نیکو کاروں کو محبوب رکھتا ہے ؛

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَجَرَّعَ عَبْدٌ اَفْضَلَ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ جُرْعَةِ غَيْظٍ يَكْظِمُهَا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ۔

(مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں۔ کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کسی کے غصّے کے گھونٹ سے جسے وہ صرف خدا کی خوشنودی اور رضامندی کے لئے پیتا ہے، کوئی چیز بہتر اور افضل نہیں پی ؛

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ اِنَّمَا الشَّدِيْدُ مَنْ يَّمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہادر وہ نہیں ہے، جو لوگوں کو پچھاڑے بلکہ بہادر، وہ ہے جو غصّے کے وقت اپنے

نفس کا مالک ہو۔

(صحیحین)

عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْغَضَبَ لَيُفْسِدُ الْإِيمَانَ كَمَا يُفْسِدُ الصَّبِرُ الْعَسَلَ

(مشکوٰۃ)

بہز بن حکیم اپنے باپ سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غصہ ایمان کو اس طرح خراب کر دیتا ہے۔ جس طرح ایلوا شہد کو خراب کر دیتا ہے۔

عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ عُرْوَةَ السَّعْدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْغَضَبَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَإِنَّ الشَّيْطَانَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ وَإِنَّمَا تُطْفَأُ النَّارُ بِالْمَاءِ فَإِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ (ابو داؤد)

عطیہ بن عروۃ السعدی سے روایت ہے۔ کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ غصہ شیطان سے پیدا ہوتا ہے۔ اور شیطان آگ سے پیدا ہوا ہے اور آگ پانی سے بجھائی جاتی ہے۔ تو جب تم میں سے کسی کو غصہ آجائے تو اُسے وضو کر لینا چاہیئے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصِنِي قَالَ لَا تَغْضَبْ فَرَدَّدَ ذَالِكَ مِرَارًا قَالَ لَا تَغْضَبْ۔

(بخاری)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ مجھے کچھ نصیحت کیجیے۔ فرمایا۔ کبھی غصہ کے پاس نہ جانا۔ اس نے کئی مرتبہ یہ لفظ دوہرایا۔ اور آپ نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا۔ کہ غصے کے پاس نہ جانا۔

غصہ بہت بُری بَلا ہے۔ اور اس پر قابو پانا ٹیڑھا ہے۔ بہادر شخص کا کام ہے۔ دُنیا میں ایسے لوگ بہت کم ہیں۔ جن کو غصہ کے وقت اپنے آپ پر قابو ہو۔ شیخ سعدی

علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ ؎

نہ مرد است آں بنزدیک خردمند | کہ با پیل دماں پیکار جوید
بلے مرد آنکس است از روئے تحقیق | کہ چوں خشم آیدش باطل نگوید

قرآن مجید میں متقی لوگوں کی یہ ایک صفت بھی مذکور ہے، کہ وہ غصے کو پی جاتے ہیں مگر ان باتوں سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیئے، کہ غصہ درحقیقت بُری چیز ہے کیونکہ غصہ ہی ایک ایسی چیز ہے، جس کے باعث انسان دفع مضرت پر قادر ہوتا ہے، غصہ نہ ہو تو دنیا کا امن مفقود ہو جائے۔ یہی ایک چیز ہے، جس کے ڈر سے لوگ ایک دوسرے پر زیادتی نہیں کرتے البتہ افراطِ غضب اور بے محل خفا ہونا ایک مذموم فعل ہے، جس سے اجتناب کرنا ہر شخص کے لئے ضروری ہے، کیونکہ دنیا میں جس قدر دنگے فساد اور لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں، سب کی اصل افراطِ غضب یا بلاوجہ غصہ ہوتا ہے۔

مصنف اخلاق جلالی لکھتے ہیں، کہ غضب اُس کیفیت نفسانی کا نام ہے، جو روح اور عقل کو جوش میں لاکر اس کا اثر خارج میں ظاہر کرتی ہے۔ اس کا مبدا خواہشِ انتقام ہوتا ہے، یہ خواہش جس قدر زیادہ ہوگی اسی قدر غضب میں ترقی ہوگی۔ اور اس کی ترقی سے نورِ عقل مستور ہو جائے گا، حکماء نے ترقیِ غضب کی حالت میں انسان کو ایسے غار سے تشبیہہ دی ہے جو آگ اور دھوئیں سے بھرا ہوا ہو۔ اور ان کے سوا وہاں اور کوئی چیز دکھائی نہ دے۔ حالتِ غضب میں وضع کی تبدیلی مفید ہوا کرتی ہے۔ مثلاً اگر انسان بیٹھا ہو تو کھڑا ہو جائے اور کھڑا ہو تو بیٹھ جائے، سرد پانی پینا بھی مفید ہوتا ہے، بشرطیکہ نقصان نہ دے۔ اور حدیث سے ثابت ہے۔ کہ وضو کرنے اور سونے سے بھی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ اس سے جوش حرارتِ غضب سرد پڑ جاتا ہے۔

صبر

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ | اگر تم سختی کرو تو ویسی ہی سختی کرو جیسی تمہارے ساتھ کی گئی ہو۔ اور اگر

خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ۝ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۝

(النحل ع ۱۶ پارہ ۱۴)

تم صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے حق میں بہت ہی بہتر ہے۔ اور اے پیغمبر صلعم مخالفوں کی ایذاؤں پر صبر کرو۔ اور تم خدا کی توفیق کے بغیر صبر نہیں کر سکتے اور ان لوگوں پر افسوس نہ کرو۔ اور یہ لوگ جو خفیہ تدبیریں کرتے ہیں۔ اُن سے تنگدل نہ ہو۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے۔ جو پرہیز گاری کرتے ہیں۔ اور حُسنِ سلوک سے پیش آتے ہیں ✦

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝ وَمَا يُلَقّٰهَا اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَمَا يُلَقّٰهَا اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝

(حٰمٓ السجدہ ع ۵ پارہ ۲۴)

نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی۔ تو آپ نیک برتاؤ سے بدی کو ٹال دیا کریں۔ پھر یکایک دیکھ لینا کہ آپ میں اور جس شخص میں عداوت تھی۔ وہ ایسا ہو جائے گا۔ جیسا کوئی دلی دوست ہوتا ہے۔ یہ بات اُن لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے مستقل مزاج ہیں اور اُسی کو نصیب ہوتی ہے۔ جو بڑا صاحب نصیب ہے ✦

صبر کے لغوی معنے ہیں روکنا۔ جب کسی کو باندھ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے تو عرب کہتے ہیں قُتِلَ صَبْرًا استعمال میں صبر کے معنے برداشت کے لئے جاتے ہیں۔ یعنی کسی طرح کی تکلیف برداشت کرنا۔ محقق دوانی لکھتے ہیں۔ کہ صبر کے معنے ہیں خواہشات سے مقابلہ کرنا۔ تاکہ ان کو دفع کر کے لذاتِ قبیحہ کے استعمال سے باز رہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى یعنی جو اپنے پروردگار کے حضور میں کھڑا ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہشات

سے رو کتا رہا۔ تو اس کا ٹھکانا بس بہشت ہے ؛

بعض نے صبر کی دو قسمیں قرار دی ہیں۔ ایک تو مطلب کے نہ ملنے پر صبر کرنا اور دوسرے کسی تکلیف کے پہنچنے پر صبر کرنا۔ یہ دوسری قسم قوت غضبیہ سے تعلق رکھتی ہے۔ اور انبیاءؑ اور اہل فتوت کی صفات سے ہے۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد ہوتا ہے۔ فاصبر کما صبر اولوالعزم من الرسل یعنی اولوالعزم پیغمبروں کی طرح صبر کرو۔ ایک حدیث میں آیا ہے۔ اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرَجِ یعنی صبر کشائش کی چابی ہے ایک دوسری حدیث میں مذکور ہے۔ اَلنَّصْرُ مَعَ الصَّبْرِ فتح صبر کے ساتھ ہے۔ حکمائے فارس کے صحیفہ صغریٰ میں مذکور تھا۔ کہ جیسے لوہا طبعاً مقناطیس کا عاشق ہے۔ اسی طرح فتح و ظفر طالبِ صبر ہے ؛

حلم و تحمل یعنی بُردباری

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَشَجِّ عَبْدِ الْقَیْسِ اِنَّ فِیْکَ لَخَصْلَتَیْنِ یُحِبُّھُمَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَلْحِلْمُ وَالْاَنَاۃُ (مسلم)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ عبدالقیس کے سردار اشج سے فرمایا۔ کہ تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں۔ جنہیں خدا اور رسول دوست رکھتے ہیں۔ ایک بُردباری اور دوسری آہستگی ؛

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاحَلِیْمَ اِلَّا ذُوْعَثْرَۃٍ وَلَاحَکِیْمَ اِلَّا ذُوْ تَجْرِبَۃٍ۔ (ترمذی)

حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بُردبار وہ شخص ہوتا ہے۔ جس نے اپنے کاموں میں خود لغزشیں کھائی ہوں۔ اور دانا وہ شخص ہوتا ہے۔ جو صاحب تجربہ ہو ؛

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ خَدَمْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِیْنَ

حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال

فَمَا قَالَ لِي أُفٍّ وَلَا لِمَ صَنَعْتَ وَلَا أَلَا صَنَعْتَ۔

تک خدمت کی مگر اس عرصہ میں آپ نے مجھے اُف تک نہیں کہا، اور نہ یہ فرمایا، کہ تو نے کیوں کیا، اور نہ یہ فرمایا، کہ کیوں نہیں کیا؟

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيظُ الْحَاشِيَةِ فَأَدْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَبَذَهُ بِرِدَائِهِ جَبْذَةً شَدِيدَةً وَرَجَعَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَحْرِ الْأَعْرَابِيِّ حَتّٰى نَظَرْتُ إِلَى صَفْحَةِ عَاتِقِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهِ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ مُرْ لِي مِنْ مَالِ اللّٰهِ الَّذِي عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ (صحیحین)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا، اور آپ موٹے کنارے کی نجرانی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ پس ایک اعرابی آپ سے ملا، اور آپ کی چادر پکڑ کر آپ کو نہایت سختی سے کھینچا، حتیٰ کہ آنحضرت صلعم اعرابی کے سینہ تک کھچ آئے، اور میں نے جو آنحضرت صلعم کی گردن مبارک کو دیکھا، تو اس میں بدوی کے زور سے کھینچنے کے باعث چادر کے کناروں کے نشان پڑ گئے تھے، پھر اس بدوی نے کہا اے محمد خدا کا جو مال تمہارے پاس ہے، اس میں سے مجھے بھی دینے کا حکم کرو، تو آنحضرت صلعم نے اس کی طرف دیکھا اور ہنس دیئے اور اسے کچھ دینے کا حکم فرمایا ؎

حلم سے مراد وہ اطمینان قلبی ہے، جس سے انسان جلدی بلکہ کبھی بھی مغلوب الغضب نہیں ہوتا، اور تحمل اس ملکہ کا نام ہے، جس سے آلات بدنی اور قوائے جسمانی کو اکتساب فضائل میں استعمال کرنے کے مشاق بنایا جاتا ہے، اور یہ دونوں اقسام شجاعت میں داخل ہیں بلکہ شجاعت کا جزو اعظم ہیں، شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

نہ مرد است آں بنزدیک خردمند — کہ با پیل دماں پیکار جوید

ولے مرد آں کس است از روئے تحقیق — کہ چوں خشم آیدش باطل نگوید

صدق و راستی

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ۔

(توبہ - ع ۱۵ پارہ ۱۱)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو غضب الٰہی سے ڈرو۔ اور سچ بولنے والوں کے ساتھ رہو ۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَاِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ اِلَى الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ اِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيْقًا وَاِيَّاكُمْ وَالْكِذْبَ فَاِنَّ الْكِذْبَ يَهْدِيْ اِلَى الْفُجُوْرِ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ اِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكِذْبَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا ۔ (صحیحین)

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سچائی کو اپنے اوپر لازم کر لو۔ کیونکہ سچائی نیکی کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کا رستہ دکھاتی ہے ۔ اور آدمی ہمیشہ سچ بولتا اور سچ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے ۔ حتی کہ خدا کے نزدیک صدیق یعنی بڑا سچا لکھا جاتا ہے ۔ اور جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ فسق و فجور کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور فسق و فجور دوزخ کی طرف لے جاتا ہے ۔ اور انسان ہمیشہ جھوٹ بولتا اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے حتی کہ خدا کے نزدیک کذاب بڑا جھوٹا لکھا جاتا ہے ۔

سچائی کی نسبت کچھ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ دنیا کے تمام مذاہب اس کی خوبی کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور جھوٹ کی برائی پر سب کے سب اتفاق رکھتے ہیں۔ مگر افسوس ہم لوگوں نے جھوٹ کو ایک نہایت ہی آسان بات سمجھ رکھا ہے ۔ بلا ضرورت

بھی جھوٹ بولتے چلے جاتے ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎[1]

عَلَیْکَ بِالصِّدْقِ وَلَوْ اَنَّہٗ — اَحْرَقَ الصِّدْقُ بِنَارِ الْوَعِیْدِ
فَابْغِ رِضَا الْمَوْلٰی فَاَغْبَی الْوَرٰی — مَنْ اَسْخَطَ الْمَوْلٰی وَاَرْضَی الْعَبِیْدِ

عفو و درگزر

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِیْنَ۔ (اعراف ع ۲۴۔ پارہ ۹)

اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم معاف کرنے کا شیوہ اختیار کرو۔ اور لوگوں کو نیک کام کرنے کو کہو۔ اور جاہلوں سے کنارہ کش رہو۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ وَاَوْلَادِکُمْ عَدُوًّا لَّکُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ (تغابن ع ۲۔ پارہ ۲۸)

اے مسلمانو! تمہاری بیبیوں اور تمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں، ان سے ڈرتے رہو۔ اور اگر تم ان کو معاف کر دو اور درگذر کرو۔ اور بخش دو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ لَمْ یَکُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا وَّلَا سَخَّابًا فِی الْاَسْوَاقِ وَلَا یَجْزِیْ بِالسَّیِّئَۃِ السَّیِّئَۃَ وَلٰکِنْ یَّعْفُوْ وَیَصْفَحُ (ترمذی)

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نہ بالطبع فحش گو تھے۔ اور نہ تکلف سے فحش کہنے والے تھے اور نہ بازاروں میں چیختے چلاتے تھے اور نہ برائی کا بدلہ برائی کے ساتھ کرتے تھے بلکہ معاف کرتے اور درگذر فرماتے تھے۔

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

حضرت انسؓ سے روایت ہے، کہ

---

[1] سچائی کو اپنے اوپر لازم کر لو، خواہ وہ تمہیں دھمکی کی آگ سے جلا دے اور خدا کی رضامندی کو چاہو۔ کیونکہ سب سے غبی وہ شخص ہے جو خدا کو ناراض کرے اور لوگوں کو راضی کرے۔

صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُسِرَتْ رُبَاعِیَتُہٗ یَوْمَ اُحُدٍ وَ شُجَّ رَأْسُہٗ فَجَعَلَ یَسْلُتُ الدَّمَ عَنْہُ وَیَقُوْلُ کَیْفَ یُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوْا رَأْسَ نَبِیِّہِمْ وَکَسَرُوْا رُبَاعِیَتَہٗ

(ترمذی)

جنگ اُحد میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کے دانتوں میں سے ایک دانت توڑ دیا گیا، اور آپؐ کا سر زخمی ہو ہو گیا، تو آپ چہرہ مبارک سے خون پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے۔ کہ وہ قوم کیونکر فلاح پا سکتی ہے، جنہوں نے اپنے نبی کا سر پھوڑا اور دانت توڑے ؎

رفق و نرمی

عَنْ جَرِیْرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ یُّحْرَمِ الرِّفْقَ یُحْرَمِ الْخَیْرَ (مسلم)

حضرت جریرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا جو شخص نرمی سے محروم کیا گیا۔ وہ ہر ایک نیکی سے محروم کیا گیا ؎

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعَائِشَۃَ عَلَیْکِ بِالرِّفْقِ وَ اِیَّاکِ وَالْعُنْفَ وَالْفُحْشَ اِنَّ الرِّفْقَ لَا یَکُوْنُ فِیْ شَیْءٍ اِلَّا زَانَہٗ وَلَا یُنْزَعُ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا شَانَہٗ۔ (مشکوۃ)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا، تم نرمی کو اپنے اوپر لازم کر لو اور سختی اور گالیوں سے بچو کیونکہ نرمی جس چیز میں ہوتی ہے اس کو زینت دیتی ہے۔ اور جس چیز سے نرمی کھینچ لی جاتی ہے اس کو عیب دار کر دیتی ہے ؎

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِمَنْ یَّحْرُمُ عَلَی النَّارِ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا میں تمہیں وہ شخص نہ بتاؤں جو

عَلٰی کُلِّ هَیِّنٍ لَیِّنٍ قَرِیْبٍ سَهْلٍ۔

(ترمذی)

دوزخ کی آگ پہ حرام ہے اور جس پہ دوزخ کی آگ حرام ہے۔ ہر آہستہ رو اور نرم مزاج پر (جو لطف و مہربانی سے لوگوں سے نزدیک ہوتا ہے۔ اور نرم خوئی کے ساتھ ہمنشینی کرتا ہے) آتش دوزخ حرام ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ قَالَ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَّاِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا۔ کہ آپ مشرکوں کے لئے بددعا کیجئے تو آپ نے فرمایا۔ میں اس لئے نہیں بھیجا گیا۔ کہ لوگوں پر لعنت کروں۔ بلکہ میں رحمت کا سبب بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

تواضع اور ملنساری

لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ۔

(الحجر ع ۶ پارہ ۱۴)

آپ آنکھ اٹھا کر بھی اس چیز کو نہ دیکھئے جو ہم نے مختلف قسم کے کافروں کو برتنے کے لئے دے رکھی ہے اور ان پر غم نہ کیجئے اور مسلمانوں پر شفقت رکھئے۔

وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ (شعراء ۱۱ پارہ ۱۹)

آپ اپنے نزدیک کے کنبہ کو ڈرائیے اور ان لوگوں کے ساتھ فروتنی سے پیش آئیے جو مسلمانوں میں داخل ہو کر آپ کی راہ پہ چلیں۔

عَنْ عُمَرَ قَالَ وَهُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ یَا اَیُّهَا النَّاسُ تَوَاضَعُوْا فَاِنِّیْ سَمِعْتُ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ وہ منبر پر کھڑے ہوئے کہہ رہے تھے۔ کہ اے

رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللّٰہُ فَھُوَ فِیْ نَفْسِہٖ صَغِیْرٌ وَّفِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ عَظِیْمٌ وَّمَنْ تَکَبَّرَ وَضَعَہُ اللّٰہُ فَھُوَ فِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ صَغِیْرٌ وَّفِیْ نَفْسِہٖ کَبِیْرٌ حَتّٰی لَھُوَ اَھْوَنُ عَلَیْھِمْ مِنْ کَلْبٍ اَوْخِنْزِیْرٍ۔

(مشکوۃ)

لوگو! فروتنی اختیار کرو۔ کیونکہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے۔ کہ جو شخص صرف خدا کے لئے فروتنی اختیار کرتا ہے۔ خدا اُس کو بلند کرتا ہے۔ اور وہ شخص اپنے نفس میں حقیر ہے۔ مگر لوگوں کی آنکھوں میں وقیع ہے اور جو شخص تکبر کرتا ہے۔ خدا اس کو پست کرتا ہے۔ تو وہ لوگوں کی نظروں میں حقیر اور اپنی آنکھ میں بزرگ ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ لوگوں کے نزدیک کتّے اور سُور سے بھی زیادہ ذلیل ہوتا ہے ÷

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ لَمْ یَکُنْ شَخْصٌ اَحَبَّ اِلَیْھِمْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَا کَانُوْا اِذَا رَاَوْہُ لَمْ یَقُوْمُوْا لِمَا یَعْلَمُوْنَ مِنْ کَرَاھِیَّتِہٖ لِذٰلِکَ (ترمذی)

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے۔ کہ صحابہؓ کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی شخص محبوب نہ تھا۔ لیکن جب وہ آپ کو آتا دیکھتے تو تعظیم کے لئے کھڑے نہ ہوتے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آنحضرت صلعم اس سے ناخوش ہوتے ہیں ÷

عَنْ عَائِشَۃَؓ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْصِفُ نَعْلَہٗ وَیَخِیْطُ ثَوْبَہٗ وَیَعْمَلُ فِیْ بَیْتِہٖ کَمَا یَعْمَلُ اَحَدُکُمْ فِیْ بَیْتِہٖ وَقَالَتْ کَانَ بَشَرًا مِّنَ الْبَشَرِ یَفْلِیْ ثَوْبَہٗ وَیَحْلِبُ شَاتَہٗ وَیَخْدِمُ

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جوتی کو خود پیوند لگاتے اور اپنا کپڑا خود سیتے اور اپنے گھر میں ویسا ہی کام کاج کرتے جیسا تم میں سے ہر ایک شخص اپنے گھر میں کام کاج کرتا ہے۔ پھر انہوں نے

نَفْسَهٗ (ترمذی)

یہ بھی کہا کہ آپ آدمیوں سے ایک آدمی تھے۔ کپڑوں کی جوئیں آپ چنتے اور اپنی بکری کا دودھ خود دوہتے اور اپنا کام آپ کرتے ۔

عجز و انکسار

عَنْ اَنَسٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ (مسلم)

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور کہا اے بہترین مخلوق! تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ صفت تو ابراہیم علیہ السّلام کا ہے ۔

عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُطْرُوْنِيْ كَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰى ابْنَ مَرْيَمَ فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدُهٗ فَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ (بخاری، مسلم)

حضرت عمر رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگو! میری مدح میں مبالغہ نہ کرنا جس طرح نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم علیہ السّلام کی مدح میں مبالغہ کیا۔ میں تو خدا کا ایک بندہ ہوں۔ اس لئے تم مجھے خدا کا بندہ اور اس کا رسول کہو ۔

حفظِ لسان یعنی زبان کو غیر ضروری یا از اندازِ ضرورت باتوں سے روکنا

وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ (لقمان ع ۲ پارہ ۲۱)

اور اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کر۔ اور اپنی آواز کو پست کر۔ کیونکہ آوازوں میں بری آواز گدھے کی ہے ۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمْ یَکُنْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا لَعَّانًا وَّلَا سَبَّابًا کَانَ یَقُوْلُ عِنْدَ الْمَعْتَبَۃِ مَا لَہٗ تَرِبَ جَبِیْنُہٗ (بخاری)

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو فحش گو ہی تھے۔ اور نہ لعنت کرنے والے اور نہ دشنام دینے والے غصہ کے وقت حضرت اتنا فرما دیا کرتے تھے۔ اُسے کیا ہوا۔ اس کی پیشانی خاک آلودہ ہو ۔

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ لَمْ یَکُنْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا سَخَّابًا فِی الْاَسْوَاقِ وَلَا یَجْزِیْ بِالسَّیِّئَۃِ السَّیِّئَۃَ وَلٰکِنْ یَعْفُوْ وَیَصْفَحُ (ترمذی)

حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بالطبع فحش گو تھے اور نہ تکلف سے فحش گوئی کرتے تھے نہ بازاروں میں چیختے تھے اور نہ بُرائی کی تلافی بُرائی کے ساتھ کرتے تھے بلکہ معاف کرتے اور درگزر فرماتے تھے ۔

عَنْ سَہْلِ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یَّضْمَنْ مَا بَیْنَ لَحْیَیْہِ وَمَا بَیْنَ رِجْلَیْہِ اَضْمَنْ لَہُ الْجَنَّۃَ (بخاری)

حضرت سہل رضؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس کی چیز کی حفاظت کرے گا جو اس کے دونوں جبڑوں میں ہے یعنی زبان کی اور جو اس کی دونوں ٹانگوں میں ہے یعنی شرمگاہ کی تو میں اس کے لئے جنت کا ذمہ دار ہوں ۔

کم گوئی

عَنْ اَنَسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَا اَبَا ذَرٍّ

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذر رضؓ

اَلَا اَدُلُّکَ عَلٰی خَصْلَتَیْنِ ھُمَا اَخَفُّ عَلَی الظَّھْرِ وَاَثْقَلُ فِی الْمِیْزَانِ قَالَ قُلْتُ بَلٰی قَالَ طُوْلُ الصَّمْتِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا عَمِلَ الْخَلَائِقُ بِمِثْلِھِمَا۔ (مشکوٰۃ)

سے فرمایا۔ اے ابوذر! کیا میں تجھے ان دو خصلتوں کی خبر نہ دوں۔ جن کا بوجھ پیٹھ پر بہت ہلکا اور نامۂ اعمال کے ترازو میں بہت بھاری ہے۔ ابوذرؓ نے عرض کیا۔ ہاں فرمایئے۔ آپ نے فرمایا۔ ایک خاموشی ہے اور دوسری نیک خوئی۔ مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ مخلوق نے ان دو خصلتوں سے بہتر کوئی کام نہیں کیا۔

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَقَامُ الرَّجُلِ بِالصَّمْتِ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَۃِ سِتِّیْنَ سَنَۃً۔ (مشکوٰۃ)

عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کا رتبہ خدا کے نزدیک صرف خاموشی کی وجہ سے ساٹھ برس کی عبادت سے افضل ہوتا ہے۔

علامہ دوانی رحمتہ اللہ تعالیٰ اخلاق جلالی میں لکھتے ہیں، کہ زیادہ باتیں کرنے سے محترز رہنا چاہیئے، کیونکہ یہ سُبکیٔ دماغ کی علامت ہے۔ اور اس سے عزت اور شان و شکوہ میں فرق آجاتا ہے۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ کہ آنحضرت صلعم اس اعتدال سے تکلم فرماتے۔ کہ جس قدر باتیں آپ ایک مجلس دراز میں کرتے وہ شمار کی جاسکتی تھیں۔

نصائح لقمان حکیم میں ہے ؎

بہ طبعم ہیچ مضمون بہ ز لب بستن نمی آید
خموشی معنیٔ دارد کہ در گفتن نمے آید

رذائل قوت غضبیہ (یعنی قوت غضبیہ کی ذلیل و کمینہ صفتیں)

عداوت و بغض

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَکُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا

(بخاری)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! اپنے آپ کو بدگمانی سے بچاؤ کیونکہ بدگمانی بہت ہی جھوٹی بات ہے، اور لوگوں کے پوشیدہ عیب نہ ٹٹولو، اور (بلا ضرورت) خبروں کی جستجو نہ کرو، اور کسی کو دھوکے میں ڈالنے کی غرض سے کسی چیز کی قیمت بڑھا کر اس کی خواستگاری ظاہر نہ کرو، اور ایک دوسرے پر حسد نہ کرو۔ اور آپس میں دشمنی اور بغض نہ رکھو۔ اور اے اللہ کے بندو تم سب بھائی بھائی بنے رہو۔

عَنِ الزُّبَیْرِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَبَّ اِلَیْکُمْ دَاءُ الْاُمَمِ مِنْ قَبْلِکُمُ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ وَهِیَ الْحَالِقَةُ اَمَا اِنِّیْ لَا اَقُوْلُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَلٰکِنْ تَحْلِقُ الدِّیْنَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا تَدْخُلُوْنَ

حضرت زبیرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے لوگو! پہلی امتوں کا مرض تمہاری طرف آہستہ آہستہ بڑھ رہا ہے۔ اور وہ ایک حسد ہے، اور دوسرے دشمنی اور ان میں سے ہر ایک مونڈنے والی خصلت ہے، میں یہ

الْجَنَّةَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَحَابُّوْا اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰی مَا تَحَابُّوْنَ بِهٖ اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَكُمْ۔

(ترمذی)

نہیں کہتا، کہ وہ بالوں کو مونڈتی ہے، بلکہ دین کو مونڈتی ہے۔ مجھے اُس خدا کی قسم ہے، جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، جب تک تم کامل مومن نہ ہو جاؤ گے، جنت میں نہ جاؤ گے اور کامل مومن اُس وقت تک نہیں ہو سکتے جب تک باہم ایک دوسرے کو دوست نہ رکھو۔ کیا میں تمہیں وہ چیز بتا دوں، جس سے تم ایک دوسرے کو دوست رکھنے لگو، ہاں تو باہم السلام کو رواج دو۔

تعصّب (دھڑابندی)

عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْعَصَبِیَّةُ قَالَ اَنْ تُعِیْنَ قَوْمَكَ عَلَی الظُّلْمِ۔

(ابوداؤد)

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ عصبّیت کیا ہے۔ فرمایا عصبّیت یہ ہے کہ تو اپنی قوم کی ناحق بات پر بھی مدد کرے۔

عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا اِلٰی عَصَبِیَّةٍ وَلَیْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَصَبِیَّةً وَلَیْسَ مِنَّا مَنْ مَاتَ عَلٰی عَصَبِیَّةٍ

(ابوداؤد)

حضرت جُبیر بن مطعم سے روایت ہے، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص لوگوں کو بیجا حمایت کی طرف بلائے تو ہم میں سے نہیں ہے، اور اسی طرح وہ بھی ہم سے نہیں، جو قوم کی حمایت میں بیجا لڑے اور وہ بھی ہم سے نہیں جو حالت تعصب (بیجا) میں مر جائے۔

تعصب کے معنے ہیں طرفداری اور حمایت کے۔ مگر عام بول چال میں اس سے مراد مذہبی اور قومی طرفداری اور حمایت ہوا کرتی ہے۔ اور یہ خصلت در حقیقت بُری نہیں۔ بشرطیکہ حق بات کی طرفداری اور حمایت کی جائے۔ چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے دریافت کیا گیا، کہ اپنی قوم سے محبت رکھنا تعصب میں داخل ہے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ بلکہ اپنی قوم کی ناحق بات پر مدد کرنا تعصب ہے۔ ابوداؤد میں عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے۔ کہ حضورؐ نے فرمایا، جو شخص اپنی قوم کی ناحق اور ناروا بات پر مدد کرتا ہے اُس کی مثال اُس اونٹ کی سی ہے۔ جو اونچی جگہ سے نیچے گر کر ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور پھر دُم پکڑ کر کھینچا جاتا ہے "

خلاصہ مطلب یہ ہے۔ کہ تعصب حد مشروع کے اندر اندر ناجائز نہیں بلکہ ہر مسلمان کا فرض ہے۔ مگر بے جا حمایت اور طرفداری کسی طرح بھی جائز نہیں ؏

کینہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُفْتَحُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَیَوْمَ الْخَمِیْسِ فَیُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا یُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا اِلَّا رَجُلًا كَانَتْ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ اَخِیْهِ شَحْنَاءُ فَیُقَالُ اَنْظِرُوْا هٰذَیْنِ حَتّٰى یَصْطَلِحَا ؏

(مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پیر اور جمعرات کے دن جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور ہر اُس شخص کو بخش دیا جاتا ہے۔ جو خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔ مگر اُس شخص کو نہیں بخشا جاتا۔ کہ اُس کے اور اُس کے بھائی مسلمان کے درمیان کینہ ہو۔ تو فرشتوں کو فرمایا جاتا ہے۔ اِن دونوں شخصوں کو یہاں تک مہلت دو۔ کہ باہم صلح کرلیں ؏

سخت دِلی اور درشت مزاجی

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ۔

(آل عمران ع ۱۷ - پارہ ۴)

یہ خدا کی بڑی رحمت ہے، کہ آپ اِن لوگوں کو نرم مزاج سردار ملے ہیں، اگر آپ سخت مزاج اور سنگدل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے پاس سے تتر بتر ہو گئے ہوتے۔ پس آپ اِن کے قصور معاف فرمائیں، اور خدا سے ان کے گناہوں کی مغفرت چاہیں اور ہر معاملہ صلح و جنگ میں ان کو شریک مشورہ کر لیا کریں ۔

عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْجَوَّاظُ وَلَا الْجَعْظَرِيُّ۔ (ابوداؤد)

حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، درشت مزاج اور اکڑ کر چلنے والا جنت میں نہ جائے گا۔

سخت دِلی اور درشت مزاجی دونوں بری خصلتیں ہیں، اور ان کی برائی کے لئے یہی کافی ہے، کہ قرآن اور حدیث میں ان کی مذمت آئی ہے، اور آئے دن بہت سے ایسے واقعات سننے میں آتے رہتے ہیں، کہ ان دونوں خصلتوں کے باعث جنگ و جدال اور کُشت و خون کی نوبت پہنچی، اس لئے ان سے بچنا نہایت ضروری ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

سختی سہی کلام میں لیکن نہ اس قدر
کی جس سے بات اُس نے شکایت ضرور کی

لوگوں پر آوازے کسنا

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍۢ بِنَمِيْمٍ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ

آپ کبھی ایسے شخص کی اطاعت نہ کریں جو بہت قسمیں کھاتا ہے، آبرو باختہ ہے

اَثِیْمٍ عُتُلٍّۢ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِیْمٍ ۙ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّ بَنِیْنَ ؕ اِذَا تُتْلٰى عَلَیْهِ اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ۝

(قلم ع ۱ - پارہ ۲۹)

لوگوں پر آوازے کسا کرتا ہے۔ چغلیاں لگاتا پھرتا ہے۔ اچھے کاموں سے لوگوں کو روکتا ہے۔ حد سے بڑھ گیا ہے گنہگار ہے۔ اکھڑ ہے۔ اور علاوہ ازیں بد اصل بھی ہے۔ یہ اس لئے کہ مال اور بیٹوں والا ہے۔ جب ہماری آیات اس کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے۔ یہ تو اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں ۔

عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَیَّرَ اَخَاهُ بِذَنْبٍ لَمْ یَمُتْ حَتّٰی یَعْمَلَهٗ۔

(ترمذی)

خالد بن معدان معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ جو شخص اپنے بھائی مسلمان کو کسی گناہ پر عار دلائے اور اسے عیب لگائے تو جب تک وہ خود اس گناہ میں مبتلا نہ ہوگا۔ مرے گا نہیں ۔

بُرے لقب سے پکارنا

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَ لَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ ۚ وَ مَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ

اے مسلمانو! مرد مردوں پر نہ ہنسیں عجب نہیں کہ جن پر وہ ہنستے ہوں ان سے بہتر ہوں، اور نہ عورتیں عورتوں پر ہنسیں عجب نہیں کہ جن پر ہنستی ہیں وہ ان سے بہتر ہوں۔ اور آپس میں ایک دوسرے کو طعنے نہ دو۔ ....

......اور نہ ایک دوسرے کے بُرے

الظّٰلِمُوْنَ ٥ (حجرات ع ۲ پاره ۲۶)

نام دھرو، ایمان لانے کے بعد بدتہذیبی کا نام بُرا ہے ۔ اور جو باز نہ آئیں ، وہی خدا کے نزدیک ظالم ہیں ؛

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ اِعْتَلَّ بَعِیْرٌ لِصَفِیَّۃَ مُحَمَّدٍ وَذَابٌ فَضْلُ ظَھْرٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِزَیْنَبَ اَعْطِھَا بَعِیْرًا فَقَالَتْ اَنَا اُعْطِیْ تِلْکَ الْیَھُوْدِیَّۃَ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَھَجَرَھَا ذَا الْحِجَّۃِ وَالْمُحَرَّمَ وَبَعْضَ صَفَرَ۔

(ابوداؤد)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ کسی سفر میں حضرت صفیہؓ کا اونٹ بیمار ہوگیا، اور حضرت زینبؓ کے پاس ایک فالتو سواری تھی ۔ تو حضور نے زینب سے فرمایا کہ صفیہ کو اپنا اونٹ دے دو۔ زینبؓ نے کہا کیا میں اس یہودیہ کو اپنا اونٹ دیدوں؟ اس پر حضور کو سخت غصہ آیا ۔ اور آپ نے ذیحجہ اور محرم اور صفر کے کچھ دنوں تک زینبؓ کو چھوڑ دیا ۔ یعنی ان کے پاس نہیں گئے ؛

تمسخر[1]

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِنًی تَدْرُوْنَ اَیُّ یَوْمٍ ھٰذَا قَالُوا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ ھٰذَا یَوْمٌ حَرَامٌ قَالَ اَفَتَدْرُوْنَ اَیُّ بَلَدٍ ھٰذَا قَالُوا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے منا میں فرمایا لوگو! تم جانتے ہو یہ کونسا دن ہے ۔ انہوں نے عرض کیا ۔ خدا اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں ۔ فرمایا یہ ادب اور حرمت کا دن ہے ۔ پھر فرمایا ۔ بھلا تم جانتے ہو ۔

[1] عنوان بالا کی آیت کو بھی اس عنوان سے تعلق ہے ۔ تکرار کے خیال سے اس کو یہاں نہیں لکھا گیا ؛

هٰذَا الْبَلَدُ حَرَامٌ قَالَ ثُمَّ دَعَا اَيُّ
شَهْرٍ هٰذَا قَالُوا اللهُ وَرَسُولُهُ اَعْلَمُ قَالَ
شَهْرٌ حَرَامٌ قَالَ فَاِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ
حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ
وَاَعْرَاضَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا
فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا

(بخاری)

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا يَجْلِدُ اَحَدُكُمُ امْرَاَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ
ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِي اٰخِرِ الْيَوْمِ وَفِي
رِوَايَةٍ يَعْمِدُ اَحَدُكُمْ فَيَجْلِدُ امْرَاَتَهُ
جَلْدَ الْعَبْدِ فَلَعَلَّهُ يُضَاجِعُهَا اِلٰى
اٰخِرِ يَوْمِهِ ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِي ضَحِكِهِمْ
فِي الضَّرْطَةِ فَقَالَ لِمَ يَضْحَكُ اَحَدُ
كُمْ مِمَّا يَفْعَلُ - (بخاری مسلم)

یہ کون شہر ہے۔ لوگوں نے عرض کیا، خدا
اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ فرمایا
یہ ادب اور حرمت کا شہر ہے۔ پھر فرمایا تم
جانتے ہو، یہ کونسا مہینہ ہے۔ لوگوں نے
عرض کیا۔ کہ خدا اور اُس کا رسول بہتر جانتے
ہیں۔ فرمایا یہ ادب و حرمت کا مہینہ ہے
پھر فرمایا خدائے بزرگ و برتر نے تم پر تمہارے
آپس کے خون تمہارے آپس کے مال تمہاری
باہمی عزت و آبرو میں تم پر ویسے ہی حرام
کر دی ہیں۔ جیسے تمہارے اس دن کو
تمہارے اس شہر کو تمہارے اس مہینہ
کو حرام ٹھہرایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن زمعہ کہتے ہیں۔ کہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
تم میں سے کوئی اپنی بی بی کو اس طرح نہ
مارے جس طرح غلام کو مارتے ہیں۔ اور
پھر اسی دن کے اخیر اس سے مجامعت کرے
ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ تم میں ایک
شخص قصد کرتا ہے۔ اور اپنی بی بی کو غلام
کی طرح مارتا ہے۔ ممکن ہے کہ اسی دن
کے اخیر اس سے مجامعت کرے۔ پھر
آپ نے لوگوں کو گوز پر ہنسنے کے بارے
میں نصیحت کی اور فرمایا۔ تم میں کوئی اس

چیز پر کیوں ہنستا ہے، جس کو وہ خود کرتا ہے؟

گالی دینا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ۔ (بخاری)

عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو گالی دینا بدکاری ہے، اور اس سے لڑنا باعث کفر ہے۔

عَنْ اَنَسٍ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا فَعَلَى الْبَادِیْ مَالَمْ يَعْتَدِ الْمَظْلُوْمُ۔ (مسلم)

حضرت انسؓ اور ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو گالی دینے والے جو کچھ کہیں اس کا وبال اس پر پڑتا ہے جس نے پہلے گالی دی جب تک کہ مظلوم حد سے تجاوز نہ کرے۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ مِنْ اَرْبَى الرِّبٰوا الْاِسْتِطَالَةُ فِیْ عِرْضِ الْمُسْلِمِ بِغَيْرِ حَقٍّ۔ (مشکوٰۃ)

سعید بن زید نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، کہ آپ نے فرمایا سود کی سب قسموں سے بڑھ کر کسی مسلمان کی ناحق آبروریزی کرنا ہے۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَثْقَلَ شَیْءٍ يُوْضَعُ فِیْ مِيْزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ خُلُقٌ حَسَنٌ وَاِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِیَّ۔ (ترمذی)

ابوالدرداؓ سے روایت ہے، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز مومن کی ترازو میں سب سے وزنی چیز نیک خوئی ہوگی۔ اور بلاشبہ اللہ بیہودہ گو اور حد ادب سے تجاوز کرنے والے کو دشمن رکھتا ہے۔

باوجودیکہ احادیث سے گالی دینے کی سخت ممانعت اور مذمت ثابت ہے۔ مگر

مسلمان ہیں، کہ اس گناہ میں سب سے پیش پیش ہیں، اور اب نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ بعض سلام کی بجائے گالی سے تواضع کرتے ہیں۔ حیف ہے ایسے لوگوں کی زندگی پر جو دوست کے لباس میں اسلام کے بدترین دشمن ہیں۔ اس کی نسبت اور کیا کہا جائے کہ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ

مار پیٹ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرٌ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مسلمانوں میں سے کونسا مسلمان بہتر ہے، آپ نے فرمایا، جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوا الْمُفْلِسُ فِيْنَا مَنْ لَّا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِيْ مَنْ يَّاْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلٰوةٍ وَّصِيَامٍ وَّزَكٰوةٍ وَّيَاْتِيْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَاَكَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَيُعْطٰى هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ يُّقْضٰى مَا عَلَيْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم جانتے ہو، مفلس کسے کہتے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا، مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ درہم ہوں اور نہ اسباب، آپ نے فرمایا میری امت میں درحقیقت مفلس وہ شخص ہے، جو قیامت کے روز نماز روزے اور زکوٰۃ لے کر حاضر ہو گا، لیکن ایسی حالت میں آئے گا، کہ کسی کو گالی دی ہوگی، کسی کو تہمت لگائی ہوگی، ایک کا مال ہضم کر لیا ہو گا، ایک کی خونریزی کی ہوگی، ایک کو ناحق مارا پیٹا ہو گا۔ تو ایک شخص کو اس کی نیکیاں

فِي النَّارِہ (مسلم)

دی جائیں گی، دوسرے کو باقی نیکیاں اور اگر لوگوں کے حقوق جو اس کے ذمے ہیں، ان کے ختم ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہوجائیں گی۔ تو ان کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے۔ اور اسے دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

قتلِ بے گناہ

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا۔

(بنی اسرائیل ع ۴- پارہ ۱۵)

اور جس کسی کی جان کو مارنا خدا نے حرام کر دیا ہے، اُسے ناحق قتل نہ کرو۔ اور جو شخص ظلم سے مارا جائے تو ہم نے اس کے والی کو اختیار دیا ہے، تو اُس کو چاہیئے کہ خون کا بدلہ لینے میں زیادتی نہ کرے کیونکہ واجبی بدلہ لینے میں اس کی جیت ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْكَبَائِرُ اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ (بخاری)

عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت ہے، کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کبیرہ گناہ یہ ہیں، خدا کے ساتھ کسی کو شریک ٹھیرانا ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ کسی جان کو ناحق مارنا۔ جھوٹی قسم کھانا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز سب سے پہلے لوگوں میں خونوں کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا۔

ترکِ ملاقات

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ یَّھْجُرَ اَخَاہُ فَوْقَ ثَلَاثَۃِ اَیَّامٍ یَلْتَقِیَانِ فَیُعْرِضُ ھٰذَا وَیُعْرِضُ ھٰذَا وَخَیْرُھُمَا الَّذِیْ یَبْدَأُ بِالسَّلَامِ۔ (بخاری مسلم)

حضرت ابو ایوب انصاری رضی سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مسلمان کے لئے یہ حلال نہیں کہ اپنے بھائی مسلمان کی تین دن سے زیادہ ترکِ ملاقات کرے۔ دونوں راستے میں ملتے ہیں تو ایک ادھر منہ موڑ کر چلا جاتا ہے اور دوسرا اُدھر کو۔ اور دونوں میں بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے ؛

عَنْ اَبِیْ خِرَاشِ نِ السُّلَمِیِّ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ ھَجَرَ اَخَاہُ سَنَۃً فَھُوَ کَسَفْکِ دَمِہٖ۔

(ابوداؤد)

حضرت ابو خراش سلمی رضی سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ جس نے ایک سال تک اپنے بھائی سے ترکِ ملاقات کی تو گویا اس نے اسے قتل کر ڈالا ؛

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَکُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰہِ اِخْوَانًا۔

(صحیحین)

حضرت ابوہریرہ رضی سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو گمان بد سے بچو، کیونکہ گمان بد تمام باتوں سے جھوٹی بات ہے اور لوگوں کے حالات کی تلاش و جستجو نہ کیا کرو۔ اور دھوکا دینے کے لئے ایک چیز کی قیمت نہ بڑھاؤ۔ اور ایک دوسرے کی بدخواہی نہ کرو۔ اور آپس میں دشمنی نہ رکھو۔ اور

باہم ایک دوسرے سے پیٹھ موڑ کر نہ جاؤ۔ اور خدا کے بندو سب آپس میں بھائی بھائی بنے رہو۔

ظُلم

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ - وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ (الشوریٰ ع ۴ - پارہ ۲۵)

اور برائی کا بدلہ ہی ویسی برائی ہے۔ اس پر بھی جو معاف کر دے اور صلح کر لے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمے ہے بیشک وہ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا اور جس پر ظلم ہوا ہو، اور وہ اس کے بعد بدلہ لے یہ وہ لوگ ہیں جن پر کوئی الزام نہیں۔ الزام انہی لوگوں پر ہے جو ظلم کرتے ہیں اور ناحق ملک میں زیادتی کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کے لئے دردناک عذاب تیار ہے۔

عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَيُمْلِيْ الظَّالِمَ حَتّٰى اِنَّهٗ اِذَا اَخَذَهٗ لَمْ يُفْلِتْهُ ثُمَّ قَرَاَ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ - (بخاری)

حضرت ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا ظالم کو ڈھیل دیتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب اس کو پکڑتا ہے۔ تو پھر نہیں چھوڑتا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی اور آپ کے پروردگار کی گرفت ایسی ہی سخت ہے، جبکہ اس نے بستیوں کے لوگوں کو پکڑا جبکہ وہ سرکشی کرنے لگے تھے۔ بیشک اس کی پکڑ بڑی دردناک اور سخت ہوا کرتی ہے۔

عَنْ اَبُوْھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَتْ لَہٗ مَظْلِمَۃٌ لِاَخِیْہِ مِنْ عِرْضِہٖ اَوْ شَیْءٍ فَلْیَتَحَلَّلْہُ مِنْھَا الْیَوْمَ قَبْلَ اَنْ لَّا یَکُوْنَ دِیْنَارٌ وَّلَا دِرْھَمٌ اِنْ کَانَ لَہٗ عَمَلٌ صَالِحٌ اُخِذَ مِنْہُ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِہٖ وَلَوْ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ سَیِّئَاتِ صَاحِبِہٖ فَحُمِلَ عَلَیْہِ (بخاری)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں. کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنے بھائی پر کسی طرح کا ظلم کیا ہو. یعنی اس کی آبروریزی کی ہو. یا مال وغیرہ چھین لیا ہو. تو آج اُس سے اس ظلم کو معاف کرائے. اس سے پہلے کہ دینار و درہم کچھ پاس نہ ہوں گے. اور اگر اس کے پاس عمل نیک ہوں گے. تو بقدر ظلم اس سے چھین لئے جائیں گے. اور نیکیاں نہ ہونگی تو مظلوم کے گناہ لے کر اس پر لاد دیئے جائیں گے ؛

ظلم کے اصلی معنی ہیں وَضْعُ الشَّیْءِ فِیْ غَیْرِ مَحَلِّہٖ یعنی کسی چیز کو اُس کی مناسب اور مقررہ جگہ کے علاوہ کسی اور جگہ میں رکھ دینا اور اس لحاظ سے ظلم کی کئی قسمیں ہیں. چنانچہ قرآن میں شرک کو بھی ظلم سے تعبیر کیا گیا ہے. جو شخص راہ راست چھوڑ کر گمراہی اختیار کر لیتا ہے تو اسے بھی ظالم کہا گیا ہے. لیکن ہم نے جو ظلم کا عنوان قائم کیا ہے اس سے ظلم کے متعارف معنی مراد ہیں. اور اس کی نسبت ایک حدیث میں یوں بھی وارد ہوا ہے کہ جب تک مظلوم ظالم سے بدلہ نہ لے لیگا اس وقت تک اُس کا گناہ معاف نہیں ہوگا ؛

چغلخوری و سخن چینی

عَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَتَّاتٌ. (بخاری)

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے. کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ سخن چین جنت میں

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ غَنْمٍ رض وَاَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خِيَارُ عِبَادِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ اِذَا رُءُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ وَشِرَارُ عِبَادِ اللّٰهِ الْمَشَّاءُوْنَ بِالنَّمِيْمَةِ الْمُفَرِّقُوْنَ بَيْنَ الْاَحِبَّةِ الْبَاغُوْنَ الْبُرَاءَ الْعَنَتَ (مشکوٰۃ)

داخل نہیں ہوگا ؏

عبدالرحمٰن بن غنم اور اسماءؓ بنت یزید سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا کے بندوں میں بہترین بندے وہ ہیں، کہ جب اُن کو دیکھا جائے تو خدا یاد آجائے۔ اور خدا کے بندوں میں بدترین بندے وہ ہیں۔ جو اِدھر اُدھر کی چغلیاں لگاتے پھرتے اور دوستوں میں جدائی ڈلواتے اور پاک لوگوں کو تہمت لگاتے ہیں ؏

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسْبُكَ مِنْ صَفِيَّةَ كَذَا وَكَذَا تَعْنِيْ قَصِيْرَةً فَقَالَ لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْ مُزِجَ بِهَا الْبَحْرُ لَمَزَجَتْهُ۔ (ترمذی)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، کہ آپ کو صفیہؓ کے فلاں فلاں عیب بس کرتے ہیں اور ان کی مراد صفیہؓ کی کوتاہ قامتی تھی۔ تو آنحضرت صلعم نے فرمایا، تم نے ایک ایسی بات کہی کہ اگر اسے سمندر میں ملایا جائے تو اس میں تغیر پیدا کردے ؏

غیبت یعنی پیٹھ پیچھے بُرا کہنا

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ

اے مسلمانو! بہت شک کرنے سے بچتے رہو، کیونکہ بعض شک داخل گناہ ہیں اور ایک دوسرے کی تلاش اور تجسس میں نہ رہا کرو، اور نہ تم میں سے کوئی کسی کو

أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط
إِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ۔

(الحجرات ع ۲۔ پارہ ۔ ۲۶)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَدْرُوْنَ
مَا الْغِيْبَةُ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ
قَالَ ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُهُ قِيلَ
أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي أَخِي مَا أَقُولُ
قَالَ إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدِ ا
غْتَبْتَهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ مَا تَقُولُ
فَقَدْ بَهَتَّهُ۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلَيْنِ
صَلَّيَا صَلٰوةَ الظُّهْرِ أَوِ الْعَصْرِ وَكَانَا
صَائِمَيْنِ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ قَالَ أَعِيدَا
وُضُوْءَكُمَا وَصَلٰوتَكُمَا وَامْضِيَا فِي

پیٹھ پیچھے بُرا کہے کیا تم میں سے کوئی اس
امر کو گوارا کرتا ہے۔ کہ اپنے مرے ہوئے
بھائی کا گوشت کھائے۔ اور یہ تو تم کو گوارا
نہیں۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بیشک
وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ؂

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے
کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
لوگو! تمہیں معلوم ہے کہ غیبت کیا چیز ہے؟
صحابہؓ نے عرض کیا کہ خدا اور اس کا رسول
بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تمہارا
اپنے بھائی کو ایسی بات سے یاد کرنا
جو اُسے اچھی نہ لگے۔ کسی نے عرض کیا
اگر میرے بھائی میں وہ بات موجود ہو جو
میں کہتا ہوں تو پھر آپ کیا فرماتے ہیں۔
آپ نے فرمایا۔ اگر اُس میں وہ بات پائی
جاتی ہے جو تو کہتا ہے تو تو نے اس کی
غیبت کی اور اگر وہ بات اس میں نہیں
جو تو کہتا ہے۔ تو تو نے اس پر بہتان باندھا

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے
کہ دو شخصوں نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھی
اور دونوں روزہ دار تھے۔ جب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو ان کو
فرمایا تم پھر وضو کرو اور پھر نماز پڑھو اور

صُوْمِكُمَا وَاقْضِيَا يَوْمًا آخَرَ فَقَالَا لِمَ قَالَ اغْتَبْتُمْ فُلَانًا (مشکوٰۃ)

روزے کو پورا کرو، مگر کسی اور دن اس کو پھر رکھ لینا۔ انہوں نے عرض کیا کہ اس کا کیا سبب ؟ آپ نے فرمایا۔ تم نے فلاں شخص کی غیبت کی ہے ؛

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَجَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ لَیَزْنِیْ فَیَتُوْبُ فَیَتُوْبُ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَیَتُوْبُ فَیَغْفِرُ اللّٰہُ لَہٗ وَاِنَّ صَاحِبَ الْغِیْبَۃِ لَا یُغْفَرُ لَہٗ حَتّٰی یَغْفِرَہَا لَہٗ صَاحِبُہٗ وَفِیْ رِوَایَۃِ اَنَسٍ قَالَ صَاحِبُ الزِّنَاءِ یَتُوْبُ وَصَاحِبُ الْغِیْبَۃِ لَیْسَ لَہٗ تَوْبَۃٌ۔ (مشکوٰۃ)

حضرت ابو سعیدؓ اور جابرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ غیبت زنا سے بھی بڑھ کر ہے کیونکہ آدمی زنا کر کے توبہ کرتا ہے۔ تو اللہ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ زانی توبہ کرتا ہے۔ تو خدا اسکو بخش دیتا ہے۔ اور صاحب غیبت کو نہیں بخشتا جب تک وہ شخص نہ بخشے جس کی غیبت کی ہے۔ اور حضرت انسؓ کی روایت میں یوں آیا ہے کہ حضورؐ نے فرمایا۔ زانی توبہ کرتا ہے۔ اور غیبت کرنے والے کیلئے توبہ نہیں ؛

غیبت نہایت ہی بدخصلت ہے۔ اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے غیبت کرنے والے کو مُردار خوار فرمایا ہے۔ مسلمانوں میں جہاں اور عیوب رواج پا رہے ہیں۔ یہ عیب بھی دن بدن بڑھ رہا ہے۔ خصوصاً عورتوں میں سے تو حد سے زیادہ۔ مگر افسوس ہے کہ ہم لوگوں کو اس کی ذرہ برابر پرواہ نہیں اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ عَلَیْنَا جَمِیْعًا بعض آئمہ کے نزدیک غیبت مفسد روزہ ہے۔ مگر حنفیہ رحؒ کے نزدیک مفسد نہیں۔ اور دیگر اکثر آئمہ کرام کا مذہب ہے۔ لیکن غیبت کی برائیؐ اور ہزارہا مفاسد کے موجب ہونے پر سب کا اتفاق ہے ؛

نفاق و دوروئی

بَشِّرِ الْمُنَافِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا اَلَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكَافِرِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا۔ (النساء ع ۲۰۔ پارہ ۵)

آپ منافقوں کو خوشخبری دے دیں، کہ اُن کے لئے دردناک عذاب ہے کہ یہ لوگ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں، کیا کافروں کے ہاں اپنی عزت بڑھانا چاہتے ہیں، اور عزت تو ساری کی ساری اللہ ہی کے لئے ہے۔

اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا۔ (التوبہ ع ۴ پارہ ۱۱)

بیشک منافق دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے، اور آپ وہاں کسی کو بھی اُن کا مددگار نہ پائیں گے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَجِدُوْنَ اَشَرَّ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِيْ يَاْتِيْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ (بخاری)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت کے دن تم دو رُو شخص کو سب لوگوں سے بدتر حالت میں پاؤ گے۔ جو اِن لوگوں کے پاس ایک طریق اور اُن لوگوں کے پاس دوسرے طریق سے آمد و رفت کرتا ہے۔

عَنْ عَمَّارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ ذَا وَجْهَيْنِ فِي الدُّنْيَا كَانَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِسَانَانِ مِنْ نَارٍ۔ (دارمی)

حضرت عمارؓ سے روایت ہے، کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دُنیا میں دو روئی کرتا ہوگا، قیامت کے دن اس کے لئے آگ کی دو زبانیں ہوں گی۔

فضائلِ قوّتِ شہویہّ

حیا

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَيَاءُ لَا يَأْتِيْ اِلَّا بِخَيْرٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَلْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهٗ۔ (بخاری)

حضرت عمرانؓ بن حصینؓ سے روایت ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا۔ حیا سے بھلائی ہی پیدا ہوتی ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ حیا ساری کی ساری بھلائی ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَيَاءُ مِنَ الْاِيْمَانِ وَالْاِيْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ وَالْجَفَاءُ فِي النَّارِ۔ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیا ایمان کی ایک شاخ ہے، اور ایمان بہشت میں ہوگا۔ اور بے حیائی اکھڑپن ہے۔ اور اکھڑوں کا ٹھکانا دوزخ ہے۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ طَلْحَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ دِيْنٍ خُلُقًا وَخُلُقُ الْاِسْلَامِ اَلْحَيَاءُ۔ (موطا)

حضرت زیدبن طلحہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ہر ایک دین کے لئے ایک صفت ہوتی ہے۔ اور سلام کی صفت حیا ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِمَّا اَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْاُوْلٰى اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ (بخاری)

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انبیاء سابقین کی باتوں میں سے جو بات لوگوں نے پائی ہے، وہ یہ ہے کہ جب تو شرم نہیں رکھتا تو جو چاہے کر۔ (بے حیا باش

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحَیَاءُ وَالْاِیْمَانُ قُرَنَاءُ جَمِیْعًا فَاِذَا رُفِعَ اَحَدُهُمَا رُفِعَ الْاٰخَرُ۔ (مشکوٰۃ)

وہر چہ خواہی کن،

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیا اور ایمان دونوں باہم ملے ہوئے ہیں جب ایک اٹھالیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اُٹھا لیا جاتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّؓ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَشَدَّ حَیَاءً مِّنَ الْعَذْرَاءِ فِیْ خِدْرِهَا فَاِذَا رَاٰی شَیْئًا یَکْرَهُهٗ عَرَفْنَاهُ فِیْ وَجْهِهٖ۔ (بخاری۔ مسلم)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرم والے تھے، جو پردہ میں بیٹھی رہتی ہو، جب آپ کسی ناگوار بات کو دیکھتے تو ہم اُسے آپ کے چہرۂ مبارک سے معلوم کر لیتے تھے (کیونکہ اس کا اثر آپ کے چہرۂ مبارک میں ظاہر ہو جاتا تھا۔

حیا کی تعریف میں یہی کفایت کرتا ہے، کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اس کو ایمان کی علامت بلکہ ایمان کا جزو قرار دیا ہے، اور خود آنحضرت حیا کا مجسم نمونہ تھے، چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے، کہ جب کعبہ تعمیر ہونے لگا۔ تو آنحضرت صلعم اُس وقت چھوٹی عمر کے تھے اور اپنے چچا حضرت عباسؓ کے ساتھ تعمیر کے لیے پتھر ڈھو ڈھو کر لاتے تھے۔ حضرت عباسؓ نے آپ سے کہا کہ اپنا تہمد کندھے پر رکھ لیں، تاکہ پتھر کی خراش نہ لگے، اور یہ کہہ کر حضرت عباسؓ نے آپ کا تہمد کھول کر کندھے پر رکھ دیا، تو آپ بیہوش ہو کر گر پڑے اور اس کے بعد پھر کسی نے آپ کو برہنہ نہیں دیکھا۔

توکل یعنی خدا پر بھروسہ رکھنا

وَلِلّٰهِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اور آسمان و زمین میں جو غیب کی باتیں

وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (ہود ع ۱۰)

ہیں، اُن کا علم اللہ ہی کو ہے، اور ہر ایک کام اسی طرف رجوع کرتا ہے، پس اس کی عبادت کرو، اور اس پر توکل کرو، اور جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اس سے غافل نہیں ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ۔ (بخاری)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت کے ستر ہزار آدمی بے حساب جنت میں جائیں گے، اور یہ وہ لوگ ہونگے جو دنیا میں نہ تو جنتر منتر کراتے تھے، اور نہ بدشگون لیتے تھے، بلکہ ہر حال میں اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے تھے ؟

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَوْ اَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ تَغْدُوْ خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا

(ترمذی - ابن ماجہ)

حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا۔ کہ اے لوگو اگر تم خدا پر بھروسہ رکھتے جیسا کہ بھروسہ رکھنے کا حق ہے تو تم کو اُسی طرح روزی دیتا جس طرح پرندوں کو دیتا ہے۔ صبح کو بھوکے جاتے ہیں، اور شام کو سیر ہوکر واپس آتے ہیں ؟

توکل سے مراد خدا پر بھروسہ کرنا ہے، اور یہ ایک نہایت ہی اچھی صفت بلکہ شرطِ انسانیت ہے۔ مگر افسوس مسلمانوں نے اس کے معنے غلط سمجھ رکھے ہیں، اس کے معنے یہ نہیں کہ آدمی ہاتھ پاؤں نہ ہلائے، اور خدا کے بھروسہ پر بیٹھا دیکھا کرے کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے، بلکہ حقیقی توکل یہ ہے کہ کام نہایت محنت اور جانفشانی سے کرے اور بھروسہ خدا پر رکھے کہ وہی اس کو پورا کرنے والا ہے، مولانا رومؒ فرماتے ہیں سہ

گفت پیغمبر باواز بلند　　بر توکل زانوے اشتر ببند

چنانچہ آیۂ کریمہ وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی وَاَنَّ سَعْیَهٗ سَوْفَ یُرٰی (اور انسان کے لئے نہیں ہے، مگر وہی جو اس نے کمایا اور بے شک اس کو اس کی سعی کا ثمرہ مل رہے گا) آیات اس کی مؤید ہیں۔ اور عقلاً عرفاً شرعاً وہ شخص ہرگز معذور نہیں سمجھا جاتا۔ جو ہمت و طاقت کے ہوتے ہوئے دینی یا دنیوی کام کے وسائل و اسباب کو بر طرف رکھ کر محض توکل پر بیٹھ رہے۔ البتہ اپنی حتی المقدور محنت و کوشش کرنے کے بعد کامیابی کی اُمید خدا ہی سے رکھنا عین ایمان و شیوۂ انبیاء کرام ہے ۞

صبر اور قناعت

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ (البقرہ - ع ۱۹ - پارہ ۲)

اے مسلمانو! صبر اور نماز سے مدد لو۔ بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں اُن کو مرا ہوا نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں، مگر تم اُن کی زندگی کی حقیقت نہیں سمجھتے، اور ہم تم کو تھوڑے سے خوف اور بھوک اور مال و جان اور پیداوار کی کمی سے ضرور آزمائینگے اور آپ صبر کرنے والوں کو خوشخبری سُنا دیں، کہ جب اُن پر مصیبت آتی ہے تو بول اُٹھتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف رجوع کرنے والے ہیں ۞

عَنْ صُهَیْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَجَبًا لِاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَهٗ كُلَّهٗ لَهٗ خَیْرٌ وَ

حضرت صہیبؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کا حال عجیب ہے۔ اس کی ساری حالت

لَيْسَ ذٰلِكَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ وَاِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ۔ (مسلم)

اُس کے حق میں نیک ہی نیک ہے اور مومن کے سوا یہ بات کسی اور کو نصیب نہیں۔ اگر اس کو خوشحالی پہنچتی ہے تو شکر کرتا ہے، بدحالی پیش آتی ہے تو صبر کرتا ہے اور یہ صبر اس کے حق میں بہتر ہوتا ہے ؛

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرٍوؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ وَرُزِقَ كَفَافًا وَقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا اٰتَاهُ

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے خدا کی رضا کو تسلیم کیا، اور بقدر حاجت روزی دیا گیا، اور جو کچھ خدا کی طرف سے ملا اس پر خدا نے اُسے قانع کر دیا، تو اُس نے فلاح پائی ؛

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْغِنٰى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلٰكِنَّ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ۔ (بخاری مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مال واسباب کی زیادتی تونگری نہیں بلکہ اصلی تونگری نفس کی بے نیازی اور قناعت ہے۔

صبر کے معنے ہیں نفس کو خواہشات سے روکنا تاکہ وہ قبیح لذات کے استعمال سے باز رہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى (اور جو اپنے پروردگار کے حضور میں کھڑا ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہشات سے روکتا رہا تو اُس کا ٹھکانا بہشت ہے) ؛

بعض نے صبر کی دو قسمیں کی ہیں، ایک مطلب کے نہ ملنے پر صبر کرنا اور دوسرے کسی تکلیف کے پہنچنے پر صبر کرنا۔ دوسری قسم قوتِ غضبیہ سے تعلق رکھتی ہے، اور انبیاء اور اہل صفوت کی صفات سے ہے، قرآن مجید کی بہت سی آیات اور بہت سی احادیث سے اُس کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، ایک جگہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو ارشاد ہوتا ہے

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ یعنی اولالعزم پیغمبروں کی طرح صبر کرو۔
ایک حدیث میں آیا ہے اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرَجِ صبر کشائش کی چابی ہے ایک دوسری حدیث میں مذکور ہے اَلنَّصْرُ مَعَ الصَّبْرِ (فتح صبر کے ساتھ ہے) حکمائے فارس کا مقولہ ہے کہ جس طرح لوہا طبعاً مقناطیس کا عاشق ہے، اسی طرح فتح وظفر صبر پہ عاشق ہے ؛

قناعت کے معنے یہ ہیں، کہ نفس اشیائے خوردنی اور پوشیدنی میں صرف اشیائے ضروریہ پر اکتفاء کرے اور جمع مال کی حرص نہ کرے۔ اور اگر مال جمع کرے تو جمع مال کی حرص سے نہیں بلکہ اس خیال سے کہ اس سے مخلوق خدا کی امداد کروں گا، اور راہ مولیٰ میں صرف ہو گا قناعت ایک اعلیٰ ترین صفت ہے، اس کی نسبت حدیث میں آیا ہے (اَلْقَنَاعَةُ كَنْزٌ لَا يَفْنٰى) یعنی قناعت ایک ایسا خزانہ ہے، جو کبھی فنا نہیں ہوتا۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے خوب فرمایا ہے،

سہ

اے قناعت توانگرم گرداں ۔۔۔ کہ ورائے تو ہیچ نعمت نیست
کنج صبر اختیار لقمان است ۔۔۔ ہر کرا صبر نیست حکمت نیست

جود وسخا بخشش وعطا

عَنْ جَابِرٍ قَالَ مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ فَقَالَ لَا۔ (بخاری۔ مسلم)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے، کہ ایسا کبھی نہیں ہوا، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا گیا ہو اور آپ نے فرمایا ہو میں نہیں دیتا ؛

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَجْوَدَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسِ۔ (بخاری)

حضرت انسؓ سے روایت ہے، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ حسین، سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے ؛

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ

حضرت ابن عباس سے روایت ہے

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ وَاَجْوَدُ مَا یَکُوْنُ فِی شَھْرِ رَمَضَانَ (بخاری)

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے۔ اور رمضان کے مہینے میں تو بہت ہی سخی ہو جاتے تھے ‌‌‌‌۔

عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ لَا یَدَّخِرُ شَیْئًا لِغَدٍ (ترمذی)

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کل کے لئے کوئی چیز نہ اٹھا رکھتے تھے ۔

سخاوت پہلے درجے کی نفیس صفت ہے۔ اور حدیث میں آیا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اسلام کو جود و سخا ہی سے برگزیدہ کیا ہے۔ اور سخاوت و حُسن خلق سے ہی اس کو زینت دی ہے۔ ایک حدیث میں مذکور ہے کہ اَلْجَنَّۃُ دَارُ الْاَسْخِیَاءِ یعنی جنت سخیوں کا گھر ہے۔ علاوہ ازیں اور بہت سی احادیث ہیں۔ جن سے جود و سخا کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔ لیکن یہ یاد رہے۔ کہ جُود و سخا کے موقع اور محل کو بڑی احتیاط سے تجویز کرنا چاہیئے۔ آجکل مسلمانوں میں ایک ایسا گروہ پیدا ہو گیا ہے۔ جس نے مانگنا اپنا پیشہ اور کسب بنا لیا ہے۔ ایسے لوگ ہرگز اس قابل نہیں۔ کہ اُن کو کچھ دیا جائے۔ اگر سخاوت بے موقع و بے محل اور حدِ اعتدال سے متجاوز ہو تو وہ اسراف اور فضول خرچی ہے۔ اور قرآن کریم میں فضول خرچ لوگوں کو شیطان کا بھائی قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ کہ اپنے گاڑھے پسینہ کی حلال کمائی بے جا خرچ کر کے خواہ مخواہ شیطان کا بھائی اور مورد عتاب الٰہی نہ بنے اور نہ جائز واجبی حقداروں کی حق تلفی کر کے ظالم بنے مال و دولت جو اس کے قبضہ میں ہے وہ خداوند کریم کی دی ہوئی امانت ہے۔ اسواسطے امین کا فرض ہے۔ کہ مالکِ امانت کے خلاف مرضی اپنی طرف سے اس میں کوئی تصرف نہ کرے۔ کہ خائن نہ ثابت ہو ۔

ایثار و کرم

وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ

اور ہاں (وہ مال) اُن کا بھی حق ہے

قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

(حشر ع ۱ پارہ ۲۸)

جو مہاجرین سے پہلے مدینے میں رہتے اور اسلام میں داخل ہو چکے ہیں، جو ان کی طرف ہجرت کر کے آتا ہے، اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، اور مہاجرین کو جو دیا جائے اسکی وجہ سے یہ اپنے دل میں کوئی طلب نہیں پاتے اور خواہ اپنے اوپر تنگی ہی کیوں نہ ہو مہاجرین کو اپنے سے مقدم رکھتے ہیں، اور جو شخص اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا جائے تو ایسے ہی لوگ فلاح پائینگے؛

عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ اٰخٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ فَقَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنِّيْٓ اَكْثَرُ الْاَنْصَارِ مَالًا فَاَقْسِمُ مَالِيْ نِصْفَيْنِ وَلِيَ امْرَاَتَانِ فَانْظُرْ اَعْجَبَهُمَا اِلَيْكَ فَسَمِّهَا لِيْٓ اُطَلِّقْهَا فَاِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَتَزَوَّجْهَا قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْٓ اَهْلِكَ وَمَالِكَ اَيْنَ سُوْقُكَ فَدَلُّوْهُ عَلٰى سُوْقِ بَنِيْ قَيْنُقَاعَ۔ (بخاری)

ابراہیم بن سعدؓ اپنے باپؓ سے اور وہ اپنے باپؓ سے روایت کرتے ہیں، کہ جب مہاجرین مدینے میں آئے تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمنؓ بن عوفؓ اور سعدؓ بن ربیع میں بھائی چارا کرا دیا تھا، سعدؓ بن ربیع نے عبدالرحمن سے کہا کہ میں انصار میں سب سے زیادہ مالدار ہوں، تم میرے مال کو آدھوں آدھ تقسیم کر لو، اور میری دو بیویاں ہیں تم انہیں دیکھو جونسی اچھی لگے اُس کا نام لے دو، میں اُسے طلاق دے دوں اور جب عدت گزر جائے تو تم اُسے اپنے نکاح میں لے آنا، عبدالرحمن نے جواب دیا، کہ خدا تمہارے مال اور اہل میں

برکت دے۔ مجھے کوئی بازار بتاؤ۔ کہ میں وہاں تجارت کروں۔ چنانچہ لوگوں نے انہیں بنی قینقاع کا بازار بتا دیا ؛

رحم

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ۔ (الفتح ۴ پارہ ۲۶)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں ، اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں۔ کافروں کے حق میں سخت اور آپس میں رحمدل ہیں ؛

عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَّا يَرْحَمُ النَّاسَ

(بخاری۔ مسلم)

حضرت جریر بن عبداللہ سے روایت ہے ۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا ؛

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكٰى عُضْوًا تَدَاعٰى لَهٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى

(بخاری مسلم)

نعمان بن بشیر کہتے ہیں۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ اے مخاطب! تو دیکھے گا۔ کہ مسلمان ایک دوسرے پر مہربانی کرنے اور ایک دوسرے کو دوست رکھنے اور باہم شفقت کرنے میں تن واحد کی مانند ہیں ۔ کہ جب ایک عضو بیمار ہوتا ہے ، تو جسم کے باقی اعضا بیداری اور تپ میں موافقت کرتے ہیں ۔

سعدی علیہ الرحمتہ نے اس کا کیا اچھا ترجمہ فرمایا ہے ۔ ؎

بنی آدم اعضائے یکدیگر اند　　　که در آفرینش زیک جوہر اند

چو عضوے بدرد آورد روزگار

دگر عضوہا را نماند قرار

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ۔

(صحیحین)

حضرت انس رض کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے اُس ذات کی قسم ہے، جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، کوئی شخص کامل ایماندار نہیں ہو سکتا، جب تک کہ اپنے بھائی کے لئے وہی دوست نہ رکھے جو اپنے لئے دوست رکھتا ہے ؂

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تُنْزَعُ الرَّحْمَةُ اِلَّا مِنْ شَقِيٍّ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رض کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ بدبخت آدمی کے علاوہ اور کسی کے دل سے رحمت و شفقت سلب نہیں کی جاتی ؂

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرو رض سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ باہم مہربانی سے پیش آتے ہیں خدا اُن پر مہربانی کرتا ہے۔ تم زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا (خدا) تم پر رحم کرے گا ؂

باہمی محبت اور میل جول

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ

اے مسلمانو! اللہ سے ڈرو، جیسا کہ اُس سے ڈرنے کا حق ہے، اور اسلام پر ہی

مُسْلِمُوْنَ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ
جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ
اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ
بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا
وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ
فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ
لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۔

(آل عمران ع ۱۱۔ پارہ ۴)

عَنْ عَائِشَةَ رضؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاَرْوَاحُ
جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا
ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ۔

(بخاری)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَيْنَ
الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِيْ اَلْيَوْمَ اُظِلُّهُمْ
فِيْ ظِلِّيْ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّيْ۔ (مسلم)

مرنا اور اللہ کے دین کی رسّی کو مضبوط پکڑ
رکھنا اور ایک دوسرے سے الگ نہ ہونا
اور اللہ کا یہ احسان یاد رکھو کہ تم ایک دوسرے
کے دشمن تھے۔ تو خدا نے تمہارے
دلوں میں الفت پیدا کی اور تم اس کے فضل
سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے
گڑھے میں دوزخ کے کنارے پر کھڑے
تھے۔ مگر خدا نے تم کو اس سے بچا لیا۔
اسی طرح اللہ تعالےٰ تمہارے لئے اپنے
احکام بیان کرتا ہے۔ تاکہ تم ہدایت پاؤ۔
حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ روحیں بڑے بھاری لشکر تھے۔ جو ایک جا
جمع تھے۔ تو جو روحیں اس وقت باہم شناسا
تھیں انہوں نے محبت و الفت اختیار کی
اور جو ناشناس تھیں ان میں بیگانگی پیدا ہوئی۔
حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے
کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
خدا تعالےٰ قیامت کے روز فرمائے گا
جو لوگ باہم محبت رکھتے تھے کہاں ہیں
مجھے اپنی بزرگی اور عظمت کی قسم ہے
آج میں انہیں اپنے سایہ میں جگہ دوں گا
آج میرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَبِیْ ذَرٍّ یَا اَبَا ذَرٍّ اَیُّ عُرَی الْاِیْمَانِ اَوْثَقُ قَالَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ الْمُوَالَاۃُ فِی اللّٰہِ وَالْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ

(مشکوٰۃ)

حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوذرؓ! تم جانتے ہو۔ کہ ایمان کا کونسا کڑا زیادہ مضبوط اور محکم ہے۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ خدا اور اُس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا صرف خدا کے لیے باہم دوستی کرنا اور صرف خدا ہی کے لئے دشمن بنانا۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا عَادَ الْمُسْلِمُ اَخَاہُ اَوْ زَارَہٗ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّاْتَ مِنَ الْجَنَّۃِ مَنْزِلًا۔

(ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی مسلمان اپنے بھائی کی بیمارپرسی یا ملاقات کے لئے جاتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تو خوش اور مبارک ہے اور تیرا چلنا بھی مبارک ہے۔ تو نے جنت میں اپنا گھر بنا لیا ہے۔

امانت داری

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا ۙ وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ نِعِمَّا یَعِظُکُمْ بِہٖ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ سَمِیْعًا بَصِیْرًا ۝

(النساء ۸ پارہ ۔ ۵)

بے شک اللہ تعالےٰ تمہیں اس بات کا حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں اُن کے حوالے کر دیا کرو۔ اور جب لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو۔ تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا کرو۔ اللہ جو تم کو نصیحت کرتا ہے وہ بہت اچھی ہے۔ بیشک اللہ تعالےٰ

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَلَّمَا خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا قَالَ لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهٗ.

(مشکوٰۃ)

خوب سُننے والا اور خوب دیکھنے والا ہے ؏

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بہت کم ایسا خطبہ سنایا جس میں یہ نہ فرمایا ہو، جو امانت دار نہیں اس کا ایمان نہیں اور جسے پاس عہد نہیں اس کا دین نہیں ؏

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰى وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ۔ (صحیحین)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی تین علامتیں ہیں، اگرچہ وہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور اپنے تئیں مسلمان سمجھے (۱) جب بات کہے جھوٹ بولے (۲) جب وعدہ کرے خلاف کرے، (۳) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے ؏

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ضُيِّعَتِ الْاَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ قِيْلَ وَكَيْفَ اِضَاعَتُهَا قَالَ اِذَا وُسِّدَ الْاَمْرُ اِلٰى غَيْرِ اَهْلِهٖ (بخاری)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امانت ضائع کی جانے لگے تو قیامت کا انتظار کرنا چاہیئے، کسی نے عرض کیا، اس کے ضائع کرنے کی صورت کیا ہے آپؐ نے فرمایا، جبکہ حکومت نالائق کو سپرد کی جائے ؏

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

أَدِّ الْأَمَانَةَ إِلَى مَنِ ائْتَمَنَكَ وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ۔ (ابوداؤد۔ ترمذی)

جو تیرے پاس امانت رکھے اس کی امانت ادا کر دے اور جس نے تیری خیانت کی تو اس کی خیانت نہ کر۔

ایفاء وعدہ (وعدہ پورا کرنا)

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمٰعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا۔ (مریم۔ ع ۴۔ پارہ ۱۶)

اور قرآن میں اسمٰعیلؑ کا مذکور بھی لوگوں سے بیان کرو۔ کہ وہ وعدے کے سچے اور ہمارے بھیجے ہوئے پیغمبر تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ أَبِي الْحَمْسَاءِ قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ يُبْعَثَ وَبَقِيَتْ لَهُ بَقِيَّةُ مَبِيعٍ فَوَعَدْتُّهُ أَنْ آتِيَهُ بِهَا فِي مَكَانِهِ فَنَسِيتُ فَذَكَرْتُ بَعْدَ ثَلَاثٍ فَإِذَا هُوَ فِي مَكَانِهِ فَقَالَ لَقَدْ شَقَقْتَ عَلَيَّ أَنَا هٰهُنَا مُنْذُ ثَلَاثٍ أَنْتَظِرُكَ۔ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن ابی الحمساءؓ کہتے ہیں۔ کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی بعثت کے زمانہ سے پہلے ایک چیز خریدی تھی۔ اور بیع کی کچھ قیمت میرے ذمے باقی رہ گئی تھی، میں نے آپ سے وعدہ کیا کہ باقی قیمت اسی جگہ لے آؤنگا مگر میں بھول گیا اور تین روز کے بعد یاد آیا تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ آپ اسی جگہ تشریف رکھتے ہیں، پس آپ نے فرمایا، تم نے مجھے سخت تکلیف دی، میں تین روز سے اسی جگہ انتظار کر رہا ہوں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُمَارِ أَخَاكَ وَلَا تُمَازِحْهُ وَلَا تَعِدْهُ مَوْعِدَةً فَتُخْلِفَهُ۔ (ترمذی)

حضرت ابن عباسؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، اپنے بھائی سے جھگڑا مت کرو، اور نہ اس سے ٹھٹھا کرو، اور نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ کرو۔ جس کو پورا نہ کر سکو۔

رذائلِ قوّتِ شہویہ

یعنی قوتِ شہوانیہ کی رذیلہ اور کمینہ خصلتیں

کبر و غرور

لَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًاۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ۝ (بنی اسرائیل ۴ پارہ ۱۵)

زمین پر اکڑ کر نہ چل، کیونکہ اس طرح نہ تو تُو زمین کو پھاڑ سکے گا، اور نہ پہاڑوں کی لمبائی کو پہنچ سکے گا۔

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًاؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝ (لقمان ع ۲ پارہ ۲۱)

اور لوگوں سے بے رُخی نہ کر اور نہ ہی زمین پہ اترا کر چل کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی اترانے والے شیخی خورے کو پسند نہیں کرتا۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ النَّارَ مَنْ كَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِیْمَانٍ وَلَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَحَدٌ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ كِبْرٍ۔ (مسلم)

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ دوزخ میں نہ جائے گا، اور جسکے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہ جائے گا۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ

عمروؓ بن شعیب سے اور وہ اپنے

عَنْ جَدِّہٖ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ حُشِرَ الْمُتَکَبِّرُوْنَ اَمْثَالَ الذَّرِّ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فِیْ صُوَرِ الرِّجَالِ یَغْشَاھُمُ الذُّلُّ مِنْ کُلِّ مَکَانٍ یُسَاقُوْنَ اِلٰی سِجْنٍ فِیْ جَھَنَّمَ یُسَمّٰی بُوْلَسَ تَعْلُوْھُمْ نَارُ الْاَنْیَارِ وَیُسْقَوْنَ مِنْ عُصَارَۃِ اَھْلِ النَّارِ طِیْنَۃَ الْخَبَالِ۔ (ترمذی)

باپؓ اور وہ اس کے دادےؓ سے روایت کرتے ہیں، کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، متکبر میدانِ حشر میں اس طرح لائے جائیں گے، جیسے چھوٹی چیونٹیاں ہوتی ہیں۔ آدمیوں کی صورت میں ان پہ ہر طرف سے ذلت چھائی ہوئی ہوگی، اور دوزخ کے قید خانے کی طرف ہانکے جائیں گے جس کا نام بُولس ہے، اُن پہ دوزخ کی آگ چڑھتی چلی آئے گی، اور دوزخیوں کے زخموں کا دُھوون یعنی لہو اور پیپ جو زخموں سے بہیگی، انہیں پلایا جائیگا۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ مُّنْجِیَاتٌ وَّثَلَاثٌ مُّھْلِکَاتٌ فَاَمَّا الْمُنْجِیَاتُ فَتَقْوَی اللّٰہِ فِی السِّرِّ وَالْعَلَانِیَۃِ وَالْقَوْلُ بِالْحَقِّ فِی الرِّضَا وَالسَّخَطِ وَالْقَصْدُ فِی الْغِنَاءِ وَالْفَقْرِ وَاَمَّا الْمُھْلِکَاتُ فَھَوًی مُّتَّبَعٌ وَّشُحٌّ مُّطَاعٌ وَّاِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِہٖ (مشکوٰۃ)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں نجات دینے والی ہیں اور تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں، لیکن نجات دینے والی پس خدا سے ڈرتا ہے، پوشیدہ اور ظاہر اور خوشی اور غصے دونوں حالتوں میں حق بات کہنا اور تونگری اور درویشی میں میانہ روی اختیار کرنا اور جو ہلاک کرنے والی ہیں اُن میں سے ایک خواہش نفسانی کا تابع ہونا دوسرے بُخل کی اطاعت کرنا تیسرے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَہٗ خُیَلَاءَ لَمْ یَنْظُرِ اللّٰہُ اِلَیْہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِزَارِیْ یَسْتَرْخِیْ اِلَّا اَنْ اَتَعَاھَدَہٗ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّکَ لَسْتَ مِمَّنْ یَفْعَلُہٗ خُیَلَاءَ۔

(ترمذی)

اپنے نفس سے خوش ہونا اور اُس پر اترانا ؛

حضرت ابن عمر رض سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو غرور کے باعث اپنے کپڑے کو دراز رکھے گا خدا قیامت کے دن اس کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا، حضرت ابوبکر رض نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا تہبند ڈھیلا ہو کر نیچے کھسک آتا ہے، مگر میں اپنی طرف سے ہر وقت اس کی خبرگیری کرتا رہتا ہوں، تو آنحضرت صلعم نے فرمایا تم اُن لوگوں سے نہیں جو تکبر کے باعث ایسا کرتے ہوں ؛

فخر

عَنْ عِیَاضِ ابْنِ حِمَارٍ رض الْمُجَاشِعِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَوْحٰی اِلَیَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰی لَا یَفْخَرَ اَحَدٌ عَلٰی اَحَدٍ وَلَا یَبْغِیْ اَحَدٌ عَلٰی اَحَدٍ (مسلم)

عیاض ابن حمار رض مجاشعی سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر وحی کی ہے کہ تم تواضع اور فروتنی اختیار کرو حتی کہ کوئی ایک دوسرے پر فخر نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر ظلم کرے ؛

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیَنْتَھِیَنَّ

حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو

اَقْوَامٌ یَفْتَخِرُوْنَ بِآبَائِهِمُ الَّذِیْنَ مَاتُوْا اِنَّمَا هُمْ فَحْمٌ مِنْ جَهَنَّمَ اَوْ لَیَكُوْنَنَّ اَهْوَنَ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الْجُعَلِ الَّذِیْ یُدَهْدِهُ الْخَرْءَ بِاَنْفِهٖ اِنَّ اللّٰهَ اَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّیَّةَ الْجَاهِلِیَّةِ وَفَخْرَهَا بِالْاٰبَاءِ اِنَّمَا هُوَ مُؤْمِنٌ تَقِیٌّ اَوْ فَاجِرٌ شَقِیٌّ اَلنَّاسُ كُلُّهُمْ بَنُوْ اٰدَمَ وَاٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ۔ (ابوداؤد و ترمذی)

لوگ اپنے مرے ہوئے آباؤ اجداد پر فخر کرتے ہیں انہیں اس بات سے باز رہنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ دوزخ کا کوئلہ بن گئے ہیں۔ اور یا وہ خدا کے نزدیک گبریلے سے بھی زیادہ ذلیل ٹھیر چکے جو پلیدی کو ناک سے اُلٹ پلٹ کرتا ہے، خدا نے جاہلیت کی نخوت اور آباؤ اجداد پر فخر کرنے کو دُور کر دیا ہے، خواہ مومن ہو خواہ بدبخت بدکار سب کے سب آدمؑ کی اولاد ہیں اور آدم علیہ السّلام مٹی سے بنائے گئے (تو پھر فخر کی کون سی بات ہے)؟

فخر کا باعث یا تو مال ہوا کرتا ہے یا جمال یا نسب یا مرتبہ تو غافل کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ مال ایک چیز ہے۔ جو آفات سے کسی وقت محفوظ نہیں، آج اس کے پاس ہے اور کل اُس کے پاس اس لیے جس چیز کو قیام نہیں وہ باعثِ فخر نہیں ہو سکتی اور جمال ایک ایسی چیز ہے جو تھوڑے سے عارضہ سے زائل اور متغیر ہو سکتا ہے۔ اس لئے اہلِ دانش و کمال کے نزدیک یہ بھی قابلِ فخر نہیں اور نسبی شرافت کا فخر اس کے آباؤ اجداد میں سے کسی ایک کے لئے ہو سکتا ہے۔ نہ کہ اس کے لیئے اور یہ بھی ممکن ہے۔ کہ جو فضیلت اس کے آباؤ اجداد کو حاصل تھی، اس میں کئی اور لوگ اُس سے بڑھے ہوئے ہوں۔ اور اگر تسلیم کر لیا جائے کہ وہ اُس میں سب سے فائق تھے، تو بھی ایک ذاتی اور نسبی فضیلت کی بہت سے فضائلِ صفاتی کے سامنے کیا حقیقت ہے حدیث میں آیا ہے۔ لَا تَاْتُوْنِیْ بِاَنْسَابِكُمْ فَاْتُوْنِیْ بِاَكْسَابِكُمْ (یعنی میرے پاس اپنے انساب نہ لاؤ بلکہ اپنے اعمال لاؤ) باقی رہ گیا مرتبہ تو وہ بھی ایک ایسی چیز ہے۔ جو ہر وقت معرضِ زوال اور تغیر میں ہے، خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اگر غور سے دیکھا

جاتے۔ تو فخر کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی ؛

انسان ضعیف البنیان کے لئے تکبر بھی ایک نہایت ہی بری بات ہے۔ اور متکبر کو غور کرنا چاہیئے۔ کہ جو شخص دو مرتبہ پیشاب کے راستے سے گزرا ہو۔ کس طرح تکبر کر سکتا ہے۔ حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ انسان کی ابتداء نطفۂ کثیف ہے اور انتہا مردۂ متعفن اور درمیانی حالت میں ہر وقت نجاست اٹھائے رہتا ہے۔ تو پھر تکبر کیسے کر سکتا ہے حدیث قدسی میں آیا ہے۔ اَلْکِبْرِیَاءُ رِدَائِیْ وَالْعَظْمَةُ اِزَارِیْ فَمَنْ نَازَعَنِیْ فِیْهِمَا اَدْخَلْتُهٗ نَارِیْ یعنی بزرگی میری چادر اور عظمت میرا تہبند ہے۔ پس جو شخص ان دونوں میں مجھ سے جھگڑتا ہے میں اسے دوزخ میں ڈالوں گا) اور درحقیقت اگر غور کیا جائے تو خدا کے سوا کسی کو تکبر زیبا نہیں کیونکہ سب اس کے محتاج ہیں۔ اور احتیاج اور تکبر میں منافات ہے ؛

دکھاوا اور شہرت

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا۔ (النساء ع ۲۱ پارہ ۵)

بے شک منافق لوگ خدا کو دھوکا دیتے ہیں، حالانکہ خدا ہی اُن کو دھوکا دے رہا ہے، اور جب نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں تو سست ہو کر کھڑے ہوتے ہیں اور لوگوں کو دکھاتے ہیں، دل سے اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر کچھ یوں ہی سا کفر اور ایمان کے درمیان مذبذب ہیں نہ ان کی طرف اور نہ اُن کی طرف اور جس کو خدا گمراہ کر دے تو اس کے لئے تم کوئی راستہ نہ پاؤ گے ؛

عَنْ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت جندب سے روایت ہے کہ

اللہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰہُ بِہٖ وَمَنْ یُّرَائِیْ یُرَائِی اللّٰہُ بِہٖ۔ (صحیحین)

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دکھاوے اور شہرت کیلئے کوئی نیک کام کرتا ہے۔ خدا قیامت کو اس کے عیب مشہور کرے گا۔ اور جو شخص دکھاوے کے لئے عمل کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ اسے ریاکاروں کی سزا دے گا ؎

دکھاوے اور شہرت کیلئے کام کرنے کی مذمت قرآن اور احادیث سے ثابت ہے اور یہ مرض بھی مسلمانوں میں روز افزوں ترقی کر رہا ہے۔ یہ اگر کسی قومی تحریک میں حصہ لیتے ہیں۔ تو شہرت کے لئے کوئی نیک کام کرتے ہیں۔ تو اس لئے کہ نام ہو۔ الغرض ان کا کوئی کام دکھاوے اور شہرت کی غرض سے خالی نہیں ہوتا۔ حالانکہ حدیث میں آیا ہے کہ اِنَّ یَسِیْرَ الرِّیَاءِ شِرْکٌ (ابن ماجہ) یعنی تھوڑا سا دکھاوا بھی شرک ہے۔ ایک حدیث میں یوں آیا ہے کہ جو شخص اپنے عمل لوگوں میں مشہور کرتا ہے۔ تو خدا اُسے مشہور تو کر دیتا ہے۔ لیکن دُنیا و آخرت میں حقیر اور بیقدر بھی کر دیتا ہے۔ ایک حدیث میں یوں آیا ہے۔ کہ پچھلے زمانہ میں بہت سے لوگ ایسے پیدا ہوں گے۔ جو دُنیا کو دینی عملوں سے طلب کریں گے۔ اور اس سے لوگوں کو دھوکہ میں ڈالیں گے۔ اظہار نرمی اور تواضع کے لئے بکریوں کی کھال پہنیں گے۔ اُن کی زبانیں شکر سے زیادہ شیریں ہوں گی۔ اور دل بھیڑیوں جیسے خدا فرماتا ہے۔ کیا یہ لوگ میری مہلت دینے سے مغرور ہو گئے ہیں یا وہ مجھ پر جرأت کرتے ہیں۔ مجھے اپنی قسم ہے۔ میں ان لوگوں پر ان ہی میں سے ایک فتنہ اُٹھا کھڑا کروں گا۔ جو بُردبار کو بھی حیران بنا دے گا۔ (ترمذی)

حرص و طمع یعنی لالچ

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَھْرَمُ ابْنُ اٰدَمَ وَیَشِبُّ فِیْہِ اثْنَانِ الْحِرْصُ عَلَی

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان بوڑھا ہوتا جاتا ہے اور دو چیزیں

الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلَى الْعُمُرِ (بخاری مسلم)

یعنی مال کی حرص اور عمر کی حرص اس میں زیادہ ہوتی جاتی ہے ۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغَى ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوبُ اللّٰهُ عَلَى مَنْ تَابَ۔ (بخاری مسلم)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ابن آدمؑ کے لئے مال کے بھرے ہوئے دو میدان بھی ہوں تو وہ تیسرے کی بھی خواہش کرے گا، اور انسان کے پیٹ کو تو قبر کی مٹی ہی بھرتی ہے اور جو شخص توبہ کرے خدا اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے ۔

عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ أَتْبَعَ هَوَاهَا وَتَمَنَّى عَلَى اللّٰهِ (ترمذی)

شداد بن اوسؓ سے روایت ہے. کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دانا آدمی وہ ہے. جو اپنے نفس کو تابع اور فرمانبردار رکھے، اور آخرت کے لئے عمل کرے اور عاجز وہ ہے. جو نفس کو اس کی خواہشات کا تابع بنائے اور پھر خدا کی خوشنودی کی تمنا بھی کرے ۔

حرص بڑی بُری بلا ہے حریص شخص ہر وقت مبتلائے مصیبت رہتا ہے اور باوجود مبتلائے مصیبت ہونے کے پھر بھی کامیاب نہیں ہوتا کہ اَلْحَرِيْصُ مَحْرُوْمٌ (عَزَّ مَنْ قَنَعَ وَذَلَّ مَنْ طَمَعَ) عزت قناعت میں ہے، اور ذلت لالچ میں ۔

حُبِّ دُنیا

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ

لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت خوشنما معلوم ہوتی ہے، یعنی عورتوں بیٹوں کی

اَلْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ (آل عمران ع ۲ پارہ ۳)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ مَلْعُوْنٌ مَا فِيْهَا اِلَّا ذِكْرُ اللّٰهِ وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمًا اَوْ مُتَعَلِّمًا (ترمذی)

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ مَا سَقٰى كَافِرًا مِنْهَا شَرْبَةَ مَاءٍ۔ (ترمذی)

عَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلدُّنْيَا دَارُ مَنْ لَّا دَارَ لَهٗ وَمَالُ مَنْ لَّا مَالَ لَهٗ وَلَهَا يَجْمَعُ مَنْ لَّا عَقْلَ لَهٗ

سونے اور چاندی کے ڈھیروں کی نشاندار گھوڑوں کی مواشی اور زراعت کی مگر یہ سب چیزیں دنیاوی زندگی کی ہیں اور انجام کار کی خوبی تو بس اللہ ہی کے پاس ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی بہشت۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا خدا کی رحمت سے دور ہے اور جو کچھ اس میں موجود ہے، وہ بھی خدا کی رحمت سے دور ہے۔ ہاں ذکر الٰہی اور جسے خدا دوست رکھتا ہے اور عالم یا متعلم اس سے مستثنےٰ ہیں۔

حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر دنیا خدا کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی وقعت رکھتی تو وہ کافر کو پانی کا ایک گھونٹ بھی پینے کو نہ دیتا۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دنیا اس شخص کا گھر ہے، جس کا کوئی گھر نہیں اور اس کا مال ہے، جس کے لئے کچھ مال

(مشکوٰۃ)

نہیں اور دُنیا کے واسطے وہی جمع کرتا ہے جس کو عقل نہیں ۔

دُنیا کی محبت دراصل کوئی بُری چیز نہیں ۔ بشرطیکہ خدا کی یاد سے غافل نہ کرے چونکہ ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں جو دُنیا کی محبت میں خدا کو یاد رکھیں اور دُنیا کی بے ثباتی ان کے پیش نظر رہے ۔ اس لئے قرآن اور احادیث میں حُبِ دُنیا کی مذمت کی گئی ہے مثلاً مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ہے ۔ ؎

چیست دُنیا از خدا غافل بُدن
نئے قماش و نقرہ و فرزند و زن

قرآن مجید کی بہت سی آیات میں دُنیا کی مدح مذکور ہے ۔ بلکہ دُنیا وی بہتری طلب کرنے کے لئے حکم دیا گیا ہے ارشاد ہوتا ہے کہ یوں دُعا مانگا کرو ۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ دُنیا کی مذمت کسی اور جہت سے ہے اور اس کی مدح کسی اور جہت سے ہے ۔

حسد (یعنی دوسرے کو دیکھ کر جلنا اور اس کے زوال نعمت کی خواہش کرنا)

عَنِ الزُّبَیْرِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَبَّ عَلَیْکُمْ دَاءُ الْاُمَمِ مِنْ قَبْلِکُمُ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ هِیَ الْحَالِقَةُ وَلَا اَقُوْلُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَلٰکِنْ تَحْلِقُ الدِّیْنَ

(ترمذی)

حضرت زبیرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلی اُمتوں کا مرض تمہاری طرف سرایت کرتا جاتا ہے اور وہ ایک تو حسد ہے اور دوسرے دشمنی اور ان میں سے ہر ایک مونڈنے والی ہے میں یہ نہیں کہتا کہ بالوں کو مونڈتی ہے بلکہ دین کو مونڈ دیتی ہے ۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِیَّاکُمْ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسد سے

وَالْحَسَدَ فَاِنَّ الْحَسَدَ يَاْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَاْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ (ابوداؤد)

بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ ایندھن کو کھا جاتی ہے ۔

عَنْ اَنَسٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَادَ الْفَقْرُ اَنْ يَّكُوْنَ كُفْرًا وَكَادَ الْحَسَدُ اَنْ يَّغْلِبَ الْقَدَرَ۔ (مشکوٰۃ)

حضرت انس رض سے روایت ہے، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قریب ہے کہ فقر کفر کی طرف منجر ہو، اور قریب ہے کہ حسد تقدیر الٰہی پر غالب آجائے ۔

حسد کے معنے یہ ہیں کہ غیر کی نعمت کے زوال کی خواہش کی جائے، خواہ خود اُس کے حاصل کرنے کی تمنا ہو یا نہ ہو، اور اس کا باعث یا تو قوتِ شہوی ہوتی ہے یا قوتِ غضبی، اور یہ ایک ایسا مرض ہے، جس سے بڑھ کر کوئی مرض نہیں کیونکہ حاسد دوسروں کی نعمت سے ملول ہوتا ہے، اور نعم الٰہی اہل دُنیا سے کبھی منقطع نہیں ہوتیں، اس لئے حاسد کا حُزن والم بھی کبھی منقطع نہیں ہوتا، اور سب سے بُرا حسد وہ ہے جو علماء میں ہوتا ہے۔ کیونکہ دُنیاوی نعمتوں میں یہ بات ہوسکتی ہے، کہ کوئی نعمت دوسرے شخص کو اس وقت تک حاصل نہ ہو، جب تک پہلے سے زائل نہ ہو۔ مگر علم میں یہ بات نہیں، کیونکہ وہ ایک ہی وقت میں مختلف لوگوں کو حاصل ہوسکتا ہے، اور خرچ کرنے سے اس میں زوال ونقصان نہیں ہوتا بلکہ اور اضافہ ہوتا ہے ۔

بخل (کنجوس پن)

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ط بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ط سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ

اور جن لوگوں کو خدا نے اپنے فضل سے مقدور دیا ہے اور وہ اس کو راہ خدا میں صرف کرنے سے بخل کرتے ہیں اور اس بخل کو اچھا سمجھتے ہیں تو وہ ان کے حق میں بدتر ہے، کیونکہ جس کا بخل کرتے

وَالْاَرْضِ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ
(آل عمران ع ۱۸ پارہ ۴)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلسَّخِیُّ قَرِيْبٌ مِّنَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْجَنَّةِ قَرِيْبٌ مِّنَ النَّاسِ بَعِيْدٌ مِّنَ النَّارِ وَالْبَخِيْلُ بَعِيْدٌ مِّنَ اللّٰهِ بَعِيْدٌ مِّنَ الْجَنَّةِ بَعِيْدٌ مِّنَ النَّاسِ قَرِيْبٌ مِّنَ النَّارِ وَالْجَاهِلُ سَخِیٌّ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ عَابِدٍ بَخِيْلٍ (ترمذی)

عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَصْلَتَانِ لَا يَجْتَمِعَانِ فِیْ مُؤْمِنٍ اَلْبُخْلُ وَسُوْءُ الْخُلُقِ ۔ (ترمذی)

عَنْ اَبِیْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ خَبٌّ وَّلَا بَخِيْلٌ وَّلَا مَنَّانٌ ۔ (ابوداؤد)

ہیں، عنقریب قیامت کے دن اس کا طوق بنا کر ان کے گلے میں پہنایا جائے گا۔ اور آسمان و زمین کا وارث اللہ ہی ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اس کو اچھی طرح جانتا ہے

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سخی اللہ سے قریب ہے جنت سے قریب ہے لوگوں سے قریب ہے اور دوزخ سے دور ہے اور بخیل اللہ سے دور ہے اور دوزخ کے قریب ہے اور سخی جاہل خدا کو بخیل عابد سے بہت پیارا ہے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخل اور بدخلقی دو خصلتیں ہیں جو مومن میں کبھی جمع نہیں ہوتیں۔

حضرت صدیق اکبرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دھوکا دینے والا اور بخیل اور احسان جتانے والا تینوں جنت میں داخل نہ ہوں گے۔

بخل ایک نہایت ہی برا عمل ہے اور قرآن و احادیث سے اس کی مذمت ثابت ہے کیا خوب کہا ہے ؂

بخیل ار بود زاہد بحر و بر   بہشتی نباشد بحکم خبر

حدیث میں آیا ہے، کہ صبح کو دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں، اور ان میں سے ایک

کہتا ہے۔ اے خدا خرچ کرنے والے کو زیادہ مال عطا کر۔ دوسرا کہتا ہے، اے خدا بخیل کو ہلاکت و بربادی عطا کر۔

بخیل ایک تو خداوند کریم کے عطا کردہ مال و علم کو اُس کے حکم کے برخلاف روک رکھتا ہے جو ایک طرح غصب ہے اور احسان فراموشی و ناحق شناسی ہے۔ اور دوسرے جب باوجود طاقت اور ہمدردی کے اپنے ابنائے جنس سے ہمدردی نہیں کرتا تو وہ سنگدل اور بے رحم ہے۔ تیسرے چونکہ دولت وغیرہ متاعِ دُنیا ڈھلتا سایہ ہے، اس کی بقاء کا کوئی بھروسہ نہیں، اس واسطے یہ چند روزہ مال کے گھمنڈ پر حقداروں کو محروم رکھ کر سب سے بددُعا لیتا اور ایک بُرا نمونہ قائم کرتا ہے۔

اسراف یعنی فضول خرچی

وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ۔ (انعام ع ۱۷۔ پارہ ۸)

لوگو اسراف نہ کرو، کیونکہ اسراف کرنے والوں کو خدا دوست نہیں رکھتا۔

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ۔ (اعراف ع ۳ پارہ ۸)

کھاؤ اور پیو، لیکن اسراف نہ کرو کیونکہ خدا اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۔ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝
(بنی اسرائیل ع ۳۔ پارہ ۱۵)

اور رشتہ دار اور غریب اور مسافر کو اس کا حق پہنچاتے رہو، اور فضول خرچی نہ کرو، کیونکہ فضول خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ہی ناشکرا ہے۔

اسلام ایک اعتدال پسند مذہب ہے، اور اپنے پیروؤں کو ہر امر میں اعتدال پر رہنے کی ہدایت کرتا ہے۔ اسی لئے جس طرح مسلمانوں کو بخل سے ممانعت کی ہے،

اسی طرح اسراف سے بھی لدا کا ہے. مگر باوجود اس کے یہ مرض دن بدن مسلمانوں میں بڑھ رہا ہے، اور شاید ہی ان کا کوئی متنفس اس مرض سے بچا ہو. اسراف کا ہونا دراصل تو دولت کے ہونے پر منحصر ہے. مگر مسلمان ہیں کہ عموماً مفلس ہیں اور پھر مسرف ہیں، اور حقیقت یہ ہے کہ ان کے اسراف کا اکثر حصہ بلکہ سارے کا سارا رسم و رواج کی پابندی اور نامشروع باتوں میں صرف ہوتا ہے، راہِ خدا میں بھی دیتے ہیں. تو ایسوں کو جو لینے کے اہل ہی نہیں اس لئے نہایت ضروری ہے کہ مسلمان اپنے کو اسراف سے بچا کر ایک اعتدال پسند قوم بن جائیں. جیسا کہ اسلام ان کو سکھاتا ہے۔

خیانت

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ ۚ وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ (آل عمران ۷، ۲ پارہ ۴)

اور پیغمبر کی شان سے بعید ہے، کہ خیانت کرے اور جو خیانت کا مرتکب ہوگا تو جو چیز خیانت کی ہے قیامت کے دن اس کو حاضر کرے گا، پھر جس نے جیسا کیا اس کو اُس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور کسی پر ظلم نہ ہوگا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝

(الانفال ع ۳ پارہ ۹)

اے مسلمانو! اللہ اور رسول کی خیانت نہ کرو، اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو اور تم جانتے ہو، کہ خیانت کا وبال کیا ہوتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَدِّ الْأَمَانَةَ إِلَىٰ مَنِ ائْتَمَنَكَ وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ۔ (صحیحین)

حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تیرے پاس امانت رکھے اُس کی امانت ادا کر دے، اور جو شخص تیری خیانت کرے

اُس سے خیانت نہ کر ؎

خیانت امانت کی ضد ہے۔ جو کچھ امانت کے متعلق لکھا گیا ہے، وہ خیانت کی بُرائی ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے ؎

بہتان

وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓـًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝

(النساء ع ۱۶ پارہ ۵)

اور جو شخص کسی گناہ یا خطا کا مرتکب ہو اور اپنے قصور کو کسی بے گناہ پر تھوپ دے۔ تو اُس نے بہتان اور صریح گناہ کو اُٹھایا ؎

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝

(الاحزاب ع ۷ پارہ ۲۲)

اور جو لوگ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بغیر اس کے کہ انہوں نے قصور کیا ہو ستاتے ہیں۔ تو وہ بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ برداشت کرتے ہیں ؎

بُہتان بھی ایک قسم کا جھوٹ ہے، مگر جھوٹ سے سخت تر اس لئے اس کی سزا بھی بہت سخت تجویز کی گئی ہے، اس لئے ضروری ہے کہ ہر ایک مسلمان اس سے بچنے کی کوشش کرے، اور اس کا مرتکب ہو کر قرآن و احادیث کے وعید کا مستوجب نہ بنے ؎

کتابُ الآداب

آدابُ العقیقہ

عَنْ اَبِىْ رَافِعٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابو رافع رضؓ کہتے ہیں کہ جب حضرت فاطمہ رضؓ نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو جنا

اَذَّنَ فِیْ اُذُنِ الْحَسَنِ ابْنِ عَلِیٍّ رض حِیْنَ وَلَدَتْہُ فَاطِمَۃُ رض بِالصَّلٰوۃِ۔ (ترمذی)

تو میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلعم نے اِن کے کان میں اذان دی جیسے نماز کی اذان دی جاتی ہے ۔

عَنِ الْحَسَنِ رض عَنْ سَمُرَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْغُلَامُ مُرْتَھَنٌ بِعَقِیْقَتِہٖ تُذْبَحُ عَنْہُ یَوْمَ السَّابِعِ وَیُحْلَقُ رَأْسُہٗ وَیُسَمّٰی۔ (ابوداؤد)

حضرت حسن بصری رض سمرہ رض سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بچہ اپنے عقیقہ کے عوض گروی رہتا ہے ۔ ساتویں روز اس کی طرف سے ذبح کیا جائے اور سر مونڈا جائے اور نام رکھا جائے ۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ عَقَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَسَنِ بِشَاۃٍ وَقَالَ یَا فَاطِمَۃُ احْلِقِیْ رَأْسَہٗ وَتَصَدَّقِیْ بِزِنَۃِ شَعْرِہٖ فِضَّۃً فَوَزَنَّاہُ فَکَانَ وَزْنُہٗ دِرْھَمًا اَوْ بَعْضَ دِرْھَمٍ (ترمذی)

محمد رح اپنے باپ حضرت علی رض ابن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں ۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن رض کی طرف سے ایک بکری عقیقے میں ذبح کی اور فرمایا اے فاطمہ رض اس بچے کا سر منڈا ڈالو۔ اور بالوں کے برابر چاندی تول کر خیرات کرو۔ پس ہم نے اُن کو تولا تو وہ درہم یا درہم سے کچھ کم نکلے ۔

حقوق العباد کے باب حقوق الاولاد کے ضمن میں ہم مسائل عقیقہ تفصیلاً لکھ آئے ہیں وہاں ملاحظہ کریں ۔

آداب التسمیہ (یعنی بعد پیدائش لڑکے یا لڑکی کا نام رکھنا)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ

حضرت عبداللہ ابن عمر رض کہتے ہیں ۔ کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا

اَسْمَائِکُمْ اِلَی اللّٰہِ عَبْدُ اللّٰہِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ (مسلم)

کے نزدیک تمہارے سب ناموں میں پیارا نام عبداللہ و عبدالرحمٰن ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَقْبَحُ الْاَسْمَاءِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ عِنْدَ اللّٰہِ اِسْمُ رَجُلٍ یُسَمّٰی مَلِکَ الْاَمْلَاکِ (بخاری)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک تمام ناموں سے بدترین نام اُس شخص کا ہے جو شاہنشاہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تُدْعَوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِاَسْمَائِکُمْ وَاَسْمَاءِ اٰبَائِکُمْ فَاَحْسِنُوْا اَسْمَائَکُمْ (ابوداؤد)

حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم قیامت کے دن اپنے اور اپنے باپ کے ناموں سے پکارے جاؤ گے اس لئے تم اپنے نام اچھے رکھا کرو۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اِنَّ بِنْتًا کَانَتْ لِعُمَرَ یُقَالُ لَھَا عَاصِیَۃُ فَسَمَّاھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَمِیْلَۃَ۔ (مشکوٰۃ)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ عمرؓ کی ایک لڑکی تھی جسے عاصیہ (یعنی نافرمان) کہا جاتا تھا۔ تو آنحضرت صلعم نے اس کا نام بدل کر جمیلہ رکھ دیا۔

سُنت یہ ہے کہ پیدا ہونے کے ساتویں دن بچے کا نام رکھے۔ اور یہ سات دن کی مدت اس لئے مقرر کی گئی کہ اس عرصے میں اچھا نام تجویز کرلے۔ شرعۃ الاسلام میں لکھا ہے کہ پیغمبروں کے نام رکھے اور سب سے بہتر نام یہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہے اور اس کے سوا جس نام میں لفظ عَبْد یا اَمَہ کی اضافت اللہ تعالےٰ کے کسی نام کی طرف ہو، جیسے عبدالشکور عبدالرحیم اور اَمۃ اللہ اور اَمۃ الکریم وغیرہ، ایک روایت میں یوں آیا ہے۔ خَیْرُ الْاَسْمَاءِ مَا حُمِّدَ وَمَا عُبِّدَ۔ یعنی بہتر نام وہ ہے، جو حمد اور عبد سے نکلا ہو۔ ابوداؤد میں وہبّ جشمی سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا، تَسَمَّوْا بِاَسْمَاءِ الْاَنْبِیَاءِ یعنی پیغمبروں کے نام پہ نام رکھا کرو۔ علامہ سیوطیؒ کی جامع صغیر میں ہے، کہ طبرانی نے عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ مَنْ وُلِدَ لَهٗ ثَلَاثَةُ اَوْلَادٍ فَلَمْ یُسَمِّ اَحَدَ هُمْ بِاِسْمِ مُحَمَّدٍ فَقَدْ جَهِلَ یعنی جس کے تین بچے ہوئے اور اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پہ ایک نام بھی نہ رکھا تو بیشک اس نے اُس کا ثواب نہ جانا، اکثر روایتوں میں آیا ہے کہ جس کا نام محمدؐ ہوگا آنحضرت صلعم اُس کی شفاعت کریں گے، اگرچہ شفاعت تمام خلقت کی ہوگی، مگر وجوہ شفاعت مختلف ہوں گے، چنانچہ ایک وجہ شفاعت حضور سرور عالم کریم ابن الکریم کا ہمنام ہونا بھی ہے ؛

آداب بیت الخلاء (یعنی قضاء حاجت کے طریقے)

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ لِغَائِطٍ اَوْ بَوْلٍ وَّاَنْ نَسْتَنْجِیَ بِالْیَمِیْنِ وَاَنْ نَسْتَنْجِیَ بِاَقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ اَحْجَارٍ وَّاَنْ نَسْتَنْجِیَ بِعَظْمٍ اَوْ رَوْثٍ۔ (مسلم)

حضرت سلمانؓ سے روایت ہے، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس بات سے منع فرمایا ہے، کہ قضائے حاجت یا پیشاب کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کریں اور اس بات سے بھی کہ دائیں ہاتھ سے استنجا کریں اور اس بات سے بھی کہ تین پتھروں سے کم کے ساتھ استنجا کریں، اور اس سے بھی کہ ہڈی یا مینگنی یا لید وغیرہ سے استنجا کریں ؛

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ (صحیحین)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پاخانے میں جاتے تو فرماتے۔ خداوندا میں مذکر اور مادہ جنوں کے شر سے تیری پناہ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ غُفْرَانَكَ ۔ (ترمذی)

مانگتا ہوں ۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب جائے حاجت سے فارغ ہو کر باہر آتے تو فرماتے غُفْرَانَكَ یعنی اے خدا میں تجھ سے بخشش چاہتا ہوں ۔

آدابُ البَوْل

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِي جُحْرٍ (ابوداؤد)

حضرت عبد اللہ بن سرجس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم میں سے کوئی شخص جانوروں کے بلوں میں پیشاب نہ کرے ۔

عَنْ اَبِي مُوْسٰى قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَاَرَادَ اَنْ يَبُوْلَ فَاَتٰى دَمِثًا فِي اَصْلِ جِدَارٍ فَبَالَ ثُمَّ قَالَ اِذَا اَرَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ يَبُوْلَ فَلْيَرْتَدْ لِبَوْلِهٖ ۔ (ابوداؤد)

حضرت ابو موسیٰ رضؓ سے روایت ہے کہ ایک دن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تھا، آپ نے پیشاب کرنا چاہا تو آپ ایک دیوار کی جڑ میں ہموار اور نرم زمین پر آئے اور پیشاب کیا پھر فرمایا ۔ جب تم میں سے کوئی شخص پیشاب کرنا چاہے تو پیشاب کے لئے نرم زمین تلاش کرے ۔

مذکورہ بالا دونقل حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے، کہ پیشاب کسی سوراخ میں نہ کرے تاکہ اندر سے کوئی موذی جانور نکل کر تکلیف نہ دے، نیز پیشاب کرنے کے لئے ایسی جگہ تلاش کرے، جہاں پر ہموار اور زمین نرم ہو، تاکہ چھینٹیں اڑ کر کپڑوں کو ناپاک نہ کریں ۔

بلا عذر کھڑے پیشاب کرنے کی سخت ممانعت ہے۔ اور اگر کسی عذر کے باعث کرنا ہی پڑے، تو اس میں بھی اس امر کا لحاظ رکھا جائے کہ کپڑے ناپاک نہ ہوں ٭

آداب الحمّام

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِيْ مُسْتَحَمِّهٖ ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيْهِ اَوْ يَتَوَضَّأُ فِيْهِ فَاِنَّ عَامَّةَ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ۔

(ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن معقل سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اپنے نہانے کی جگہ پیشاب نہ کرے پھر وہیں نہائے یا وضو کرے کیونکہ اس سے عام وسوسہ پیدا ہوتا ہے (اس سے غسل خانہ میں یا حمام میں پیشاب کرنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے) ٭

عَنِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَتُفْتَحُ لَكُمْ اَرْضُ الْعَجَمِ وَسَتَجِدُوْنَ فِيْهَا بُيُوْتًا يُقَالُ لَهَا الْحَمَّامَاتُ فَلَا يَدْخُلَنَّهَا الرِّجَالُ اِلَّا بِاِزَارٍ وَامْنَعُوْا مِنْهَا النِّسَاءَ اِلَّا مَرِيْضَةً اَوْ نُفَسَاءَ۔

(ابوداؤد)

حضرت ابن عمرو بن العاص رضی سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عنقریب تمہارے لئے ملک عجم فتح کیا جائے گا۔ اور تم وہاں کچھ ایسے مکانات پاؤ گے جن کو حمام کہا جاتا ہوگا، تو مردوں کو چاہیئے کہ وہاں بغیر تہمد باندھے نہ جائیں اور عورتوں کو وہاں جانے سے مطلقاً منع کرو۔ ہاں بیمار اور نفاس والی عورت کو اجازت ہے ٭

عَنْ جَابِرٍ رضی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ

حضرت جابرؓ سے روایت ہے، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُدْخِلُ الْحَمَّامَ بِغَيْرِ اِزَارٍ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُدْخِلُ حَلِيْلَتَهُ الْحَمَّامَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يَجْلِسُ عَلٰى مَائِدَةٍ يُدَارُ عَلَيْهَا الْخَمْرُ۔ (النسائی)

جو خدا اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اُسے چاہیئے کہ بغیر تہمد باندھے حمام میں نہ جائے، اور جو شخص خدا اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیئے۔ کہ اپنی بیوی کو بلا عذر حمام میں نہ جانے دے اور جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیئے کہ اُس دسترخوان پر کھانا کھانے کے لئے نہ بیٹھے جس پر شراب کا دَور چل رہا ہو +

آداب الغسل (یعنی نہانے کے طریقے)

عَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ سَتَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ۔ (نسائی)

اُمّ المومنین حضرت میمونہؓ فرماتی ہیں کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم غسل جنابت کرتے تو میں آپ کا پردہ کئے رہتی؛

عَنْ يَعْلٰى قَالَ رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَغْتَسِلُ بِالْبَرَازِ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَيِيٌّ سِتِّيْرٌ يُحِبُّ الْحَيَاءَ وَالتَّسَتُّرَ فَاِذَا اغْتَسَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَتِرْ۔ (ابوداؤد)

یعلیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کھلے میدان میں برہنہ غسل کرتے دیکھا، تو آپ منبر پر چڑھے اور خدا کی حمد وثناء کی اور فرمایا خدا تعالےٰ بڑا شرم والا اور بڑا پردہ پوش ہے، اور شرم اور پردہ پوشی کو دوست رکھتا ہے، تو جب تم میں سے کوئی غسل کرے تو پردہ کر لے +

حقوق اللہ کے باب الطہارت میں غسل کا حال تفصیل سے لکھا گیا ہے۔
اس کو اس کے ساتھ ملا کر پڑھو؛

آدابُ النفس

یعنی وہ طریقے جن کا ہر ایک شخص کو پابند ہونا چاہیئے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمًا
لِاَصْحَابِهٖ مَنْ یَّاْخُذُ هٰذِهِ الْکَلِمَاتِ
فَیَعْمَلُ بِهِنَّ اَوْ یُعَلِّمُ مَنْ یَّعْمَلُ
بِهِنَّ قُلْتُ اَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَخَذَ
بِیَدِیْ فَعَدَّ خَمْسًا قَالَ اتَّقِ الْمَحَارِمَ
تَکُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ وَارْضَ بِمَا قَسَمَ
اللّٰهُ لَکَ تَکُنْ اَغْنَی النَّاسِ وَاَحْسِنْ
اِلٰی جَارِکَ تَکُنْ مُؤْمِنًا وَاَحِبَّ
لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِکَ تَکُنْ
مُسْلِمًا وَلَا تُکْثِرِ الضَّحِکَ فَاِنَّ
کَثْرَةَ الضَّحِکِ تُمِیْتُ الْقَلْبَ۔

(ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے
کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن
اپنے صحابہ رضؓ سے فرمایا۔ کہ ان باتوں کو جن کا
میں ذکر کروں گا) کون شخص لے کر ان پر
عمل کرنے یا ان پر عمل کرنے والے کو
تعلیم دینے کے لئے تیار ہے۔ حضرت
ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں، میں نے عرض کیا یا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں۔ اس پر
آنحضرت صلعم نے میرا ہاتھ پکڑا اور پانچ
باتیں گنوائیں۔ فرمایا۔ خدا کی حرام کی ہوئی
باتوں سے بچ۔ کہ اس طرح سب لوگوں
سے زیادہ عبادت گزار ٹھہرے گا۔ خدا کے
دیئے ہوئے پر راضی ہو جا۔ تو سب لوگوں
سے دولت مند ہو جائے گا۔ اپنے ہمسایہ
سے سلوک کر کہ مومن کامل ہو جائے گا۔ لوگوں
کے لئے وہی بات پسند کر جو اپنے لئے
پسند کرتا ہے۔ کہ تو پورا مسلمان ہو جائے گا
زیادہ مت ہنسا کر کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو

مردہ بنا دیتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَنِیْ رَبِّیْ بِتِسْعٍ خَشْیَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی فِی السِّرِّ وَالْعَلَانِیَةِ وَکَلِمَةِ الْعَدْلِ فِی الْغَضَبِ وَالرِّضَاءِ وَالْقَصْدِ فِی الْفَقْرِ وَالْغِنَا وَاَنْ اَصِلَ مَنْ قَطَعَنِیْ وَاُعْطِیَ مَنْ حَرَمَنِیْ وَاَعْفُوَ عَمَّنْ ظَلَمَنِیْ وَاَنْ یَّکُوْنَ صَمْتِیْ فِکْرًا وَنُطْقِیْ ذِکْرًا وَنَظَرِیْ عِبْرَةً وَاٰمُرَ بِالْمَعْرُوْفِ۔

(تیسیر الوصول)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا تعالیٰ نے مجھے نو باتوں کا حکم دیا ہے ظاہر و باطن میں خدا سے ڈرنے کا خوشی اور ناخوشی کی حالت میں انصاف کی بات کہنے کا مفلسی اور تونگری میں میانہ روی اختیار کرنے کا اور جو شخص مجھ سے قطع تعلق کرے، اس کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کا اور جو شخص مجھے محروم رکھے اس کو دینے کا اور جو مجھ پر ظلم کرے اُس سے درگزر کرنے کا اور اس بات کا کہ خاموش رہوں تو ذکر کروں، بولوں تو یاد الٰہی کروں، دیکھوں تو نظر عبرت سے دیکھوں اور اچھی باتوں کا حکم کروں؛

عَنْ ثَوْبَانَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ وَهُوَ بَرِیْءٌ مِّنْ ثَلَاثٍ اَلْکِبْرِ وَالْغُلُوْلِ وَالدَّیْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ (موطا)

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایسی حالت میں مرے کہ تکبر اور خیانت اور قرض سے پاک ہو، وہ جنت میں داخل ہوگا۔

عَنْ حُذَیْفَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَنْبَغِیْ لِلْمُؤْمِنِ اَنْ یُّذِلَّ نَفْسَهٗ

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کو یہ زیبا نہیں کہ اپنے نفس کو ذلیل

قَالُوْا وَكَيْفَ يُذِلُّ نَفْسَهٗ قَالَ يَتَعَرَّضُ لِلْبَلَآءِ لِمَا يُطِيْقُ (ترمذی)

کرے، صحابہؓ نے عرض کیا۔ مومن اپنے نفس کو کس طرح ذلیل کرتا ہے۔ فرمایا ایسی مصیبت کا سامنا کرنے سے جس کے برداشت کی اس میں طاقت نہیں ؛

حقوق اللہ اور حقوق العباد میں ہم اس عنوان کے متعلق اکثر مطالب لکھ آئے ہیں اس کو بھی ان کے ساتھ ملا کر پڑھو ؛

آدابُ العِلمِ والتّعلُّمُ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهٗ اُلْجِمَ بِلِجَامٍ مِنَ النَّارِ۔ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس سے علم کی بابت پوچھا جائے۔ تو قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی لگام ڈالی جائے گی ؛

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضؓ اَنَّهٗ قَالَ لَا یَنْبَغِیْ مَنْ عِنْدَهٗ شَیْءٌ مِنَ الْعِلْمِ اَنْ یُّضَیِّعَ نَفْسَهٗ (بخاری)

حضرت عمر بن الخطابؓ نے فرمایا جس شخص کو تھوڑا سا بھی علم حاصل ہو، اُسے زیبا نہیں کہ اپنے نفس کو ضائع کر دے (یعنی مستحق علم کا فائدہ نہ پہنچائے) ؛

عَنْ عَلِیٍّ رضؓ قَالَ حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا یَعْرِفُوْنَ اَتُحِبُّوْنَ اَنْ یُّكَذَّبَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ۔ (بخاری)

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ لوگوں کا ایسے طریق سے حدیث سناؤ جوان کا متعارف طریق ہو کیا تمہیں یہ بات پسند آتی ہے کہ خدا اور اُس کا رسول جھٹلائے جائیں ؛

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضؓ اَنَّهٗ قَالَ مَا اَنْتَ بِمُحَدِّثٍ قَوْمًا حَدِیْثًا لَا یَبْلُغُهٗ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اپنے کسی شاگرد کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اگر تم

عُقُوْلُهُمْ اِلَّا كَانَ لِبَعْضِهِمْ فِتْنَةً

(مسلم)

کسی قوم کے سامنے ایسے طریق سے حدیث بیان کرو گے جس تک ان کی عقلیں نہ پہنچ سکیں تو ان میں سے بعض کے لئے موجب فتنہ ہوگا۔

حدیث میں جس علم کو چھپانے سے وعید بتلایا گیا ہے، اس سے مراد وہ علم ہے جس کی تعلیم لازم اور ضروری ہے، یعنی علم دین اور یہ بھی اس وقت جب کوئی دوسرا تعلیم دینے والا موجود نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ تعلیم دین کو فرض کفایہ کہا گیا ہے، فرض عین نہیں. کہ اس کی تعلیم سب پر فرض ہو۔

آداب المصحف (یعنی کلام مجید کے متعلق ہدایات)

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّسَافَرَ بِالْقُرْاٰنِ اِلٰى اَرْضِ الْعَدُوِّ.

(صحیحین)

وَفِىْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ لَا تُسَافِرُوْا بِالْقُرْاٰنِ فَاِنِّىْ لَا اٰمَنُ اَنْ يَّنَالَهُ الْعَدُوُّ.

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کے ملک میں قرآن مجید کو ساتھ لے جانے سے منع فرمایا (کہ مبادا بے ادبی کریں)

صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا، لوگو! قرآن کو ساتھ لیکر سفر نہ کرو۔ کیونکہ میں اس سے مطمئن نہیں (کہ دشمن اسے پالیں اور اس کی توہین کریں)۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِئْسَمَا لِاَحَدِكُمْ اَنْ يَّقُوْلَ نَسِيْتُ اٰيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ يَقُوْلُ نُسِّىَ وَاسْتَذْكِرُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ اَشَدُّ

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم میں برا وہ شخص ہے جو کہتا ہے میں فلاں آیت بھول گیا، بلکہ یوں کہے کہ بھلا دیا گیا، اور قرآن کو یاد رکھو، کیونکہ قرآن

تَفَصِّيًا مِنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ۔ (بخاری۔ مسلم)

چوپاؤں کے بھاگ جانے سے بھی زیادہ لوگوں کے سینوں سے نکل جانے والا ہے۔ یعنی قرآن کو پڑھتے نہ رہوگے تو وہ بھول جائے گا۔

قرآن مجید کی فضیلت کے لیئے اسی قدر کافی ہے کہ خداوند عالم خالقِ لوح و قلم کا کلام ہے، اور اس کی جس قدر تعظیم کی جائے بجا ہے۔ بے وضو اس کو ہاتھ نہ لگایا جائے کسی ایسی جگہ اس کو نہ لے جایا جائے جہاں اس کی بے ادبی ہونے کا خوف ہو۔ اور اسی وجہ سے حضورؐ نے غنیم کے ملک میں لے جانے سے منع فرمایا کہ ایسا نہ ہو دشمن اس کی بے ادبی کریں، اور یہ بھی فرمایا کہ کوئی آیت بھول جائے تو یہ نہ کہے کہ میں فلاں آیت بھول گیا۔ کیونکہ نسیان کو اپنی طرف نسبت کرنے سے ایک طرح کی بے ادبی ظاہر ہوتی ہے۔ الغرض افعال اور اقوال سے کوئی ایسی بات ظاہر نہیں ہونے دینی چاہیئے جس سے قرآن کی بے ادبی ظاہر ہو۔

آدابِ تلاوتِ قرآن کریم

عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُقَطِّعُ قِرَاءَتَهٗ یَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ثُمَّ یَقِفُ ثُمَّ یَقُوْلُ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ثُمَّ یَقِفُ ثُمَّ یَقُوْلُ مَالِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ (ترمذی)

ابن ابی ملیکہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حروف و کلمات کو الگ الگ پڑھتے تھے۔ مثلاً فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اور ذرا ٹھہر جاتے، پھر فرماتے الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور ٹھہر جاتے پھر فرماتے مَالِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ (اور اسی طرح آخر سورت تک پڑھتے)۔

عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ بِلُحُوْنِ الْعَرَبِ وَاَصْوَاتِھَا وَاِیَّاکُمْ وَلُحُوْنَ اَھْلِ الْعِشْقِ وَلُحُوْنَ اَھْلِ الْکِتَابَیْنِ وَسَیَجِیْئُ بَعْدِیْ قَوْمٌ یُرَجِّعُوْنَ بِالْقُرْاٰنِ تَرْجِیْعَ الْغِنَاءِ وَالنَّوْحِ لَا یُجَاوِزُ حَنَاجِرَھُمْ مَفْتُوْنَۃٌ قُلُوْبُھُمْ وَقُلُوْبُ الَّذِیْنَ یُعْجِبُھُمْ شَأْنُھُمْ (مشکوٰۃ)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن عرب کی اور لہجوں میں پڑھو۔ اور اہل عشق اور یہودیوں اور عیسائیوں کے لہجوں سے اپنے آپ کو دور رکھو، میرے بعد عنقریب ایک ایسی قوم آئے گی، جو قرآن پڑھنے میں اسی طرح گنگڑی کی آواز نکالیں گے جس طرح گانے اور رونے میں گنگڑی کی آواز نکالی جاتی ہے، قرآن مجید اُن کے گلوں سے تجاوز نہیں کرے گا اگلے دل اور ان لوگوں کے دل جن کو ان کا حال بھلا لگتا ہو گا، مبتلائے فتنہ ہوں گے۔

قرآن مجید کو باوضو قبلہ رُو ہو کر عجز و انکسار سے پڑھنا چاہیئے، اور یہ بھی ضروری ہے کہ آہستہ آہستہ ٹھہر کر پڑھے، اس کے معنوں میں غور کرے، جلد ختم کرنے کی فکر میں نہ رہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، جو شخص تین دن سے کم میں قرآن مجید ختم کرے گا، تو قرآن میں جو علم فقہ ہے وہ اسے حاصل نہ ہو گا، یہ بھی ضروری ہے کہ جس سے جسقدر ہو سکے خوش آوازی سے پڑھے، یہ صحیح احادیث میں وارد ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا جو شخص خوش آوازی سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے (دارمی) اگر جس کی آواز ہی اچھی نہ ہو وہ مجبور ہے وہ قرآن مجید ضرور پڑھے۔ مگر لوگوں کے سامنے بلند آواز سے کم پڑھے، کہ اس کی ہنسی نہ اُڑائیں اور اس کا پڑھنا حضرت سعدی علیہ الرحمتہ کے اس شعر کا مصداق نہ بنے ؎

گر تو قرآن بدیں نمط خوانی　　ببری رونقِ مسلمانی

جو شخص قرآن مجید کے معانی سمجھتا ہے اس کو قرآن مجید پڑھتے وقت اس کے معانی پر غور کرنا اور ہر مضمون کے موافق اپنے میں اثر ظاہر کرنا مسنون ہے، مثلاً جب کوئی ایسی آیت پڑھے کہ اللہ پاک کی رحمت کا ذکر ہو تو طلب رحمت کرے اور عذاب

کا ذکر ہو تو ثناء مانگے۔ مگر جبکہ خارج از نماز ہو یا نفلی نماز تنہا پڑھ رہا ہو۔ ختم قرآن مجید کے بعد دُعا مانگنا مستحب ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ کہ ہر ختم کے بعد دُعا مقبول ہوتی ہے۔ جب ایک مرتبہ قرآن مجید ختم کر چکے تو مسنون ہے کہ فوراً دوسرا ختم شروع کر دے۔ کیونکہ آنحضرت صلعم سے مروی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک نہایت محبوب ہے کہ جب قرآن مجید ایک مرتبہ ختم ہو جائے تو دوسرا شروع کر دیا جائے۔ اور اس دوسرے کو ھُمْ الْمُفْلِحُوْنَ تک پہنچا کر چھوڑ دے اس کے بعد دعا وغیرہ مانگے ؛

آداب الدُّعاء

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الدُّعَاءِ اَسْمَعُ قَالَ جَوْفَ اللَّیْلِ الْاٰخِرِ وَدُبُرَ الصَّلٰوٰتِ الْمَکْتُوْبَةِ۔ (ترمذی)

حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ کون سی دعا جلد قبول ہوتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا جو رات کے آخری حصے میں اور فرضی نمازوں کے بعد کی جائے ؛

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُرَدُّ الدُّعَاءُ بَیْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ قِیْلَ مَاذَا نَقُوْلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ سَلُوا اللّٰہَ تَعَالٰی الْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ

(ابوداود و ترمذی)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذان اور تکبیر کے درمیان کی دُعا رد نہیں کی جاتی۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ہم اس وقت کیا کہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی عافیت مانگو ؛

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّہٖ

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ سجدہ کی حالت میں اللہ تعالےٰ سے

وَهُوَ سَاجِدٌ فَاَكْثِرُوا الدُّعَاءَ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلُوا اللّٰهَ تَعَالٰى بِبُطُوْنِ اَكُفِّكُمْ وَلَا تَسْئَلُوْهُ بِظُهُوْرِهَا فَاِذَا فَرَغْتُمْ فَامْسَحُوْا بِهَا وُجُوْهَكُمْ (ابوداؤد)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ حَتّٰى رَاَيْتُ بَيَاضَ اِبْطَيْهِ (بخاری)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُدْعُوا اللّٰهَ وَاَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَةِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَجِيْبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ (ترمذی)

عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدُّعَاءُ مَوْقُوْفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا يَصْعَدُ حَتّٰى يُصَلّٰى عَلَيَّ فَلَا تَجْعَلُوْنِيْ كَغُمَرِ الرَّاكِبِ صَلُّوْا عَلَيَّ اَوَّلَ الدُّعَاءِ وَاَوْسَطَهٗ وَ

زیادہ قریب ہوتا ہے۔ اس لئے اس حالت میں بہت دعا کیا کرو ۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہتھیلیوں کو منہ کے سامنے رکھ کر خدا سے دعا مانگا کرو۔ ان کی پشت منہ کے سامنے نہ رکھو اور جب فارغ ہو جاؤ تو ہاتھوں کو اپنے منہ پر مل لیا کرو۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا میں یہاں تک ہاتھ اٹھائے کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سپیدی دیکھ لی ۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا سے دعا مانگو حالانکہ تم کو قبولیت کا یقین ہو۔ اور یہ جان لو۔ کہ خدا تعالےٰ اس دعا کو قبول نہیں کرتا۔ جو غافل اور بے پروا دل سے نکلتی ہے ۔

حضرت عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعا آسمان اور زمین کے درمیان ٹھہرا دی جاتی ہے۔ اور جب تک مجھ پر درود نہ پڑھا جائے اوپر نہیں چڑھتی۔ تو تم مجھے

وَآخِرَہٗ۔ (ترمذی)

سوا اس کے پیالے کی طرح بیکار نہ چھوڑ دو دعا سے پہلے اور دعا کے بیچ اور دعا کے آخر مجھ پہ درود پڑھ لیا کرو۔

عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَا لِاَحَدٍ بَدَاَ بِنَفْسِہٖ۔ (ترمذی)

حضرت اُبَیّ بن کعبؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب کسی کے لئے دُعا کرتے تو پہلے اپنے لئے دُعا کرتے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعْجِبُہٗ اَنْ یَّدْعُوَ ثَلَاثًا وَّیَسْتَغْفِرَ ثَلَاثًا (ابوداؤد)

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو پسند کرتے کہ تین دفعہ دعا کی جائے اور تین ہی دفعہ استغفار پڑھا جائے۔

دُعا کے متعلق ہم حقوق اللہ میں بہت کچھ لکھ آئے ہیں، اس باب کو اس کے ساتھ ملا کر پڑھیں۔

آدابِ قسم

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عُمَرَ یَحْلِفُ بِاَبِیْہِ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَنْھَاکُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَائِکُمْ فَمَنْ کَانَ حَالِفًا فَلْیَحْلِفْ بِاللّٰہِ تَعَالٰی اَوْ لِیَصْمُتْ (بخاری، مسلم)

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ کو اپنے باپ کی قسم کھاتے سُنا تو آپ نے فرمایا، خدا تعالیٰ تمہیں اپنے باپوں کی قسم کھانے سے منع فرماتا ہے جو شخص قسم کھانا چاہے تو وہ اللہ کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔

شفا خدا کے سوا کسی چیز کی قسم درست نہیں، کیونکہ قسم ہمیشہ عزیز ترین چیز کی کھائی

جاتی ہے، اور مومن کی شان سے یہ بات بعید ہے کہ خدا سے بڑھ کر اُسے کوئی چیز عزیز ہو لیکن اب چونکہ مسلمان اپنی کمزوری ایمان کے باعث خدا کے نام کی جھوٹی قسمیں کھا جاتے ہیں اور طلاق وغیرہ کی جھوٹی قسم نہیں کھاتے، یا کم کھاتے ہیں۔ اس واسطے عند الضرورت علماء احناف نے قسم بطلاق منکوحہ جائز قرار دیا ہے۔

آدابُ المساجد

عَنْ اَبِیْ اُسَیْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیَقُلِ اللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَاِذَا خَرَجَ فَلْیَقُلِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ۔ (مسلم)

حضرت ابو اُسیدؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں جائے تو کہے اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ[1] اور مسجد سے باہر آئے تو کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ[2]۔

عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیَرْکَعْ رَکْعَتَیْنِ قَبْلَ اَنْ یَّجْلِسَ۔ (البخاری مسلم)

حضرت ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھ لے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ تَنَاشُدِ الْاَشْعَارِ فِی الْمَسْجِدِ وَعَنِ الْبَیْعِ وَالْاِشْتِرَاءِ فِیْہِ وَاَنْ یَّتَحَلَّقَ النَّاسُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ

عمرو بن شعیبؓ اپنے باپ سے اور وہ اس کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں اشعار پڑھنے اور خرید و فروخت کرنے سے منع فرمایا اور اس بات سے بھی

---

[1] اے اللہ تعالیٰ تو میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے ۱۲۔

[2] اے اللہ تعالیٰ میں آپ کے حضور میں آپ کے فضل و کرم کی درخواست کرتا ہوں۔

قَبْلَ الصَّلٰوةِ فِي الْمَسْجِدِ (ابوداؤد)

کہ جمعہ کے دن لوگ نماز سے پہلے حلقہ باندھ کر بیٹھیں ؛

حقوق اللہ میں ہم اس کے متعلق بہت کچھ لکھ آئے ہیں۔ اس کو بھی اس کے ساتھ ملاکر پڑھیں ؛

آداب کعبہ

عَنْ اُسَامَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا دَخَلَ الْكَعْبَةَ دَعَا فِي نَوَاحِيْهِ كُلِّهَا وَلَمْ يُصَلِّ فِيْهِ حَتّٰى خَرَجَ فَلَمَّا خَرَجَ رَكَعَ فِي قِبَلِ الْبَيْتِ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ هٰذِهِ الْقِبْلَةُ۔

(مسلم)

حضرت اسامہؓ سے روایت ہے، کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب کعبے میں داخل ہوئے، تو اس کی سب طرفوں میں دُعا مانگی، مگر کعبے کے اندر نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ جب باہر تشریف لائے تو سمت کعبہ میں دو رکعتیں پڑھیں، پھر فرمایا کہ یہی قبلہ کی طرف ہے ؛

وَفِي اُخْرٰى لِلْبُخَارِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ وَفِيْهَا سِتَّةُ سَوَارِيَ فَقَامَ عِنْدَ كُلِّ سَارِيَةٍ فَدَعَا وَلَمْ يُصَلِّ وَعِنْدَ النَّسَائِيِّ دَخَلَ الْكَعْبَةَ وَسَبَّحَ فِي نَوَاحِيْهَا وَلَمْ يُصَلِّ حَتّٰى خَرَجَ۔

بخاری کی ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کعبے میں داخل ہوئے اور اس وقت کعبہ میں چھ ستون لگے ہوئے تھے، تو آپ نے ہر ستون کے پاس کھڑے ہو کر دُعا کی، اور نماز نہیں پڑھی۔ نسائی کی روایت میں ہے کہ حضورؐ کعبہ میں تشریف لے گئے اور اس کی تمام طرفوں میں تسبیح کہی اور نماز نہیں پڑھی۔ یہاں تک کہ باہر تشریف لے آئے ؛

آداب مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ ھٰذَا الْبَلَدَ حَرَّمَہُ اللّٰہُ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَھُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ وَاِنَّہٗ لَمْ یَحِلَّ الْقِتَالُ فِیْہِ لِاَحَدٍ قَبْلِیْ وَلَمْ یَحِلَّ لِیْ اِلَّا سَاعَۃً مِّنْ نَّھَارٍ فَھُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَۃِ اللّٰہِ اِلٰی یَوْمِ لَا یُعْضَدُ شَوْکُہٗ وَلَا یُنَفَّرُ صَیْدُہٗ وَلَا یُلْتَقَطُ لُقْطَتُہٗ اِلَّا مَنْ عَرَّفَھَا وَلَا یُخْتَلٰی خَلَاھَا فَقَالَ الْعَبَّاسُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِلَّا الْاِذْخَرَ فَاِنَّہٗ لِقَیْنِھِمْ وَلِبُیُوْتِھِمْ فَقَالَ اِلَّا الْاِذْخَرَ۔

(بخاری)

حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جس دن آسمان و زمین کو پیدا کیا، اسی دن سے اس شہر (مکہ) کو قابل تعظیم و تکریم ٹھہرادیا ہے، تو وہ خدا کی تعظیم کی وجہ سے قیامت تک قابل تعظیم رہے گا۔ مجھ سے پہلے کبھی کسی کے لئے اس میں کشت و خون کرنا حلال نہیں ہوا تھا، اور مجھے بھی صرف دن کی ایک ساعت (فتح مکہ کے) کے لئے حلال ہوا ہے، تو اب وہ خدا کی حرمت کی وجہ سے قیامت کے دن تک حرام رہے گا۔ اس کا کانٹا تک نہ توڑا جائے اور نہ اس کے شکار کو بھگایا اور نفرت دلائی جائے۔ اور نہ اس میں گراپڑا مال اٹھایا جائے، مگر اس شخص کو جائز ہے، جو اس کا اعلان کرتا پھرے۔ اور نہ اس کی گھاس اکھاڑی جائے، حضرت عباس رضؓ نے عرض کیا، کہ اذخر گھاس کو مستثنیٰ کر دیجئے، کیونکہ وہ لہاروں اور گھروں کے کام آتی ہے آپ نے فرمایا، ہاں ہیں اذخر کو مستثنیٰ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَحِلُّ لِاَحَدِکُمْ اَنْ یَّحْمِلَ بِمَکَّۃَ السِّلَاحَ (مسلم)

کرتا ہوں ۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے، کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ تم میں سے کسی شخص کو مکّے میں ہتھیار اٹھانا حلال نہیں ہے ۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ حَرَّمَ مَکَّۃَ فَجَعَلَھَا حَرَامًا وَاِنِّیْ حَرَّمْتُ الْمَدِیْنَۃَ حَرَامًا مَّا بَیْنَ مَازِمَیْھَا اَنْ لَّا یُھْرَاقَ فِیْھَا دَمٌ وَلَا یُحْمَلَ فِیْھَا سِلَاحٌ لِقِتَالٍ وَلَا یُخْبَطَ[1] فِیْھَا شَجَرَۃٌ اِلَّا لِعَلَفٍ۔ (مسلم)

حضرت ابوسعید نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، کہ آپ نے فرمایا۔ حضرت ابراہیمؑ نے مکہ کے حرام ہونے کی دُعا کی تو خدا نے مکہ کو حرام کر دیا اور میں نے مدینہ کے دونوں طرف کے سنگستانوں کی درمیانی مسافت کو حرام کر دیا ہے کہ وہاں نہ تو خون ریزی کی جائے اور نہ وہاں کشت و خون کے لئے ہتھیار اُٹھایا جائے ۔ اور نہ وہاں کے درخت کاٹے جائیں، لیکن چارہ کے لئے مضائقہ نہیں ۔

عَنْ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اُحَرِّمُ مَا بَیْنَ لَابَتَیِ الْمَدِیْنَۃِ اَنْ یُّقْطَعَ عِضَاھُھَا اَوْ یُقْتَلَ صَیْدُھَا وَقَالَ الْمَدِیْنَۃُ خَیْرٌ لَّھُمْ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ (مسلم)

حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں مدینے کی دونوں طرف کے سنگستان کی درمیانی مسافت کو حرام کرتا ہوں، کہ نہ تو وہاں کے درخت کاٹے جائیں، اور نہ وہاں شکار کیا جاوے ۔ اور فرمایا کہ

[1] خبط کے معنے ہیں، لکڑی سے درخت کے پتے جھاڑنا۔ (نامی)

مدینہ لوگوں کے لئے بہتر ہے، اگر وہ اس بات کو جانیں ؛

خانہ کعبہ کے ارد گرد جو احاطہ ہے، وہ مسجد الحرام کہلاتا ہے، مسجد الحرام کے ارد گرد چاروں طرف آبادی پھیلی ہوئی ہے، اسے حرم کہتے ہیں، حرم کی شناخت کے لئے ہر طرف حدود مقرر کر دی گئی ہیں، یعنی جہاں حدِ حرم ختم ہوتی ہے وہاں منارے نصب ہیں شمال مغرب میں ساڑھے تین کوس کے فاصلے پر تنعیم نام ایک مقام حدِ حرم ہے جدّے کی راہ میں سات کوس کے فاصلے پر حُدَیْبِیَہ حدِ حرم ہے، جنوب کی طرف ساڑھے دس کوس کے فاصلے پر موضع حُسینیہ حدِ حرم ہے، مشرق کی جانب عرفات کے متصل مسجد نمرہ حدِ حرم ہے، جو مکہ سے ساڑھے دس کوس کے فاصلے پر ہے، حرم کی حد کے اندر سب کو ان باتوں کی ممانعت ہے، جن کا ذکر اوپر کی احادیث میں آیا ہے ؛

صحیح بخاری اور مسلم وغیرہ میں جو مروی ہے، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ فلاں مقام سے فلاں مقام تک حرم ہے، اس کے درخت نہ کاٹے جائیں، اور نہ اس میں کوئی نئی بات کی جائے، جو شخص اس میں نئی بات کرے گا، اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت ہوگی، اس کی نسبت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ جس طرح مکہ کے لئے رسوم ہے، اسی طرح مدینہ منورہ کے لئے بھی حرم ہے لیکن امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک حرم نہیں، اور احادیث میں جو کچھ اس کی نسبت وارد ہوا ہے، وہ مدینہ منورہ کی عظمت کے اظہار کے لئے ہے اور وہاں ظلم و بدعت کا سد باب منظور ہے، اور اس کے دلائل کتب فقہ میں مذکور ہیں ؛

آداب حاکم و محکوم

عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حضرت ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو

يَقُولُ لَا يَقْضِيَنَّ حَكَمٌ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ۔ (صحیح بخاری مسلم)

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ بَعَثَنِی رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی الْیَمَنِ قَاضِیًا فَقُلْتُ یَا رَسُولَ اللّٰہِ تُرْسِلُنِی وَاَنَا حَدِیثُ السِّنِّ وَلَا عِلْمَ لِی بِالْقَضَاءِ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ سَیَھْدِی قَلْبَکَ وَیُثَبِّتُ لِسَانَکَ اِذَا تَقَاضَی اِلَیْکَ رَجُلَانِ فَلَا تَقْضِ لِلْاَوَّلِ حَتّٰی تَسْمَعَ کَلَامَ الْاٰخَرِ فَاِنَّہٗ اَحْرٰی اَنْ یَّتَبَیَّنَ لَکَ الْقَضَاءُ قَالَ فَمَا شَکَکْتُ فِی قَضَاءٍ بَعْدُ۔

(ترمذی)

عَنِ ابْنِ الزُّبَیْرِ قَالَ قَضٰی رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْخَصْمَیْنِ یُقْعَدَانِ بَیْنَ یَدَیِ الْحَاکِمِ۔ (ابوداؤد)

فرماتے سُنا، کہ کوئی حاکم دو شخصوں کے درمیان ایسی حالت میں فیصلہ نہ کرے جبکہ وہ غضب ناک ہو۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے حاکم بنا کر بھیج رہے ہیں، حالانکہ میں نو عمر آدمی ہوں، اور مجھے مقدمات کے فیصلے کا علم نہیں۔ آپؐ نے فرمایا خدا تعالیٰ تیرے دل کی راہنمائی کرے گا، اور تمہاری زبان کو ثابت رکھے گا، جب دو آدمی تمہارے سامنے مقدمہ پیش کریں، تو جب تک دوسرے کی بات نہ سُن لو پہلے کے لئے فیصلہ نہ کر دو۔ کیونکہ فیصلہ کی کیفیت ظاہر ہونے کے لئے یہ بات بہت لائق ہے (حضرت علی کہتے ہیں کہ) اس کے بعد مجھے فیصلے میں کبھی شبہ نہیں ہوا۔

حضرت ابن زبیرؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدعی اور مدعا علیہ دونوں کو حاکم کے سامنے بٹھلایا جائے۔

آداب خط و کتابت

عَنِ ابْنِ الْعَلَاءِ الْحَضْرَمِيِّ اَنَّ الْعَلَاءَ الْحَضْرَمِيَّ كَانَ عَامِلَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَكَانَ اِذَا كَتَبَ اِلَيْهِ بَدَاءَ بِنَفْسِهٖ - (ابوداؤد)

حضرت علاء حضرمی کے بیٹے سے روایت ہے کہ علاء حضرمی رضی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک صوبہ کے حاکم تھے۔ تو وہ جب کبھی آنحضرت صلعم کو خط تحریر کرتے تو خط کو اپنے نفس سے شروع کرتے ۔

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا كَتَبَ اَحَدُكُمْ كِتَابًا فَلْيُتَرِّبْهُ فَاِنَّهٗ اَنْجَحُ لِلْحَاجَةِ -

(ترمذی)

حضرت جابر رض سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی خط لکھے تو اس پر مٹی چھڑک دے۔ کیونکہ یہ حاجت لانے میں بہت بڑا اثر رکھتا ہے ۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ يَدَيْهِ كَاتِبٌ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ ضَعِ الْقَلَمَ عَلٰى اُذُنِكَ فَاِنَّهٗ اَذْكَرُ لِلْمَالِ -

(ترمذی)

زید بن ثابت رض سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو دیکھا کہ آپ کے سامنے کاتب بیٹھا ہے، اور میں نے سنا کہ آنحضرت صلعم اس سے فرماتے ہیں، کہ قلم کو اپنے کان پر رکھ لیا کرو۔ کیونکہ وہ عاقبت کو خوب یاد دلاتا ہے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خط تحریر کرنے کا یہ طریق تھا۔ کہ پہلے آپ اپنا نام لکھتے اور بعد ازاں مکتوب الیہ کا۔ اس کے بعد اگر مکتوب الیہ مسلمان ہوتا، تو السلام علیکم ورحمۃ اللہ تحریر فرماتے۔ ورنہ اس کی جگہ سلام علی من اتبع الھدیٰ تحریر فرماتے۔ بعد ازاں اپنا مطلب

نہایت صاف اور کھلے الفاظ میں تحریر کرتے، اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بھی یہی طریقہ تھا، اور قرون اولیٰ کے مسلمان بھی اسی پر قائم تھے، مگر جب سے عجمیوں کے ساتھ مسلمانوں کا میل وملاپ ہوا، اس وقت سے نبوی اور نیچرل طریقہ بالکل بدل گیا، اور اس کی بجائے القاب وآداب وتسلیمات اور اشتیاق ملاقات کے اظہار کے لئے نہایت مبالغہ آمیز اور رسمی الفاظ استعمال ہونے لگے، اور انہوں نے یہاں تک طول کھینچا کہ صفحے کا صفحہ ان میں صرف ہونے لگا، اور اظہار مطلب جو خط کی اصلی غرض ہوتی ہے بالکل فوت ہو گئی، اس سے معلوم ہو گیا کہ ہمارے زمانہ میں خط وکتابت کا جو طریقہ مروج ہے وہ اسلامی طریقہ کے بالکل برخلاف اور قابل اصلاح ہے۔

آداب ملاقات

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ اِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ اَنْ يَتَفَرَّقَا

(ترمذی)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب دو مسلمان ایک دوسرے سے ملتے، اور پھر مصافحہ کرتے ہیں، تو ایک دوسرے سے علیحدہ ہونے سے پہلے ان کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَلرَّجُلُ مِنَّا يَلْقٰى اَخَاهُ اَوْ صَدِيْقَهٗ اَيَنْحَنِيْ لَهٗ قَالَ لَا قَالَ اَفَيَلْتَزِمُهٗ وَيُقَبِّلُهٗ قَالَ لَا قَالَ فَيَاْخُذُهٗ بِيَدِهٖ وَيُصَافِحُهٗ قَالَ نَعَمْ۔

(ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی یا اپنے دوست سے ملے، تو کیا اس کے آگے جھک جائے، آپ نے فرمایا، نہیں اس نے عرض کیا کہ اس کو گلے لگائے اور اس کے ہاتھ چومے، فرمایا نہیں ......

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس نے عرض کیا کہ آیا اس کا ہاتھ پکڑے اور مصافحہ کرے فرمایا ہاں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَدِمَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ الْمَدِيْنَةَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِيْ فَأَتَاهُ فَقَرَعَ الْبَابَ فَقَامَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرْيَانًا يَجُرُّ ثَوْبَهُ وَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُهُ عُرْيَانًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ فَاعْتَنَقَهُ وَقَبَّلَهُ۔ (ترمذی)

حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے۔ کہ زید بن حارثہ مدینہ آئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف رکھتے تھے۔ تو انہوں نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا تو آنحضرت صلعم فرط شوق سے ان کے ملنے کے لئے برہنہ یعنی بے چادر اوڑھے کھڑے ہو گئے۔ اور آپ اپنی چادر سنبھالتے جاتے تھے۔ حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں، خدا کی قسم میں نے نہ تو اس سے پہلے ہی کبھی آپ کو برہنہ یعنی بغیر چادر اوڑھے دیکھا تھا، اور نہ اس کے بعد ہی دیکھا۔ پس آپ نے ان کو گلے لگایا اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیا۔

عَنْ زَارِعٍ وَكَانَ فِيْ وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ مِنْ رَوَاحِلِنَا فَنُقَبِّلُ يَدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَهُ۔ (ابوداؤد)

حضرت زارع رضؓ سے روایت ہے جو عبدالقیس کے ایلچیوں میں سے تھے۔ کہ جب ہم لوگ مدینہ میں آئے تو اپنی سواریوں سے جلد علیحدہ ہو کر آنحضرت صلعم کی خدمت میں دوڑے اور آپ کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دینے لگے۔

احادیث مذکورہ بالا سے معلوم ہوتا ہے، کہ عام طور پر جب دو مسلمان آپس میں ملیں تو السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہیں اور مصافحہ کریں، اور جب کوئی سفر سے آئے، تو اس سے معانقہ بھی کریں۔ آخری حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بزرگان دین کے ہاتھ پاؤں چومنے جائز ہیں۔

آداب السلام

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا۔

(النساء ع ۱۱۔ پارہ ۵)

اور جب تم کو کسی طرح پر سلام کیا جائے تو تم اس سے بہتر سلام کرو۔ یا ویسا ہی جواب دو۔ بیشک اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَجُلًا سَئَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ۔

(بخاری، مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے، کہ ایک شخص نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، کہ اسلام کے آداب میں سے کونسا ادب بہتر ہے۔ فرمایا کھانا کھلانا اور ہر ایک واقف و ناواقف کو سلام کرنا۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ۔

(بخاری، مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوار پیدل کو سلام کرے، اور پیدل بیٹھے ہوئے کو، اور تھوڑے آدمی بہت آدمیوں کو۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰى غِلْمَانٍ

حضرت انسؓ کہتے ہیں، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر لڑکوں پر ہوا۔

فَسَلَّمَ عَلَیْھِمْ (بخاری مسلم)

تو آپ نے انہیں سلام کیا۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاللّٰہِ مَنْ بَدَأَ بِالسَّلَامِ۔

حضرت ابو امامہؓ کہتے ہیں، کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا، خدا کا سب سے زیادہ مقرب وہ شخص ہے، جو سلام کرنے میں سبقت کرے۔

اسلام نے سلام علیک کا جو طریقہ مقرر کیا ہے۔ وہ تمام مذاہب کے سلام سے بہتر اور عمدہ ہے، اور اس میں دعائیہ الفاظ ہیں اور دعائیہ الفاظ بھی کیسے جو تمام اعمال کا اصل اصول ہیں۔ یعنی سلامتی اور رحمت خدا کہ جب تک یہ دونوں نہ ہوں، کوئی دینی اور دنیاوی کام ہو ہی نہیں سکتا۔ حدیث میں ہاتھ اور انگلیوں سے سلام کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے، کہ حضور نے فرمایا جو شخص مسلمانوں کے سوا دوسری قوموں کے ساتھ مشابہت پیدا کرے وہ ہمارے طریقے پر نہیں، پھر آپ نے فرمایا کہ یہودیوں اور نصرانیوں کے ساتھ مشابہت پیدا نہ کرو۔ کیونکہ یہودی انگلیوں کے اشارے سے سلام کرتے ہیں اور نصاریٰ ہتھیلیوں کے اشارے سے ایک حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ صرف السلام علیکم کہنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں، اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنے سے بتیس اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ومغفرتہٗ کہنے سے چالیس۔ ایک اور حدیث میں ارشاد ہوتا ہے، کہ جب تک تم ایک دوسرے کے دوست نہ بن جاؤ، پورے ایمان دار نہ بنو گے، اور میں تمہیں ایک دوسرے سے دوستی پیدا کرنے کا طریقہ بتلا دیتا ہوں، اور وہ یہ کہ آپس میں سلام کا رواج دو۔ ان سب حدیثوں سے یہ بات معلوم ہوتی ہے، کہ میل و ملاپ کا سب سے بہتر طریقہ سلام کرنا ہے۔ مگر افسوس کہ مسلمان اس سے سخت غافل ہو رہے ہیں۔

آداب الصحبۃ

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْھُمْ

اے مسلمانو! نہ تو مرد مردوں پر ہنسیں کیونکہ عجب نہیں، کہ وہ خدا کے نزدیک

وَلَا نِسَاءٌ مِّنْ نِّسَاءٍ عَسٰى اَنْ يَّكُنَّ
خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْا اَنْفُسَكُمْ
وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الْاِسْمُ
الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۡ اِنَّ
بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا
يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ
اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا
فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝ (الحجرات ع ۲ پارہ ۲۶)

اُن سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں
پر ہنسیں، عجب نہیں کہ وہ اُن سے بہتر
ہوں، اور آپس میں ایک دوسرے کو
طعنہ نہ دو، اور نہ ایک دوسرے کے
نام دھرو، ایمان لانے کے بعد بدکاری
بہت بُری ہے، اور جو ان حرکات سے
باز نہ آئیں، تو وہی ظالم ہیں، اے مسلمانو!
بہت شک کرنے سے بچتے رہو، کیونکہ
بعض شک گناہ ہیں، اور ایک دوسرے
کی ٹٹول میں نہ رہا کرو، اور ایک دوسرے
کو پیٹھ پیچھے بُرا بھی نہ کہا کرو، کیا تم میں
سے کوئی یہ گوارا کرتا ہے کہ مرے ہوئے بھائی
کا گوشت کھائے، یہ تم کو گوارا نہیں، تو
غیبت بھی نہ کرو، اور اللہ سے ڈرتے
رہو، بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا
مہربان ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ
اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ
الْحَدِيْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا
وَلَا تَنَافَسُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا
وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا
اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يَخْذِ

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے
کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اپنے آپ کو گمان بد سے بچاؤ، کیونکہ شک
کرنا بڑی جھوٹی بات ہے، اور ایک
دوسرے کے حالات کی ٹٹول اور باتوں
کی تفتیش میں نہ رہا کرو، اور نہ ایک دوسرے
کی ریس کرو، نہ باہم حسد کرو، اور نہ بغض و

لَهٗ وَلَا يَحْقِرُهٗ بِحَسْبِ امْرِءٍ مِّنَ
الشَّرِّ اَنْ يَّحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ
عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ مَالُهٗ وَدَمُهٗ وَ
عِرْضُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِ
كُمْ وَاَجْسَادِكُمْ وَلٰكِنْ يَّنْظُرُ اِلٰى
قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ هٰهُنَا التَّقْوٰى
هٰهُنَا التَّقْوٰى وَيُشِيْرُ اِلٰى
صَدْرِهٖ اَلَا لَا يَبِيْعُ بَعْضُكُمْ عَلٰى
بَيْعِ بَعْضٍ وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا
وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ
فَوْقَ ثَلَاثٍ۔ (مسلم)

عداوت رکھو اور نہ ترک ملاقات کرو۔ اللہ اے خدا کے بندو، سب آپس میں بھائی بھائی ہو جاؤ۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ تو چاہیئے کہ ایک دوسرے پر ظلم نہ کرے۔ اور نہ اس کی حمایت اور مدد سے کنارہ کشی کرے۔ نہ اُسے حقیر جانے۔ انسان کے لئے یہی بُرائی کافی ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کو حقیر جانے ہر ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کا مال اور خون اور آبرو سب کے سب حرام ہیں۔ خدا تمہاری صورتوں اور جسموں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے۔ تو آپ نے اپنے سینہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ تقویٰ اس جگہ ہے تقویٰ اس جگہ ہے۔ خبردار ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی خرید و فروخت نہ کرے۔ اور خدا کے بندو سب بھائی بھائی ہو جاؤ۔ کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ ترک ملاقات رکھے ۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ رَدُّ

ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کے پانچ

السَّلَامِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَازَةِ وَاِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَ تَشْمِيْتُ الْعَاطِسِ۔ (بخاری)

حق میں، سلام کا جواب دینا، مریض کی بیمار پرسی کرنا، جنازے کے ساتھ چلنا، دعوت قبول کرنا۔ چھینکنے والے کو جواب دینا (یعنی) اس کے الحمد للہ کہنے پر یرحمک اللہ کہنا)

آداب المجلس

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِیْلَ لَکُمْ تَفَسَّحُوْا فِی الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا یَفْسَحِ اللّٰهُ لَکُمْ وَاِذَا قِیْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا (المجادلہ ع ۲ پارہ ۲۸)

اے مسلمانو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں کھل کر بیٹھو، تو کھل کر بیٹھا کرو، خدا بہشت میں تمہیں بافراغت جگہ دے گا اور جب تم سے کہا جائے۔ کہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہو، تو اٹھ کھڑے ہوا کرو۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یُقِیْمَنَّ اَحَدُکُمْ رَجُلًا مِنْ مَجْلِسِهٖ ثُمَّ یَجْلِسُ فِیْهِ وَلٰکِنْ تَفَسَّحُوْا وَتَوَسَّعُوْا یَفْسَحِ اللّٰهُ لَکُمْ۔ (بخاری مسلم)

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی شخص دوسرے کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود نہ بیٹھے لیکن کھل کر بیٹھو اور جگہ فراخ کر دو، خدا تم کو بافراغت جگہ دے گا۔

عن وهبؓ بن حذیفة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا خرج الرَّجُلُ لِحَاجَتِهٖ ثُمَّ عَادَ فَهُوَ اَحَقُّ بِمَجْلِسِهٖ۔ (ترمذی)

حضرت وہبؓ بن حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب کوئی شخص اپنی ضرورت کے لئے باہر جائے تو جب وہ واپس آئے تو اپنی جگہ کا زیادہ مستحق ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كُنَّا إِذَا اَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ اَحَدُنَا حَيْثُ يَنْتَهِيْ۔ (ابوداؤد)

حضرت جابرؓ بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آتے تھے تو ہم میں سے ہر ایک شخص جہاں جگہ پاتا تھا وہیں بیٹھ جاتا تھا ؂

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ يَّجْلِسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ اِلَّا بِاِذْنِهِمَا۔ (مشکوٰۃ)

حضرت عمروؓ بن شعیبؒ اپنے باپؒ سے اور وہ اپنے داداؓ سے روایت کرتے ہیں، کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا، کسی کو جائز نہیں کہ دو آدمیوں کے درمیان اُن کی بلا اجازت بیٹھے۔ ہاں ان کے اذن سے ہو تو جائز ہے ؂

عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اتَّخَذَ جِسْرًا اِلٰى جَهَنَّمَ۔ (ترمذی)

حضرت معاذ بن انسؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص جمعہ کے روز لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا جائے، تو جہنم کے راستے کی طرف اس کا پل بنایا جائیگا ؂

آداب الجلوس (یعنی بیٹھنے کے طریقے)

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّى الْفَجْرَ تَرَبَّعَ فِيْ مَجْلِسِهٖ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَسْنَاءَ۔ (ابوداؤد)

حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی، کہ جب فجر کی نماز پڑھ چکتے تو جب تک سورج اچھی طرح روشن نہ ہو لیتا آپ اُسی جگہ چار زانو بیٹھے رہتے ؂

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ مُحْتَبِيًا (بخاری)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو صحن کعبہ میں بوضع احتباء[1] بیٹھے ہوئے دیکھا۔

آداب الجلوس کے ذیل ہم نے صرف دو حدیثوں پر اکتفا کی ہے ان کے علاوہ اور بھی کئی حدیثیں ہیں جن سے آنحضرت صلعم کے بیٹھنے کی ہیئت معلوم ہوتی ہے۔ مگر ان سب میں شرم و حیا کے علاوہ کوئی نئی بات نہیں۔ آداب الجلوس کے متعلق صرف اتنا یاد رکھنا کافی ہے کہ جب بیٹھے شرم و حیا کو ملحوظ رکھتا ہوا بیٹھے اور ایسی ہیئت کبھی اختیار نہ کرے جس سے تکبر اور غرور ظاہر ہو۔

قیامِ تعظیم (یعنی کسی کی تعظیم کو اٹھنا)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئًا عَلٰى عَصًا فَقُمْنَا لَهٗ فَقَالَ لَا تَقُوْمُوْا كَمَا يَقُوْمُ الْاَعَاجِمُ يُعَظِّمُ بَعْضُهَا بَعْضًا۔ (ابوداؤد)

حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم لاٹھی ٹیکے ہوئے باہر تشریف لائے تو ہم آپ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ تو آپ نے فرمایا جس طرح عجمی لوگ ایک دوسرے کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جایا کرتے ہیں تم اسی طرح نہ کھڑے ہوا کرو۔

عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّأْ

حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص اس بات سے خوش ہوتا ہو۔ کہ لوگ

[1] احتباء اس طرح کے بیٹھنے کو کہتے ہیں، کہ آدمی دونوں زانوؤں کو کھڑا کر کے تلوؤں کو زمین پر ٹکا کر بیٹھے اور دونوں ہاتھوں یا کپڑے سے پنڈلیوں کا حلقہ کر لے۔ ۱۲

مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔ (ترمذی)

اُس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جایا کریں تو اُسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنانا چاہیئے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ بَنُوْ قُرَیْظَۃَ عَلٰی حُکْمِ سَعْدٍ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَ قَرِیْبًا مِّنْہُ فَجَاءَ عَلٰی حِمَارٍ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِلْاَنْصَارِ قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ۔ (صحیحین)

حضرت ابو سعید خدری رضؓ سے روایت ہے کہ جب بنو قریظہ حضرت سعد بن معاذ کے حکم پر قلعے سے نیچے اُتر آئے، تو آنحضرت نے سعدؓ کو بلانے کے لئے کسی کو بھیجا۔ اور سعد رضؓ آنحضرت صلعم کے قریب ہی فروکش تھے، وہ گدھے پر سوار ہو کر آئے اور جب مسجد کے قریب پہنچے تو آنحضرت صلعم نے انصار کو فرمایا کہ اپنے سردار کی طرف اُٹھو۔

قیامِ تعظیم سے مراد وہ قیام ہے، جو مجلس میں آنے والے کے لیئے کیا جاتا ہے، کہ جب کوئی بڑا آدمی آتا ہے تو اہلِ مجلس اس کے لئے تعظیماً کھڑے ہو جاتے ہیں، شیخ عبدالحق صاحبؒ محدث دہلوی مشکوٰۃ کی شرح اشعۃ اللمعات میں تحریر فرماتے ہیں، کہ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ کھڑا ہونا سنت ہے، اور ان کی دلیل ابو سعید خدری کی حدیث ہے، اور بعض علماء کہتے ہیں کہ مکروہ اور بدعت ہے، کیونکہ آنحضرت صلعم نے صحابہ کو کھڑا ہونے سے منع فرمایا، غرضیکہ اس باب میں دونوں طرح کی حدیثیں آئی ہیں اور دونوں معمول بہا ہیں۔ یعنی حسبِ موقع اور محل دونوں پر عمل درست ہے۔

آداب النوم (یعنی سونے کے طریقے)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مُّضْطَجِعًا عَلٰی بَطْنِہٖ فَقَالَ اِنَّ

حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو پیٹ کے بل لیٹے ہوئے

هٰذِهٖ ضِجْعَةٌ لَا يُحِبُّهَا۔ (ترمذی)

دیکھا، تو آپ نے فرمایا، یہ لیٹنے کی ایسی ہیئت ہے جس کو خدا دوست نہیں رکھتا۔

عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ مُسْتَلْقِيًا وَاضِعًا اِحْدٰى قَدَمَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى (صحیحین)

حضرت عباد بن تمیم رض اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے اور اپنے ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر رکھے ہوئے دیکھا۔

عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا عَرَّسَ بِلَيْلٍ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ وَاِذَا عَرَّسَ قُبَيْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَيْهِ وَوَضَعَ رَأْسَهٗ عَلٰى كَفِّهٖ۔ (مشکوٰۃ)

حضرت ابو قتادہ رض سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حالت سفر میں آخر شب کو کسی جگہ اترتے تو داہنی کروٹ پر لیٹ جاتے اور صبح ہوتے نزول فرماتے تو اپنی مبارک بانہہ کھڑی کرتے اور ہتھیلی پر سر مبارک رکھ لیتے۔

آدابُ الرُّؤیا (یعنی خواب میں)

عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَاِذَا رَاٰى اَحَدُكُمْ مَا يُحِبُّ فَلَا يُحَدِّثْ بِهٖ اِلَّا مَنْ يُّحِبُّ وَاِذَا رَاٰى مَا يَكْرَهُ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَلْيَتْفُلْ ثَلَاثًا وَلَا يُحَدِّثْ بِهَا اَحَدًا

حضرت ابو قتادہ رض سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اچھا خواب خدا کی طرف سے ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے پس جب تم میں سے کوئی شخص ایسا خواب دیکھے جو اُسے بھلا معلوم ہو، تو صرف اُس شخص سے بیان کرے، جس کو وہ دوست رکھتا ہے، اور جب برا خواب دیکھے تو خواب اور شیطان

فَاِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهٗ - (بخاری مسلم)

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاٰی اَحَدُکُمُ الرُّؤْیَا یَکْرَهُهَا فَلْیَبْصُقْ عَنْ یَسَارِهٖ ثَلَاثًا وَّلْیَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ ثَلَاثًا وَلْیَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِیْ کَانَ عَلَیْهِ - (مسلم)

عَنْ اَبِیْ رَزِیْنِ الْعُقَیْلِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رُؤْیَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِیْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ وَهِیَ عَلٰی رِجْلِ طَائِرٍ مَّا لَمْ یُحَدِّثْ بِهَا فَاِذَا حَدَّثَ بِهَا وَقَعَتْ وَاَحْسِبُهٗ قَالَ لَا تُحَدِّثْ اِلَّا حَبِیْبًا اَوْ لَبِیْبًا - (ترمذی)

کے شر سے خدا کی پناہ مانگے۔ اور تین دفعہ تھوک دے، اور کسی سے بیان نہ کرے اس طرح یہ اُسے کسی طرح کا نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

حضرت جابرؓ سے مروی ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو اپنی بائیں جانب تین دفعہ تھوکے۔ اور تین دفعہ شیطان سے خدا کی پناہ مانگے، اور جس کروٹ پہ سوتا تھا۔ اُسے بدل دے۔

حضرت ابی رزین عقیلیؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس۴۶ حصوں میں سے ایک حصہ ہے، اور خواب تاوقتیکہ کسی سے بیان نہ کیا جائے، اُسے قرار وثبات نہیں ہوتا، گویا پرندہ کے پاؤں پہ ہے ہاں جب بیان کر دیا جاتا ہے، تو واقع ہو جاتا ہے، اور میرا گمان ہے۔ کہ آپ نے فرمایا، تو اپنا خواب کسی کے آگے بیان نہ کر، مگر ایسے شخص کے آگے جو دوست ہو یا عقلمند ہو۔

آداب الیقظہ (یعنی نیند سے بیدار ہونے کے طریقے)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ کہ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَیْقَظَ مِنَ اللَّیْلِ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَسْتَغْفِرُکَ لِذَنْبِیْ وَاَسْئَلُکَ رَحْمَتَکَ اَللّٰھُمَّ زِدْنِیْ عِلْمًا وَّلَا تُزِغْ قَلْبِیْ بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنِیْ وَھَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ۔

(ترمذی)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کے وقت خواب سے بیدار ہوتے تو فرماتے "اے خدا تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے اسے اللہ میں تجھے تیری حمد کے ساتھ یاد کرتا ہوں اور تجھی سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں، اور تجھ سے رحمت کی درخواست کرتا ہوں، مجھے اور زیادہ علم عطا کر اور ہدایت کے بعد میرا دل ٹیڑھا نہ کر اور مجھے اپنے پاس سے رحمت عطا کر بے شک تو ہی بخشنے والا ہے۔

عَنْ مَالِکٍ اَنَّہٗ بَلَغَہٗ اَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِیْدِ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْٓ اُرَوَّعُ فِیْ مَنَامِیْ فَقَالَ قُلْ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّۃِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعِقَابِہٖ وَشَرِّ عِبَادِہٖ وَھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنَ۔ (موطا)

حضرت امام مالک کہتے ہیں، کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے، کہ خالد بن الولید نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا، کہ میں سوتے ہوئے ڈر جاتا ہوں، آپ نے فرمایا، تم یوں کہا کرو، کہ میں آیات قرآنی کا واسطہ دے کر خدا کے غضب اور اس کے عذاب اور اس کے بندوں کے شر اور شیاطین کے وسوسوں اور ان کے اپنے پاس حاضر ہونے سے پناہ مانگتا ہوں۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّیْلِ فَقَضٰی حَاجَتَہٗ یَعْنِیْ بَالَ

حضرت ابن عباس سے روایت ہے، کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم رات کو اُٹھے، تو آپ نے پیشاب کیا، پھر

وَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ ثُمَّ نَامَ (ابوداؤد)

ہاتھ منہ دھو کر سو رہے ۔

آداب المشی (یعنی کس طرح چلنا چاہیئے)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَتَبَخْتَرُ فِیْ بُرْدَيْنِ وَقَدْ اَعْجَبَتْهُ نَفْسُهٗ خُسِفَ بِهِ الْاَرْضُ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ (بخاری، مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے زمانہ میں ایک شخص دو مخطط چادروں میں گردن اٹھائے اکڑتا چلا جاتا تھا۔ اور اس کے نفس نے یہ بات اُس کو بھلی کر کے دکھائی تھی۔ تو وہ زمین میں دھنسا دیا گیا۔ اور قیامت تک دھنستا چلا جائیگا۔

عَنْ اَبِیْ اُسَيْدِ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَهُوَ خَارِجٌ مِّنَ الْمَسْجِدِ فَاخْتَلَطَ الرِّجَالُ مِنَ النِّسَاءِ اِسْتَأْخِرْنَ فَاِنَّهٗ لَيْسَ لَكُنَّ اَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِيْقَ عَلَيْكُنَّ بِحَافَاتِ الطَّرِيْقِ فَكَانَتِ الْمَرْاَةُ تَلْتَصِقُ بِالْجِدَارِ حَتّٰى اَنَّ ثَوْبَهَا يَتَعَلَّقُ بِالْجِدَارِ۔ (ابوداؤد)

حضرت ابی اسید انصاری رضؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جس وقت آپ مسجد سے باہر تشریف لا رہے تھے۔ اور راستے میں مرد عورتوں سے رل مل رہے تھے۔ تو آپ نے عورتوں کی طرف روئے سخن کر کے فرمایا۔ کہ تم پیچھے ہٹ جاؤ۔ کیونکہ تمہارے لئے راستے کے بیچ بیچ میں چلنا جائز نہیں، بلکہ راستے کے کنارے کنارے چلنا لازم ہے۔ اس کے بعد عورت دیوار سے چمٹ کر چلتی تھی۔ یہاں تک کہ اس کا کپڑا دیوار سے الجھتا جاتا تھا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی اَنْ یَّمْشِیَ یَعْنِی الرَّجُلَ بَیْنَ الْمَرْءَتَیْنِ (ابوداؤد)

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا، کہ مرد دو عورتوں کے بیچ میں ہو کر چلے۔

آداب الطریق (یعنی راستہ کے آداب)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاِیَّاکُمْ وَالْجُلُوْسَ بِالطُّرُقَاتِ فَقَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَالَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا بُدٌّ نَتَحَدَّثُ فِیْھَا قَالَ فَاِذَا اَبَیْتُمْ اِلَّا الْمَجْلِسَ فَاَعْطُوا الطَّرِیْقَ حَقَّہٗ قَالُوْا وَمَا حَقُّ الطَّرِیْقِ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ حَقُّ الطَّرِیْقِ غَضُّ الْبَصَرِ وَکَفُّ الْاَذٰی وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّھْیُ عَنِ الْمُنْکَرِ۔

(بخاری مسلم)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے، کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو اپنے تئیں راستوں میں بیٹھنے سے بچاؤ۔ صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ہمیں راستوں میں بیٹھنے کی ضرورت ہے کہ ہم وہاں بیٹھ کر بات چیت کرتے ہیں آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اگر تمہیں راستوں میں ہی بیٹھنا ہے، تو راستے کا حق ادا کرو۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ راستے کا حق کیا ہے، آپ نے فرمایا اجنبی عورتوں سے آنکھیں بند رکھنا تکلیف دہ چیز کو راستے سے ہٹانا، سلام کا جواب دینا، اچھی باتوں کا حکم اور بری باتوں سے منع کرنا۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاخَیْرَ فِیْ جُلُوْسٍ فِی الطُّرُقَاتِ اِلَّا لِمَنْ ھَدَی السَّبِیْلَ وَرَدَّ التَّحِیَّۃَ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا راستوں میں بیٹھنے میں بھلائی کی بات نہیں ہاں وہ بیٹھ سکتا ہے، جو بھولے ہوئے کو راستہ

وَغَضُّ الْبَصَرِ وَ اِعَانَ عَلَى الْحَمُوْلَةِ

(مشکوٰة)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَمَا رَجُلٌ یَمْشِیْ بِطَرِیْقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَی الطَّرِیْقِ فَاَخَّرَهٗ فَشَكَرَ اللّٰهُ تَعَالٰی لَهٗ فَغَفَرَ لَهٗ ۔

(صحیحین)

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَیَّ اَعْمَالُ اُمَّتِیْ حَسَنُهَا وَسَیِّئُهَا فَوَجَدْتُ فِیْ مَحَاسِنِ اَعْمَالِهَا الْاَذٰی یُمَاطُ عَنِ الطَّرِیْقِ وَوَجَدْتُ فِیْ مَسَاوِیْ اَعْمَالِهَا النُّخَامَةَ تَكُوْنُ فِی الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ (صحیحین)

بتائے، سلام کا جواب دے، نامحرم سے آنکھ بند رکھے، بوجھ اٹھانے والے کی مدد کرے ۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے زمانہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص رستے میں چلا جارہا تھا کہ اس نے راستے میں ایک کانٹے دار ٹہنی پائی اور اسے پرے ہٹا دیا اس پر خدا نے اس کی سعی کو مشکور فرمایا اور اسے بخش دیا ۔

حضرت ابوذر رضؓ سے روایت ہے، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے اعمال نیک اور بد میرے سامنے پیش کئے گئے، تو میں نے نیک عملوں میں اس تکلیف دہ چیز کو دیکھا، جو راستے میں ایک طرف ہٹا دی گئی ہو، اور اعمال بد میں وہ رینٹھ پایا جو مسجد میں تھوکا جاتا ہے اور دفن نہیں کیا جاتا ۔

راستہ چلنے میں لوگ عموماً بے احتیاطی کیا کرتے ہیں اور اس کی نسبت ایک جامع الآداب بات یاد رکھنے کے قابل ہے، اور وہ یہ کہ راستے میں اس طرح چلے کہ کسی کو تکلیف نہ ہو، اور حتی المقدور چلنے والوں کی خوشنودی، راحت رسانی اور خیر خواہی میں کوشش کرے، بڑے شہروں میں چونکہ لوگوں کا ہجوم ہوتا ہے، اس لئے وہاں اس بات کی بڑی احتیاط چاہیئے، ہمیشہ راستے کے ایک طرف ہو کر چلنا چاہیئے، خصوصاً بائیں جانب

راستے کے عین وسط میں کھڑا ہونا بھی معیوب ہے۔ اگر کبھی کھڑا ہونے کی ضرورت پیش آئے تو ایک طرف ہو کر اس طرح کھڑا ہونا چاہئیے، کہ گزرنے والوں کو تکلیف نہ ہو۔

آدابُ السُّوق (بازار)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی الْمَسَاجِدُ وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی الْاَسْوَاقُ (مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کے نزدیک سب سے پسندیدہ جگہ مسجد ہے اور ناپسندیدہ مقام بازار ہے۔

عَنْ سَلْمَانَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَکُوْنَنَّ اِنِ اسْتَطَعْتَ اَوَّلَ مَنْ یَّدْخُلُ السُّوْقَ وَلَا اٰخِرَ مَنْ یَّخْرُجُ مِنْھَا فَاِنَّھَا مَعْرِکَۃُ الشَّیْطَانِ وَبِھَا یَنْصِبُ رَایَتَہٗ۔ (مسلم)

حضرت سلمانؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے مخاطب اگر تجھ سے ہو سکے، تو سب سے پہلے بازار میں نہ جا اور نہ سب سے پیچھے بازار سے نکل کیونکہ بازار شیطان کے میدان ہیں، اور وہیں اپنا جھنڈا گاڑا کرتا ہے۔

بازار چونکہ بدتہذیبی اور ناشائستگی کا مقام ہیں، اس لئے وہاں بلا ضرورت جانے سے پرہیز کرنا چاہئیے۔ وضعدار لوگ بازاروں میں بلا ضرورت پھرنا خلاف تہذیب سمجھتے ہیں، کیونکہ وہاں معمولی بات چیت میں بھی مکروہ اور فحش الفاظ سننے میں آتے رہتے ہیں۔ جھوٹ اور دھوکے کا اتنا رواج ہے کہ توبہ ہی بھلی، یہی وجہ ہے، کہ بدتہذیب اور ناشائستہ لوگوں کو بازاری لوگ کہا جاتا ہے، اور اسی وجہ سے احادیث میں بازار کو بدترین مقام فرمایا گیا ہے۔

اپنے گھر میں آنے جانے کے آداب

عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰی اَھْلِکَ فَسَلِّمْ یَکُوْنُ بَرَکَۃً عَلَیْکَ وَعَلٰی اَھْلِ بَیْتِکَ (مشکوٰۃ)

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بیٹا جب اپنے گھر جاؤ، تو گھر والوں کو سلام کیا کرو (کیونکہ ایسا کرنا تمہارے اور تمہارے گھر والوں کے لیئے باعث برکت ہوگا ۔

عَنْ اَبِیْ مَالِکِ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا وَلَجَ الرَّجُلُ اِلٰی بَیْتِہٖ فَلْیَقُلْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ الْمَوْلَجِ وَخَیْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰہِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰہِ خَرَجْنَا وَعَلَی اللّٰہِ رَبِّنَا تَوَکَّلْنَا ثُمَّ لِیُسَلِّمْ عَلٰی اَھْلِہٖ ۔ (ابوداؤد)

حضرت ابومالک اشعری رضؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہونے لگے تو کہے اے خدا میں تجھ سے گھر میں داخل ہونے کی بہتری اور گھر سے نکلنے کی بہتری کا سوال کرتا ہوں، خدا ہی کے نام سے ہم داخل ہوئے اور اسی کے نام سے نکلے اور اپنے خدائے پروردگار پر ہم نے بھروسہ کیا، یہ کہہ کر اپنے گھر والوں کو سلام کرے ۔

گھروں میں آنے جانے کے متعلق مسلمانوں سے بڑی کوتاہی ہوتی ہے۔ بہت کم ایسے لوگ ہیں جو گھر میں آتے وقت سلام کرتے ہوں یا اجازت لیتے ہوں۔ اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت اجازت کی ضرورت اس لئے ہے کہ گھر میں اپنی بیوی کے علاوہ اور عورتیں بھی ہوتی ہیں خواہ وہ عورتیں محرمات میں سے کیوں نہ ہوں چنانچہ ایک صحابی رضؓ نے حضورؐ سے دریافت کیا تھا، کہ کیا اپنی والدہ کے پاس بھی اجازت لے کر جاؤں تو حضورؐ نے فرمایا بے شک اس نے عرض کیا کہ میں اپنی ماں کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتا ہوں، آپ نے فرمایا ہر صورت میں داخل ہوتے وقت اجازت ضرور مانگا کرو، کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ اپنی ماں کو ننگا دیکھ پاؤ، اس نے عرض کیا نہیں تو آپ نے فرمایا تو پھر اجازت لے کر جایا کرو ۔

دوسرے گھروں میں جانے کے آداب

يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝ فَإِن لَّمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّىٰ يُؤْذَنَ لَكُمْ وَإِن قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ (نور ع ۴ پارہ ۱۸)

اے مسلمانو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں پوچھے اور سلام کئے بغیر نہ جایا کرو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے، تاکہ تم اس بات کا خیال رکھو، پھر اگر تم کو معلوم ہو جائے کہ گھر میں کوئی آدمی نہیں تو جب تک تمہیں اجازت نہ ہو، اندر نہ جاؤ، اور اگر تم کو کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو لوٹ آیا کرو۔ کیونکہ تمہارے لئے یہی بہتر ہے، اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو، اللہ اس کو جانتا ہے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ أَتَانَا أَبُو مُوسَىٰ قَالَ إِنَّ عُمَرَ أَرْسَلَ إِلَيَّ أَنْ آتِيَهُ فَأَتَيْتُ بَابَهُ فَسَلَّمْتُ ثَلَاثًا فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ فَرَجَعْتُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَأْتِيَنَا فَقُلْتُ إِنِّي أَتَيْتُ فَسَلَّمْتُ عَلَىٰ بَابِكَ ثَلَاثًا فَلَمْ تَرُدُّوا عَلَيَّ فَرَجَعْتُ وَقَدْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدُكُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فَلْيَرْجِعْ فَقَالَ عُمَرُ أَقِمْ عَلَيْهِ الْبَيِّنَةَ فَقُمْتُ مَعَهُ فَذَهَبْتُ إِلَىٰ عُمَرَ فَشَهِدْتُ

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے، کہ ابو موسیٰ ہمارے پاس آئے، اور کہا میرے پاس حضرت عمرؓ نے ایک شخص کو بھیجا تھا، کہ میں ان کے پاس جاؤں چنانچہ میں ان کے دروازے پر گیا، اور تین دفعہ سلام کیا، مگر کسی نے مجھ کو جواب نہ دیا، تو میں واپس چلا آیا، اس کے بعد حضرت عمرؓ نے فرمایا، تمہیں ہمارے پاس آنے سے کونسی چیز مانع ہوئی، میں نے کہا، میں آپ کے پاس گیا تھا، اور آپ کے دروازے پہ کھڑے ہو کر تین دفعہ سلام کیا تھا، لیکن کسی نے مجھ کو جواب نہ دیا، اس لئے میں واپس

لَہٗ۔ (صحیحین)

چلا آیا، کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے فرمایا ہے، کہ جب تم میں سے کوئی تین دفعہ اجازت مانگے، اور اُسے اجازت نہ دی جائے، تو لوٹ آئے، حضرت عمرؓ نے فرمایا، اپنے اس دعویٰ پر دلیل پیش کرو، پس میں ان کے ساتھ اُٹھ کھڑا ہوا، اور حضرت عمرؓ کے پاس جاکر گواہی دی۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ دَیْنٍ کَانَ عَلٰی اَبِیْ فَدَقَقْتُ الْبَابَ فَقَالَ مَنْ فَقُلْتُ اَنَا فَقَالَ اَنَا اَنَا کَاَنَّہٗ کَرِھَھَا۔ (صحیحین)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے، کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس قرض کے بارے میں گیا، جو میرے باپ پر تھا اور میں نے دروازے پر دستک دی، تو آپ نے فرمایا، کون ہے، میں نے عرض کیا میں ہوں۔ آپ نے فرمایا میں ہی گویا کہ آپ نے اس کلمہ کو ناپسند فرمایا۔

آخری حدیث کا مطلب یہ ہے، کہ جب کسی کے مکان پر جائے، اور اندر سے آواز آئے کہ کون ہے، تو یہ نہ کہتا رہے، میں ہوں، میں ہوں، بلکہ اپنی کُنیت یا اپنا نام بتائے، تاکہ صاحب خانہ اس کو پہچان لے۔ اور مناسب سمجھے تو اس کو آنے کی اجازت دے دے۔

کھانے پینے کے آداب

عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَۃَ قَالَ کُنْتُ غُلَامًا فِیْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَتْ یَدِیْ

حضرت عمرؓ بن ابی سلمہؓ کہتے ہیں کہ میں بچہ تھا، اور آنحضرت صلعم کی گود میں پرورش پاتا تھا، اور میرا ہاتھ پیالہ کی طرف بار بار بڑھ

تَطِیْشُ فِی الصَّحْفَۃِ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْ بِسْمِ اللّٰہِ وَکُلْ بِیَمِیْنِکَ وَکُلْ مِمَّا یَلِیْکَ (صحیحین)

رہا تھا۔ تو آنحضرتؐ نے فرمایا، پہلے خدا کا نام لو۔ اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ اور اپنے آگے سے کھاؤ۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَاْکُلَنَّ اَحَدُکُمْ بِشِمَالِہٖ وَلَا یَشْرَبَنَّ بِھَا فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَاْکُلُ بِشِمَالِہٖ وَیَشْرَبُ بِھَا۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم میں سے کوئی ہرگز بائیں ہاتھ سے کھانا نہ کھائے اور نہ اس سے پانی پئے، کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔

عَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاْکُلُ بِثَلَاثَۃِ اَصَابِعَ وَیَلْعَقُ یَدَہٗ قَبْلَ اَنْ یَّمْسَحَھَا ثُمَّ یَغْسِلُھَا۔ (مسلم)

حضرت کعبؓ بن مالکؓ سے روایت ہے، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تین انگلیوں (یعنی انگوٹھے اور شہادت اور بیچ کی انگلی) سے کھانا تناول فرمایا کرتے، اور اپنے ہاتھ کو پونچھنے سے پہلے چاٹ لیا کرتے اور پھر اُسے دھوتے۔

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِلَعْقِ الْاَصَابِعِ وَالصَّحْفَۃِ وَقَالَ اِنَّکُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِیْ اَیَّۃٍ الْبَرَکَۃُ۔ (مسلم)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیوں کے چاٹنے اور پیالے کو صاف کرنے کا حکم فرمایا اور ارشاد کیا کہ تمہیں معلوم نہیں۔ کہ کون سے لقمے میں برکت ہے۔

اَصل عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ الشَّیْطَانَ یَحْضُرُ اَحَدَکُمْ عِنْدَ کُلِّ شَیْءٍ مِّنْ شَاْنِہٖ حَتّٰی یَحْضُرَ عِنْدَ

حضرت جابرؓ سے روایت ہے، کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ شیطان تم میں سے ہر ایک کے پاس اس کی ہر ایک حالت میں آحاضر

طَعَامِهٖ فَاِذَا سَقَطَتْ مِنْ اَحَدِكُمُ اللُّقْمَةُ فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ اَذًى ثُمَّ لِيَاْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ فَاِذَا فَرَغَ فَلْيَلْعَقْ اَصَابِعَهٗ فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِىْ فِىْ اَىِّ طَعَامِهٖ تَكُوْنُ الْبَرَكَةُ۔ (مسلم)

ہوتا ہے، یہاں تک کہ کھانا کھاتے وقت بھی پس جب تم میں سے کسی ایک کے ہاتھ سے لقمہ گر پڑے تو جو خس و خاشاک اس میں لگ گیا ہو اس کو چھڑا کر لقمہ کھا لے اور شیطان کے لئے نہ چھوڑے اور جب کھانے سے فارغ ہو، تو اپنی انگلیاں چاٹ لے، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ کون سے کھانے میں برکت ہے۔

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ مَا عَابَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ اِنِ اشْتَهَاهُ اَكَلَهٗ وَاِنْ كَرِهَهٗ تَرَكَهٗ۔ (صحیحین)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کھانے کو برا نہیں کہا، اگر اچھا لگا، تو کھا لیا، ناپسند ہوا، تو چھوڑ دیا۔

عَنْ اَبِىْ جُحَيْفَةَ رض قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا اٰكُلُ مُتَّكِئًا۔ (بخاری)

حضرت ابوجحیفہ رض کہتے ہیں، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں تکیہ لگا کر کھانا نہیں کھاتا۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ رض اَنَّهٗ رَاَى النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فِىْ يَدِهٖ فَدُعِىَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاَلْقَاهَا وَالسِّكِّيْنَ الَّتِىْ يَحْتَزُّ بِهَا ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّاْ۔ (صحیحین)

عمرو بن امیہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کے دست مبارک میں بکری کا شانہ تھا، اور اُسے چھری سے کاٹ رہے تھے اتنے میں نماز کے لئے بلائے گئے، تو آپ نے بکری کے شانے اور اس چھری کو ڈال دیا جس سے گوشت کاٹ رہے تھے۔ پھر کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی۔ اور وضو

نہیں کیا ؛

عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رض قَالَ مَا اَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى خِوَانٍ وَلَا فِىْ سُكُرُّجَةٍ وَلَا خُبِزَلَهٗ مُرَقَّقٌ قِيْلَ لِقَتَادَةَ عَلٰى مَا يَاْكُلُوْنَ قَالَ عَلَى السُّفَرِ۔

(بخاری)

حضرت قتادہ رض حضرت انس رض سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی خوان پر رکھ کر کھانا کھایا ہے۔ اور نہ سکوری میں رکھ کر اور نہ کبھی آپ کے لئے پتلی چپاتی پکائی گئی۔ قتادہ کو کہا گیا، کہ پھر کس چیز پر رکھ کر کھانا کھایا کرتے تھے قتادہ رض نے جواب دیا دستر خوان پہ ؛

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَنَفَّسُ فِى الشَّرَابِ ثَلَاثًا وَزَادَ مُسْلِمٌ فِىْ رِوَايَةٍ وَيَقُوْلُ اِنَّهٗ اَرْوٰى وَاَبْرَاُ وَاَمْرَاُ۔ (مشکوٰۃ)

حضرت انس رض سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پانی پینے میں تین سانس لیا کرتے تھے۔ مسلم کی ایک روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ آپ فرماتے تھے اس طرح پانی پینا زیادہ سیراب کرنے والا اور زیادہ تندرستی بخشنے والا اور زیادہ گوارا ہے ؛

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فَمِ السِّقَاءِ

(مشکوٰۃ)

حضرت ابن عباس رض سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مشک کے منہ سے پانی پینے کی ممانعت فرمائی ؛

عَنْ اَنَسٍ رض عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ نَهٰى اَنْ يَّشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا۔ (مسلم)

حضرت انس رض سے روایت ہے، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا، کہ آدمی کھڑا ہو کر پانی پئے ؛

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

حضرت ام سلمہ رض سے روایت ہے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِي يَشْرَبُ آنِيَةِ الْفِضَّةِ إِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِي بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ ۔ (مشکوٰۃ)

کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص چاندی کے برتن میں پانی پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں آتش دوزخ کو گھونٹ گھونٹ کرکے اُتارتا ہے ۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَأَطْعِمْنَا خَيْرًا مِنْهُ وَإِذَا سُقِيَ لَبَنًا فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَزِدْنَا مِنْهُ ۔ (ترمذی)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو کہے اے خدا اس کھانے میں ہمیں برکت دے ۔ اور اس سے بہتر کھانا کھلا ۔ اور دودھ پئے تو کہے اے خدا اس میں ہمیں برکت دے اور اس سے زیادہ پہنچا ۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وُضِعَتِ الْمَائِدَةُ فَلَا يَقُومُ رَجُلٌ حَتّٰى تُرْفَعَ الْمَائِدَةُ وَلَا يَرْفَعُ وَإِنْ شَبِعَ حَتّٰى يَفْرُغَ الْقَوْمُ وَلْيُعْذِرْ فَإِنَّ ذٰلِكَ يُخْجِلُ جَلِيسَهُ فَيَقْبِضُ يَدَهُ وَعَسٰى أَنْ يَكُونَ لَهُ فِي الطَّعَامِ حَاجَةٌ ۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب دسترخوان بچھا دیا جائے ۔ تو کوئی شخص اُٹھے نہیں ۔ یہاں تک کہ دسترخوان اٹھالیا جائے ۔ اور کوئی اپنا ہاتھ کھانا کھانے سے نہ ہٹاوے ۔ اگرچہ سیر ہو جاوے تاوقتیکہ اور لوگ اطمینان سے نہ کھا چکیں ۔ اور اگر پہلے دست کشی کرنا چاہتا ہو۔ تو اپنا عذر بیان کر دے ۔ کیونکہ بغیر عذر کھانے سے دست کشی کرنا اس کے ساتھی کو شرمندہ کرتا ہے ۔ اور وہ بھی اپنا ہاتھ سکیڑ لے گا اور ممکن ہے ۔ اسے کھانے کی ضرورت ہو۔

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَكَلَ مَعَ قَوْمٍ كَانَ اٰخِرَهُمْ اَكْلًا۔ (مشکوٰۃ)

حضرت جعفر ابن محمدؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب لوگوں کے ساتھ کھانا کھاتے تو سب سے پیچھے کھانے سے فارغ ہوتے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوْا جَمِيْعًا وَلَا تَفَرَّقُوْا فَاِنَّ الْبَرَكَةَ مَعَ الْجَمَاعَةِ۔ (ابن ماجہ)

حضرت عمرؓ بن خطابؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مل کر کھانا کھایا کرو۔ الگ الگ نہ کھایا کرو کیونکہ برکت جماعت کے ساتھ ہے۔

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ تندرستی اور طاقت کے بغیر انسان علم وعمل سے محروم رہتا ہے۔ اور حصول طاقت کھانا کھانے پر موقوف ہے، تو اس لحاظ سے کھانا پینا بھی امورِ دینیہ میں داخل ہوا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا (پاکیزہ اور ستھری چیزیں کھاؤ اور نیک کام کرو) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص اس لئے کھانا کھائے، کہ مجھے علم وعمل کی قوت اور آخرت کے راستے پر چلنے کی قدرت ہو، اس کا کھانا بھی عبادت میں داخل ہوگا۔ اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ مسلمان کو ہر چیز پر ثواب ہوتا ہے، یہاں تک کہ اس لقمہ پر بھی جو وہ اپنے منہ میں رکھے یا اپنے اہل وعیال کے منہ میں دے۔

کھانا کھانے کے کئی آداب ہیں، جن پر نگاہ رکھنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ پہلا ادب تو یہ ہے کہ ہاتھ منہ دھوئے، کیونکہ کھانا جب زاد آخرت کی نیت سے ہو، تو عین عبادت ہے۔ اور پہلے ہاتھ منہ دھونا وضو کی مانند ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو کھانے کے پہلے ہاتھ دھویا کرے گا۔ وہ افلاس اور تنگدستی سے بےفکر رہے گا۔ دوسرا یہ کہ کھانا دسترخوان پر رکھے۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ سُفرہ (دسترخوان) سفر آخرت کو یاد دلاتا ہے اور پہلے بزرگوں کی بھی یہی عادت تھی۔ تیسرا ادب یہ ہے کہ ادب سے بیٹھے۔ یعنی دایاں زانو کھڑا رکھے اور بایاں بچھاوے اور تکیہ نہ لگائے۔ کہ آنحضرت

صلعم نے تکیہ لگا کر کھانے سے منع فرمایا ہے، چوتھا ادب یہ ہے کہ عبادت کی نیت سے کھائے، پانچواں یہ ہے کہ جب تک بھوک نہ لگے نہ کھائے، کیونکہ کھانے سے پیشتر جتنی چیزیں سنت ہیں بھوک ان سب میں سے بہترین سنت ہے، اور بھوک سے پہلے کھانا مکروہ بھی ہے اور مذموم بھی، چھٹا ادب یہ ہے، کہ جو کچھ حاضر ہو، اس پر قناعت کرے، ساتواں یہ کہ روٹی کی تعظیم کرے، اور تعظیم سے مراد یہ ہے، کہ سالن وغیرہ کے انتظار میں اس کو نہ رکھے، بلکہ وقت ہو تو نماز کے انتظار میں بھی نہ رکھے، آٹھواں یہ ہے، کہ حتی الوسع تنہا نہ کھائے کیونکہ آنحضرت صلعم اکیلے کھانا تناول نہ فرمایا کرتے تھے ۔

کھانا شروع کرنے کے وقت پہلے بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ کہنا سنت ہے، اور بہتر یہ ہے کہ پہلے نوالے میں بسم اللہ کہے اور دوسرے میں بسم اللہ الرحمن اور تیسرے میں بسم اللہ الرحمن الرحیم اور زور سے کہے تاکہ اوروں کو بھی یاد آجائے، اور دائیں ہاتھ سے کھائے اور نمک سے شروع کرے اور نمک پر ہی تمام کرے، لقمے چھوٹے چھوٹے اٹھائے اور خوب چبا کر کھائے، جب تک ایک لقمہ نگل نہ لے، دوسرا نہ کھائے، کھانے کو برا نہ کہے، اپنے سامنے سے کھائے، ادھر اُدھر سے نہ کھائے، البتہ میوہ ادھر اُدھر سے لے کر کھانا درست ہے، روٹی کو بیچ سے نہ کھائے، بلکہ ایک کنارے سے کھانا شروع کرے پیالہ وغیرہ روٹی پر نہ رکھے، اور روٹی کے ساتھ ہاتھ نہ پونچھے، جو نوالہ گر پڑے اس کو اٹھا کر کھالے، گرم کھانے میں پھونکے نہیں، بلکہ اس کو ٹھنڈا ہو جانے دے، بعد ازاں کھانا شروع کرے ۔

پینے کے آداب یہ ہیں، کہ پانی وغیرہ پینے کا برتن دائیں ہاتھ سے پکڑے، اور بسم اللہ کہہ کر آہستہ آہستہ پئے، کھڑے کھڑے یا لیٹے لیٹے پینا منع ہے، ڈکار آئے تو کوزہ منہ سے دور ہٹا لے، تین دفعہ کر کے پئے اور ہر دفعہ اول بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ کہے ۔

کھانا کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹے، بعد ازاں پانی سے دھو کر صاف کرے، دانتوں میں سے جو کچھ زبان سے نکل آئے، اُسے نگل جائے، اور جو خلال سے نکلے اُسے پھینک دے برتن کو انگلی سے خوب صاف کرے، کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص برتن کو پونچھ لیتا ہے

برتن اس کے حق میں دُعا کرتا ہے، کہ اے خدا جس طرح اِس نے مجھے شیطان کے ہاتھ سے چھڑایا، تو اِسے آتشِ دوزخ سے آزاد کر۔

آدابُ الظروف یعنی برتن وغیرہ ہمچو قسم کی اشیاء کے متعلق ہدایات

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ اَوْ اَمْسَيْتُمْ فَكُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْتَشِرُ حِيْنَئِذٍ فَاِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِّنَ اللَّيْلِ فَخَلُّوْهُمْ وَاَغْلِقُوا الْبَابَ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُّغْلَقًا بِاسْمِ اللّٰهِ اَوْكُوْا قِرَبَكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَخَمِّرُوْا اٰنِيَتَكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَلَوْ اَنْ تَعْرُضُوْا عَلَيْهِ شَيْئًا وَاَطْفِئُوْا مَصَابِيْحَكُمْ (صحیحین)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب رات کا آغاز ہو یا فرمایا جب تم شام کرو تو اپنے چھوٹے بھائیوں کو باہر جانے سے روکو، کیونکہ شیطان کا لشکر شام کے وقت پھیل جاتا ہے، اور جب رات کا تھوڑا سا حصہ گزر لے، تو بچوں کو چھوڑ دینے کا مضائقہ نہیں، اور رات کو دروازے بند کر دیا کرو اور بند کرتے وقت خدا کا نام لیا کرو، کیونکہ شیطان اس دروازے کو کھولنے کی قدرت نہیں رکھتا، جو نام خدا کے ساتھ بند کیا گیا ہو اور اپنی مشکوں کے منہ باندھ دیا کرو، اور خدا کا نام لیا کرو، اور اپنے پانی کے برتنوں کو ڈھانک دیا کرو، اور خدا کا نام لیا کرو اگرچہ برتن پر کوئی چیز عرضاً ہی رکھ دو، اور اپنے چراغ بجھا دیا کرو۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَطُّوا الْاِنَاءَ وَاَوْكُوا السِّقَاءَ فَاِنَّ فِيْ

اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! برتنوں کو ڈھانک دیا کرو، اور مشکوں

السَّنَةِ لَيْلَةً يَنْزِلُ فِيْهَا وَبَاءٌ لَا يَمُرُّ بِإِنَاءٍ لَيْسَ عَلَيْهِ غِطَاءٌ أَوْ سِقَاءٍ لَيْسَ عَلَيْهِ وِكَاءٌ إِلَّا نَزَلَ فِيْهِ مِنْ ذَالِكَ الْوَبَاءِ۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِي بُيُوْتِكُمْ حِيْنَ تَنَامُوْنَ (مشکوٰۃ)

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَمِعْتُمْ نُبَاحَ الْكَلْبِ وَنَهِيْقَ الْحَمِيْرِ مِنَ اللَّيْلِ فَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ فَإِنَّهُنَّ يَرَيْنَ مَا لَا تَرَوْنَ وَأَقِلُّوا الْخُرُوْجَ إِذَا هَدَأَتِ الرِّجْلُ فَإِنَّ اللّٰهَ يَبُثُّ مِنْ خَلْقِهِ فِيْ لَيْلَتِهِ مَا يَشَاءُ وَأَجِيْفُوا الْأَبْوَابَ وَاذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا إِذَا أُجِيْفَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَغَطُّوا الْجِرَارَ وَأَكْفِئُوا الْآنِيَةَ وَأَوْكُوا الْقِرَبَ۔ (مشکوٰۃ)

کے منہ باندھ دیا کرو۔ کیونکہ سال بھر میں ایک ایسی رات ہوتی ہے، جس میں وبا اترتی ہے پھر وبا کا کسی ایسے برتن پر جو ڈھانکا نہ گیا ہو یا ایسی مشک پر جس کا منہ باندھا نہ گیا ہو گزر نہیں ہوتا۔ مگر اس میں یہ وبا ضرور اترتی ہے۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب سونے لگو، تو آگ کو گھروں میں جلتی ہوئی نہ چھوڑو۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے۔ کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا۔ کہ جب تم رات کو کُتے کا بھونکنا اور گدھے کا چلانا سنو تو شیطان مردود سے خدا کی پناہ مانگو۔ کیونکہ کُتے اور گدھے وہ چیز دیکھتے ہیں جو تم نہیں دیکھتے (یعنی شیطان کا لشکر) اور رات کو جب لوگ بازاروں میں پھرنا موقوف کریں اور رستے بند ہو جائیں۔ تو گھر سے بہت کم باہر نکلو۔ کیونکہ اللہ تعالٰے رات کو اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا ہے پراگندہ کرتا ہے اور رات کو گھروں کے دروازے بند کر لیا کرو۔ اور خدا کا نام لیا کرو۔ کیونکہ شیطان اس دروازے کو نہیں کھول سکتا، جس کے بند کرتے وقت خدا کا نام لے لیا جائے۔ اور پانی کے مٹکے

ڈھانک دیا کرو۔ اور برتنوں کو اوندھا کر دیا کرو۔ اور مشکوں کے منہ باندھ دیا کرو۔

رات کے وقت برتنوں کو ڈھانکنے اور آگ کو بجھا دینے میں جو حکمت ہے، وہ ہر شخص ادنیٰ تامل سے معلوم کر سکتا ہے۔ کہ رات کے وقت حشرات الارض بلوں سے باہر نکل کر ہر طرف رینگنے لگتے ہیں، پانی کے برتنوں کے منہ اگر کھلے ہوں۔ تو ان میں بھی ان کے داخل ہونے کا احتمال رہتا ہے، اس لئے یہ حکم دیا گیا کہ برتن ڈھانک دیئے جائیں، ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اُمت پر کیسی شفقت اور عنایت تھی کہ آپ نے ان کی خیر خواہی کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔

حُقّے پان کے آداب!

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُ مَا لَا یَعْنِیْہِ۔ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آدمی کا بہترین اسلام ان چیزوں کے چھوڑ دینے میں ہے۔ جو اس کے کارآمد نہ ہوں۔

پان کے جواز و عدم جواز میں تو بحث ہی نہیں، کیونکہ اس کا کھانا بالاتفاق جائز ہے، بلکہ اس کی نسبت شعبیؒ نے ایک حدیث بھی نقل کی ہے، جو غالباً موضوع ہے۔ کہ اگر پان کا پتہ ہندوستان میں نہ ہوتا تو لوگ برص میں مبتلا ہو جاتے۔ اختلاف ہے۔ تو تمباکو نوشی میں ہے بعض اس کو حرام بتلاتے ہیں، اور بعض مکروہ تحریمی اور بعض مکروہ تنزیہی اور بعض اس کی حلت کے بھی قائل ہیں، اس کے رواج کی کثرت کو مدنظر رکھتے ہوئے اتنی بات تو ہم ضرور کہیں گے کہ اس کا استعمال پرہیزگاری کی شان سے بعید بلکہ ابعد ہے، اس لئے مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس کا استعمال کلیتہً ترک کر دیں، اس کے علاوہ اس کے نقائص و مضرات اس کے موہومہ فوائد سے کہیں زائد ہیں، اس لئے اس کا ترک ہی کر دینا ضروری ہے۔

آدابُ الضحک (یعنی ہدایات متعلقہ ہنسی) !!

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا بُنَیَّ لَا تُکْثِرِ الضَّحْکَ فَاِنَّ کَثْرَۃَ الضَّحْکِ یُمِیْتُ الْقَلْبَ۔ (مشکوٰۃ)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹا! بہت نہ ہنسا کرو، کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ بنا دیتا ہے۔

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ مَا رَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا ضَاحِکًا حَتّٰی اَرٰی مِنْہُ لَھَوَاتِہٖ اِنَّمَا کَانَ یَتَبَسَّمُ۔ (بخاری)

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پورے طور پر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا، کہ میں آپ کے کوّے دیکھ سکوں، ہاں آپ مسکراتے اور تبسم کیا کرتے تھے۔

عَنْ قَتَادَۃَ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ ھَلْ کَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَضْحَکُوْنَ قَالَ نَعَمْ وَالْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِھِمْ اَعْظَمُ مِنَ الْجَبَلِ۔ (مشکوٰۃ)

حضرت قتادہؓ سے روایت ہے، کہ ابن عمرؓ سے پوچھا گیا، کہ آنحضرت صلعم کے صحابہؓ ہنسا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا، ہاں ہنسا کرتے تھے، حالانکہ ان کے دلوں میں ایمان پہاڑ سے بھی بڑا تھا۔

حال ہی کا ذکر ہے کہ کسی ڈاکٹر نے یہ ثابت کیا ہے، کہ زیادہ ہنسنے سے عمر کم ہوتی ہے، اس کے پڑھنے سے معلوم ہوا، کہ کیوں آنحضرت صلعم نے کثرتِ ضحک سے منع فرمایا ہے، اس امر میں ذرا بھی شبہ نہیں، کہ شارع علیہ السلام نے جن جن باتوں سے روکا ہے۔ اس میں ضرور کوئی نہ کوئی حکمت مضمر ہوتی ہے۔ جو بعض اوقات ہمارے فہم ناقص میں نہیں آسکتی، زیادہ ہنسنے سے غفلت پیدا ہوتی ہے، اور غفلت سے دل مردہ ہوجاتا ہے، اسلئے اس کی کثرت سے ممانعت فرمائی۔

آداب البکاء (یعنی رونے کے متعلق ہدایات)

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اشْتَکٰی سَعْدُ بْنُ عُبَادَۃَ شَکْوٰی لَہٗ فَاَتَاہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعُوْدُہٗ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَاصٍ وَّعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَیْہِ وَجَدَہٗ فِیْ غَاشِیَۃٍ فَقَالَ قَدْ قُضِیَ قَالُوْا لَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَبَکَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاَی الْقَوْمُ بُکَاءَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَکَوْا فَقَالَ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَیْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلٰکِنْ یُّعَذِّبُ بِھٰذَا وَاَشَارَ اِلٰی لِسَانِہٖ اَوْ یَرْحَمُ وَاِنَّ الْمَیِّتَ لَیُعَذَّبُ بِبُکَاءِ اَھْلِہٖ عَلَیْہِ (صحیحین)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ کسی بیماری میں مبتلا ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور سعدؓ بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعودؓ کو ساتھ لے کر ان کی بیمار پُرسی کو تشریف لے گئے۔ جب ان کے پاس پہنچے۔ تو انہیں غشی کی حالت میں پایا اور فرمایا۔ کہ شاید سعد فوت ہو گئے ہیں، حاضرین نے عرض کیا یا رسول اللہ! سعد مرے نہیں پس آنحضرت صلعم رونے لگے۔ جب لوگوں نے آپ کو روتے ہوئے دیکھا تو سب رونے لگے۔ اس پر آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کیا تم نہیں سُنتے۔ کہ خدا تعالیٰ نہ تو آنکھ کے آنسوؤں سے اور نہ دل کے غم سے مُردے کو عذاب دیتا ہے، یا رحم کرتا ہے، اور آپ نے زبان کی طرف اشارہ کیا، اور وہ مردہ اپنے عزیزوں کے ڈاڑھیں مار کر رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے،،

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص منہ پیٹے اور کپڑے پھاڑے اور

الْجُیُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَی الْجَاهِلِیَّۃِ (صحیحین)

جاہلیت جیسا نوحہ کرے، وہ ہمارے طریقے پر نہیں (یعنی مسلمان نہیں) ۔

شرع میں بین کر کے رونا منع ہے، مگر رقت قلبی کے باعث جو رونا آئے وہ جائز ہے اور اس کا جواز کئی احادیث سے ثابت ہوتا ہے، چنانچہ آپ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم نے جب انتقال کیا، تو حالت نزع میں آپ نے ان کو گود میں اُٹھا لیا۔ اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت عبدالرحمٰن رض بن عوف نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ رو رہے ہیں، فرمایا یہ رحمت ہے ۔

چھینکنے اور جمائی لینے کے آداب

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا عَطَسَ اَحَدُ کُمْ فَلْیَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلْیَقُلْ لَهٗ اَخُوْهُ اَوْ صَاحِبُهٗ یَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَاِذَا قَالَ لَهٗ یَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَلْیَقُلْ یَهْدِیْکُمُ اللّٰهُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی چھینک لے تو الحمد للہ کہے، اور اس کا بھائی مسلمان یا اس کا دوست اس کے جواب میں یَرْحَمُكَ اللّٰہ کہے، اور جب اس کے جواب میں یَرْحَمُكَ اللّٰہ کہے تو وہ اس کے جواب میں یہدیکم اللہ ویصلح بالکم کہے ۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُ کُمْ فَلْیُمْسِكْ بِیَدِهٖ عَلٰی فَمِهٖ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَدْخُلُ فِیْهِ۔ (مسلم)

حضرت ابو سعید خدری رض سے روایت ہے، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ جب تم میں سے کوئی شخص جمائی لے تو اُسے چاہیئے کہ اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لے، کیونکہ منہ کشادہ رہنے سے شیطان اس میں گھس جائے گا ۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا عَطَسَ غَطّٰی وَجْهَهٗ بِیَدِهٖ اَوْ ثَوْبِهٖ وَغَضَّ بِهَا صَوْتَهٗ۔ (مشکوٰۃ)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب چھینک لیتے تو اپنا منہ ہاتھ یا کپڑے سے ڈھانک لیتے اور آواز کو نہایت پست کر لیتے ۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ شَمِّتْ اَخَاكَ ثَلَاثًا فَاِنْ زَادَ فَهُوَ زُکَامٌ (ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا اپنے بھائی کو تین مرتبہ چھینک کا جواب دے دو۔ اگر تین سے زیادہ چھینک لے ، تو وہ مبتلائے زکام ہے ۔

چھینک سے چونکہ ایک طرح کی راحت پہنچتی ہے ، اس لئے چھینک لینے والے کو الحمد للہ کہنے کا حکم ہے کہ وہ کلمہ شکر ہے ، اور اس کا جواب اور جواب الجواب محبت اور ربط پیدا کرنے کے لئے ہے ، اور چونکہ چھینک کے وقت چہرہ بگڑ جاتا ہے ، اور کبھی حلق یا ناک سے رطوبت خارج ہوتی ہے ، اس لئے منہ کو ڈھانک لینے کا حکم دیا گیا ہے ، اور جماہی چونکہ علامت کسل ہے ، اس لئے اس کو حتی الامکان رد کرنے کے لئے کہا گیا ہے ۔

آدابُ اللّباس

عَنْ سَمُرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِلْبَسُوا الثِّیَابَ الْبِیْضَ فَاِنَّهَا اَطْهَرُ وَاَطْیَبُ وَ کَفِّنُوْا فِیْهَا مَوْتَاکُمْ۔ (ترمذی۔ نسائی)

سمرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ، لوگو! سفید کپڑے پہنا کرو، کیونکہ وہ پاکیزہ تر ہیں ، اور خوش تر ، اور انہی میں اپنے مردوں کو کفنایا کرو ۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ مِنَ الْاِزَارِ فِی النَّارِ (بخاری)

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ، جتنا تہمد ٹخنوں سے نیچے لٹکتا ہے ۔ قدم کا اتنا حصہ دوزخ کی آگ

عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاِسْبَالُ فِي الْاِزَارِ وَالْقَمِيْصِ وَالْعِمَامَةِ مَنْ جَرَّ مِنْهَا شَيْئًا خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (ابوداؤد)

عَنْ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ اِلَّا هٰكَذَا وَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِصْبَعَيْهِ الْوُسْطٰى وَالسَّبَّابَةَ وَضَمَّهُمَا۔ (صحیحین)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ اَنَّهٗ خَطَبَ بِالْجَابِيَةِ فَقَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ اِلَّا مَوْضِعَ اِصْبَعَيْنِ اَوْ ثَلَاثٍ اَوْ اَرْبَعٍ

عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فِيْ لُبْسِ

میں ہوگا۔

حضرت سالمؓ اپنے باپ سے اور وہ آنحضرت صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا۔ کپڑا حد سے زیادہ لٹکانا تہمد میں اور کرتے میں اور پگڑی میں سب میں مکروہ ہے۔ تو جو شخص ان میں سے کوئی چیز بھی بطریق فخر وکبر زیادہ لٹکائیگا خدا قیامت کے روز اس کی طرف نظرِ رحمت نہیں کرے گا۔

حضرت عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی کپڑے پہننے سے منع فرمایا۔ ہاں اتنی مقدار ہو تو مضائقہ نہیں اور حضورؐ نے اپنی دو لفل انگلیوں یعنی بیچ کی اور شہادت کی انگلیاں اُٹھا کر دونوں کو ملالیا۔ یعنی دو انگل۔

مسلم کی ایک روایت میں آیا ہے۔ کہ حضرت عمرؓ نے جابیہ میں خطبہ پڑھتے ہوئے فرمایا۔ کہ آنحضرت صلعم نے ریشمی کپڑا پہننے سے منع فرمایا۔ مگر دو انگل یا تین یا چار تک اجازت ہے۔

انسؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خارش کے باعث عبدالرحمن بن عوفؓ اور زبیرؓ کو ریشم پہننے

الْحَرِيْرَ لِحِكَّةٍ بِهِمَا ۔ (صحیحین)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اعْتَمَّ سَدَلَ عِمَامَتَهٗ بَيْنَ كَتِفَيْهِ (ترمذی)

عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا سَمَّاهُ بِاسْمِهٖ عِمَامَةً اَوْ قَمِيْصًا اَوْ رِدَاءً ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا كَسَوْتَنِيْهِ اَسْئَلُكَ خَيْرَهٗ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهٗ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ (ترمذی)

عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَكَلَ طَعَامًا ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ هٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ لَبِسَ ثَوْبًا فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ هٰذَا وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

کی اجازت دے دی تھی ۔

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب عمامہ باندھتے تو شملہ دونوں مونڈھوں کے درمیان چھوڑتے ۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے ۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا کپڑا پہنتے ۔ تو اس کا نام لے کر مثلاً عمامہ یا کرتہ یا چادر فرماتے اے خدا ہر طرح کی تعریف تجھی کو سزاوار ہے ۔ اس پر کہ تو نے مجھے یہ کپڑا پہنایا ۔ میں تجھ سے اس کی بھلائی اور جس چیز کے لئے یہ بنایا گیا ہے اس کی بھلائی کی درخواست کرتا ہوں ۔ اور اس کی برائی اور جس چیز کے لئے یہ بنایا گیا ہے اس کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں ۔

حضرت معاذ بن انسؓ سے روایت ہے ۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ جو شخص کھانا کھا کر کہے کہ ہر طرح کی تعریف خدا کو سزاوار ہے ۔ جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور میری طاقت اور قدرت کے بغیر اپنے پاس سے پہنچایا ۔ تو اس کے گذشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں ۔ اور جو شخص کپڑا پہن کر کہتا ہے ۔ کہ ہر طرح کی تعریف اس خدا کو سزاوار ہے ۔ جس نے مجھے یہ

وَمَا تَأَخَّرَ (ترمذی)

کپڑا پہنایا۔ اور میری طاقت اور قدرت کے بغیر اپنے پاس سے پہنچایا۔ تو اُس کے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں ؛

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ لَبِسَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثَوْبًا جَدِیْدًا فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَیٰوتِیْ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ لَّبِسَ ثَوْبًا جَدِیْدًا فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَیَاتِیْ ثُمَّ عَمَدَ اِلَی الثَّوْبِ الَّذِیْ اَخْلَقَ فَتَصَدَّقَ بِهٖ کَانَ فِیْ کَنَفِ اللّٰهِ وَفِیْ حِفْظِ اللّٰهِ وَفِیْ سِتْرِ اللّٰهِ حَیًّا وَّمَیِّتًا۔ (ترمذی)

حضرت ابو امامہؓ کہتے ہیں حضرت عمرؓ نے نیا کپڑا پہن کر فرمایا۔ ہر طرح کی تعریف خدا کو سزاوار ہے۔ جس نے مجھے وہ چیز پہنائی۔ جس سے میں اپنا ستر چھپاتا۔ اور زندگی میں اس سے زینت حاصل کرتا ہوں پھر کہا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا۔ کہ جو شخص نیا کپڑا پہن کر یہ کہیگا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَیَاتِیْ اور جس کپڑے کو پُرانا کیا ہے۔ اس کو خیرات کرے گا۔ تو وہ خدا کے سایہ عنایت اور خدا کی حفاظت و نگہبانی اور خدا کے پردۂ مغفرت میں رہے گا۔ زندگی اور موت دونوں حالتوں میں ؛

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ فِی الدُّنْیَا اَلْبَسَهُ اللّٰهُ ثَوْبَ مَذَلَّةٍ یَوْمَ الْقِیَامَةِ (ابوداؤد)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص شہرت کے لئے نفیس کپڑا پہنے گا خدا قیامت کے روز اس کو ذلت کا لباس پہنائے گا ؛

عَنْ سُوَیْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ رَّجُلٍ

سوید بن وہب ایک ایسے شخص سے

مِنْ اَبْنَاءِ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ لُبْسَ ثَوْبِ جَمَالٍ وَهُوَ یَقْدِرُ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ تَوَاضُعًا كَسَاهُ اللّٰهُ حُلَّةَ الْكَرَامَةِ (ترمذی)

جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے فرزندوں میں تھے۔ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص باوجود قدرت کے زیب و زینت کے لباس کو چھوڑ دے گا۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ زینت کے لباس کو تواضعاً چھوڑ دے گا۔ خدا اس کو بزرگی اور عزت کا لباس پہنائے گا؟

عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ زَائِرًا فَرَاٰی رَجُلًا شَعِثًا قَدْ تَفَرَّقَ شَعْرُهُ فَقَالَ مَا كَانَ یَجِدُ هٰذَا مَا یُسَكِّنُ بِهٖ رَاْسَهٗ وَرَاٰی رَجُلًا عَلَیْهِ ثِیَابٌ وَسِخَةٌ فَقَالَ مَا كَانَ یَجِدُ هٰذَا مَا یَغْسِلُ بِهٖ ثَوْبَهٗ۔ (ترمذی نسائی)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہم انصار کے پاس بقصد ملاقات تشریف لائے پس آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے سر کے بال پراگندہ اور پریشان ہو رہے ہیں۔ فرمایا کیا یہ کوئی شخص ایسی چیز نہیں پاتا جو اس کے سر کو تسکین دے سکے۔ پھر آپ نے ایک اور شخص کو دیکھا جو میلے کچیلے کپڑے پہن رہا تھا۔ تو فرمایا۔ کیا یہ شخص کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جس سے اپنے کپڑے دھو کر صاف کرے؟

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَسْمَاءَ بِنْتَ اَبِیْ بَكْرٍ دَخَلَتْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْهَا ثِیَابٌ

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ کہ ابوبکرؓ صدیق کی بیٹی اسماءؓ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حال میں

دِقَاقٌ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَقَالَ يَا اَسْمَاءُ اِنَّ الْمَرْأَةَ اِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيْضَ لَنْ يَّصْلُحَ اَنْ يُّرٰى مِنْهَا اِلَّا هٰذَا وَهٰذَا وَاَشَارَ اِلٰى وَجْهِهٖ وَكَفَّيْهِ (ابوداؤد)

آئیں کہ باریک کپڑے پہنے ہوئے تھیں تو آپ نے اُن کی طرف سے منہ پھیر لیا اور فرمایا۔ اے اسماءؓ جب عورت حدِ بلوغ کو پہنچ جائے۔ تو اُس کو ہرگز روا نہیں کہ اس کے جسم کا کوئی حصہ دیکھا جائے ہاں اس کا اور اس کا (دیکھا جانا مضائقہ نہیں) اور آپ نے اپنے چہرہ اور ہاتھ کی طرف اشارہ کیا ؂

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُلْ مَا شِئْتَ وَالْبَسْ مَا شِئْتَ مَا اَخْطَأَتْكَ اثْنَتَانِ سَرَفٌ وَمَخِيْلَةٌ۔ (بخاری)

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں، کہ اے مخاطب جو تمہارا دل چاہے کھاؤ اور جو دل چاہے پہنو۔ جب تک دو باتیں اسراف اور تکبر تجھ پر نہ گذریں ؂

آداب لباس کے متعلق اتنی بات یاد رکھنی کافی ہے۔ کہ لباس ایسا پہننا چاہیئے۔ جس سے ستر عورت ہو۔ اور اسراف وتکبر کی بو تک اس سے نہ آئے۔ حدیث میں جو ٹخنوں سے نیچے پاجامہ رکھنے پر وعید آئی ہے۔ اس کی بنیاد انہی دو باتوں پر ہے۔ اور ریشمی کپڑے پہننے سے جو ممانعت کی گئی ہے۔ تو اس کی ایک وجہ تو یہی اسراف ہے۔ اور دوسری وجہ یہ ہے۔ کہ ریشم کا استعمال دلیل تنعم ہے۔ اور یہ لباس پہن کر عجب ونخوت سے بچنا بھی ذرا مشکل ہے۔ اس لئے استعمالِ حریر سے منع کر دیا گیا ؂

انگوٹھی پہننے کے آداب

عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَادَ اَنْ يَّكْتُبَ اِلٰى كِسْرٰى وَقَيْصَرَ وَالنَّجَاشِيِّ فَقِيْلَ اِنَّهُمْ لَا

حضرت انسؓ سے روایت ہے، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ اور قیصر کی طرف خط لکھنا چاہا، تو عرض کیا گیا

يَقْبَلُوْنَ كِتَابًا اِلَّا بِخَاتَمٍ فَصَاغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا حَلْقَتُهٗ فِضَّةٌ نُقِشَ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔ (مسلم)

اَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذِهٖ وَاَشَارَ اِلَى الْخِنْصَرِ مِنَ الْيَدِ الْيُسْرٰى ۔ (مسلم)

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَتَخَتَّمَ فِيْ اِصْبَعِيْ هٰذِهٖ اَوْ هٰذِهٖ قَالَ فَاَوْمٰى اِلَى الْوُسْطٰى وَالَّتِيْ تَلِيْهَا (مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ فِيْ يَدِ رَجُلٍ فَنَزَعَهٗ فَطَرَحَهٗ فَقَالَ يَعْمِدُ اَحَدُكُمْ اِلٰى جَمْرَةٍ مِّنْ نَارٍ فَيَجْعَلُهَا فِيْ يَدِهٖ فَقِيْلَ لِلرَّجُلِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْ خَاتَمَكَ اَنْتَفِعْ بِهٖ قَالَ لَا وَاللّٰهِ لَا اٰخُذُهٗ

کہ یہ بادشاہ بغیر مُہر کے خط کو قبول نہیں کرتے تو آپ نے ایک انگوٹھی بنانے کا حکم فرمایا جس کا حلقہ چاندی کا تھا، اور اس میں "محمد رسول اللہ" کندہ کرایا گیا تھا۔

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی اس میں تھی اور بائیں ہاتھ کی چھنگلیا کی طرف اشارہ کیا۔

حضرت علی رضؓ سے مروی ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے منع کیا کہ میں اپنی اس انگلی یا اس انگلی میں انگوٹھی پہنوں، راوی نے کہا کہ پھر آپ نے بیچ والی انگلی اور اس کے پاس والی انگلی کی طرف اشارہ کیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی، تو آپ نے اُس کو اتار کر پھینک دیا، اور فرمایا تم میں ایک شخص آگ کے انگارے کا قصد کرتا ہے پھر اسے اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے (پھر آپ تشریف لے گئے) تو آپ کے بعد کسی نے اس شخص سے کہا کہ اپنی انگوٹھی اٹھا لو، اور اس سے

أَبَدًا وَقَدْ طَرَحَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

فائدہ اٹھاؤ گے۔ اس نے جواب دیا۔ واللہ جس کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پھینک دیا ہے میں اسے ہرگز نہیں اٹھاؤں گا۔

عَنْ مَالِكٍ قَالَ أَنَا أَكْرَهُ أَنْ يُلْبَسَ الْغِلْمَانُ شَيْئًا مِّنَ الذَّهَبِ لِأَنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ التَّخَتُّمِ بِالذَّهَبِ فَأَنَا أَكْرَهُ لِلرِّجَالِ الْكَبِيْرِ مِنْهُمْ وَالصَّغِيْرِ (موطا)

حضرت امام مالکؒ کہتے ہیں کہ میں اس بات کو مکروہ اور ناپسند رکھتا ہوں کہ لڑکوں کو کوئی چیز سونے کی پہنائی جائے۔ کیونکہ مجھے یہ بات پہنچی ہے، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے تو میں مردوں میں سے بڑوں اور چھوٹوں دونوں کے لئے سونا مکروہ سمجھتا ہوں۔

عَنْ أَبِي مُوْسَى أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُحِلَّ الذَّهَبُ وَالْحَرِيْرُ لِإِنَاثِ أُمَّتِي وَحُرِّمَ عَلَى ذُكُوْرِهَا۔ (نسائی)

حضرت ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سونا اور ریشمی کپڑا میری امت کی عورتوں کے لئے حلال ہے۔ اور مردوں پر حرام کردیا گیا ہے۔

جوتی پہننے کے آداب

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيُمْنٰى وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ لِتَكُنِ الْيُمْنٰى أَوَّلَهُمَا

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی جوتی پہننے لگے۔ تو پہلے داہنے پاؤں میں پہنے اور اتارنے لگے تو پہلے بائیں پاؤں سے اتار دے۔ تاکہ

نَعْلًا وَاحِدَةً لِيُنْعِلْهُمَا جَمِيْعًا اَوْ لِيَخْلَعْهُمَا جَمِيْعًا۔ (صحیحین)

جوتی پہنتے وقت دایاں پاؤں دونوں میں اوّل اور اُتارتے وقت بایاں پاؤں دونوں میں آخر رہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْشِیْ اَحَدُكُمْ فِیْ نَعْلٍ وَاحِدَةٍ لِيُحْفِهِمَا جَمِيْعًا اَوْ لِيَنْعِلْهُمَا جَمِيْعًا۔ (صحیحین)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی ایک جوتی پہن کر نہ چلے بلکہ یا تو دونوں جوتیاں اُتار لے اور ننگے پاؤں چلے، یا دونوں جوتیاں پہن کر چلے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّنْتَعِلَ الرَّجُلُ قَائِمًا۔ (ترمذی)
(ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے کھڑے جوتی پہننے سے منع فرمایا ہے (اور یہ اُس وقت جب کھڑے کھڑے پہننے سے تکلیف ہو، ورنہ مطلقاً منع نہیں)۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَ الطَّعَامُ فَاخْلَعُوْا نِعَالَكُمْ فَاِنَّهٗ اَرْوَحُ لِاَقْدَامِكُمْ۔ (مشکوٰۃ)

حضرت انسؓ سے روایت ہے، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کھانا آگے رکھا جائے تو جوتا اتار ڈالو کیونکہ اس سے پاؤں کو بہت راحت پہنچتی ہے۔

سر اور ڈاڑھی کے بالوں کے آداب

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ اَوْفِرُوا اللِّحٰی وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ۔ (صحیحین)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مشرکوں کی مخالفت کرو، یعنی ڈاڑھیاں بڑھاؤ، اور مونچھیں کم کرو۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ اَهْلِ الْكِتَابِ فِيمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيْهِ وَكَانَ اَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدِلُوْنَ اَشْعَارَهُمْ وَكَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَفْرِقُوْنَ رُؤُسَهُمْ فَسَدَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاصِيَتَهٗ ثُمَّ فَرَقَ بَعْدُ۔ (صحیحین)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُن باتوں میں اہل کتاب کی موافقت پسند کرتے تھے۔ جن کے بارے میں آپ پر کوئی حکم خدا نہ اترا ہوتا۔ اہل کتاب اپنے سروں کے بال چھوڑے رکھتے تھے، اور مشرکین مانگ نکالا کرتے تھے، تو حضورؐ بھی اپنی پیشانی پر بال چھوڑ دیا کرتے تھے، پھر اس کے بعد مانگ نکالا کرتے تھے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى صَبِيًّا قَدْ حُلِقَ بَعْضُ رَأْسِهٖ وَتُرِكَ بَعْضُهٗ فَنَهَاهُمْ عَنْ ذٰلِكَ وَقَالَ احْلِقُوْا كُلَّهٗ اَوِ اتْرُكُوْا كُلَّهٗ۔ (مسلم)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لڑکے کو دیکھا، جس کا کچھ سر منڈا ہوا تھا، اور کچھ چھوڑ دیا گیا تھا۔ تو آپ نے اس سے منع کیا اور، فرمایا سارا سر منڈواؤ یا سارا چھوڑ دو۔

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ دُهْنَ رَأْسِهٖ وَتَسْرِيْحَ لِحْيَتِهٖ۔ (مشکوٰۃ)

حضرت انسؓ سے مروی ہے، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سر میں کثرت سے تیل ڈالا کرتے تھے، اور داڑھی میں بہت کنگھی کیا کرتے تھے۔

عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَسَارٍؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ رَجُلٌ ثَائِرُ الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ فَاَشَارَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت عطاء بن یسارؓ سے روایت ہے، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے، کہ ایک شخص اس حال میں آیا، کہ اس کے سر اور داڑھی کے بال

الله عليه وسلم بيده كأنه يأمره بإصلاح شعره ولحيته ففعل ثم رجع فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم أليس هذا خيرا من أن يأتي أحدكم وهو ثائر الرأس كأنه شيطان - (موطا)

پریشان تھے۔ حضور نے اپنے دست مبارک سے اُس کی طرف اشارہ کیا۔ گویا آپ اُسے سر اور ڈاڑھی کے بالوں کی اصلاح کا حکم فرماتے تھے۔ چنانچہ اُس نے بالوں کو درست کر دیا۔ اور واپس آیا۔ تو حضورؐ نے فرمایا۔ کیا یہ حالت اس حالت سے بہتر نہیں ہے۔ کہ تم میں ایک شخص آتا ہے۔ اور اُس کے بال ایسے پریشان ہوتے ہیں۔ گویا کہ وہ بدروئی میں شیطان ہے ؛

عن ابن عمر أن النبي صلى الله عليه وسلم قال لعن الله الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة

(صحيحين)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت اپنے بالوں میں دوسرے بال ملاتی ہے (کہ اس کے بال بڑے معلوم ہوں) اور جو دوسرے کو اس بات کا حکم کرتی ہے۔ اور جو جسم کا کوئی حصہ خود گودتی اور دوسرے سے گودواتی ہے۔ ان سب پر خدا کی لعنت ہے ؛

عن عبد الله بن مسعود قال لعن الله الواشمات والمستوشمات والنامصات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله.

(صحيحين)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا نے فرمایا ہے (خدا اُن عورتوں پر لعنت کرے جو اپنے جسم کے کسی حصے کو خود گودتی ہیں۔ یا دوسرے کو گودنے کا حکم کرتی ہیں اور اپنے چہروں پر سے بال چنتی ہیں۔ یا چنواتی ہیں اور جو اظہار حسن کے لئے دانتوں کو جھریدار بناتی ہیں

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی لَا یَصْبِغُوْنَ فَخَالِفُوْهُمْ۔ (صحیحین)

اور جو خدا کی پیدائش میں ... و بدل کرتی ہیں ؛

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہود و نصاریٰ خضاب نہیں کرتے تو تم ان کی مخالفت کیا کرو (یعنی خضاب کیا کرو) ؛

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحْسَنَ مَا غُیِّرَ بِهِ الشَّیْبُ الْحِنَّاءُ وَالْکَتَمُ۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے بہتر چیز جس سے بڑھاپا بدل دیا جاتا ہے، وسمہ اور مہندی ہے ؛

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَنْتِفُوا الشَّیْبَ فَاِنَّهٗ نُوْرُ الْمُسْلِمِ مَنْ شَابَ شَیْبَةً فِی الْاِسْلَامِ کَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِهَا حَسَنَةً وَّکَفَّرَ عَنْهُ بِهَا خَطِیْئَةً وَّرَفَعَهٗ بِهَا دَرَجَةً۔ (ابوداؤد)

عمرو بن شعیبؓ اپنے باپ سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفید بالوں کو نہ چنو کیونکہ بڑھاپا مسلمان کا نور ہے، اور جو شخص حالت اسلام میں بوڑھا ہوتا ہے خدا اس کے لئے اس کے سبب سے نیکی لکھتا ہے، اور اس کا گناہ دور کرتا ہے اور اس کا درجہ اونچا کرتا ہے ؛

آدابُ الطِّبِّ وَالرُّقٰی (یعنی طب اور دم درود کے آداب)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی دَاءً اِلَّا اَنْزَلَ لَهٗ شِفَاءً۔ (بخاری)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا تعالیٰ نے کوئی مرض بھی ایسا نہیں بھیجا۔ جس کے لئے شفا نہ بھیجی ہو ؛

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ فَاِذَا اُصِیْبَ دَوَاءُ الدَّاءِ بَرِءَ بِاِذْنِ اللّٰہِ۔ (مسلم)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر مرض کے لئے دوا مقرر ہے۔ پس جب دوا مرض کو کارگر ہو جاتی ہے۔ تو بیمار خدا کے حکم سے تندرست ہو جاتا ہے ؛

قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍؓ اِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَجْعَلْ شِفَاءَکُمْ فِیْمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمْ (بخاری)

حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں، کہ خدا نے ان چیزوں میں تمہارے لئے شفا نہیں ٹھیرائی جو اس نے تم پر حرام کر دی ہیں ؛

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ اَنْزَلَ الدَّاءَ وَالدَّوَاءَ وَجَعَلَ لِکُلِّ دَاءٍ دَوَاءً فَتَدَاوَوْا وَلَا تَتَدَاوَوْا بِحَرَامٍ۔ (ابو داؤد)

حضرت ابو الدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، خدا نے مرض اور دوا دونوں کو بھیجا ہے۔ اور ہر مرض کے لئے دوا پیدا کی ہے تو تم دوا کرو مگر حرام چیز کے ساتھ دوا نہ کرو ؛

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْکُمْ بِالشِّفَائَیْنِ الْعَسَلِ وَالْقُرْاٰنِ۔ (ابن ماجہ)

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں دو شفاؤں کا استعمال کرنا چاہیئے۔ ایک شہد کا دوسرے قرآن کا ؛

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ رُمِیَ اُبَیٌّ یَوْمَ الْاَحْزَابِ عَلٰی اَکْحَلِہٖ فَکَوَاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (مسلم)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ جنگ احزاب کے دن میرے والد کے ہفت اندام پر تیر لگا، تو آنحضرت صلعم نے زخم کو داغ دینے کا حکم دیا ؛

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الرُّقْیَۃِ

حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر بد اور

مِنَ الْعَيْنِ وَالْحُمَةِ وَالنَّمْلَةِ ۔

(مسلم)

زہر دار جانور کے کاٹے اور نملہ (ایک قسم کا پھوڑا جو پہلو میں نکلتا ہے) کے لئے افسون پڑھنے کی اجازت دی ۔

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكِ نِ الْاَشْجَعِيِّ قَالَ كُنَّا نَرْقِيْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَرٰى فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ اَعْرِضُوْا عَلَيَّ رُقَاكُمْ لَا بَاْسَ بِالرُّقٰى مَا لَمْ يَكُنْ فِيْهَا شِرْكٌ

(مسلم)

حضرت عوف بن مالک اشجعی سے روایت ہے ، کہ ہم زمانۂ جاہلیت میں افسون پڑھا کرتے تھے (مسلمان ہوئے بعد) ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے ، آپ نے فرمایا اپنے افسون مجھ پر پیش کرو ، افسون پڑھنے کا کچھ مضائقہ نہیں ، جبکہ ان میں شرک کے الفاظ نہ ہوں ۔

علامہ ابن حجر فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں ، کہ منتروں کے جواز پر جمہور علماء کا اتفاق ہے ، بشرطیکہ ان میں تین باتیں جمع نہ ہوں ۔ ایک یہ کہ جن لفظوں کے ساتھ منتر پڑھا جائے ، وہ کلام اللہ کے الفاظ ہوں یا اسماء الٰہی ہوں ، دوسرے عربی زبان میں ہوں یا ایسی زبان میں جو اس زمانہ میں مشہور ہو ، اور ان کے معانی آسانی سے سمجھے جا سکتے ہوں تیسرے منتر کرنے اور کرانے والے کو اس بات کا اعتقاد ہو ، کہ منتر بذاتہ مؤثر نہیں بلکہ بوسیلہ تقدیر الٰہی اثر کرتا ہے ۔ اب رہا تعویذ کا گردن میں لٹکانا یا بازو پر باندھنا اس میں اگرچہ بعض علماء نے کلام کیا ہے ۔ مگر اکثر علماء کے نزدیک جائز ہے ، چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے عبداللہ بن عمرؓ کو دفع بے خوابی کے لئے ایک دعا تعلیم فرمائی تھی ، تو انہوں نے اپنی بڑی اولاد کو تو وہ دعا سکھا دی اور چھوٹے بچوں کی گردنوں میں لکھ کر ڈال دی مگر اس میں شک نہیں کہ مقام توکل اس سے بالاتر ہے ، چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے ، کہ متوکل وہ ہیں جو منتر نہیں پڑھتے پڑھواتے زخم لگے تو اسے داغ نہیں دیتے ۔ اور اپنے تمام کاروبار کو حوالہ بخدا کرتے ہیں ۔

آدابِ سفر

عَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ قَلَّمَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ اِلٰی سَفَرٍ اِلَّا یَوْمَ الْخَمِیْسِ۔

(ابوداؤد)

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ یَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِی الْوَحْدَۃِ مَا اَعْلَمُ مَا سَارَ رَاکِبٌ بِلَیْلٍ وَحْدَہٗ۔

(بخاری)

عَنْ صَخْرِ بْنِ وَدَاعَۃَ الْغَامِدِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰہُمَّ بَارِکْ لِاُمَّتِیْ فِیْ بُکُوْرِھَا وَکَانَ اِذَا بَعَثَ سَرِیَّۃً اَوْ جَیْشًا بَعَثَھُمْ فِیْ اَوَّلِ النَّھَارِ وَکَانَ صَخْرٌ تَاجِرًا فَکَانَ یَبْعَثُ تِجَارَتَہٗ اَوَّلَ النَّھَارِ فَاَثْرٰی وَکَثُرَ مَالُہٗ۔

(ترمذی)

حضرت کعب بن مالک کہتے ہیں۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے دن کے علاوہ اور دنوں میں بہت کم سفر میں تشریف لے جایا کرتے ہیں؟

حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر لوگوں کو تنہا سفر کرنے کی تکالیف معلوم ہوتیں (جو مجھے معلوم ہیں۔ تو سوار بھی (جسے کم مشقت اُٹھانی پڑتی ہے) رات کو تنہا سفر نہ کرتا۔

صخر بن وداعہ غامدی سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خدا میری امت کو سویرے اُٹھنے اور سویرے سویرے سفر کرنے میں برکت عطا فرما۔ اور آنحضرت صلعم کا قاعدہ تھا کہ آپ کوئی فوج یا لشکر بھیجتے تو دن کے اول حصہ میں روانہ فرماتے اور صخر (راوی حدیث) تاجر تھے۔ وہ بھی اپنا مال تجارت دن کے شروع حصہ میں بھیجا کرتے تھے پس مالدار ہوگئے۔ اور اُن کے پاس بہت سا مال جمع ہوگیا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلسَّفَرُ قِطْعَۃٌ مِّنَ الْعَذَابِ یَمْنَعُ اَحَدَکُمْ نَوْمَہٗ وَطَعَامَہٗ وَشَرَابَہٗ فَاِذَا قَضٰی اَحَدُکُمْ نَھْمَتَہٗ مِنْ وَجْھِہٖ فَلْیُعَجِّلْ اِلٰی اَھْلِہٖ۔ (صحیحین)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے۔ کہ تم میں سے ایک کو سونے کھانے اور پینے سے روکتا ہے، تو جب تم میں سے کوئی اپنی ضرورت کو اس طریقے پر پورا کر چکے تو اپنے اہل و عیال کی طرف لوٹ آنے میں جلدی کرے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا طَالَ اَحَدُکُمُ الْغَیْبَۃَ فَلَا یَطْرُقْ اَھْلَہٗ لَیْلًا۔ (صحیحین)

حضرت انسؓ سے روایت ہے، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص بہت دنوں تک سفر میں رہا ہو، تو رات کے وقت اپنے اہل خانہ میں اچانک نہ آئے۔

جمعرات کے دن سفر کرنے کے بارے میں علماء نے چند توجیہیں کی ہیں۔ ایک تو یہ کہ جمعرات کا دن بڑی خیر و برکت کا دن ہے۔ اس میں بندوں کے اعمال بارگاہ خداوندی میں پیش ہوتے ہیں۔ اور چونکہ آنحضرت کا سفر عموماً جہاد کے لئے ہوا کرتا تھا۔ اور جہاد افضل العبادات ہے، اس لئے آپ کو یہ بات زیادہ پسند تھی، کہ جمعرات کو ہی سفر کے لئے نکلیں۔ دوسری توجیہ یہ ہے کہ بحساب جمل لفظ خمیس کے عدد دوسرے دنوں کے ناموں کے عدد سے زیادہ ہیں۔ اور صاحب مجمع البحار لکھتے ہیں، کہ چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نیک فال سے بہت خوش ہوتے تھے۔ اور خمیس کے معنے لشکر کے بھی ہیں۔ اور اس میں ایک طرح کا تفاول ہے کہ غنیم کے لشکر پر فتح ہوگی۔ اس لئے آپ کا سفر جمعرات کو ہوتا تھا۔

ایک حدیث میں رات کے وقت سفر سے واپس آنے کی ممانعت آئی ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص دیر سے سفر میں گیا ہو تو اُسے بلا اطلاع رات کے وقت گھر میں آنا زیبا نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ اس کی بیوی میلے کچیلے کپڑے پہن رہی ہو یا کوئی اور ایسی بات ہو۔

جو اس کی طبیعت کے خلاف ہو۔ لیکن اگر اس نے آنے سے اطلاع دی ہوئی ہو۔ تو پھر مضائقہ نہیں ؛

زبان کے آداب

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَمَتَ نَجَا۔ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے خاموشی اختیار کی اُس نے نجات پائی ؛

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَدْرُوْنَ مَا اَكْثَرُ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ تَقْوَى اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ اَتَدْرُوْنَ مَا اَكْثَرُ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ الْاَجْوَفَانِ الْفَمُ وَالْفَرْجُ۔

(ترمذی)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو۔ کہ لوگوں کو سب سے زیادہ کون چیز جنت میں داخل کرے گی۔ وہ خدا سے ڈرنا اور خوش خلقی اختیار کرنا ہے کیا تم جانتے ہو۔ کہ لوگوں کو سب سے زیادہ کون چیز دوزخ میں داخل کرے گی۔ وہ دو کھوکھلی چیزیں ہیں، ایک منہ اور دوسری شرم گاہ ؛

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ لَقِيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ مَا النَّجَاةُ فَقَالَ اَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ۔ (ترمذی)

حضرت عقبہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقی ہوا۔ تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ نجات کیا ہے۔ آپ نے فرمایا اپنی زبان کا مالک بن جا اور تیرا گھر تجھے گنجائش دے اور اپنے گناہوں پر رو ؛

آنکھ کے آداب

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ زِنَا الْعَیْنِ النَّظَرُ وَزِنَا الْاَیْدِیْ الْبَطْشُ وَزِنَا الرِّجْلِ الْمَشْیُ وَالْفَرْجُ یُصَدِّقُ وَیُکَذِّبُ۔ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے اور ہاتھوں کا زنا تکپڑنا اور پاؤں کا زنا چلنا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق کرتی ہے یا تکذیب کرتی ہے۔

عَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللہِ قَالَ سَئَلْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ نَظْرِ الْفُجَاءَۃِ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اَصْرِفَ بَصَرِیْ۔ (مسلم)

حضرت جریر بن عبداللہ رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ بیگانہ عورت پر یکایک نظر پڑ جائے تو کیا کرے۔ حضور نے مجھے حکم فرمایا کہ میں اپنی نظر کو ادھر سے فوراً پھیر لوں۔

عَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ یَا عَلِیُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَۃَ النَّظْرَۃَ فَاِنَّ لَکَ الْاُوْلٰی وَلَیْسَتْ لَکَ الْاٰخِرَۃُ۔ (ترمذی)

حضرت بریدہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضؓ سے فرمایا، کہ اے علی نامحرم پر ایک نظر جو یکایک پڑ جائے تم اس کے پیچھے دوسری دفعہ نظر مت کرو، کیونکہ پہلی دفعہ نظر کرنا قابل درگزر ہے، اور دوسری دفعہ نظر کرنا ناجائز ہے۔

عَنْ عَلِیٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَہٗ یَا عَلِیُّ لَا تُبْرِزْ فَخِذَکَ وَلَا تَنْظُرْ اِلٰی فَخِذِ حَیٍّ

حضرت علی رضؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اے علی رضؓ اپنی ران نہ کھولو۔ اور نہ کسی مردے

وَلَا مَيِّتٍ (ابوداؤد)

اور زندے کی ران پر نظر کرو ۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ اَلنَّظْرُ سَهْمٌ الْمَسْمُوْمُ مِنْ سِهَامِ الشَّيْطَانِ ۔ (الترغیب والترہیب)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نظر شیطان کے تیروں سے زہر میں بجھا ہوا ایک تیر ہے (کیونکہ بدکاری کی تمہید ہے) ۔

کان کے آداب

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ ۔ (صحیحین)

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے ۔ کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ۔ کہ آپ فرماتے تھے ۔ کہ پس پردہ کھڑا ہو کر لوگوں کی باتیں سُننے والا جنت میں داخل نہ ہوگا ۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَتَمَثَّلُ فِيْ صُوْرَةِ الرَّجُلِ فَيَأْتِي الْقَوْمَ فَيُحَدِّثُهُمْ بِالْحَدِيْثِ مِنَ الْكَذِبِ فَيَتَفَرَّقُوْنَ فَيَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ سَمِعْتُ رَجُلًا أَعْرِفُ وَجْهَهُ وَلَا اَدْرِيْ مَا اسْمُهُ يُحَدِّثُ ۔

(مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ شیطان آدمی کی صورت اختیار کر کے ایک قوم کے پاس آتا ہے ۔ اور اُن سے جھوٹی باتیں بیان کرتا ہے ۔ پھر لوگ متفرق ہوتے ہیں ۔ اور ان میں سے کوئی کہتا ہے کہ میں نے یہ بات ایک ایسے آدمی سے سُنی ہے ۔ جس کے چہرے کو تو میں پہچانتا ہوں اور اس کا نام نہیں جانتا ۔

دوسری حدیث کا خلاصہ مطلب یہ ہے ۔ کہ جب تک بات کہنے والے سے پوری واقفیت اور اس کے حالات سے آگاہی نہ ہو ۔ اور اس کے صدق پر وثوق کامل نہ ہو ۔ اس وقت تک اس کی بات دوسرے سے نقل نہ کرنی چاہیئے ۔

آدابُ السّماع

عَنِ الرُّبَیِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَآءَ قَالَتْ جَآءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِیْنَ بُنِیَ عَلَیَّ فَجَلَسَ عَلٰی فِرَاشِیْ کَمَجْلِسِکَ مِنِّیْ فَجَعَلَتْ جُوَیْرِیَاتٌ لَّنَا یَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَیَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ اٰبَآئِیْ یَوْمَ بَدْرٍ اِذْ قَالَتْ اِحْدٰھُنَّ وَفِیْنَا نَبِیٌّ یَّعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ فَقَالَ دَعِیْ ھٰذِہٖ وَقُوْلِیْ بِالَّذِیْ کُنْتِ تَقُوْلِیْنَ۔ (بخاری)

حضرت ربیع بنت معوذ بن عفرا سے روایت ہے، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے پاس اُس وقت آئے جبکہ میں اپنے شوہر کے گھر رخصت کی گئی تو آپ میرے بچھونے پر اس طرح آ بیٹھے جیسا کہ تو بیٹھا ہے (ربیع کا خطاب راوی حدیث کی طرف ہے) پس ہماری چھوکریاں دف بجا بجا کر میرے باپ اور چچاؤں کے اوصاف گانے لگیں جو غزوۂ بدر میں شہید ہوئے تھے۔ دفعتہً اُن میں سے ایک کہنے لگی کہ ہم میں وہ نبی ہے، جو آئندہ کے واقعات سے باخبر ہے آپ نے فرمایا اس بات کو چھوڑ دے اور جو کچھ پہلے کہہ رہی تھی وہی کہے جا۔

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی قَرَظَۃَ بْنِ کَعْبٍ وَّاَبِیْ مَسْعُوْدِنِ الْاَنْصَارِیِّ فِیْ عُرْسٍ وَّاِذَا جَوَارٍ یُّغَنِّیْنَ فَقُلْتُ اَیْ صَاحِبَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَھْلِ بَدْرٍ یُّفْعَلُ ھٰذَا عِنْدَکُمْ فَقَالَ اجْلِسْ اِنْ شِئْتَ فَاسْمَعْ مَعَنَا وَاِنْ شِئْتَ فَاذْھَبْ

حضرت عامر بن سعدؓ کہتے ہیں، کہ میں کعب کے بیٹے قرظہ اور ابومسعود انصاری کے پاس ایک ولیمہ کی تقریب میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں چند لڑکیاں گا رہی ہیں میں نے کہا اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے یارو! اور اے غزوۂ بدر میں شریک ہونے والو تمہارے پاس گانا گایا جاتا ہے اور تم بیٹھے سُن رہے ہو، ان دونوں نے جواب دیا، کہ

فَإِنَّهُ رُخِّصَ لَنَا فِي اللَّهْوِ عِنْدَ الْعُرْسِ. (نسائی)

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ جَاءَتْهُ جَارِيَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي كُنْتُ نَذَرْتُ إِنْ رَدَّكَ اللهُ صَالِحًا أَنْ أَضْرِبَ بَيْنَ يَدَيْكَ بِالدُّفِّ وَأَتَغَنَّى فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كُنْتِ نَذَرْتِ فَاضْرِبِي وَإِلَّا فَلَا فَجَعَلَتْ تَضْرِبُ فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَأَلْقَتِ الدُّفَّ تَحْتَ إِسْتِهَا ثُمَّ قَعَدَتْ عَلَيْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَخَافُ مِنْكَ يَا عُمَرُ إِنِّي كُنْتُ جَالِسًا وَهِيَ تَضْرِبُ فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ فَلَمَّا دَخَلْتَ أَنْتَ يَا عُمَرُ أَلْقَتِ الدُّفَّ ـ (ترمذی)

اگر تم چاہو بیٹھ جاؤ اور ہمارے ساتھ سنو اور اگر چاہو تو چلے جاؤ، کیونکہ ولیمہ کی تقریب میں ہمیں لہو کرنے کی اجازت دی گئی ہے ۔

حضرت بریدہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کسی جہاد میں تشریف لے گئے۔ جب واپس آئے تو ایک سیاہ فام لونڈی آپ کے پاس آکر کہنے لگی کہ اے رسول خدا میں نے یہ منت مانی تھی کہ خدا آپ کو صحیح وسالم واپس لائے گا، تو میں آپ کے آگے دف بجاؤں گی اور گیت گاؤں گی۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا اگر تو نے واقعی منت مانی ہے تو دف بجالے ورنہ نہیں، چنانچہ اس عورت نے دف بجانا شروع کیا، اتنے میں حضرت ابوبکر ؓ آئے اور وہ عورت دف بجاتی رہی۔ حضرت علی ؓ آئے تو بھی دف بجاتی رہی حضرت عثمان ؓ آئے تو بھی بجاتی رہی، پھر حضرت عمر ؓ آئے تو وہ عورت دف کو چوتڑ کے نیچے رکھ کر اس پر بیٹھ گئی، یہ دیکھ کر آنحضرت نے فرمایا اے عمر ؓ بیشک تم سے شیطان ڈرتا ہے، میں بیٹھا رہا اور یہ عورت دف بجاتی رہی اور پھر ابوبکر ؓ آئے تو بھی بجاتی رہی۔ علی ؓ آئے تو بھی بجاتی رہی عثمان ؓ آئے تو بھی بجاتی رہی، لیکن اے عمر ؓ جب تم آئے تو اس نے

دف کو زمین پہ ڈال دیا ۔

عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ اِنَّ اَبَا بَكْرِ بْنِ الصِّدِّيْقِ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ فِيْ اَيَّامِ مِنًى تُدَفِّفَانِ تَضْرِبَانِ وَفِيْ رِوَايَةٍ تُغَنِّيَانِ بِمَا تَقَاوَلَتِ الْاَنْصَارُ يَوْمَ بُعَاثٍ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَغَشٍّ بِثَوْبِهِ فَانْتَهَرَهُمَا اَبُوْبَكْرٍ فَكَشَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ دَعْهُمَا يَا اَبَا بَكْرٍ فَاِنَّهَا اَيَّامُ عِيْدٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ يَا اَبَا بَكْرٍ اِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيْدًا وَهٰذَا عِيْدُنَا۔

(صحیحین)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ کہ میرے والد ابوبکرؓ صدیق عید الضحیٰ اور ایام تشریق کے دنوں میں میرے پاس آئے اور میرے پاس انصار کی لڑکیاں بیٹھی دف بجا رہی تھیں اور گا رہی تھیں اور ایک روایت میں ہے کہ معرکہ بعاث میں جو رجز یا اشعار انصار نے کہے تھے۔ وہ گا رہی تھیں، اور آنحضرت صلعم کپڑا اوڑھے لیٹے تھے، تو ابوبکرؓ نے ان لڑکیوں کو دھمکایا تو حضور نے اپنا منہ مبارک کھول دیا، اور فرمایا ابوبکر! انہیں چھوڑ دو۔ کیونکہ ایام مناعید کے دن ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور یہ دن ہماری عید کا ہے ۔

سماع کی نسبت علماء مختلف خیال ہیں۔ بعض اس کی حرمت کے قائل ہیں اور بعض جواز کے لیکن جو جواز کے قائل ہیں وہ اس پہ نہایت کڑی شروط عائد کرتے ہیں، نیز جو اس کی حرمت کے قائل ہیں، ان کی تعداد زیادہ ہے۔ اس لئے اس کا سننا ناجائز ہے۔ حضرت امام غزالیؒ نے اس بحث کو احیاء العلوم میں شرح و بسط سے لکھا ہے، جن اصحاب کو تفصیل و تحقیق مطلوب ہو وہ احیاء العلوم کا مطالعہ فرمائیں ۔

شکار اور ذبح کے آداب

يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا اُحِلَّ لَهُمْ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ

(اے پیغمبر صلعم) لوگ آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ کون کون سی چیز ان کے لئے

الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ مِمَّا اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝

(المائدہ - ع ۱ - پارہ ۵-۶)

حلال کی گئی ہے، سو آپ اُن کو سمجھا دیں کہ صاف ستھری چیزیں تمہارے لئے حلال کر دی گئی ہیں، اور شکاری جانور جو تم نے شکار کے لئے سدھا رکھے ہوں اور جیسا کہ تم کو خدا نے سکھا رکھا ہے، ویسا ہی تم نے اُن کو سکھا دیا ہو، تو یہ جانور جو تمہارے لئے پکڑ رکھیں اور وہ ذبح کرنے سے پہلے مر جائیں تو ان کو کھا لو، مگر شکاری جانور چھوڑتے وقت خدا کا نام لے لیا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرْسَلْتَ كَلْبَكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ فَاِنْ اَمْسَكَ عَلَيْكَ فَاَدْرَكْتَهُ حَيًّا فَاذْبَحْهُ وَاِنْ اَدْرَكْتَهُ قَدْ قَتَلَ وَلَمْ يَاْكُلْ مِنْهُ فَكُلْهُ وَاِنْ اَكَلَ ـــــ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّمَا اَمْسَكَ لِنَفْسِهٖ وَاِنْ وَجَدْتَ مَعَ كَلْبِكَ كَلْبًا غَيْرَهٗ وَقَدْ قَتَلَ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّكَ لَا تَدْرِيْ اَيُّهُمَا قَتَلَهٗ وَاِذَا رَمَيْتَ بِسَهْمِكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ فَاِنْ غَابَ عَنْكَ يَوْمًا فَلَمْ تَجِدْ فِيْهِ اِلَّا اَثَرَ سَهْمِكَ فَكُلْ اِنْ شِئْتَ

حضرت عدی بن حاتم سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اپنا سدھایا ہوا کتا شکار کے لئے چھوڑو تو خدا کا نام لے لیا کرو، پھر اگر کتا تمہارے لئے شکار کو پکڑ رکھے اور تم شکار کو زندہ پالو تو اُسے ذبح کرو، اور اگر اس حال میں پاؤ کہ کتے نے شکار کو مار ڈالا ہے، لیکن اس میں سے کچھ کھایا نہیں تو بھی اُسے کھا لو، ہاں اگر اس نے کھا لیا ہے تو پھر نہ کھاؤ، کیونکہ اس نے اپنے لئے شکار پکڑا ہے، اور اگر تم اپنے کتے کے سوا اور کتا بھی شریک پاؤ اور اُس نے شکار کو مار ڈالا ہے، تو ایسی شکار کو بھی نہ کھاؤ، کیونکہ تم نہیں جانتے کہ وہ دونوں

وَإِنْ وَجَدْتَهُ غَرِيقًا فِي الْمَاءِ فَلَا
تَأْكُلْ. (صحیحین)

کتوں میں سے کس نے شکار کو قتل کیا ہے
اور جب تم اپنا تیر پھینکو تو خدا کا نام لے لیا
کرو۔ اور اگر تم سے شکار ایک روز غائب رہے
اور تم اس میں اپنے تیر کے نشان کے علاوہ
اور کوئی نشان نہ پاؤ۔ تو تمہارا دل چاہے تو
کھالو۔ لیکن پانی میں ڈوبا ہوا ہو تو نہ کھاؤ۔

عَنْ عَدِيٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ
اللهِ إِنَّا نُرْسِلُ الْكِلَابَ الْمُعَلَّمَةَ
قَالَ كُلْ مَا أَمْسَكْنَ عَلَيْكَ قُلْتُ وَإِنْ
قَتَلْنَ قَالَ وَإِنْ قَتَلْنَ قُلْتُ إِنَّا نَرْمِي
بِالْمِعْرَاضِ قَالَ كُلْ مَا خَزَقَ وَمَا
أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَقَتَلَهُ فَإِنَّهُ وَقِيذٌ
فَلَا تَأْكُلْ۔ (صحیحین)

حضرت عدی سے روایت ہے کہ میں
نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم سکھائے ہوئے
کتوں کو شکار پر چھوڑتے ہیں۔ آپ نے فرمایا
جس شکار کو کتوں نے تمہارے لئے پکڑ رکھا
ہے انہیں کھالو۔ میں نے عرض کیا۔ اگرچہ
کتے شکار کو مار ڈالیں۔ فرمایا اگرچہ مار ڈالیں
میں نے عرض کیا ہم اڑا تیر شکار پر پھینکتے ہیں
فرمایا جو چیز زخم ڈال سکے اور گوشت میں
نفوذ کر جائے اس سے شکار کئے جانور کو
کھالو۔ اور جو چیز شکار کو ترچھی لگے۔ اور
اس سے شکار مر جائے تو وہ موقوذ ہے
اسے مت کھاؤ۔

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ قُلْتُ
يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا لَاقُوا الْعَدُوِّ غَدًا
وَلَيْسَتْ مَعَنَا مُدًى أَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ
قَالَ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللهِ
فَكُلْ لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَأُحَدِّثُكَ

رافع بن خدیج سے روایت ہے۔ کہ
میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کل کافروں
سے ہماری مٹھ بھیڑ ہونے والی ہے۔ اور
ہمارے پاس چھری نہیں ہے۔ تو کیا ہم سرکنڈے
سے ذبح کرلیں۔ آپ نے فرمایا جو چیز خون

عَنْهُ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشِ. (صحیحین)

بجائے اور نام خدا لیا جائے اُسے کھالو مگر میں دانت اور ناخن کو مستثنےٰ کرتا ہوں اور اس کی وجہ میں بتائے دیتا ہوں۔ تو دانت اس لئے کہ وہ ہڈی ہے اور ناخن اس لئے کہ وہ اہل حبش کی چھری ہے۔

عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللهَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذِّبْحَ وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ وَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ (مسلم)

حضرت شداد بن اوس سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا تعالیٰ نے ہر چیز پر نیکی کرنے کو واجب کیا ہے تو جب تم کسی کو قتل کرنے لگو۔ تو اچھے طریق سے قتل کرو۔ اور جانور ذبح کرو تو نیک طریق کے ساتھ ذبح کرو۔ یعنی تم میں سے ہر ایک شخص کو اپنی چھری تیز کر لینی اور ذبیحہ کو راحت پہنچانی چاہیئے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُصْبَرَ بَهِيمَةٌ أَوْ غَيْرُهَا لِلْقَتْلِ (صحیحین)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ چارپائے یا چارپائے کے علاوہ کسی اور جاندار کو نشانہ بنانے اور قتل کرنے کے لئے باندھے جانے سے منع فرمایا کرتے تھے۔

عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَهُمْ يَجُبُّونَ أَسْنِمَةَ الْإِبِلِ وَيَقْطَعُونَ أَلْيَاتِ الْغَنَمِ قَالَ مَا يُقْطَعُ مِنَ الْبَهِيمَةِ وَهِيَ حَيَّةٌ فَهِيَ مَيْتَةٌ لَا تُؤْكَلُ. (ترمذی)

حضرت ابو واقد لیثی سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو یہاں کے لوگ اونٹوں کے کوہان اور دُنبوں کی چکیاں کاٹ کاٹ کر کھا جاتے تھے۔ آپ نے فرمایا جو چیز چارپائے سے

کاٹی جائے اور چار پایہ زندہ ہو تو وہ چیز مردار ہے۔ اس کا کھانا جائز نہیں ؛

علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ غیر محرم کے لئے شکار مباح ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ کسی سدھائے ہوئے شکاری جانور کے ذریعے شکار کرے۔ جیسے چیتا، کتا اور باز وغیرہ۔ چیتے اور کتے کے سدھائے ہوئے ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ جس جانور کو پکڑیں اُسے کھائیں نہیں اور باز وغیرہ شکاری پرندوں کے سدھائے ہوئے ہونے کی علامت یہ ہے، کہ جب ان کو اُن کا مالک بلائے وہ چلے آئیں خواہ شکار کے پیچھے ہی جا رہے ہوں۔ اگر یہ علامت نہ پائی جائے تو ان کا شکار کیا ہوا حلال نہیں ؛

شکار کرنے کا طریق یہ ہے کہ شکاری جانور کو بسم اللہ کہہ کر چھوڑے۔ پس اگر وہ جانور کو زخمی کر دے اور وہ جانور مر جائے تو اس کا کھانا حلال ہے۔ اور اگر کتا اس شکار سے کچھ کھالے تو اس کا کھانا جائز نہیں اور باز کھالے تو کھانا درست ہے۔ اور اگر شکاری شکار کو زندہ پائے تو پھر وہ ذبح کئے بغیر حلال نہیں ہوتا۔ اگر بسم اللہ پڑھ کر تیر پھینکا جائے اور شکار زخمی ہو کر مر جائے تو وہ شکار حلال ہے اور اس کا کھانا جائز ہے۔ غلیل کے غلہ سے جو شکار کیا جائے وہ جب تک ذبح نہ کیا جائے حلال نہیں ہوتا، اور بندوق کی گولی کا بھی یہی حکم ہے۔ مجوسی، بُت پرست اور مرتد کا شکار کیا ہوا جانور حلال نہیں ؛

جانور کو ذبح کرتے وقت چار رگوں کا کاٹنا ضروری ہے، ایک وہ رگ جس سے سانس اندر جاتا ہے۔ اور دوسرے وہ رگ جس سے کھانا پینا اندر جاتا ہے اور تیسرے اور چوتھے وہ دو رگیں جو خون کی آمد و رفت کا باعث ہیں۔ اور فارسی میں انہیں شہ رگ کہتے ہیں۔ شاہ رگ میں سے اگر ایک نہ کاٹی تو بھی ذبیحہ حلال ہو جاتا ہے ؛

آداب البیع

عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِیَّاکُمْ وَکَثْرَۃَ

حضرت ابو قتادہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیع میں

اَلْحَلْفُ فِی الْبَیْعِ فَاِنَّهٗ یُنَفِّقُ ثُمَّ یَمْحَقُ۔ (مسلم)

زیادہ قسمیں کھانے سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ کیونکہ کثرت سے قسمیں کھانا بکری کو رواج دیتا ہے۔ مگر برکت کو مٹاتا ہے ؛

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَۃٌ لَا یُکَلِّمُھُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْھِمْ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ قَالَ اَبُوْذَرٍّ خَابُوْا وَخَسِرُوْا مَنْ ھُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَہٗ بِالْحَلْفِ الْکَاذِبِ (مسلم)

حضرت ابوذر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، کہ آپ نے فرمایا تین طرح کے آدمی ہیں، جن سے خدا قیامت کے دن بات تک بھی نہیں کرے گا، اور نہ اُن کو نظرِ رحمت سے دیکھے گا اور اُن کو دردناک عذاب ہوگا، حضرت ابوذرؓ نے عرض کیا وہ نا اُمید ہوئے اور نہایت ٹوٹے میں پڑے، یا رسول اللہ وہ کون ہیں۔ آپ نے فرمایا براہ کبر ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکانے والے : سے کر احسان رکھنے والے اور جھوٹی قسم سے مال کی نکاسی کرنے والے ؛

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ۔ (ترمذی)

حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ امانت دار سوداگر قیامت کے روز پیغمبروں اور صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا ؛

بیع کا مفصل بیان حقوق العباد میں گزر چکا ہے ؛

آدابُ النِّکاح

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْلِنُوْا ھٰذَا

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس شرعی

النِّكَاحَ وَاجْعَلُوْهُ فِي الْمَسَاجِدِ وَاضْرِبُوْا
عَلَيْهِ بِالدُّفُوْفِ (ترمذی)

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَاطِبٍ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَصْلُ مَا
بَيْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ الصَّوْتُ
وَالدُّفُّ۔ (نسائی)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ زُفَّتِ امْرَأَةٌ
إِلٰى رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ مَعَكُمْ
لَهْوٌ فَإِنَّ الْاَنْصَارَ يُعْجِبُهُمُ اللَّهْوُ
(بخاری)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ عِنْدِي
جَارِيَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ زَوَّجْتُهَا فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا
عَائِشَةُ اَلَا تُغَنِّيْنَ فَإِنَّ هٰذَا الْحَيَّ مِنَ
الْاَنْصَارِ يُحِبُّوْنَ الْغِنَاءَ (مشکوٰۃ)

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ
عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَزَوَّجَ اَحَدُكُمْ
اِمْرَاَةً اَوِ اشْتَرٰى خَادِمًا فَلْيَقُلْ
اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ
مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا

نکاح کو آشکارا کیا کرو اور اس کو مسجدوں میں کیا کرو۔ اور نکاح کی تقریب پر دف بجایا کرو۔ (تاکہ تشہیر ہو جائے)

محمد بن حاطب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ جس چیز سے حلال و حرام میں فرق ظاہر ہوتا ہے۔ وہ ذکر تشہیر اور دف ہے

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ عورت ایک انصاری مرد کے ساتھ رخصت کی گئی تو آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ عائشہ رض تمہارے پاس لہو (یعنی دف وغیرہ) نہیں ہے۔ کیونکہ انصار کو لہو بھلا معلوم ہوتا ہے

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ میرے پاس ایک انصاری لڑکی آیا کرتی تھی میں نے اس کا بیاہ کیا۔ تو آنحضرت صلعم نے مجھ سے فرمایا تم گانے کا حکم کیوں نہیں دیتیں۔ کیونکہ انصار کا یہ قبیلہ گانے کو دوست رکھتا ہے

عمر بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اس کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے یا کوئی خادم خریدے تو کہے اے اللہ میں تجھ سے اس عورت کی نیکی و بھلائی طلب کرتا اور اس چیز کی بھلائی

وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ۔ (ابوداؤد)

کو طلب کرتا ہوں، جس پر تو نے اس عورت کو پیدا کیا ہے۔ اور میں اس کی بُرائی اور اس چیز کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں جس پر تو نے اسے پیدا کیا ہے ؛

شارع علیہ السلام کو چونکہ بدکاری کا دروازہ بہمہ وجوہ بند کرنا منظور ہے اور ممکن ہے کہ ایک شخص کسی عورت سے ناجائز تعلق رکھتا ہو، اور زنا، کی عار دور کرنے کے لئے اس بات کو ظاہر کرتا ہو کہ میں نے اس سے نکاح کر لیا ہے، اس لئے نکاح کے لئے اعلان ضروری قرار دیا گیا ہے اور دف بجانے کی یہی علت و سبب ہے لیکن دف بجانے کی قید اتفاقی ہے، واقعی نہیں یعنی دف بجانے کے بغیر ہی نکاح کا اعلان ہو جائے، تو دف بجانے کی ضرورت نہیں، خلاصہ مطلب یہ ہے کہ شارع علیہ السلام کا مقصود اعلان ہے خواہ کسی طریق سے ہو، لیکن تاشہ باجے اور ڈھول ڈھمکے بجانے بالکل ناجائز خلاف شرع اور داخل اسراف ہیں، احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دُلہن کی رخصت کے وقت اگر گھر کی لڑکیاں دف کے ساتھ ایسا گیت گائیں جو خود فحش نہ ہو اور سُننے والوں کی طبیعتوں کو برانگیختہ نہ کرے تو جائز ہے ورنہ نہیں ؛

آداب المباشرت (جماع)

نِسَاءُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ وَقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُم مُّلَاقُوهُ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ۝ (بقرع ۲۸ پارہ ۲)

تمہاری بیبیاں گویا تمہاری کھیتیاں ہیں، تو اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو، آؤ اور اپنے لئے آئندہ کا بھی بندوبست رکھو، اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ تم کو اس کے حضور میں حاضر ہونا ہے اور ایمان والوں کو خوشخبری سُنا دو ۝

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أُوحِيَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ الآية أَقْبِلْ وَأَدْبِرْ وَاتَّقِ الدُّبُرَ

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جو وحی کی گئی ہے کہ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آگے کی جانب سے آؤ یا پشت کی طرف

وَالْحِيْضَةَ ۔ (ترمذی)

سے بہتر ہو۔ لیکن ہر حالت میں وطی فی الدبر اور حالت حیض میں عورت کے پاس جانے سے پرہیز کرو ؛

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَحْیِیْ مِنَ الْحَقِّ لَا تَاْتُوا النِّسَاءَ فِیْ اَدْبَارِهِنَّ وَفِیْ رِوَایَةِ اَبِیْ دَاؤدَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَلْعُوْنٌ مَنْ اَتٰی امْرَاَتَهٗ فِیْ دُبُرِهَا

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، خدا حق بات سے نہیں شرماتا، تم وطی فی الدبر کے مرتکب نہ ہونا اور ابوداؤد کی روایت میں آیا ہے، کہ حضورؐ نے فرمایا۔ وطی فی الدبر کرنے والا ملعون ہے ؛

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَا لَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّاْتِیَ اَهْلَهٗ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا ثُمَّ اِنْ قُدِّرَ بَیْنَهُمَا فِیْ ذٰلِكَ وَلَدٌ لَمْ یَضُرَّهُ الشَّیْطَانُ اَبَدًا۔ (صحیحین)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی شخص اپنی بی بی سے ہم بستر ہوتے وقت کہے گا کہ اے خدا ہم سے شیطان کو دور رکھ اور جو کچھ تو ہمارے لئے نصیب کرے اس سے بھی شیطان کو دور رکھ تو اس موقع پر اگر دونوں کی تقدیر میں بچہ ہو گا تو شیطان اسے کبھی نقصان نہ پہنچائیگا۔

آداب ولیمہ (شادی کا کھانا)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا اَوْلَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی اَحَدٍ مِنْ نِسَائِهٖ مَا اَوْلَمَ عَلٰی زَیْنَبَ اَوْلَمَ بِشَاةٍ۔ (صحیحین)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس مقدار میں بی بی زینب کو نکاح میں لانے پر ولیمہ کیا کسی اور بی بی پر اتنا ولیمہ نہیں کیا۔ آپ نے بی بی زینب کو نکاح میں لانے پر ایک بکری کا ولیمہ کیا ؛

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی عَلٰی عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَثَرَ صُفْرَۃٍ فَقَالَ مَا ھٰذَا قَالَ اِنِّیْ تَزَوَّجْتُ امْرَاَۃً عَلٰی وَزْنِ نَوَاۃٍ مِّنْ ذَھَبٍ قَالَ بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاۃٍ ۔ (صحیحین)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف کے کپڑوں پر زردی کا دھبہ دیکھ کر فرمایا۔ کہ یہ کیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا میں نے کھجور کی گٹھلی کے ہموزن سونے پر ایک عورت سے نکاح کیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا خدا تجھے برکت دے تو ولیمہ کر ڈال اگرچہ ایک بکری ہی سہی ۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِیْمَۃِ یُدْعٰی لَھَا الْاَغْنِیَاءُ وَیُتْرَکُ الْفُقَرَاءُ وَمَنْ تَرَکَ الدَّعْوَۃَ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ ۔ (صحیحین)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے بدتر کھانا اس ولیمے کا ہے جس کے لئے مالدار بلائے جائیں اور محتاج چھوڑ دیئے جائیں اور جو شخص بلا عذر دعوتِ ولیمہ قبول نہ کرے تو اُس نے خدا اور رسول کی نافرمانی کی ۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دُعِیَ اَحَدُکُمْ اِلَی الْوَلِیْمَۃِ فَلْیَاْتِھَا وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّمُسْلِمٍ فَلْیُجِبْ عُرْسًا کَانَ اَوْ نَحْوَہٗ ۔ (صحیحین)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص ولیمہ کی دعوت میں بلایا جائے تو اُسے دعوت میں آنا چاہیئے۔ اور مسلم کی ایک روایت میں آیا ہے کہ اُسے دعوت قبول کر لینا چاہیئے۔ دعوت شادی کی ہو یا اس قسم کی کوئی اور ۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ دُعِیَ فَلَمْ یُجِبْ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص کھانے کے لئے بلایا گیا اور اُس نے

وَمَنْ دَخَلَ عَلٰى غَيْرِ دَعْوَةٍ دَخَلَ
سَارِقًا وَّخَرَجَ مُغِيْرًا (ابوداؤد)

خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کی اور جو
بن بلائے دعوت میں چلا گیا۔ تو وہ چور بن کر
گیا، اور لوٹ مار کر کے باہر آیا ؛

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ
قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عَنْ اِجَابَةِ دُعَاءِ الْفَاسِقِيْنَ

حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت
ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فاسقوں
کی دعوت قبول کرنے سے منع فرمایا ہے ؛

آداب عیادت مریض (یعنی بیمار پرسی کے آداب)

عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَطْعِمُوا
الْجَائِعَ وَعُوْدُوا الْمَرِيْضَ وَفُكُّوا الْعَانِيَ

ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بھوکے کو کھلاؤ
اور بیمار کی بیمار پرسی کرو، اور قیدی کو چھڑاؤ ؛

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُسْلِمَ
اِذَا عَادَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ لَمْ يَزَلْ فِيْ
خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَ
(مسلم)

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب ایک
مسلمان اپنے بھائی مسلمان کی بیمار پرسی
کے لئے جاتا ہے۔ تو جب تک بیمار پرسی
کر کے واپس نہ آئے، بہشت کی میوہ چینی
میں رہتا ہے ؛

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى
اَعْرَابِيٍّ يَعُوْدُهٗ وَكَانَ اِذَا دَخَلَ عَلٰى
مَنْ يَّعُوْدُهٗ قَالَ لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ
اِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَقَالَ لَهٗ لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ
اِنْ شَاءَ اللّٰهُ قَالَ كَلَّا بَلْ حُمّٰى تَفُوْرُ

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے
کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک بدوی
کی عیادت کے لئے اس کے پاس تشریف
لے گئے اور آپ کا قاعدہ تھا، کہ جب کسی
مریض کی عیادت کو تشریف لے جاتے تو
اس سے فرماتے تم کچھ خوف نہ کرو، اور

عَلٰى شَيْخٍ كَبِيْرٍ تُزِيْرُهُ الْقُبُوْرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَنْ۔

(بخاری)

غمگین نہ ہو۔ انشاء اللہ یہ بیماری گناہوں سے پاک و صاف کر دینے والی ہے۔ چنانچہ آپ نے اُس بدوی سے بھی یہی فرمایا کہ اندیشہ نہ کرو۔ انشاء اللہ یہ بیماری گناہوں سے پاک و صاف کر دینے والی ہے، بدوی نے کہا ہرگز نہیں بلکہ یہ ایک تپ ہے جو ایک بڈے بوڑھے پر جوش مار رہی ہے اور اُسے قبروں کی زیارت کرا کے چھوڑے گی۔ حضورؐ نے فرمایا تو اب ایسا ہی ہوگا ۝

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اشْتَكٰى مِنَّا اِنْسَانٌ مَسَحَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ قَالَ اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا (صحیحین)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب ہم میں سے کوئی بیمار ہوتا تو آنحضرت صلعم اپنا دایاں ہاتھ اس پر پھیرتے اور فرماتے اے لوگوں کے پروردگار! اس درد و تکلیف کو دُور کر اور شفا عنایت فرما۔ تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں۔ جو کسی بیماری کو نہیں چھوڑتی ۝

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُوْدُ مُسْلِمًا فَيَقُوْلُ سَبْعَ مَرَّاتٍ اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ اِلَّا شُفِيَ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ قَدْ حَضَرَ اَجَلُهٗ (ابوداؤد)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی بیمار پرسی کرتا ہے اور سات دفعہ یوں کہتا ہے کہ میں خدائے بزرگ سے جو عرش عظیم کا پروردگار ہے اس بات کی درخواست کرتا ہوں کہ وہ تجھے

شفا عنایت فرمائے تو مریض تندرست ہوجاتا ہے۔ مگر یہ کہ اس کی موت آن پہنچی ہو۔

عیادت سے بیمار کو ایک گونہ تسلی ہوتی ہے، اور تسلی سے طبیعت کو تقویت پہنچتی ہے اور طبیعت کی تقویت سے ازالۂ مرض ہوتا ہے، اس لئے بیمار پرسی کا حکم دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے، کہ اس طرح اتحاد و اتفاق اور میل ملاپ بڑھتا ہے، جس سے بہت سی برکات و خیرات پیدا ہوتی ہیں۔

قریب الموت کے پاس بیٹھنے والوں کے آداب

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقِّنُوْا مَوْتَاکُمْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔

(مسلم)

حضرت ابو سعیدؓ اور ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مُردوں کے سامنے لا الٰہ الا اللہ کا ذکر کیا کرو۔

عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِیْضَ اَوِ الْمَیِّتَ فَقُوْلُوْا خَیْرًا فَاِنَّ الْمَلَائِکَۃَ یُؤَمِّنُوْنَ عَلٰی مَا تَقُوْلُوْنَ

(مسلم)

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم بیمار یا قریب الموت کے پاس جاؤ، تو دعائے خیر کرو، کیونکہ جو کچھ تم کہتے ہو، فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ یَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِقْرَءُوْا سُوْرَۃَ یٰسٓ عَلٰی مَوْتَاکُمْ۔

(ابو داؤد۔ ابن ماجہ)

حضرت معقل بن یسارؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مُردوں یعنی قریب الموت لوگوں کے پاس بیٹھ کر سورۂ یٰسین پڑھا کرو۔

جب کسی مریض پر علامات موت ظاہر ہونے لگیں، تو مسنون یہ ہے کہ اس کا منہ قبلے کی طرف کر دیا جائے۔ بشرطیکہ مریض کو تکلیف نہ ہو۔ اور پھر باآواز بلند اس کے سامنے کلمۂ شہادت

پڑھیں، تاکہ مریض اس کو سُن کر خود بھی پڑھے اور اس بشارت کا مستحق ہو جائے، جو صحیح احادیث میں وارد ہوئی ہے کہ جس کا آخری کلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہو گا، وہ جنت میں داخل ہو گا۔ اور یہ بھی مستحب ہے، کہ اس کے سامنے سورہ یٰسین پڑھی جائے۔ کیونکہ اس سورت میں شریعت اسلامی کی تعلیم کا خلاصہ مذکور ہے، اور حدیث میں اس کو قلبِ قرآن کہا گیا ہے تو اس سورت کا پڑھنا گویا شریعت اسلامی کی تمام ضروری باتوں کو یاد دلانا ہے ۔

میت کے غسل اور تکفین کے آداب

عَنْ عَلِیٍّ رضی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَغَالُوْا فِی الْکَفْنِ فَاِنَّہٗ یُسْلَبُ سَلْبًا سَرِیْعًا۔

(ابوداؤد)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کفن میں غلو نہ کرو۔ کیونکہ وہ بہت جلد سلب کر لیا جاتا ہے یعنی پرانا ہو جاتا ہے ۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نفیس اور گرانبہا کپڑے میں کفنانے کی ضرورت نہیں بلکہ سادگی اختیار کرنی چاہیئے۔ کیونکہ کفن ایک ایسی چیز ہے جو مٹی میں جا کر چند روز کے بعد مٹی ہو جائے گی، اس لئے اس میں فضول خرچی کی ضرورت نہیں، بلکہ یہ فضول خرچی بھی دیگر فضول خرچیوں کی طرح حرام اور ناجائز اور موجب وعید شدید ہے ۔

جنازے کے ساتھ چلنے کے آداب

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَبِعَ جَنَازَۃً وَّحَمَلَھَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ قَضٰی مَا عَلَیْہِ مِنْ حَقِّھَا۔

(ترمذی)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص جنازے کے پیچھے چلا اور اسے تین دفعہ کندھا دے لیا، تو اس نے جنازے کا حق اپنے اوپر سے ادا کر دیا ۔

عَنْ ثَوْبَانَ رضی قَالَ خَرَجْنَا مَعَ

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ ہم

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَنَازَةٍ فَرَأَى نَاسًا رُكْبَانًا فَقَالَ اَلَا تَسْتَحْيُوْنَ اِنَّ مَلَائِكَةَ اللّٰهِ عَلٰى اَقْدَامِهِمْ وَاَنْتُمْ عَلٰى ظُهُوْرِ الدَّوَابِّ۔

(ترمذی)

لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازے کی مشایعت میں نکلے۔ تو حضور صلعم نے چند لوگوں کو سوار دیکھ کر فرمایا کیا تمہیں شرم نہیں آتی کہ خدا کے فرشتے تو پیادہ چلے جاتے ہیں، اور تم چارپایوں کی پیٹھ پر سوار ہوئے جا رہے ہو۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفَرَسٍ مُعْرَوْرٍ فَرَكِبَهُ حِيْنَ انْصَرَفَ مِنْ جَنَازَةِ ابْنِ الدَّحْدَاحِ وَنَحْنُ نَمْشِيْ حَوْلَهُ۔

(مسلم)

حضرت جابرؓ بن سمرہؓ کہتے ہیں، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بے زین کا گھوڑا لایا گیا، تو آپ اس پر سوار ہوئے، جب کہ ابن دحداح کے جنازے سے واپس تشریف لائے اور ہم آپ کے اردگرد چل رہے تھے۔

پہلی حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے، کہ جنازے سے واپس آتے ہوئے سوار ہونا جائز ہے۔ مگر جنازے کے ساتھ سوار ہو کر چلنا جائز نہیں۔ مگر بضرورت شدید جائز ہے بلا ضرورت درست نہیں۔

